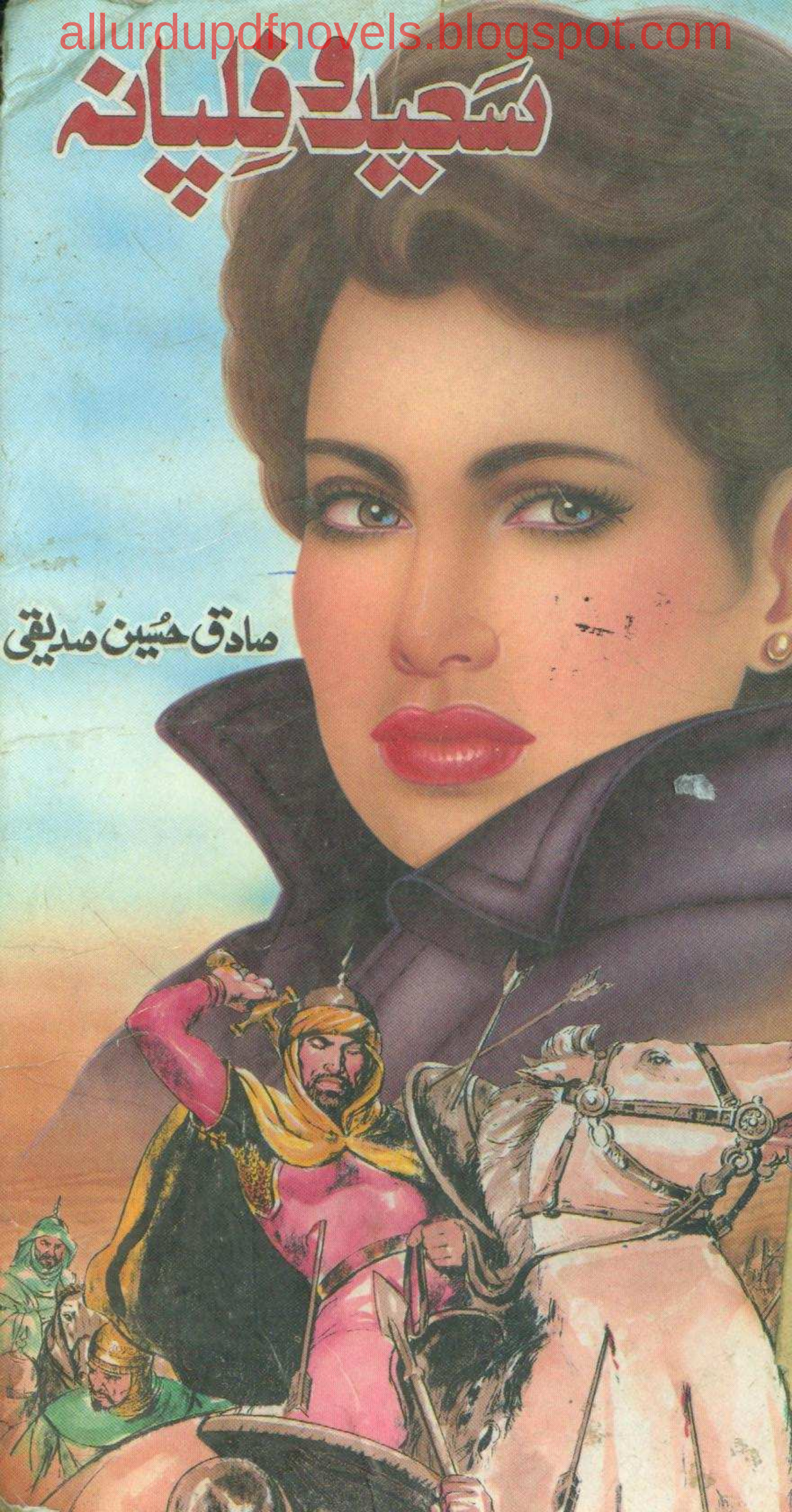

allurdupdfnovels.blogspot.com
سعید و فلپانہ
صادق حسین صدیقی

allurdupdfnovels.blogspot.com

سعید و فلپانہ

صادق حسین صدیقی

ندیم

مکتبۃ القریش چوک اردو بازار لاہور ۲

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

پہلا باب

ایک حوروش نازنین

فلپانہ! "سردی کا وقت ہو گیا ہے۔ اب خانقاہ میں واپس جاؤ" متذکرہ الفاظ ایک سفید ریش بزرگ پادری نے ایک پندرہ سالہ لڑکی سے مخاطب ہو کر کہے۔

شام کا وقت تھا۔ آفتاب کی طلائی کرنیں درختوں کی سرسبز چوٹیوں پر لوٹ رہی تھیں۔ دریا کا کنارہ تھا۔ دور تک سرسبز گھاس کا مخملی فرش ہو رہا تھا۔ سامنے دریا بل کھاتا ہوا بہہ رہا تھا۔ مغرب کی طرف جھک جانے والے آفتاب کی کرنوں کا انعکاس صاف و شفاف پانی میں قرمزی رنگ پیدا کر رہا تھا۔

سرسبز گھاس پر حوروش فلپانہ کھڑی ہوئی نہایت محویت اور غور سے سامنے کی طرف دیکھ رہی تھی' یہ لڑکی حسین تھی' اس کا چہرہ گول تھا' ناک نہایت موزوں تھی' لب پتلے پتلے اور گلابی تھے' اس کے منور چہرہ سے حسن کی شعاعیں نکل رہی تھیں' جس طرح آفتاب کی طرف نظر بھر کر دیکھنا غیر ممکن ہوتا ہے' اسی طرح حوروش فلپانہ کے بے نقاب منور چہرہ کو دیکھنا مشکل تھا۔

فلپانہ پادری کی آواز سن کر چونک پڑی' وہ برق وش تبسم کے ساتھ پادری سے مخاطب ہوئی اور روح پرور نغمہ زار آواز سے بولی۔ "مقدس باپ! وہ سامنے دیکھئے! کوئی سوار سرپٹ گھوڑا دوڑائے آ رہا ہے......" پادری نے اس طرف دیکھا' جس طرف حوروش فلپانہ نے اشارہ کیا تھا' اسے سامنے دور غبار اڑتا ہوا نظر آیا' اس نے کہا۔ بیٹی تم خانقاہ میں جاؤ' میں یہاں کھڑا ہو کر اس آنے والے سوار کا انتظار کروں گا۔

فلپانہ نے طفلانہ ادا کے ساتھ کہا۔

"مقدس باپ! میں بھی اس آنے والے سوار کو دیکھنا چاہتی ہوں"

"نہیں اے گلستان روم کے پھول نہیں' میں تجھے یہاں رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا" پادری نے پدرانہ محبت سے فلپانہ کو دیکھ کر جواب دیا۔

"کیوں! تم مجھے یہاں کھڑا رہنے کی اجازت کیوں نہیں دے سکتے" فلپانہ نے بچپنے کے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

لہجہ میں کہا۔

پادری _ بیٹی! آج کل زمانہ خراب ہے، خانہ بدوش عرب ملک روم میں امنڈ آئے ہیں، اکثر وہ گشت کرتے رہتے ہیں، کہیں یہ سوار کوئی عرب ہی نہ ہو۔

فلپانہ نے بھولے پن سے کہا۔

"میں عربوں ہی کو تو دیکھنا چاہتی ہوں، عرب کیسے ہوتے ہیں"

پادری _ عرب وحشی اور خونخوار ہوتے ہیں، ان میں آدمیت نام کو بھی نہیں ہوتی، وہ رومیوں اور عیسائیوں کی عورتوں اور بچوں کو پکڑ لے جاتے ہیں۔

فلپانہ نے تعجب سے پادری کو دیکھ کر قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔

"کیا عربوں کے پاس عورتیں اور بچے نہیں ہیں"

پادری _ نہیں کیوں نہیں، لیکن عرب ڈاکو ہیں، جہاں وہ مال و دولت لوٹتے ہیں وہاں عورتیں اور بچوں کو بھی پکڑ کر لے جاتے ہیں۔

فلپانہ _ کیا جن شہروں کو عربوں نے فتح کر لیا ہے، وہاں کی ساری عورتوں اور بچوں کو پکڑ لیا ہے؟

پادری _ عجب حجتی لڑکی ہے۔ بیٹی! عرب خوبصورت عیسائی عورتوں اور بچوں کو پکڑ لیتے ہیں۔

فلپانہ _ کیا عرب خوبصورت نہیں ہوتے؟

پادری _ عرب گرم ملک کے رہنے والے ہیں وہ زیادہ تر سیاہ فام ہوتے ہیں۔

فلپانہ _ جب تو انہیں دیکھ کر ڈر لگتا ہو گا۔

پادری نے گھور کر فلپانہ کو دیکھا اور کسی قدر درشت لہجہ میں کہا۔

"اب حجتیں ہی کئے جائے گی، میں کہتا ہوں، واپس خانقاہ میں جاؤ"

حوروش فلپانہ سہم گئی، اس وقت اس کی خوفزدہ ہونے کی حالت اور ادا بھی نہایت دلفریب تھی۔

فلپانہ گلابی ریشم کی پوشاک زیب تن کیے ہوئے تھی، اس کے چہرہ کا رنگ بالکل شہابی ہو رہا تھا، شام کا وقت تھا، آفتاب حجلہ مغرب کی طرف بڑھا جا رہا تھا، وہ افق مغرب میں پہنچ کر ڈوبنے کے قریب تھا، لیکن معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب ابھی غروب ہونا نہیں چاہتا، حسن و جمال کی تصویر ابھی سبزہ زار پر آسمان کی نیلی چھت کے نیچے بے نقاب کھڑی تھی، آفتاب افق مغرب سے ابھر ابھر کر اس حوروش کو دیکھ رہا تھا، اس کی کرنیں فلپانہ کے نازک چہرہ پر لوٹ رہی تھیں۔

فلپانہ پادری کی تہدید سے سہم گئی، اس نے اپنی سرگیں نگاہیں اٹھا کر خوفزدہ نظروں سے پادری کو دیکھا ____ پادری ابھی تک اسے گھور رہا تھا۔ اس نے اپنا نازک سر جھکا لیا، اور چپ چاپ خانقاہ کی طرف روانہ ہوئی۔

فلپانہ کے جاتے ہی آفتاب زرد پڑ گیا، جب وہ حسین ہی سامنے نہ رہی جسے وہ ابھر ابھر کر دیکھ رہا تھا، تو وہ بھی دل برداشتہ ہو کر افق مغرب میں غائب ہو گیا، اب مشرق کی طرف سے سیاہی نمودار ہوئی، اور اس نے جلد جلد بڑھ کر تمام عالم پر اپنا قبضہ کرنا شروع کیا، پادری ابھی تک اسی طرف دیکھ رہا تھا، جس طرف اسے غبار اڑتا ہوا نظر آ رہا تھا، یہ غبار دمبدم قریب ہوتا جاتا تھا۔

پادری موٹی اون کا جبہ پہنے ہوئے تھا جو ٹخنوں تک لانبا تھا، ایک موٹی ریشم کی ڈور سے کمر باندھے ہوئے تھا، اس کے سینہ پر سیاہ آبنوسی صلیب لٹک رہی تھی، سر پر سرخ اون کی اونچی سی ٹوپی تھی، پیروں میں تسمہ دار جوتا تھا۔

اب غبار بڑھتے بڑھتے قریب آگیا تھا، غبار کا دامن چاک ہوا، پادری نے دیکھا کہ ایک سوار گھوڑا اڑائے اسی طرف چلا آ رہا ہے۔

یہ مقام جہاں اس وقت پادری کھڑا تھا، قنسرین سے آٹھ میل کے فاصلہ پر تھا یہ ایک کھلا ہوا سرسبز میدان تھا جو دریا کے قریب کی وجہ سے نہایت ہی پر افزا تھا، اس میدان میں ایک گرجا تھا، اس گرجا میں عرصہ سے یہ پادری مقیم تھا، اس پادری کے زہد و اتقا کی داستانیں قنسرین اور بعلبک سے گزر کر دمشق اور انطاکیہ (ہرقل اعظم کا پایہ تخت) تک پہنچ چکی تھیں، اور اکثر دور دور سے عیسائی اس مقدس پادری کے پاس پند و نصائح سننے اور برکت حاصل کرنے آیا کرتے تھے۔

اب آنے والا سوار پادری کے قریب آگیا تھا، پادری نے اسے دیکھا، وہ ایک عیسائی تھا، جو بیش قیمت ریشمی پوشاک پہنے تھا، یہ سوار پادری کے قریب آکر ٹھہرا، وہ گھوڑے سے اتر پڑا، اس نے گھوڑے کی باگ پکڑی اور پادری کے قدموں پر جھک گیا۔

پادری نے اسے اٹھایا، سوار نے اٹھ کر پادری کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ پادری نے اس سوار کو دیکھا، یہ ایک نوجوان عیسائی تھا، اس کا چہرہ لانبا تھا، پیشانی تنگ اور سر کی طرف جھکی ہوئی تھی، رخساروں کی ہڈیاں کسی قدر زیادہ ابھری ہوئی تھیں، دہن کشادہ تھا، ہونٹ کچھ اس قسم کے واقع ہوئے تھے کہ جب وہ بند کرتا تھا، تو ایک لکیر سی معلوم ہوتی تھی، پادری نے اس سے مخاطب ہو کر کہا، کہ تم کہاں سے آ رہے ہو؟

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

اس جوان عیسائی نے جواب دیا۔ "میں جبلہ کے پاس سے آرہا ہوں" پادری نے متعجب ہو کر کہا۔ "جبلہ کے پاس سے آجکل جبلہ کہاں ہے؟"

عیسائی ۔ جبلہ قنسرین والوں کی مدد کے لئے آرہا ہے۔

پادری ۔ کیا شاہ قنسرین نے اسے طلب کیا ہے۔

عیسائی ۔ جی ہاں ۔

پادری ۔ کہیں لوقا مسلمانوں سے عہد شکنی تو نہیں کرنا چاہتا۔

عیسائی ۔ عہد شکنی نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کو ملک روم سے نکالنے کا عزم کر چکے ہیں۔

پادری ۔ سخت غلطی ہے' لوقا کبھی مسلمانوں پر فتح نہیں پا سکتا۔

عیسائی ۔ کیا کوئی خاص وجہ ہے؟

پادری ۔ خاص وجہ کیا ہوتی ہے' حضرت مسیح نے اقرار پورا کرنے کی ہدایت فرمائی ہے' کوئی مسیحی کبھی عہد شکنی کر کے فلاح کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔

عیسائی ۔ مقدس باپ! یہ عہد شکنی نہیں ہے' جس وقت لوقا نے مسلمانوں سے صلح کی تھی' اس وقت وہ کمزور تھا' اب اس نے والنٹیر بھرتی کر کے اور روپیہ فراہم کرنے سے پوری قوت سے ہو گئی ہے' اس کے علاوہ شیر دل شہنشاہ ہرقل اعظم نے جبلہ کو اہل قنسرین کی مدد کے لئے بلا بھیجا ہے' یہ موقعہ ہمیں قسمت سے ہاتھ آیا ہے' یقین ہے ہم مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکال دیں گے۔

پادری نے کسی قدر طیش میں آکر کہا۔ "یہی فریب ہے' یہی دھوکا ہے' خدا مسیحیوں پر رحم کرے"

عیسائی نے حیرت سے پادری کو دیکھ کر کہا۔

"آپ اس کو فریب اور دھوکہ بتاتے ہیں' اسی کو سیاست داں پالیسی کہتے ہیں"

پادری ۔ یہ پالیسی نہیں ہے بلکہ کھلی ہوئی دغا بازی ہے' اکثر دغا باز بزدل ہوتے ہیں' بزدل کبھی بہادروں پر فتح نہیں پا سکتے ____ اے مسیحی برادر تمہارا نام کیا ہے۔

عیسائی ۔ میرا نام لنطورس ہے۔

پادری ۔ تم کہاں جا رہے ہو؟

لنطورس ۔ میں قنسرین جاؤں گا' لیکن اب رات ہو گئی ہے۔ پادری نے کہا۔ "میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں' تم میرے ساتھ رات بھر بسر کرنا' اب سردی کا وقت ہو گیا ہے۔ آؤ خانقاہ میں چلیں" لنطورس نے پادری کا شکریہ ادا کیا' یہ دونوں گرجہ کے احاطہ کی

طرف روانہ ہوئے۔ اب رات ہو گئی تھی' ہر طرف تاریکی پھیل گئی تھی' آسمان کا رنگ گہرا ہو گیا تھا۔ تارے اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے' یہ دونوں آہستہ آہستہ چل کر گرجا کے قریب پہنچے۔ اس احاطہ کے دروازہ ہی سے ایک صاف اور کشادہ روش چلی گئی تھی' جس کے دونوں طرف سایہ دار درخت کھڑے تھے۔ سامنے دور پر کسی قدر اونچی لالٹین روشن تھی۔ پادری اور لنطورس اس روش پر چل کر روشنی کے قریب پہنچنے پر روشنی گرجا کے دروازے کے اوپر ہو رہی تھی۔

گرجا سطح زمین سے تقریباً" چار فٹ بلندی پر واقع تھا' اس کی عمارت نہایت مستحکم اور بلند تھی' گرجا سے ملے ہوئے متعدد کمرے دور تک بنے ہوئے تھے داہنی طرف گرجا سے کسی قدر فاصلہ پر بارکیں بنی ہوئی تھیں' پادری نے ایک بارک میں لنطورس کا گھوڑا بندھوایا اور دونوں گرجا کے قریب والے کمرہ میں داخل ہوئے۔

یہ کمرہ نہایت وسیع تھا' لیکن اس میں کسی قسم کی آرائش نہ تھی' البتہ دیواروں پر چند تصاویر آویزاں تھیں' چٹائی کا فرش ہو رہا تھا' سامنے طاق میں پیتل کا بھدا سا لیمپ جل رہا تھا' اس کی مدھم روشنی وسیع کمرہ میں پھیل رہی تھی' پادری ایک طرف چٹائی پر بیٹھ گیا۔ اس کے سامنے ہی لنطورس بھی بیٹھ گیا۔ ابھی ان دونوں کو بیٹھے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا' ایک خادم آیا' یہ خادم بھی موٹے اون کے کپڑے پہنے ہوئے تھا' پادری کی طرح وہ بھی ضعیف العمر تھا' عبادت اور ریاضت کی مشقت کے آثار اس کے نحیف چہرہ سے ظاہر تھے' پادری نے اس خادم سے مخاطب ہو کر کہا۔ "جرفاس! آج ہمارے یہاں ایک مہمان آیا ہے' اس مہمان کا نام لنطورس ہے' ان کے ساتھ گھوڑا بھی ہے' گھوڑا بارک میں بندھوا دیا ہے تم اس کا چارہ دانہ کا انتظام کر دو' اور فلپانہ سے کہہ دو کہ مریم کو تین آدمیوں کا کھانا تیار کرنے کی ہدایت کر دے"

اس خادم کا نام جرفاس تھا' وہ عرصہ سے پادری کے پاس رہتا تھا' اس نے تعجب خیز نظروں سے "لنطورس! لوقا کا مصاحب؟"

لنطورس نے غضب آلود نظروں سے جرفاس کو دیکھ کر جواب دیا۔ "ہاں میں وہی لنطورس ہوں"

جرفاس نے بے ساختہ پن سے کہا۔ "لنطورس! ہم لوگ غریب آدمی ہیں' ہم پر رحم کرنا"

جرفاس چلا گیا' پادری کو اس کی لاطینی گفتگو سے حیرت ہوئی' لنطورس نے غضب ناک نگاہوں سے جرفاس کو دیکھا' جرفاس جا چکا تھا اس نے [illegible] سے مخاطب ہو کر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

مقدس باپ! آپ کا خادم نہایت بد تہذیب اور گستاخ ہے۔"

پادری پہلے ہی نادم ہو رہا تھا' اس نے جواب دیا۔ "نہیں نسطورس وہ نہایت نیک اور خلیق انسان ہے' مجھے حیرت ہے کہ اس نے ایسی ناشائستگی کیوں کی! میں اسے تنبیہہ کروں گا۔"

نسطورس ابھی تک غضب ناک ہو رہا تھا اس نے کہا۔ "میں اس گستاخی کا متحمل نہیں ہو سکتا' اگر آپ نے اسے تنبیہہ نہ کی تو میں ضرور سزا دوں گا"

پادری _ تم بڑے آدمیوں میں انتقام کا جذبہ کس قدر جلد پیدا ہو جاتا ہے' حالانکہ خداوند (حضرت عیسیٰ) کے باپ (خدا) کی تعلیم ہے "اگر کوئی تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارے تو تم دوسرا گال بھی اس کے سامنے کر دو"

نسطورس کو غصہ آرہا تھا اس نے درشت لہجہ میں کہا۔ "یہ تعلیم انسانی فطرت کے خلاف ہے' یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک خود دار انسان میں پٹ کر بھی انتقام کا جذبہ پیدا نہ ہو"

پادری نے اپنی انتہائی حیرت سے نسطورس کو دیکھا وہ ششدر رہ گیا' اس نے کسی قدر وقفہ کے بعد کہا۔ "نسطورس تم عیسائی کی توہین کرتے ہو' حضرت مسیح کی تعلیم کو جھٹلاتے ہو' خداوند کے باپ کے احکامات کو تم در پردہ برا بتاتے ہو کس قدر افسوسناک بات ہے"

نسطورس نے بے حیائی سے سر اونچا کر کے کہا۔ "مقدس باپ یہ تعلیم اسی وقت دی گئی تھی' جب خداوند (حضرت عیسیٰ) ظالم یہودیوں کے خوف سے چھپے پھرتے تھے' اس وقت عیسائیوں کے لئے ایسی ہی تعلیم کی ضرورت تھی۔ لیکن اب جبکہ یہودیوں کا زور گھٹ گیا ہے' ہر طرف عیسائی ہی عیسائی ہیں' عیسائیوں کی مضبوط اور وسیع سلطنتیں ہیں' ایسی تعلیم کی ضرورت نہیں' اب اس تعلیم کو بدل ڈالو' اور اینٹ کا جواب پتھر سے دو"

پادری حیرت اور افسوس سے نسطورس کی گفتگو سن رہا تھا' اس نے کہا۔ "نسطورس یہ تمہارا اعتقاد ہے' ایک عیسائی کا ایسا اعتقاد نہیں ہونا چاہئے' خداوند نے جو کچھ کیا اپنے باپ کے حکم سے کیا' جب نیلی چھت والے نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ تو بے خوف و خطر یروشلم میں داخل ہو' تو وہ یروشلم میں پہنچا اور کسی کا خوف نہ کیا۔ خدا کے بیٹے کو کسی کا کیا خوف ہو سکتا تھا' وہ وقت یاد کرو جب یہودا حواری (حضرت عیسیٰ کا صحابی) یہودیوں کو خداوند کی جائے پناہ پر لے گیا تو خداوند باہر نکلے' انہوں نے نہایت بے خوفی سے پوچھا۔ تم

کسے تلاش کرتے ہو؟ یہودیوں نے کہا۔ یسوع ناصری (حضرت عیسیٰ کو) آپ نے فوراً نہایت دلیری سے جواب دیا۔ "میں ہی یسوع ناصری ہوں" یہودی گھبرا گئے اور فوراً لرزہ براندام ہو کر ان کے قدموں پر گر پڑے' خداوند کو سب کچھ طاقت تھی' وہ مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے' انہیں دشمنوں کا کیا خوف ہوتا۔

نسطورس! خداوند کی زندگی کے حالات پڑھو' ان پر اعتقاد رکھو' بد یقینی لا مذہب بنا کر تباہ کر دے گی اس وقت عیسائیوں پر مصیبت کا پہاڑ کیوں ٹوٹ پڑا ہے یہود کے ننگے فرومایہ عرب ان پر غالب آتے جاتے ہیں' محض اس وجہ سے کہ انہوں نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے' حضرت مسیح ان سے ناخوش ہو گئے ہیں' اگر یہی کیفیت رہی تو عیسائی بالکل تباہ ہو جائیں گے' ان کی سلطنتیں جاتی رہیں گی"

نسطورس کچھ کہنا چاہتا تھا کہ فلپانہ کمرہ میں داخل ہوئی' نسطورس حوروش فلپانہ کو دیکھ کر نقش حیرت بن گیا' جس طرح سیاہ بادلوں کو پھاڑ کر آفتاب نکل آتا ہے' اور وہ اپنی روشنی سے دنیا کو منور کر دیتا ہے' اسی طرح حوروش فلپانہ نے اس کمرہ میں داخل ہو کر تمام کمرہ کو روشن کر دیا' اس کے عارض تاباں کی ضیا کے سامنے لیمپ کی مدھم روشنی بالکل ہی ماند پڑ گئی۔

یہ کس نے بزم میں الٹا نقاب چہرہ سے
کہ جھلملانے لگے سب چراغ محفل کے

نسطورس حیرت سے ٹکٹکی باندھ کر فلپانہ کو دیکھنے لگا' فلپانہ دلفریب ادا کے ساتھ بڑھ کر پادری صاحب کے پاس آئی' اس نے ترنم خیز لہجہ میں کہا۔ "کھانا تیار ہو گیا ہے' مریم لا رہی ہے"

پادری نے پر از شفقت نظروں سے فلپانہ کو دیکھ کر جواب دیا۔ "اچھا ہوا کہ تم نے مریم کو اسی جگہ کھانا لانے کو کہہ دیا' ہمارا مہمان تھکا ہوا ہے انہیں دوسرے کمرے میں جانے سے تکلیف ہوتی' آؤ تم بھی بیٹھ جاؤ"

حوروش فلپانہ پادری کے پہلو میں جا بیٹھی۔ نسطورس ابھی تک اسے محویت سے دیکھ رہا تھا' وہ اس وقت دنیا و مافیہا سے بے خبر تھا' اس کے ہوش و حواس زائل ہو چکے تھے' فلپانہ اسے گرم نظر سے دیکھ کر شرم سے جھکی جاتی تھی' اس کے نازک رخساروں کا رنگ نسطورس کی نظر اندازی سے اڑا جاتا تھا۔ اسے نسطورس کا اس طرح گھورنا سخت ناگوار تھا' لیکن وہ از دیاد شرم کے باعث خاموش تھی۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

اب مریم کمرہ میں داخل ہوئی' وہ کھانا لے کر آئی تھی' اس نے پادری کے سامنے کھانا رکھ دیا' پادری نے اپنے ہاتھ سے کھانا چنا' اور لنتورس سے کھانے کے لئے کہا۔

پادری کی آواز سن کر لنتورس چونک پڑا' وہ ____ اپنے سامنے کھانا چنا ہوا دیکھ کر اپنی بڑھی ہوئی حماقت کے باعث شرمندہ ہوا' اس نے اپنا سر جھکا لیا اور کھانا کھانا شروع کیا' پادری اور فلپانہ بھی کھانے لگے' کھانا کھاتے کھاتے پھر لنتورس کی نظر فلپانہ کے چہرہ پرنور پر جا پڑی' حسن کے بھرے ہوئے جادو نے اسے مسحور کر دیا' وہ پھر جمال یار کی دید میں محو ہو گیا۔

اتفاقیہ پادری کی نظر لنتورس پر جا پڑی' وہ اسے فلپانہ کی طرف گھورتے ہوئے دیکھ کر برہم ہوا' لیکن وہ بڑا با مروت تھا' اس نے گستاخ لنتورس کو بجائے تنبیہہ کرنے کے نہایت نرمی سے کہا۔ لنتورس تم امیر آدمی ہو تمہیں یہ غریبوں کا کھانا پسند نہیں۔

لنتورس پھر چونکا' وہ پادری کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ کر محجوب ہوا۔ اس نے اپنا سر جھکا لیا' اور پھر کھانا کھانے لگا' اسے محویت کی وجہ سے یہ معلوم ہی نہیں ہوا' کہ پادری نے کیا کہا' اور اسے کیا جواب دینا چاہئے' پادری نے پھر کہا۔ "ہم لوگوں کا کھانا خوش ذائقہ نہیں ہوتا"

لنتورس نے جواب دیا۔ "مقدس باپ! کھانا نہایت لذیذ ہے حضرت مسیح کی قسم عمر بھر ایسا کھانا نہیں کھایا"

لنتورس کا دل چاہتا تھا کہ حوروش فلپانہ کو پھر دیکھے' لیکن وہ ڈرنے لگا تھا کہ پھر کہیں محو دید ہو کر دنیا و مافیہا سے بے خبر نہ ہو جاؤں' اس لئے وہ سر جھکا کر کھانا کھاتا رہا' تھوڑی دیر میں سب کھانا کھا کر فارغ ہو گئے' مریم برتن اٹھا کر لے گئی۔ پادری نے فلپانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "بیٹی! جاؤ اب آرام کرو"

فلپانہ ادائے جانانہ سے اٹھی' لنتورس نے محبت اور حسرت بھری نظروں سے دیکھا۔ فلپانہ سبک خرامی سے روانہ ہوئی' لنتورس اس کی اس ادائے دلربایانہ پر مرمٹا۔ وہ اسے اس وقت تک دیکھتا رہا' جب تک کہ وہ کمرہ سے باہر نہ چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی لنتورس بے چین ہو گیا' جس طرح انسان یکایک آفتاب کے غروب ہوتے ہی اندھیرے میں رہ جاتا ہے' اسی طرح لنتورس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا' چونکہ اب رات زیادہ آ گئی تھی اس لئے پادری نے کہا۔ "آپ یہاں آرام کیجئے' اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو بے تکلف فرما دیجئے۔"

لنتورس نے پادری کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "اور چیز کی ضرورت نہیں کیا آپ یہاں تنہا رہتے ہیں"

پادری نے ایک گہری ٹھنڈی سانس لے کر جواب دیا۔ "ہاں ایک عرصہ سے میں اسی جگہ رہتا ہوں لیکن تنہا نہیں' میں ہوں' میرا خادم جرفاس ہے' فلپانہ ہے' فلپانہ سے محبت کرنے والی مریم ہے۔ لنتورس! "ہم دنیا والوں سے تنگ آکر اس جگہ گوشہ نشین ہو گئے ہیں"

"اس گوشہ نشینی کی وجہ کیا ہے؟" لنتورس نے کہا۔

پادری کے چہرہ سے غم و فکر کے آثار ظاہر ہوئے' اس نے کہا۔ "ایک خاص وجہ ہے' جو بتا نہیں سکتا"

"فلپانہ آپ کی لڑکی ہے؟" لنتورس نے کہا اور بے صبری سے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

پادری کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا' اس کی آنکھوں سے حسرت و غم ظاہر ہونے لگے۔ اس نے کہا۔ "لنتورس! میری زندگی کے واقعات فلپانہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ معاف کیجئے' میں اس وقت کچھ نہیں بتا سکتا' یہ کہتے ہی کہتے پادری کی آنکھوں سے دو موٹے موٹے آنسوؤں کے قطرے ڈھلک کر اس کے رخساروں پر آپڑے۔ پادری جلدی سے نکل کر کمرہ کے باہر چلا گیا۔ لنتورس کو پادری کی یہ کیفیت دیکھ کر تعجب ہوا۔ وہ دیر تک کھڑا ہو کر کچھ سوچتا رہا' تھوڑی دیر کے بعد اس نے کمرہ کا دروازہ بند کیا۔

یہ کمرہ مختصر تھا' اس میں بھی چٹائی کا فرش ہو رہا تھا' کمرہ کے وسط میں ایک کوچ پڑا تھا' اس کوچ پر خاکستر چڑھا ہوا تھا' سامنے آتشدان پر موٹی شمع جل رہی تھی' لنتورس نے کوٹ اتار کر ایک طرف رکھ دیا اور کوچ پر دراز ہو گیا' لیٹتے ہی اسے حوروش فلپانہ کا تصور بندھ گیا۔ نیند اس کی آنکھوں سے اڑ گئی وہ ساری رات اس کے خیال میں کروٹیں بدلتا رہا' صبح ہوتے ہی اس کی آنکھ لگی' تھوڑی ہی دیر وہ سونے پایا تھا کہ صبح ہو گئی۔ صبح ہوتے ہی گرجا کا گھنٹہ بجا' اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ اٹھ بیٹھا اور جلد جلد کپڑے پہن کر کمرہ سے باہر آیا' ابھی آفتاب طلوع ہوا تھا۔ صبح کا سہانا وقت تھا' نسیم سحر چل رہی تھی' طیور چہچہا رہے تھے۔ کمرہ کے سامنے سبز گھاس کا فرش تھا' حوروش فلپانہ گھاس پر چہل قدمی کر رہی تھی' وہ اس وقت اور بھی حسین معلوم ہو رہی تھی' اس کے عارض گلاب کے شوخ رنگ کی طرح دمک رہے تھے' لنتورس اسے دیکھتے ہی باغ باغ ہو گیا۔ اس سے گفتگو کرنے کے

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

لئے بڑھا۔ ابھی وہ اس کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ سامنے سے پادری آگیا۔ لنٹورس ٹھٹک کر وہیں کھڑا رہ گیا۔ پادری لمبے لمبے قدموں سے لنٹورس کے قریب آیا۔ لنٹورس نے اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ پادری نے کہا۔ "آپ کب تشریف لے جائیں گے"

لنٹورس کا دل وہاں سے جانے کو نہ چاہتا تھا' لیکن وہ سفارت پر گیا تھا اسے جلد سے جلد تسرین پہنچنا تھا' اس نے جواب دا۔ "میں اسی وقت جاؤں گا' لیکن بہت جلد آپ کی زیارت کے لئے واپس آؤں گا"

پادری ۔ میں نے جرفاس کو گھوڑا لانے کی ہدایت کر دی ہے' وہ گھوڑا لا رہا ہے۔ میں اس وقت گرجا میں جا رہا ہوں' اور کسی چیز کی خواہش ہو تو فرما دیجئے۔ لنٹورس نے کسی چیز کی خواہش نہیں کی' اور کہا آپ کی بے پایاں عنایتوں کا شکریہ اب پادری نے فلپانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ فلپانہ آؤ' نماز کا وقت جا رہا ہے۔ "فلپانہ کے نازک لبوں پر ہوش ربا تبسم نمودار ہوا' لنٹورس کے دل پر بجلی گر پڑی فلپانہ خرام ناز سے پادری کے ساتھ گرجا کی طرف روانہ ہوئی' لنٹورس اس وقت تک اسے محبت بھری نظروں سے دیکھتا رہا' جب تک کہ وہ گرجا میں داخل ہو کر نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔

جب فلپانہ گرجا کے اندر پہنچ گئی تو لنٹورس نے ایک گہری ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ "ملائیکہ فریب دوشیزہ! نہیں' حوروش نازنین' تو نے میرا صبرو شکیب لوٹ لیا" ابھی وہ اس قدر کہنے پایا تھا کہ جرفاس اس کا گھوڑا لے کر آگیا۔ لنٹورس نے جرفاس سے دریافت کیا۔ "جرفاس! تم جانتے ہو کہ فلپانہ کس کی لڑکی ہے؟"

جرفاس۔ پادری کی

لنٹورس ۔ پادری تو انکار کرتے ہیں۔

جرفاس ۔ بس تو پھر خدا ہی جانتا ہے کہ "فلپانہ کس کی بیٹی ہے" اب لنٹورس گھوڑے پر سوار ہوا' اور اس نے کہا۔ "اچھا معلوم کیا جائے گا کہ فلپانہ کس کی بیٹی ہے"

جرفاس نے کسی قدر جرات کر کے کہا۔ "سرکار ہم لوگوں پر رحم کیجئے"

لنٹورس نے کسی قدر ترش روئی سے جواب دیا۔ "اچھی طرح رحم کیا جائے گا"

لنٹورس ہنسا اور گھوڑے کو مہمیز لگا کر تیزی سے روانہ ہو گیا' جرفاس نے کہا۔ "شیطان! خدا ہم سب کو تیرے شر سے بچائے گا"

دوسرا باب

دربار

لنٹورس نہایت تیزی سے تسرین کو روانہ ہوا تھا' اس کا تیز گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا جا رہا تھا' اسے رہ رہ کر ہوشربا فلپانہ کا خیال آرہا تھا' اس کے نزدیک فلپانہ دنیا کی حسینوں کا سرتاج تھی' اس کی نظروں سے آج تک ایسی حسین عورت نہیں گزری تھی' وہ اس کی ہر ادا پر مفتون ہو چکا تھا' اگرچہ وہ خود تسرین کی طرف جا رہا تھا لیکن اس کا دل ملائکہ فریب فلپانہ کی زلف درازی میں الجھا رہ گیا تھا۔

لنٹورس کو حیرت تھی کہ پادری حوروش فلپانہ کے ہمراہ آبادی سے الگ ویرانہ میں کیوں رہتا ہے' اس بات سے اسے اور بھی زیادہ تعجب تھا' کہ پری زاد فلپانہ کے متعلق استفسار کرتے ہوئے پادری کے آنسو کیوں نکل آئے' اسے خیال ہوا کہ پادری کا کوئی راز ہے' یہ خیال آتے ہی وہ خوش ہو گیا' اس نے کہا۔ "اگر میں کسی طرح پادری کا راز معلوم کر لوں تو ہوشربا فلپانہ میری ہے' بس مجھے اس کا راز معلوم کرنے کی کوشش کرنا چاہئے' میں پتہ لگاؤں گا' کہ فلپانہ کون ہے وہ کس کی بیٹی ہے' پادری کا اس سے کیا تعلق ہے ____ پادری سادہ لوح ہے' دو تین ملاقاتوں میں مجھے سب کچھ بتا دے گا' فلپانہ کیسا پیارا نام ہے' بہشت ____ اگر واقعی کوئی بہشت ہے اور اس میں حوریں بھی ہیں تو فلپانہ ضرور اسی بہشت کی حور ہے' حضرت مسیح کی قسم ایسی پیاری صورت میں نے کبھی نہیں دیکھی' میں بغیر فلپانہ کے ایک منٹ زندہ نہیں رہ سکتا"

لنٹورس اس خیال میں الجھتا ہوا چلا جا رہا تھا' اب آفتاب کس قدر بلند ہو گیا تھا' ہر طرف دھوپ پھیل گئی تھی' لنٹورس کا خود اور نیزہ آفتاب کی شعاع پڑنے سے چمک رہا تھا' وہ شاہراہ پر نہایت تیزی سے جا رہا تھا' اسے اپنے خیال کی رو میں راستہ طے ہوتا ہوا معلوم نہ ہوا' جب اس نے نظر اٹھائی تو سامنے تسرین کا قلعہ نظر آیا۔ اسے اس قدر جلد منزل مقصود پر پہنچنے پر تعجب ہوا' اب وہ آہستہ آہستہ چلنے لگا۔

سامنے تسرین کا قلعہ نظر آرہا تھا' یہ قلعہ نہایت بلند اور وسیع تھا' اس کی سر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

بلکہ دیواریں بارش اور دھوپ پڑنے کی وجہ سے سیاہ پڑ گئیں تھیں باوجودیکہ یہ قلعہ بہت پرانا تھا' لیکن اس کی فصیل کہیں سے شکستہ نہ ہوئی تھی' اس قلعہ کے چاروں گوشوں پر بڑے بڑے چار برج تھے' ان برجوں میں رومی سپاہی چل پھر رہے تھے جو بالکل ایسے معلوم ہو رہے تھے جیسے دو دو تین فٹ کے بونے یا چھوٹے چھوٹے بچے چل پھر رہے تھے' اس قلعہ کے صرف دو بڑے بڑے نہایت عالی شان بلند اور کشادہ دروازے تھے۔ ایک دروازہ شمال کی طرف تھا اور دوسرا جنوب کی طرف' ان دروازوں پر موٹے موٹے تختوں کے زبردست کواڑ چڑھے ہوئے تھے' ان کواڑوں پر کثرت سے نوک دار میخیں نصب تھیں' اس قلعہ کا نظارہ نہایت مہیب تھا' اس کی بلندی اور مضبوطی کو دیکھ کر خوف سا معلوم ہوتا تھا۔

اس قلعہ کے چاروں طرف نہایت وسیع میدان تھا۔ لنطورس اس میدان کو طے کر کے دروازہ پر پہنچا دروازہ پر رومی سپاہیوں کا پہرہ تھا' سپاہیوں نے اسے دیکھتے ہی نہایت ادب سے سلام کیا' اس نے لاپروائی سے سلام کا جواب دیا اور دروازہ کو عبور کر کے قلعہ کے اندر پہنچا۔

قلعہ کے اندر اس کثرت سے مکانات کوٹھیاں اور کلیسا بنے ہوئے تھے کہ شاید کسی بڑے سے بڑے شہر میں بھی نہ ہوں' فصیل کے نیچے ہی نیچے چاروں طرف بارکیں بنی ہوئی تھیں' ان بارکوں میں فوج رہتی تھی' بارکوں کے سامنے نہایت وسیع زمین کے قطعات چھوڑ کر عالی شان مکانات' کوٹھیاں اور کلیسا واقع تھے۔ شمالی جانب فلک رفعت مکانات تھے' ان مکانات کا سلسلہ دور تک چلا گیا تھا۔ یہ شاہی محل سرا تھی' ان محلوں میں لوقا قسرین کا بادشاہ رہتا تھا' ان شاہی محلات سے کسی قدر فاصلہ پر ایک اور عالی شان عمارت تھی۔ یہ دربار عام تھا۔ لوقا اسی جگہ دربار کرتا تھا۔

لنطورس قلعہ کے اندر داخل ہو کر محل سرا کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ محل سرا کے قریب پہنچا تو اسے رومی سپاہیوں کا دستہ ملا۔ ان سپاہیوں نے فوجی طریقہ سے سلام کیا۔ وہ سلام کا جواب دے کر اس جگہ ٹھہرا اور گھوڑے سے اتر پڑا ایک سپاہی نے جلدی سے آگے بڑھ کر گھوڑا پکڑ لیا۔ اب لنطورس پا پیادہ شاہی محل کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ دربار والی عمارت کے قریب پہنچا تو اسے شاہی باڈی گارڈ کا رسالہ ملا۔ اس رسالہ نے بھی اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا۔ ان کے افسر سے دریافت کیا "کیا عالی جاہ محل سرا ہی میں ہیں؟"

آفیسر دربار میں ہیں

"کیا آج دربار ہو رہا ہے؟" لنطورس نے متعجب ہو کر کہا۔

آفیسر_ جی ہاں' آج دربار ہو رہا ہے۔ صبح کے وقت ایک جاسوس شیراز سے مسلمانوں کی خبر لے کر آیا تھا۔ اسی وجہ سے دربار منعقد ہوا ہے۔

لنطورس_ دربار کو شروع ہوئے کس قدر عرصہ ہوا ہے؟

آفیسر_ تقریباً" ایک گھنٹہ۔

دربار کی عمارت سطح زمین سے چار فٹ اونچی کرسی دے کر بنائی گئی تھی۔ اس عمارت پر پہنچنے کے لئے لمبی اور چوڑی چوڑی سیڑھیاں بنائی گئی تھی۔ لنطورس ان سیڑھیوں پر چڑھ کر برآمدہ میں پہنچا۔ یہ برآمدہ گیلری کے طور پر بنا ہوا تھا جو دور تک چلا گیا تھا۔ برآمدہ کو عبور کر کے لنطورس ہال میں داخل ہوا۔ یہ کمرہ نہایت بلند اور وسیع تھا۔ اس کی دیواروں پر نقش و نگار ہو رہے تھے۔ چھت محراب دار ڈاٹوں پر قائم کی گئی تھی۔ اس کمرہ میں متعدد دروازے تھے۔ ہر دروازہ پر موٹے ریشم کے پردے پڑے تھے۔ فرش پر دبیز قالین پڑے تھے۔ قالینوں پر بیضاوی دائرے میں سیاہ آبنوس کی سینکڑوں کرسیاں پڑی تھیں۔ ان کرسیوں کے سامنے تقریباً" تین فٹ اونچا سنگ مرمر کا چبوترہ تھا۔ اس چبوترہ پر سامنے اور دائیں بائیں گدہ دار کرسیاں قرینہ سے لگ رہی تھی۔ ان کرسیوں پر سفید ریش پادری بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ سب پادری ایک ہی قسم کا سفید اونی لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان کی کمر پر سرخ ریشم کی ڈور بندھی ہوئی تھی۔ سینوں پر سیاہ سلیبیں آویزاں تھیں سروں پر سرخ اون کی ٹوپیاں تھیں۔ اس چبوترہ کی حد پر ایک اور چبوترہ تھا۔ جو اس چبوترہ سے ڈیڑھ فٹ بلند تھا۔ یہ چبوترہ بھی سنگ مرمر کا تھا۔ اس کے تین طرف چاندی کا کٹہرا تھا اس چبوترہ پر بیش قیمت قالین بچھ رہے تھے۔ ان قالینوں پر دیباج ریشم کا فرش ہو رہا تھا۔ اس فرش پر کشتی دار تخت تھا۔ یہ تخت خالص سونے کا تھا اس میں متعدد خوشنما بیل بوٹے تھے۔ ان بوٹوں کی ہر ڈنڈی پر بیش قیمت ہیرے اور فیتوں پر جواہرات آویزاں تھے۔ اس تخت کے بالائی حصہ میں جواہرات کی جھالریں لٹک رہی تھیں۔ ان جواہرات اور ہیروں کی ضو نے تمام کمرہ کو جگمگا رکھا تھا۔

اس تخت کے اوپر ایک نہایت تنومند سرخ و سفید رنگ کا رومی بیٹھا تھا۔ اس کا نام لوقا تھا۔ یہی قسرین کا بادشاہ تھا۔ یہ اس وقت نہایت بیش قیمت ریشمی لباس زیب تن کئے ہوئے تھا۔ اس کے کپڑوں میں نیچے موتی کی جھالر لٹک رہی تھی۔ کفوں اور کالر پر بڑے بڑے ہیرے ٹکے ہوئے تھے۔ سینہ کے اوپر یاقوت کی صلیب لٹک رہی تھی۔ اب کپڑوں کے اوپر بیش قیمت سرخ رنگ کے ریشم کا لبادہ پڑا تھا۔ اس لبادہ کے حاشیوں پر سونے کے باریک تاروں سے کشیدہ کڑھا ہوا تھا۔ سر پر سونے کا تاج تھا۔ اس تاج میں کثرت سے

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ہیرے اور لال آویزاں تھے۔

لوقا نہایت شان اور وقار کے ساتھ تخت پر بیٹھا تھا۔ اس کے پیچھے دو خادم ریشم کے لمبے لمبے جبے پہنے اور کمر کے قریب ریشی ڈورے کمر سے باندھے ہاتھوں میں چاندی کے لانبے لانبے عصا لئے کھڑے تھے۔ یہ دونوں خادم ضعیف العمر تھے۔ ان کی سن سی سفید داڑھیاں چمک رہی تھیں۔ ان دونوں کے سینوں پر صلیبیں لٹک رہی تھیں۔ ان دونوں خادموں کے درمیان تخت سے ملا ہوا ایک خوبصورت بارہ سالہ لڑکا کھڑا تھا۔ یہ لڑکا ریشم کی فوجی ڈریس پہنے تھا جو اس کے جسم پر بہت ہی بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ اس کی کمر میں نہایت خوبصورت پیٹی تھی۔ اس پیٹی میں چھوٹی سی تلوار لٹک رہی تھی۔ یہ لڑکا مگس رانی کر رہا تھا۔ یہ دونوں خادم اور اس لڑکے کے عقب میں پانچ قوی ہیکل رومی فوجی ڈریس پہنے داہنے ہاتھوں میں ننگی تلواریں اور بائیں ہاتھوں میں نیزے لئے کھڑے تھے۔ ان سب کے سینوں پر بھی صلیبیں لٹک رہی تھیں۔ یہ جلدی جلدی نظریں اٹھا کر چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔

اس چبوترہ کی حد پر ہال کی دیوار تھی۔ اس دیوار میں ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔ اس دروازہ پر چق پڑی تھی۔

چبوترہ کے نیچے بیضاوی دائرہ میں جو کرسیاں پڑی تھیں ان پر بڑے بڑے سردار اور معزز رومی بیٹھے تھے۔

لنطورس ہال میں داخل ہو کر شاہی چبوترہ کے قریب پہنچا وہ دو زانوں ہو کر جھکا اور لوقا کو تعظیمی سجدہ کر کے اٹھا اور سیدھے قدموں چند قدم ہٹ کر ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

اس وقت تمام کمرہ میں خاموشی طاری تھی۔ سب لوگ چپ چاپ بیٹھے تھے۔ لوقا نے نظر اٹھا کر چاروں طرف دیکھا۔ اس نے کسی قدر بلند آواز سے کہا "بزرگو! آپ کو اچھی طرح یاد ہے کہ ہم نے مسلمان عربوں سے ایک سال کے لئے صلح کی تھی۔ اگرچہ اس وقت بہت سے محبان وطن کی رائے صلح کرنے کی نہ تھی۔ مگر مابدولت سمجھ گئے تھے کہ اس وقت عربوں سے صلح نہ کرنے میں ملک و قوم کو سخت نقصان پہنچے گا۔ چنانچہ دفع الوقتی کے لئے صلح کر لی گئی تھی۔ اب اس صلح کو قریباً گیارہ مہینے ہو چکے ہیں ہم اس گیارہ ماہ میں ایک رات بھی آرام اور بے فکری سے نہیں سوئے۔ رات دن والنٹیئر بھرتی کرنے اور سامان جنگ فراہم کرنے میں مشغول رہے۔ حضرت مسیح کی مہربانی سے اس قلیل عرصہ میں میں نے کثیر التعداد لشکر بھرتی کر لیا اور سامان جنگ بھی کافی سے زیادہ جمع ہو گیا۔ اب ہم ہر طرح مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مجھے آج معلوم ہوا ہے کہ مسلمان شیراز میں مقیم ہیں۔ وہ ہماری طرف سے بے فکر ہیں اور حمص پر یورش کرنے والے ہیں۔ مسلمانوں میں سب سے زیادہ بہادر سب سے زیادہ دلیر' سب سے زیادہ نڈر اور سب سے زیادہ مدبر خالد ہے۔ یہ وہی خالد ہے جو پہلے سردار تھا۔ خالد ہی اس لشکر کا سردار ہو گا۔ جو حمص پر یورش کرے گا۔ اس کے ساتھ دلیران عرب جائیں گے۔ اس کے جانے کے بعد شیراز میں مسلمانوں کا ضعیف العمر سردار ابو عبیدہ اور گنتی کے عرب رہ جائیں گے۔ مابدولت کا ارادہ ہے کہ ابو عبیدہ پر حملہ کر کے اسے قتل اور غارت کر دیں۔ اس سلسلہ میں مابدولت نے شیر دل ہرقل اعظم رومی شہنشاہ سے بھی مدد طلب کی ہے۔ یقین ہے کہ وہاں سے بھی ضرور مدد آئے گی اگر ہم نے ابو عبیدہ کو شکست دے دی تو خالد یا تو فرار ہو جائے گا یا گرفتار ہو کر مارا جائے گا اس طرح ہم عربوں کو کچل ڈالیں گے اور ہمارے بھائی دست برد سے بچ جائیں گے۔ مابدولت آپ کی رائے بھی معلوم کرنی چاہتے ہیں"

لوقا کے خاموش ہوتے ہی پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ کسی رومی کو بات کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک پادری اٹھا۔ اس نے کہا "قسمت کا لکھا کوئی نہیں جانتا' انسان اپنی بہتری کے لئے کوشش کرتا ہے اکثر کوششیں الٹی ہو جاتی ہیں اور بہتری کے بجائے شدید نقصان پہنچ جاتا ہے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہو گا؟ غیب کا حال خدا نے اپنے بیٹے (حضرت عیسیٰ) کو بھی نہیں بتایا۔ میں عربوں کو بھڑوں کا چھتہ سمجھتا ہوں۔ میرے خیال میں اس چھتہ پر ہاتھ ڈالنا دانشمندی نہیں ہے"

سب رومیوں نے تعجب خیز نظروں سے آنکھیں اٹھا اٹھا کر اس پادری کو دیکھا۔ لوقا کو اس پادری کی گفتگو ناگوار گزری۔ اس نے برہم ہو کر کہا مقدس باپ! "تم گرجا کے بیٹھنے والے تدبیر و سیاست کو کیا جانو' انسان کو ہروقت پالیسی (حکمت عملی) سے کام لینا چاہئے۔ ہر سلطنت کو پالیسی کی ضرورت ہے۔ آپ خانقاہ میں بیٹھے ہوئے عیسائی سر فروشوں کی بہادری دیکھتے رہیں"

پادریوں کو لوقا کی طعنہ آمیز گفتگو ناگوار گزری' لیکن وہ رعب شاہی کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکے۔ اس پادری نے پھر کہا۔ "میں نے جو کچھ کہا تھا' وہ واقعات پر مبنی تھا۔ میں نے اجنا دین کا واقعہ سنا ہے۔ دروان کے حشر کا آپ کو علم ہے ہم نے عربوں سے صلح کی ہوئی ہے۔ میرے خیال میں ہمیں اس صلح کو توڑنا نہیں چاہئے۔ البتہ اپنی قوت کو روز افزوں ضرور بڑھاتے رہنا چاہئے اور جب عرب ہم پر یورش کریں تو ہمیں ان کا مقابلہ کر کے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

انہیں کچل ڈالنا چاہئے"

لوقا ہنسا اس نے کہا۔ "مقدس باپ! جب عرب ہم پر حملہ کریں گے تو وہ پورے طور پر تیار ہوں گے۔ ممکن ہے کہ اس وقت ہم فتح یاب نہ ہوں۔ لیکن اس وقت جبکہ ہم کافی طور پر تیار ہیں اور عربوں کی قوت منتشر ہونے والی ہے۔ ہمیں ضرور عربوں پر یورش کرنی چاہئے۔ یقیناً" ہماری فتح ہو گی۔"

پادری خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ لوقا نے لنطورس سے مخاطب ہو کر کہا۔ "تمہاری سفارت کامیاب رہی"

لنطورس اٹھا' اس نے کہا۔ "عالی جاہ! حضور انور کے اقبال سے سفارت کامیاب رہی۔ شیردل ہرقل اعظم کے ایما سے ہمدان کا بادشاہ جبلہ اور عمودیہ کا حاکم دونوں معہ کثیر التعداد فوج کے اہل قنسرین کی مدد کے لئے آ رہے ہیں ____"

لوقا کا چہرہ فرط مسرت سے چمکنے لگا۔ اس نے کہا۔ "جبلہ آ رہا ہے۔ بہت خوب' اب دیکھوں گا عرب کس طرح میرے ہاتھوں سے بچ سکتے ہیں لوہے کو لوہا خوب کاٹتا ہے' جبلہ اور اس کے ہمراہی بھی عرب ہیں' بس یقیناً اب میں مسلمانوں کو فنا کر دوں گا' ہاں جبلہ کب آ ئے گا"

لنطورس _ عالی جاہ وہ میرے سامنے ہی روانہ ہو چکا ہے۔ دو تین روز ہی میں آجائے گا۔

لوقا۔ جبلہ ہمدان کا بادشاہ ہے۔ شیردل ہرقل اعظم کے دربار میں اس کی بہت کچھ قدر و منزلت ہے ہمیں اس کا استقبال کرنا چاہئے۔ ہمارا حکم ہے کہ کل فوج کل شام تک بالکل مسلح ہو جائے۔ عجب نہیں کہ ہمیں جبلہ سے مشورہ کر کے فوراً" ہی مسلمانوں پر یورش کرنی پڑے۔ اسلحہ خانے کھول دو جو رومی ہتھیار مانگے فوراً" دے دو۔ اب ہر عیسائی کو اپنے ملک بادشاہ اور اپنے مذہب کی لاج رکھنے کے لئے خانہ بدوش غیر مہذب وحشی اور ظالم عربوں کو اپنے ملک سے نکالنے کے لئے سرکفت ہو جانا چاہئے کل تمام لشکر قلعہ سے باہر خیمہ زن ہو۔ پرسوں صبح ہم سب جبلہ کا استقبال کریں گے۔ مقدس پادری صاحبان سے ہماری التجا ہے کہ ہماری کامیابی کے لئے دعا کریں"

لوقا _ جبلہ اور عمودیہ کے آنے کی خبر سن کر اس قدر مسرور ہوا کہ اس نے اراکین سلطنت سے کسی مشورہ کی ضرورت نہ سمجھی۔ اس نے احکام جاری کر کے دربار برخاست کر دیا۔

دربار برخاست ہوتے ہی پادریوں نے نیم استادہ ہو کر تعظیم دی۔ پادریوں کے بعد سرداران لشکر' اراکین سلطنت اور تمام معزز رومیوں نے چبوترہ کے قریب جا جا کر سجدہ کر کے تعظیم دی۔ جب سب تعظیم کر چکے تو بادشاہ اٹھا اور بادشاہ کے اٹھتے ہی سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر سر جھکا جھکا کر کھڑے ہو گئے۔ لوقا نے ان سب لوگوں پر ایک سرسری نظر ڈالی۔ وہ تخت سے اتر آیا۔ فوراً" اس لڑکے نے جو مگس رانی کر رہا تھا' بڑھ کر شاہی لبادہ کو ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ لوقا اپنی پشت کی طرف چلا' ایک بڈھے عصا بردار نے جلدی سے آگے بڑھ کر دروازہ پر پڑی ہوئی چق اٹھائی۔ لوقا اس دروازہ میں داخل ہو کر دوسری طرف چلا گیا۔

لوقا کے چلے جانے کے بعد ایک ایک دو دو کر کے تمام رومی کمرے سے باہر چلے گئے۔ سب کے بعد لنطورس چلا۔ وہ کمرہ سے باہر آیا۔ جب وہ برآمدہ میں پہنچا اسے اس جگہ ایک رومی کھڑا ہوا ملا۔ لنطورس اس رومی کو دیکھ کر خوش ہو گیا۔ اس نے بڑھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "دوست جولیس! اچھا ہوا تم ٹھہر گئے' مجھے تم سے کچھ کہنا ہے"

اس رومی کا نام جولیس تھا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "دوست! میں متاع صبر کھو کر آیا ہوں۔ میں اس درد میں مبتلا ہو گیا' جس کا کوئی درماں نہیں" اور وہ درد درد محبت ہے؟ جولیس نے قطع کلام کر کے کہا۔ لنطورس نے تعجب خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ تم سمجھ گئے۔

"جولیس! ایک پری پیکر نے میرا متاع صبر لوٹ لیا۔ اس کافر کی محبت نے مجھے نیم مردہ کر دیا۔ حضرت مسیح کی قسم میں نے آج تک ایسی پیاری صورت نہیں دیکھی۔ آفتاب محض اس کی زیارت کرنے کے لئے نکلتا ہے۔ لوگوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ ماہتاب آفتاب سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ سچ پوچھو تو ماہتاب اس ہوشربا کے عارض پر نور سے روشنی حاصل کر کے جلوہ گر ہوتا ہے' دنیا میں ____"

جولیس نے قطع کلا کر کے کہا "اب تعریف ہی کئے جاؤ گے' بس معلوم ہو گیا کہ خوبصورت ہے"

لنطورس نے منہ بنا کر کہا۔ "خوبصورت ہے؟ خوب سمجھے' جولیس! وہ حسن اور خوبصورتی کی مجسم تصویر ہے۔ فردوس کی حور ہے۔ اس کے جمال جہاں آراء سے ____"

جولیس _ جی اس کے جمال جہاں آرا سے ساری دنیا روشن ہے۔

لنطورس _ یہی بات ہے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

جولیس ۔ لیکن وہ ہے کون؟

لنطورس ۔ وہ ایک پادری کے پاس رہتی ہے؟

جولیس نے متعجب ہو کر کہا۔ "پادری کے پاس رہتی ہے' کیا وہ پادری کی لڑکی ہے؟"

لنطورس ۔ کوئی نہیں جانتا وہ کس کی لڑکی ہے؟

جولیس نے اور بھی متعجب ہو کر کہا۔ "پھر وہ پادری کے پاس کیوں رہتی ہے" لنطورس نے جواب دیا' یہ ایک راز ہے اور اسی راز کو دریافت کرنا ہے"

جولیس نے تعجب خیز نظروں سے لنطورس کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "پادری کا یا اس لڑکی کا؟"

لنطورس نے جواب دیا۔ "اس راز سے دونوں کا تعلق ہے"

جولیس ۔ "یہ پادری رہتا کہاں ہے؟"

لنطورس ۔ تم اس جگہ کو جانتے ہو' جہاں شاہ راہ پر شیراز سے آنے والا راستہ ملتا ہے۔

جولیس ۔ بخوبی جانتا ہوں ــــــ ہاں خوب یاد آیا وہاں ایک گرجا ہے' اس گرجا میں پادری روماس رہتے ہیں۔ بڑے نیک اور بزرگ آدمی ہیں تمام ملک میں ان کی دینداری کا شہرہ ہے۔ ان کے پاس لڑکی کہاں سے آئی؟

لنطورس ۔ یہی راز ہے' اس راز کو معلوم کرتے ہوئے وہ لڑکی ہمارے قبضہ میں آجائے گی۔

جولیس ۔ اس لڑکی کا نام کیا ہے؟

لنطورس۔ فلپانہ!

جولیس ۔ فلپانہ؟ بڑا پیارا نام ہے۔

لنطورس ۔ نام بھی پیارا ہے۔ لڑکی بھی پیاری ہے۔ جولیس! وہ لڑکی کس طرح قابو میں آسکتی ہے؟

جولیس ۔ کچھ مشکل نہیں' پادری کو پیغام دو' یقین ہے وہ قبول کر لے گا۔

لنطورس ۔ پادری سادہ لوح معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا خادم جرفاس نہایت چالاک آدمی ہے۔ غالباً" وہ مجھے جانتا ہے۔ یقین نہیں کہ پادری آسانی سے میری درخواست منظور کر لے۔

جولیس نے مسکرا کر کہا ۔ "بس تو پھر پالیسی سے کام لیا جائے گا"

لنطورس ۔ دوست میں بغیر اس حوروش کے زندہ نہیں رہ سکتا جس طرح ممکن ہو

اسے رام کرنے کی کوشش کرو۔

جولیس ۔ فکر مت کرو' بہت جلد انتظام ہو جائے گا۔ چلو آج کھانا میرے ساتھ ہی کھانا۔

لنطورس ۔ میری بھوک اور پیاس سب اڑی ہوئی ہے' لیکن میں آپ کے ساتھ ضرور چلوں گا۔ اب یہ دونوں قلعہ کے وسط میں جو مکانات تھے۔ اس طرف روانہ ہوئے۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

تیسرا باب

بہادر لڑکی

جولیس متمول رومی تھا۔ وہ اس قدر فتنہ انگیز اور چالاک آدمی تھا کہ گرد و نواح کے رومی اس کی شیطانیت سے ہروقت ڈرتے تھے۔ اس نے اپنی فطرت کی بدولت حکومت میں بھی رسوخ حاصل کر لیا تھا۔

لنطورس کی رگ رگ میں بھی شرارت بھری ہوئی تھی۔ اس کی گھٹی میں چالاکی اور فتنہ انگیزی پڑی ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے "کند ہمجنس با ہمجنس پرواز" کے مصداق دونوں میں خوب گھٹتی تھی۔ دونوں کی دانت کاٹی روٹی تھی۔

جس روز دربار ہوا ہے۔ اسی رات کو لنطورس اور جولیس شاہی باغیچہ میں تفریح کے لئے گئے تھے۔ لنطورس کے سر پر بو الہوسی کا جن سوار تھا۔ اسے رہ رہ کر فلپانہ کا خیال آرہا تھا۔ اس خیال نے اسے بے چین کر رکھا تھا۔ یہ دونوں باغیچہ کے گوشہ میں سنگ مرمر کے چبوترہ پر بیٹھے تھے۔ باتیں کر رہے تھے۔ پھولوں کی خوشبو سے باغ و دماغ معطر ہو رہا تھا۔ البتہ اس کی پشت کی طرف جھاؤ کے درخت کھڑے تھے۔

رات ہو گئی تھی۔ چاند اپنی پوری آب و تاب سے نکلا ہوا تھا۔ چاندنی خوب چٹک رہی تھی۔ نکھری ہوئی چاندنی کے پر تو سے درختوں کے پتے سفید سفید چمک رہے تھے۔ پھولوں پر جوبن برس رہا تھا۔ جولیس نے کہا۔

"دوست! اس قدر بے چینی خوب نہیں' دیکھو اس وقت چاندنی کیسی نکھر رہی ہے۔ چاندنی میں ہر پھول اور ہر پتہ بھلا معلوم ہو رہا ہے۔ سیر کر کے دل بہلاؤ۔"

لنطورس نے گہرا سانس لے کر جواب دیا۔ "آہ جولیس! کیا سیر کروں' میرے ہوش حواس درست نہیں ہیں' اس کافر ادا نے ایک ہی جھلک دکھا کر مجھے دین و دنیا سے کھو دیا۔ تم صبح سے بذلہ سنجی کر رہے ہو۔ تم نے میرے خوش کرنے کی ہر ممکن سعی کی ہے۔ لیکن میں کیا کروں میرا دل شگفتہ نہیں ہوتا۔ میں تمہارے ساتھ ضرور ہو لیا لیکن میرا دل حوروش فلپانہ کے ساتھ ہے مجھے تفریح میں لطف نہیں آرہا ہے اور ____"

جولیس نے قطع کلام کر کے کہا۔ آپ کو اس قدر از خود رفتہ نہ ہونا چاہئے۔ اس سے پہلے خدا جھوٹ نہ بلائے تو تمہیں بیسیوں عورتوں سے محبت ہوئی۔ لیکن کبھی کسی کی محبت نے تمہیں اس قدر بے چین نہیں کیا۔ جس قدر آج ہو۔ سوچو تو سہی کہ فلپانہ پادری کے پاس رہتی ہے۔ پادری کو رام کرنا کوئی بڑی بات نہیں پھر اس قدر مضطرب کیوں ہو؟"

لنطورس ۔ تم پادری کو رام کرنا آسان سمجھتے ہو' لیکن میرے کان میں کوئی غیبی آواز کہہ رہی ہے کہ اس کا قابو میں آنا مشکل ہے خود فلپانہ نہایت نیک اور پاکباز لڑکی معلوم ہوتی ہے۔ پادری کی ہم نشینی نے اسے مذہب کے گہرے رنگ میں رنگ دیا ہے۔ مجھے ناامیدی نظر آتی ہے۔ کاش میں گرجا نہ جاتا یا گیا بھی تھا تو اس فتنہ روزگار کو نہ دیکھتا۔ آہ! جولیس! میں کیا کروں____"

جولیس کچھ کہنا چاہتا تھا۔ کہ پیچھے کی طرف جھاؤ کے درختوں میں کچھ آہٹ ہوئی یہ دونوں چونکنے ہو کر اس طرف دیکھنے لگے۔ جب دیر تک دیکھتے رہنے پر بھی کچھ نظر نہ آیا اور نہ آہٹ محسوس ہوئی تو جولیس نے کہا۔ "کوئی جانور ہو گا۔ پیارے دوست! تم فلپانہ کی پاکبازی سے کھٹک رہے ہو' یہ تمہاری غلطی ہے' عورتوں کی پاکبازی زر و جواہر کے فدیہ میں رخصت ہو جاتی ہے۔ جس قدر میں عورتوں کی طینت سے واقف ہوں تم نہیں ہو' جہاں عورتوں کو سبز باغ دکھایا اور وہ قابو میں آئیں' میں نے آج تک کسی عورت کو پاکباز اور عصمت شعار نہیں دیکھا میں صبح سویرے پادری روماس کے پاس جاؤں گا اس سے فلپانہ کی درخواست کروں گا اگر وہ نہ مانا تو پھر فلپانہ کے رام کرنے کی کوشش کروں گا۔"

لنطورس خوش ہو گیا۔ اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اس نے کہا۔

"پیارے دوست! مجھے تم سے یہی امید ہے' تم ہی میری مشکل آسان کرو گے' اگر تم مجھے زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو اس عربدہ جو کو منا کر بہلا پھسلا کر جس طرح بھی ہو' میرے پاس لے آؤ"

"ایسا ہی ہو گا" جولیس نے کہا۔

لنطورس کچھ کہنا چاہتا تھا' کہ جھاؤ کے درختوں میں پھر آہٹ ہوئی۔ دونوں چونکنے ہو کر پھر اس طرف دیکھنے لگے۔

اس وقت رات کے تقریباً 9 بجے تھے۔ چاندنی ہر طرف ٹھنڈی دھوپ کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔ جھاؤ کے گھنے درخت چاندنی کی ضو سے چمک رہے تھے۔ لنطورس اور جولیس آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے دفعتاً" جھاؤ کے درختوں کی زمین دوز ڈالیاں ہٹیں اور ایک عورت گلابی ریشم کی پوشاک پہنے ہوئے نمودار ہوئی۔ یہ عورت آہستہ آہستہ ان دونوں کی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

طرف بڑھی۔

ان دونوں نے حیرت و استعجاب سے اس عورت کو دیکھنا شروع کیا۔ عورت سامنے آکر کھڑی ہوئی۔ لنطورس نے اسے دیکھتے ہی گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا۔

"کون؟ انگورا"

یہ آنے والی عورت نہ تھی۔ بلکہ اٹھارہ سالہ خوبصورت لڑکی تھی۔ اس کا روشن چہرہ چمک رہا تھا۔ اس کی سیاہ کاکلیں' اس کی گوری گوری پیشانی پر بل کھا رہی تھیں۔ اس کی خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں سے غم و فکر کے آثار ہویدا تھے اس نے غم افزا لہجہ میں جواب دیا۔

"ہاں! آبرو باختہ انگورا!"

لنطورس کے چہرہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ اس نے جواب دیا۔

"میں اتفاقیہ چلی آئی"

لنطورس ۔ آئی ہو تو آؤ بیٹھو۔

انگورا نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔ میں آپ کے پاس بیٹھنے کے قابل کب ہوں۔ ہاں ایک وقت تھا' ہاں' جب تم مجھ پر فریفتہ تھے۔ میری ہر ادا پر جان دیتے تھے۔ لیکن اب جبکہ تمہاری غرض نکل گئی تم نے مجھے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیا۔ آج میں عزت باختہ عورت ہوں۔ نہ میری قدر و منزلت ہے اور نہ پرواہ ___"

لنطورس نے قطع کلام کر کے کہا۔ "یہ آج تمہیں کیا ہو گیا؟ تم ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو' میں تو اب بھی تم پر فدا ہوں تمہاری ہر ادا ___"

انگورا نے بگڑ کر اور قطع کلام کر کے جواب دیا۔ "بس ان چاپلوسی کی باتوں کو رہنے دو' تم نے اپنے سارے وعدے وعید بھلا دیئے۔ لنطورس خدا سے ڈرو' خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں ہے۔"

لنطورس کو طیش آ گیا' اس نے برہم ہو کر جواب دیا۔ "انگورا اپنی اصل کو دیکھو' تم کون تھیں' میں نے تمہیں خاک سے پاک کیا۔ آج تم مجھ پر آوازہ کستی ہو ___"

انگورا کو بھی غصہ آ گیا۔ اس نے ترش رو ہو کر جواب دیا۔ "میں ایک باغبان کی لڑکی تھی' میرے دشمن تم نے مجھے ٹھگا۔ میں نے اپنے باپ کی آغوش میں نہایت آرام اطمینان اور مسرت سے زندگی بسر کر رہی تھی۔ ہم غریب تھے۔ لیکن ہمارے پاس بے فکری اور مسرت کا خزانہ تھا۔ میری ہر صبح خوشی و خرمی لے کر آتی تھی۔ میں روزانہ شاداں اور فرحاں اٹھتی تھی۔ میں باپ کو دیکھ کر خوش ہوتی تھی۔ باپ مجھے دیکھ کر باغ باغ ہو جاتا تھا۔ آہ وہ کیا زمانہ تھا۔ میں دغا اور فریب سے واقف نہ تھی۔ گناہوں سے پاک تھی۔ تم نے مجھے پھسلایا میں اندھی ہو

گئی۔ تمہارے فریب میں آ کر میں نے اپنی عصمت جیسی بیش بہا چیز کھو دی۔ میرا غیرت مند باپ مجھ نصیبوں جلی کو چھوڑ کر روپوش ہو گیا۔ میں مالن سے بیگم بنی۔ تم نے مجھے ریشم کے کپڑے' سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کے زیورات دیئے۔ حضرت مسیح کی قسم میں کبھی ان کپڑوں اور زیورات کو پہن کر خوش نہ ہوئی۔ جب میں ان کپڑوں اور زیورات کو پہنتی رہی۔ میرے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ کاش مجھے عقل ہوتی۔ میں اس وقت کچھ کرتی۔ جب تم نے مجھے پھسلایا۔ اب میں وہ وقت کہاں سے لاؤں۔ تمہاری بدولت میری بے فکری اور مسرت کا زمانہ ختم ہو گیا۔ تم نے مجھ سے شادی کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن تمہارے طرز عمل نے بتلا دیا کہ تم نے مجھے دھوکا دیا۔ دغا باز لنطورس تمہارے پاس میری ان باتوں کا کیا جواب ہے؟"

لنطورس کو طیش آ رہا تھا۔ وہ ضبط کرنا چاہتا تھا لیکن اس کی طینت اسے ضبط نہ کرنے دیتی تھی۔ آخر اس سے نہ رہا گیا۔ اس نے برافروختہ ہو کر کہا کاش میں تیرے باپ سے واقف ہوتا۔ اگر میں اسے جانتا ہوتا تو اس کو تلاش کر کے تجھے اس کے سپرد کر دیتا لیکن اب وہ نہیں ہے' میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے۔ ایسی احسان فراموش لڑکی ___"

انگورا کو سخت طیش آ گیا۔ اس نے پر غصب ہو کر کہا۔ "لنطورس خدا کے غضب سے ڈرو' میری عزت اتار کر مجھے برباد کر کے آج مجھے احسان فراموش بتاتے ہو' میرے حضور میری عزت جا چکی۔ اب میں تمہاری عزت کے در پے ہوں۔ میں ان گھرانوں میں جا کر جہاں تم جاتے ہو اور تمہاری قدر و منزلت کی جاتی ہے تمہاری کرتوتیں بیان کروں گی تمہیں کوئی اپنے گھر میں نہ گھسنے دے گا۔ تم نے مجھے بے عزت کیا ہے۔ میں تمہیں بے عزت کروں گی۔

اس دھمکی کو سن کر لنطورس کا غصہ کوچ کر گیا۔ گنہگار انسان ڈرپوک ہو جاتا ہے۔ لنطورس گنہگار تھا۔ وہ ڈر گیا۔ اسے خوف ہوا کہ کہیں انگورا اس کی سیاہ کاری کا افسانہ طشت ازبام نہ کر دے۔ وہ نرم پڑ گیا اس نے ملائمت سے کہا۔ "پیاری انگورا! غصہ کو تھوک دو۔ تم مجھ سے اس قدر ناراض کیوں ہو گئیں"

انگورا بھی ملائم پڑ گئی۔ اس نے نرمی سے جواب دیا۔ "لنطورس! تم نے مجھ سے شادی کا وعدہ کیا تھا۔ تم نے کیوں وعدہ خلافی کی ہے؟"

لنطورس۔ تم سے کس نے کہا کہ میں اپنے وعدہ پر قائم نہیں' میں اپنے وعدہ پر قائم ہوں' میری بھولی انگورا! میں دنیا میں صرف تیرے ہی ساتھ شادی کروں گا۔

انگورا نے اپنا نازک سر جھکا لیا۔ سر ہلانے سے اس کے بندوں نے اس کے عارض تاباں کو چوم لیا۔ اس نے کہا۔ "غلط! بالکل جھوٹ تم مجھے فریب دے رہے ہو"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

لنطورس نے کہا۔ "پیاری انگورا! میں تم پر فریفتہ ہوں' تمہاری بھولی صورت کا پجاری ہوں' تمہیں یقین کیوں نہیں آتا"

انگورا ۔ "بس رہنے دیجئے' اچھا یہ بتایئے۔ ابھی آپ کیا گفتگو کر رہے تھے؟"

لنطورس ۔ آج دربار ہوا تھا۔ میں اپنے دوست سے دربار کے واقعات بیان کر رہا تھا۔

انگورا ۔ بالکل غلط! سراسر جھوٹ!!

لنطورس نے حیرت سے انگورا کو دیکھ کر کہا۔ "یہ بھی جھوٹ ہے' اچھا تم ہی بتاؤ' ہم کیا گفتگو کر رہے تھے؟"

انگورا ۔ تم فلپانہ کا ذکر کر رہے تھے۔ بھائی جولیس صبح سویرے فلپانہ کو ورغلانے کے لئے جانے والے ہیں۔

لنطورس نے جولیس کو اور جولیس نے لنطورس کو حیرت کی نظروں سے دیکھا۔ انگورا نے پھر کہا۔ "فلپانہ کون ہے؟"

لنطورس نے غور سے انگورا کو دیکھ کر جواب دیا۔ "جب تم نے سب کچھ سن لیا ہے تو اب چھپانے سے کیا فائدہ؟ انگورا سچ یہ ہے کہ میں نے دنیا میں بہشت کی حور دیکھی ہے۔ اس حور کا نام فلپانہ ہے۔ وہ ایک پادری کی لڑکی ہے۔ اس کی ملائک فریب نظروں نے میرا صبر و شکیب لوٹ لیا ہے۔ میں بغیر اس کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس وقت اسی کا تذکرہ تھا"

انگورا ۔ "یہ لڑکی رہتی کہاں ہے؟"

لنطورس ۔ انطاکیہ کی سڑک پر جس جگہ شیراز سے آنے والا راستہ ملتا ہے۔ وہاں ایک گرجا ہے۔ اس گرجا میں ایک پادری رہتا ہے یہ لڑکی اس پادری کے پاس رہتی ہے۔

انگورا ۔ لنطورس! تم بہت سی ناکردہ گناہ لڑکیوں کو خراب کر رہے ہو۔ اب باز آؤ' غریب پادری کی لڑکی کو برباد مت کرو ــــــ"

لنطورس کو پھر غصہ آگیا۔ اس نے درشت لہجہ میں کہا۔ "بس تم اپنی نصیحت رہنے دو' اپنی اصلیت سے بڑھ کر باتیں نہ بناؤ ــــ" انگورا کو بھی غصہ آگیا۔ اس نے کہا۔ "تم مجھے بار بار کم اصل ہونے کا طعنہ دیتے ہو' یاد رکھو' غریب اور مفلس کم اصل نہیں ہوتے۔ کم اصل وہ ہیں جو دولت و ثروت کا لالچ دے کر بھولی بھالی لڑکیوں کی عصمت تاراج کرتے ہیں۔ اگر دنیا میں شیطانوں کا وجود ہے تو ایسے ہی لوگ شیطان ہیں"

لنطورس سخت غضب ناک ہو گیا۔ وہ طیش میں آکر کھڑا ہو گیا۔ اس نے پر غضب ہو کر کہا۔ "بس انگورا! بس میں اسے زیادہ نہیں سن سکتا" انگورا بڑھ کر لنطورس کے قریب پہنچی' وہ اس کے سامنے گھٹنوں پر کھڑی ہو گئی۔ اس نے اپنے نازک ہاتھوں کو جوڑ کر کہا۔ لنطورس! اگر تمہیں میری گفتگو ناگوار گزری ہے تو تم میرا سر اڑا دو۔ مجھے عذر نہ ہو گا۔ لیکن پادری کی لڑکی پر رحم کرو۔ اگرچہ میں فلپانہ سے واقف نہیں ہوں مگر میں خدا کا واسطہ دے کر اس کی سفارش کرتی ہوں۔ میں رشک سے نہیں کہہ رہی ہوں۔ اگر میرے دل میں رقابت کا شائبہ بھی ہو تو خدا مجھے ابھی غارت کر دے۔ بلکہ محض اس لئے کہہ رہی ہوں کہ فلپانہ پادری کی لڑکی ہے۔ اگر تم اسے برباد کرو گے تو پادری ضرور بددعا دے گا۔ پادری کی دعا خالی نہ جائے گی۔ میں چاہتی ہوں کہ تم بھی جیو اور اسے بھی جینے دو"

لنطورس کو ابھی تک غصہ آرہا تھا۔ اس نے طیش میں آکر انگورا کے نازک نازک ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں پکڑ کر نہایت بے دردی سے جھٹکا دے کر پیچھے کی طرف دھکا دیا۔ انگورا زمین پر گرتے گرتے بچی۔ لنطورس نے غضب ناک ہو کر کہا۔ "گستاخ لڑکی! دور رہو" از زیادہ غصہ سے کچھ اور نہ کہہ سکا"

انگورا اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے کہا۔ "مسیح نے چاہا تو پھر فلپانہ کو برباد نہ کر سکو گے ــــ"

لنطورس کو طیش آرہا تھا۔ اس نے غصہ کے لہجہ میں کہا۔ "اسے کون بچائے گا؟" انگورا نے مردانہ وار جلدی سے جواب دیا۔ خدا اور خدا کا بیٹا"

لنطورس نے پر غضب ہو کر کہا۔ "فلپانہ میری ہے' میرے پاس رہے گی۔ تم سے جو کچھ ہو کر لو"

انگورا کے خوبصورت چہرہ سے بہادری کے آثار ظاہر ہوئے اس نے بے خوف ہو کر جواب دیا۔ "بہت اچھا! میرے لارڈ بہت خوب میں ناتجربہ کار لڑکی ہوں۔ لیکن میں خدا کے بھروسہ پر حضرت مسیح کے بھروسہ پر حضرت روح القدس کے بھروسہ پر اور پاک ماں (حضرت مریم) کے بھروسہ پر غریب فلپانہ کو بچانے کی کوشش کروں گی"

لنطورس ہنسا اور اس نے کہا۔ "تم کوشش کرو اور اچھی طرح کوشش کرو' میں بھی کوشش کرتا ہوں۔ دیکھو کس کی کوشش کامیاب ہوتی ہے"

انگورا نے نہایت استقلال سے جواب دیا۔ "بہتر ہے' اگر خدا اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے' تو وہ ضرور ہماری مدد کرے گا اور میرے لارڈ' تم فلپانہ تک کبھی نہ پہنچ سکو گے"

اب انگورا واپس لوٹی اور آہستہ آہستہ خرام ناز سے روانہ ہوئی۔ لنطورس نے قہقہہ لگا

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

کر کہا۔ "بھائی جولیس! فلپانہ کو بچانے والی صورت تو دیکھ لو"

انگورا نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ آہستہ آہستہ چل کر باغ سے باہر آئی اور سیدھی اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئی۔

انگورا قلعہ کے وسط میں معزز رومیوں کے قریب ایک مختصر سے مکان میں رہتی تھی۔ اکثر لوگوں کو معلوم تھا کہ انگورا لنتورس کی منگیتر ہے چونکہ عوام لنتورس کی عزت کرتے تھے۔ اس لئے انگورا کی بھی عزت کی جاتی تھی۔ وہ بیگمات کی طرح رہتی تھی۔ نوکر چاکر خدمت گار سب ہی اس کے پاس تھے۔ وہ گھوڑے کی شوقین تھی۔ اکثر گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کو جایا کرتی تھی۔ اس کے پاس نہایت نفیس گھوڑا تھا۔

انگورا سیدھی اپنے مکان پر پہنچی۔ چونکہ رات ہو گئی تھی۔ سردی کا زمانہ تھا وہ توشہ خانہ میں گئی۔ اس نے کپڑوں کے اوپر ایک بیش قیمت اونی چادر اوڑھ لی' اور اپنی نازک کمر میں پٹی لگا کر پٹی میں پیش قبض لٹکایا اس کے پاس اور بھی زیورات تھے' سب وا سکّوں کی جیبوں میں بھر لئے' ترکش کمر پر لٹکایا' چھوٹی سی کمان شانے پر ڈالی' اس شان سے وہ مسلح ہو کر وہ مکان سے باہر آئی اور اصطبل میں پہنچی' اس نے جلد جلد خود ہی گھوڑے پر زین کسی اور اسے باہر لا کر سوار ہو گئی۔ اس نے گھوڑے کو اشارہ کیا۔ گھوڑا آہستہ سے قلعہ کے دروازہ کی طرف بڑھا۔

رات کا وقت تھا۔ اس وقت تقریباً" ایک ثلث رات گزر چکی تھی۔ صاف شفاف چاندنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ اس وقت کمسن اور حسین انگورہ آہستہ آہستہ چل کر قلعہ کے دروازہ کے پاس آئی۔

قلعہ کا دروازہ بند تھا۔ رومی سپاہی دروازہ پر کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے انگورا سے کہا۔ "تم اس وقت رات کو کہاں جا رہی ہو" انگورا نے جواب دیا۔ "اس وقت لنتورس کی طبیعت اتفاقیہ خراب ہو گئی۔ قلعہ کے باہر گرجا میں طبیب آیا ہوا ہے۔ میں اسے بلانے جا رہی ہوں۔ ذرا جلدی دروازہ کھول دو"

اکثر رومی جانتے تھے کہ انگورا لنتورس کی منگیتر ہے' ان محافظ سپاہیوں کا افسر بھی اس بات سے واقف تھا۔ اس نے کہا۔ "آپ تنہا جا رہی ہیں' کسی خادم کو کیوں نہ ہمراہ لے لیا؟"

انگورا نے کہا۔ "خادم اور کاموں میں مصروف ہیں' دیر ہوئی جا رہی ہے ذرا جلد دروازہ کھول دو"

افسر نے پھر کہا۔ "اگر ارشاد ہو تو میں ہم رکاب چلوں"

انگورا _ آپ کا شکریہ۔ میں کسی کو تکلیف دینا نہیں چاہتی۔

افسر _ بہتر میں دروازہ کھولتا ہوں۔ جس وقت آپ واپس تشریف لائیں۔ کواڑوں پر آہستہ آہستہ تین مرتبہ دستک دیں۔ میں فوراً" دروازہ کھول دوں گا۔

افسر نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ انگورہ قلعہ سے باہر آئی۔ دروازہ پھر بند کر لیا گیا۔

قلعہ کے باہر نہایت ہیبت ناک منظر تھا۔ دور تک صفا چٹ میدان تھا۔ میدان کے اختتام پر بڑے بڑے تناور درخت راستہ کے سرے پر کھڑے تھے چاندنی چھٹک رہی تھی۔ ہر طرف خاموشی اور سکون طاری تھا۔ بہادر انگورا نے سامنے نظر اٹھائی۔ اس نے گھوڑے کے مہمیز لگائی۔ گھوڑا تیزی سے دوڑا۔ وہ قلعہ کے سامنے کا میدان طے کر کے بڑی سڑک پر آئی۔ یہاں بڑے بڑے سایہ دار درخت کھڑے تھے۔ ان درختوں کے پتوں سے چھن چھن کر سبزہ زار زمین پر لوٹ رہی تھی۔

اس وقت نصف رات کے قریب گزر چکی تھی۔ ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ جنگل سائیں سائیں کر رہا تھا۔ خدا کی مخلوق آرام کر رہی تھی۔ صرف ایک چاند تھا۔ جو اپنی منزل طے کر رہا تھا۔ چاندنی چھٹک رہی تھی۔ رات کو دن کا سماں ہو رہا تھا۔ دور کے درخت مٹے مٹے سے نظر آرہے تھے۔ بہادر انگورا اس وقت تنہا تیزی سے جا رہی تھی۔ اس کا ننھا سا دل اس کے نرم و گداز سینہ میں دھڑک رہا تھا۔ آج تک کبھی اس نے تنہا سفر نہیں کیا تھا۔ جب کبھی وہ کسی آہٹ کو سنتی و خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگتی۔ حقیقت میں ایک پری پیکر کمسن عورت کا آدھی رات کو ایسے بیابان میدان میں سفر کرنا ہمت اور صد ستائش کام تھا۔

سچ یہ ہے کہ اگر ایک کمزور سے کمزور انسان بھی کسی کام کو ہمت اور استقلال سے کرنا چاہے تو خدا اس کی مدد کرتا ہے۔

انگورا نہایت تیزی سے جا رہی تھی۔ متواتر تین گھنٹے سفر کرنے کے بعد دور پر اسے گرجا کی عمارت نظر آئی۔ اس کے پیارے چہرہ سے مسرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ اب اس نے گھوڑے کو آہستہ آہستہ چلنے کا اشارہ کیا۔ وفادار گھوڑا آہستہ چلنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں انگورا گرجا کے سامنے پہنچ گئی۔ یہ وہی گرجا تھا جس میں حوروش فلپانہ رہتی تھی۔

انگورا گرجا کے احاطہ کے قریب آئی۔ احاطہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور دروازہ کو عبور کر کے اندر آئی۔

اس وقت اس تمام احاطہ میں بھی خاموشی تھی۔ وہ کبھی پہلے اس گرجا میں نہ آئی تھی۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

اسے یہاں کی کسی بات سے واقفیت نہ تھی۔ وہ سامنے روش پر چل کر گرجا کے قریب آئی۔ یہاں وہ گھوڑے سے اتر پڑی اس نے گھوڑے کو ایک درخت سے باندھ دیا اور گرجا کے قریب بنے ہوئے کمروں کو دیکھا۔ اس وقت تمام کمرے بند تھے۔ وہ کمروں کو دیکھ کر گرجا کی طرف آئی۔ گرجا کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ آہستہ سے گرجا کے اندر داخل ہوئی۔ گرجا میں روشنی ہو رہی تھی۔ وہ آگے بڑھی۔ اس نے قربان گاہ کے قریب پہنچ کر ایک آدمی کو اس پر جھکے ہوئے دیکھا۔ وہ اس آدمی کو دیکھ کر جھجکی۔ اس شخص نے اس کے قدموں کی چاپ سنی۔ اس نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ ایک کمسن اور خوبصورت لڑکی کو اپنے قریب کھڑا دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ سیدھا کھڑا ہوا اور انگورا کی طرف پلٹا۔ انگورا نے اس شخص کو دیکھا۔ یہ ایک ضعیف العمر آدمی تھا۔ انگورا نے قیاس سے سمجھ لیا کہ یہی پادری ہے۔ وہ بڑھ کر پادری کے قریب پہنچی اور اس کے قدموں پر جھک گئی۔ پادری نے اسے اپنے ہاتھوں پر سنبھالا۔ انگورا اپنے زانو پر کھڑی ہو گئی۔ اس نے اپنا سر پادری کے دامن سے ڈھانک لیا۔

انگورا کا قیاس صحیح تھا۔ یہی اس گرجا کا پادری تھا۔ اس کا نام روماس تھا۔ وہ اس قدر عبادت گزار تھا کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر عبادت و ریاضت کیا کرتا تھا۔ اس وقت بھی وہ عبادت کرنے ہی گرجا میں آیا تھا۔ اس نے کہا۔ "بیٹی! اٹھو۔ اس گنہگار پادری کو گنہگار نہ کرو"

انگورا کے آنسو جاری ہو گئے وہ رو رہی تھی۔ اس نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔ مقدس باپ! ایک گنہگار لڑکی تمہارے ہاتھوں پر بیعت کرنے کے لئے آئی ہے"

پادری روماس نے محبت سے اس کے نازک سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "میری بیٹی اٹھو اور بتاؤ، تم نے کیا گناہ کیا ہے؟"

انگورا اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے گلابی رخساروں پر آنسوؤں کا سیلاب جاری تھا، جو بالکل اس شعر کے مصداق تھا۔

حسن میں ہیں نور کی نہریں جاری   یا رواں عارض جاناں کے کنارے آنسو

روماس نے پھر کہا۔ "بیٹا! بتاؤ تو سہی تم نے کیا گناہ کیا ہے؟"

انگورا ابھی تک رو رہی تھی۔ وہ شرم حیا سے سر جھکائے ہوئے تھی۔ اس نے نگاہیں نیچے کئے جواب دیا۔ "مقدس باپ! میں نے وہ گناہ کیا ہے جس کو زبان پر لاتے ہوئے شرم آتی ہے"

پادری روماس نے غور سے انگورا کو دیکھ کر کہا۔ "نور چشمی! کیا کسی شقی نے تیرا عصمت تاراج کر ڈالا؟"

انگورا نے شرم افزا لہجہ میں جواب دیا۔ "ہاں ____ آہ مقدس باپ! اس بدبخت نے مجھے برباد کر دیا"

روماس _ کیا اس نے تجھ سے شادی کا وعدہ کیا تھا؟

انگورا _ جی ہاں۔ اس نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ مجھ سے شادی کر لے گا۔ لیکن اس نے مجھے برباد کر کے دھتکار دیا۔

روماس _ "بیٹی! غم نہ کر، خدا بڑا رحیم ہے۔ وہ معاف کرے گا۔ تو نے خدا سے ڈر کر اپنے گناہ کا اقرار کیا ہے۔ تو گناہوں سے پاک ہو گئی۔ اس وقت تو کہاں سے آ رہی ہے؟"

انگورا نے اس طرح کا اطمینان کا سانس لیا۔ جیسے اس کے دل سے کوئی بوجھ اتر گیا۔ اس نے کہا۔ "میں تسرین سے آ رہی ہوں"

"تسرین سے" روماس نے متعجب ہو کر دریافت کیا۔

"جی ہاں تسرین سے" انگورا نے نازک سر جھکا کر جواب دیا۔

روماس نے غور سے انگورا کو دیکھ کر کہا۔ "غالباً" گناہ کی پشیمانی نے مجبور کیا تو رات ہی کو چل پڑی"

انگورا نے حیا پرور نگاہوں سے روماس کو دیکھ کر کہا۔ "میرے اس وقت آنے کی ایک اور وجہ ہے"

"وہ کیا" روماس نے حیرت سے انگورا کو دیکھ کر کہا۔

انگورا نے ندامت سے سر جھکا لیا اور دبی زبان سے کہا۔ "مقدس باپ! جس بدبخت نے مجھے برباد کیا ہے، وہ آپ کی پیاری فلپانہ بیٹی کو بھی تباہ کرنا چاہتا ہے"

روماس حیران رہ گیا۔ اس کی آنکھیں فرط حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس نے کسی قدر وقفہ کے بعد دریافت کیا۔ "وہ شقی کون ہے؟"

انگورا۔ لنٹورس بادشاہ لوقا کا مصاحب۔

روماس _ خدا اس شیطان سے بچائے۔ بیٹی وہ کل میرے پاس آیا تھا۔ میں نے اسے مہمان رکھا۔ اب مجھے اور میری فلپانہ کو تباہ کر کے مہمانداری کا صلہ دینا چاہتا ہے۔ کس قدر افسوس ہے۔ ان ہی حرکتوں سے عیسائی تباہ ہو رہے ہیں۔ یہ بڑے آدمی تو بالکل راندہ درگاہ ہو گئے۔ خدا مسیحیوں پر رحم کرے۔ نور چشمی! "اب اس شیطان کا کیا ارادہ ہے؟"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

انگورا _ اس کا ایک دوست جولیس ہے۔ صبح جولیس آپ کے پاس آئے گا اور جس طرح بھی ممکن ہو گا۔ فلپانہ کو لے جانے کی کوشش کرے گا۔ "افسوس اب میں کیا کروں؟" روماس نے مایوسانہ انداز میں کہا۔ انگورا نے دلیری سے جواب دیا۔ "مقدس باپ! میں نے فلپانہ کو بچانے کی نیت کر لی ہے۔ چاہے میری جان کیوں نہ جاتی رہے۔ اس لئے میں ان کا مشورہ سن کر رات ہی رات چل پڑی اور خدا کے فضل سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئی"

روماس نے محبت بھری نظروں سے انگورا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "شاباش! شاباش بہادر لڑکی! اب میں کسی قدر بے فکر ہو گیا۔ مجھے یقین ہے تو اور مریم دونوں غریب فلپانہ کو بچا لو گی۔ بیٹی! آ تجھے میں فلپانہ کے پاس لے چلوں' وہ تجھے دیکھ کر بہت خوش ہو گی"

پادری روماس گرجا کے باہر نکل آیا۔ انگورہ بھی اس کے پیچھے چلی۔ روماس گرجا سے نکل کر برآمدہ میں آیا اور چند قدم چل کر ایک کمرہ کے دروازہ پر جا کھڑا ہوا۔ اس نے دروازہ پر دستک دی تھوڑی دیر کے بعد کسی نے اندر سے دروازہ کھول کر پوچھا۔ "کون ہے؟"

روماس نے کہا۔ "بیٹی! میں ہوں' اس وقت تجھ سے ایک بہادر لڑکی ملنے آئی ہے"

اب روماس اور انگورا کمرہ کے اندر داخل ہوئے۔ یہ کمرہ مختصر تھا اس میں کسی قسم کی آرائش نہ تھی۔ زمین پر چٹائی کا فرش ہو رہا تھا۔ کمرہ کے وسط میں ایک کوچ پڑا تھا۔ سامنے ہی آتشدان پر موم بتی جل رہی تھی۔

انگورا نے کمرے میں داخل ہو کر فلپانہ کو دیکھا۔ وہ اس حسن و جمال کی تصویر کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔

روماس نے فلپانہ کے قریب جا کر کہا۔ "بیٹی! فلپانہ' ایک مہر و الفت کی دیوی تیرے پاس آئی ہے"

فلپانہ نے ایک مسرت افزا ادا سے انگورا کو دیکھ کر کہا۔ "خوش آمدید پیاری بہن خوش آمدید" فلپانہ انگورا سے بغلگیر ہونے کے لئے بڑھی۔ انگورا شرما کر پیچھے ہٹ گئی اس نے ندامت کے لہجہ میں کہا۔ "میں ایک گنہگار لڑکی ہوں' تم جیسی عصمت ماب سے بغل گیر ہونے کے قابل نہیں"

روماس نے شفقت آمیز نظروں سے انگورا کو دیکھ کر کہا۔ "بیٹی! توبہ کرنے اور ندامت کے آنسو بہانے سے تو پاک ہو گئی' اب کوئی تجھے گنہگار نہیں کہہ سکتا"

فلپانہ مسکرا کر پھر بڑھی۔ اس نے کہا۔ "ایسی خوبصورت لڑکی گنہگار نہیں ہو سکتی' آؤ بہن مجھے گلے ملنے دو"

انگورا نے بڑھ کر حوروش فلپانہ کو گلے سے لگا لیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چاند اور سورج گلے مل رہے ہیں۔ غمزدہ انگورا کے اس وقت بھی آنسو نکل آئے۔ فلپانہ نے کہا۔ "بہن روتی کیوں ہو؟ میری عرصہ سے تمنا تھی کہ کوئی میری ہمجنس لڑکی میرے پاس ہوتی۔ خدا کا شکر ہے' آج میری آرزو پوری ہو گئی۔ آؤ بہن بیٹھ کر باتیں کریں"

فلپانہ' انگورا کا ہاتھ پکڑ کر کوچ پر لے گئی۔ روماس اس کوچ پر سرہانہ کی طرف بیٹھ گیا۔ فلپانہ اور انگورا کوچ کے درمیان میں قریب بیٹھ گئیں۔ انگورہ کے ابھی تک آنسو جاری تھے۔ فلپانہ مضطرب ہو گئی' اس نے دریافت کیا۔ بہن تم کیوں رو رہی ہو؟ تمہیں کیا غم ہے؟

روماس نے مختصر طور پر فلپانہ کو وہ تمام گفتگو سنا دی جو اس نے انگورا سے سنی تھی۔ فلپانہ نے کہا۔ "میں لنترس کو دیکھتے ہی کھٹک گئی تھی۔ وہ کھانا کھاتے وقت مجھے برابر گھورتا تھا۔ کچھ خوف نہیں میں خود بھی ہوشیار رہوں گی اور میری بہن میری حفاظت کرے گی"

انگورا نے آنسو پونچھ کر کہا۔ "بہن میں جان دے دوں گی لیکن تم پر آنچ نہ آنے دوں گی" فلپانہ نے مشکورانہ نظروں سے انگورا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "اپنی پیاری بہن کا شکریہ" انگورا نے ندامت سے سر جھکا کر کہا۔ "میں گنہگا ہوں بے گناہوں ہی کو بچا کر اپنے گناہ کا کفارہ ادا کروں گی"

فلپانہ نے فوراً جواب دیا۔ "تم نے سچے دل سے توبہ کر لی ہے۔ اب تم گنہگار نہیں ہو' تمہارے گناہ معاف ہو گئے۔ مقدس باپ! اس بات کے ضامن ہیں"

روماس نے انگورا کو دیکھ کر کہا۔ بے شک بیٹی! ____ ہاں بیٹی تیرا نام کیا ہے؟"

انگورا نے شرما کر کہا۔ "میرا نام انگورا ہے"

روماس۔ بیٹی انگورا! "خدا نے تیرا گناہ معاف کر دیا۔ پادریوں کے سامنے جو اپنے گناہوں کا اقرار کر کے سچے دل سے توبہ کرتا ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں' اب تو فکر نہ کر' تو نے رات کو سفر کیا ہے۔ رات بھر نہیں سوئی۔ تیری آنکھوں میں نیند کا خمار ہے۔ تھوڑی دیر سو لے' سونے سے تیری طبیعت ٹھیک ہو جائے گی" فلپانہ نے انگورا کے گلے میں پیار سے باہیں ڈال کر کہا۔ "پیاری بہن! آؤ سو رہو' اسی کوچ پر لیٹ جاؤ"

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

روماس اٹھ کر کمرہ سے باہر چلا گیا۔ انگورا نے کہا۔ فلپانہ! جس قدر تم خوبصورت ہو' اسی قدر نیک با مروت اور اہل محبت ہو"

فلپانہ۔ تم بھی تو خوبصورت اور نیک ہو۔

انگورا نے اپنی پیٹی کھول کر چٹائی پر رکھ دی' فلپانہ نے پیار سے اس کے گلے میں باہیں ڈالیں' یہ دونوں کوچ پر لیٹ گئیں۔ فلپانہ تو ابھی سو کر اٹھی تھی۔ اسے تو نیند نہ آئی۔ البتہ انگورا رات بھر جاگتی رہی تھی۔ اس نے گھوڑے پر سفر کیا تھا۔ وہ لیٹتے ہی سو گئی۔ فلپانہ نے اس کے پیارے چہرہ کو دیکھ کر آہستہ سے کہا۔ "ایسی پیاری لڑکی گنہگار نہیں ہو سکتی"

انگورا غفلت کی نیند سو گئی۔ حوروش فلپانہ نے اس کی طرف سے کروٹ لے لی اور کہنی کھڑی کر کے اپنے چھوٹے سے ہاتھ کی ہتھیلی پر اپنا نازک سر رکھ کر اس کے عارض تاباں کے نظارہ میں محو ہو گئی۔

چوتھا باب

حسن کا ڈاکو

انگورا دوپہر تک نہایت آرام اور بے فکری سے سوتی رہی۔ فلپانہ بھی اس کے پاس پڑی رہی۔ جب انگورا کی آنکھ کھلی۔ اس نے فلپانہ کو ہم آغوش پایا۔ وہ اٹھ بیٹھی۔ فلپانہ بھی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ انگورا نے مسکرا کر کہا۔ "یہ تم اس وقت تک میرے پاس کیوں پڑی رہیں؟"

"اس لئے کہ میں تمہیں چاہتی ہوں" فلپانہ نے مسکرا کر جواب دیا۔

فلپانہ کا تبسم دلوں پر بجلیاں گرا رہا تھا۔ انگورا نے شوخی سے مسکرا کر کہا۔ "تم مجھے چاہتی ہو؟ غلط! میں تمہاری شیدا ہوں' میری بھولی بہن! مجھے ایک پیار دو"

انگورا نے فلپانہ کے نرم و نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے آہستہ سے اپنی طرف کھینچا اور اس کے لب لعلیں کا ایک بوسہ لے لیا۔

فلپانہ شرما گئی۔ اس کی حیا پرور کٹیلی آنکھیں جھک گئیں۔ وہ ندامت سے مسکرائی۔ اس کی یہ شرمندگی کی ادا عاشق کش تھی۔ انگورا نے کہا۔ "میری حوروش بہن! انسان تجھے دیکھ کر کس طرح اپنے قابو میں رہ سکتا ہے' حضرت مسیح کی قسم تیرا حسن لاجواب ہے۔ تیری بھولی اور پیاری صورت زاہد فریب ہے۔ تیرے عارض پر نور چاند کو شرماتے ہیں۔ تیری بڑی اور سیاہ نشیلی آنکھیں دیکھنے والوں پر تیر برساتی ہیں۔ ان آنکھوں کا مارا کوئی کاہے کو زندہ رہ سکتا ہے۔ پتلے پتلے نازک لب اعجاز مسیحائی رکھتے ہیں۔ گویا اگر کسی غریب کو تمہاری آنکھیں قتل کرتی ہیں تو نازک لب مسیحائی کر کے اسے مرنے نہیں دیتے۔

مارو بھی جلاؤ بھی آسان ہے یہ تم کو   آنکھوں میں ہلاہل ہے ہونٹوں پہ مسیحائی

فلپانہ اپنی تعریف سن سن کر بیٹھی جا رہی تھی۔ اس کی آنکھیں وفور حیا سے جھکی جاتی تھیں۔ اس نے حیا پرور نگاہیں اٹھا کر ندامت خیز ادا سے انگورا کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "یا اللہ! یہ تعریف کب تک ہو گی؟"

انگورا نے پیار کی نظروں سے فلپانہ کو دیکھ کر کہا۔ ابھی تعریف ہی کہاں کی ہے' ابھی

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

تو تعریف کا آغاز ہے' فلپانہ! جب میں عورت ہو کر تم پر فریفتہ ہو گئی تو مردوں کی کیا حالت ہو گی؟ حقیقت میں تم حسین ہو' اور لاجواب حسین ہو"

فلپانہ ہنس پڑی' ہنسنے سے اس کے موتی جیسے سفید دانت یاقوتی لبوں کے کھلنے سے چمک کر برق پاشی کرنے لگے۔ ہنسنے سے اس کا پیارا چہرہ اور بھی دلفریب ہو گیا۔ اس نے کہا۔ "اب ذرا اپنی بھی سن لو"

"میری؟" انگورا نے تعجب خیز نظروں سے فلپانہ کو دیکھ کر کہا۔

فلپانہ نے مسکرا کر کہا۔ "ہاں اپنی تعریف' پیاری بہن تم بہت زیادہ خوبصورت ہو' تمہاری صورت بہت پیاری ہے' تمہاری آنکھوں میں جادو ہے' تم نے میرا دل موہ لیا ہے' میں تمہاری دیوانی ہو گئی ہوں تم ــــــ"

انگورا بے ساختہ ہنس پڑی۔ اس نے کہا۔ "بس رہنے دو' چلی ہیں تعریف کرنے' پہلے تعریف کرنی تو سیکھ لو"

فلپانہ پھر شرما گئی۔ اس نے کہا۔ کس سے سیکھوں' اچھا ٹھہرو ایک دفعہ اور کوشش کر لوں' ذرا سیدھی ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اپنا منہ میری طرف کر لو۔ ہاں اب سنو' تمہارا چہرہ چاند سے زیادہ روشن ہے' تمہاری پیشانی بہت زیادہ خوبصورت ہے' خوبصورت پیشانی پر بل کھائی ہوئی کاکلیں نہایت دلفریب معلوم ہوتی ہیں۔ تمہارے عارض تاباں پھولوں کو شرما رہے ہیں۔ رنگ و روپ ہی میں نہیں بلکہ خوشبو میں بھی حضرت مسیح کی قسم اس وقت تمہارے بدن کی خوشبو پھولوں سے بھی زیادہ بہتر آ رہی ہے ـــــ"

انگورا نے مسکرا کر کہا "جی کیوں نہیں' میں پھول اور تم؟"

"بلبل" فلپانہ نے شوخی سے مسکرا کر جواب دیا۔

انگورا پھر ہنسی ــــــ انگورا بھی خوبصورت تھی' ہنسنے سے اس کے چہرہ پر اور سرخی دوڑ گئی۔ جس نے اس کی پیاری صورت کو اور بھی پیارا کر دیا۔ اس نے کہا۔ "اگرچہ ابھی نن ہو' لیکن قدرت سے طبیعت میں شوخی زیادہ ہے' آؤ اب ذرا اٹھ کر باہر چلیں"

فلپانہ نے کہا۔ "آؤ چلیں' مریم اور مقدس باپ ہم دونوں کا بڑے کمرہ میں بیٹھے انتظار کر رہے ہوں گے"

یہ دونوں پری وشیں اٹھیں' اور خرام ناز سے چل کر کمرہ سے باہر آئیں اس وقت آفتاب ایک تہائی منزل طے کر چکا تھا۔ ہر طرف دھوپ پھیل رہی تھی۔ چھوٹی چھوٹی چڑیاں' اونچے اونچے درختوں کی سرسبز ڈالیوں پر بیٹھیں اپنی پیاری پیاری بولیوں میں بول رہی تھیں۔ یہ دونوں آہستہ آہستہ چل کر ہال کے پاس پہنچیں تھیں انہیں کمرہ کے اندر سے کسی کی باتیں کرنے کی آواز آئی۔ یہ دونوں ٹھٹک کر دروازہ پر کھڑی ہو گئیں۔ انگورا نے آہستہ سے کہا۔ "ذرا تم اسی جگہ کھڑی رہو میں جھانک کر دیکھوں' کہ کون کون ہیں"

فلپانہ اسی جگہ کھڑی ہو گئی۔ انگورا نہایت احتیاط سے ایک قدم بڑھی۔ اس نے ہوشیاری سے کمرہ کے اندر جھانکا۔ وہ فوراً" واپس لوٹی۔ اس نے فلپانہ کے پاس آ کر کہا۔ کمبخت جولیس آیا ہوا ہے۔ آؤ خاموش رہ کر سنیں کیا باتیں ہو رہی ہیں؟"

یہ دونوں چپ چاپ کھڑی ہو گئیں۔ اس جگہ باتیں کرنے کی آواز صاف آ رہی تھی۔ پادری روماس کہہ رہا تھا۔ "میں ایک گوشہ نشین راہب ہوں' دنیا اور دنیا والوں سے الگ رہ کر اپنی زندگی گزار رہا ہوں۔ میں اپنی اس حالت میں خوش ہوں"

جولیس نے قطع کلام کر کے جواب دیا۔ "مقدس راہب ہیں' آپ کو رہبانیت کی زندگی پسند ہے۔ لیکن فلپانہ رہبانیت کو پسند نہیں کر سکتی۔ نہ آپ اسے نن بن جانے کی ترغیب دیں"

روماس ـ یہ فلپانہ کو اختیار ہے۔ چاہے وہ دنیا کی آرائشوں میں مبتلا ہو جائے یا نن بن جائے۔ نہ میں اسے ترغیب دوں گا۔ نہ مجبور کروں گا۔

جولیس ـ جب یہ بات ہے' تو اگر فلپانہ نے نن بننا منظور نہ کیا۔ تو آپ کو اس کی شادی بھی ضروری کرنی پڑے گی"

روماس ـ بیشک اگر اس نے دنیاوی زندگی کو پسند کیا۔

جولیس ـ فرض کیجئے کہ وہ دنیوی زندگی کو پسند کرے۔

روماس ـ اس وقت میں کسی شریف انسان سے اس کا عقد کروں گا۔

جولیس ـ میں اسی لئے حاضر خدمت ہوا ہوں' مقدس باپ' میں ایک ایسی ہستی کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں' جو نیک بھی ہے۔ شریف بھی ہے۔ ذی عزت بھی ہے اور دولت مند بھی ہے۔

اگرچہ روماس جانتا تھا کہ جولیس کس شخص کا ذکر کرنے والا ہے لیکن پھر بھی اس نے کہا۔ "وہ کون شخص ہے؟"

"لنطورس بادشاہ لوقا کا مصاحب" جولیس نے جلدی سے جواب دیا۔

روماس نے جولیس کو بیوقوف بنانے کے لئے متعجب ہو کر کہا۔ "لنطورس" جولیس سمجھا کہ اس کا جادو اثر کر گیا' اس نے جواب دیا۔ "جی ہاں"

لنطورس ـ مقدس باپ! آج تسرین میں لنطورس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

رومیوں کے معزز طبقہ میں اس کا وقار ہے۔ فوج اس کا احترام کرتے ہیں۔ بادشاہ اس کی عزت کرتا ہے۔ دولت اس کی ٹھوکروں میں پڑی ہے۔"

روماس نے کہا۔ "جولیس! ہم غریب ہیں' لنٹورس امیر کبیر آدمی ہے غریبوں کی لڑکی امیروں میں جا کر حقارت کی نظروں سے دیکھی جاتی ہے میں فلپانہ کی شادی کسی غریب ہی سے کروں گا۔"

جولیس کو روماس کی گفتگو ناگوار گزری' اس نے کسی قدر دلخراش لہجہ میں کہا۔ "آپ فلپانہ کی زندگی تباہ کرنا چاہتے ہیں"

جولیس کے اس مختصر فقرہ میں جہاں ہمدردی تھی۔ وہاں تہدید بھی تھی روماس جہاندیدہ انسان تھا۔ وہ سمجھ گیا۔ اس نے بہت نرمی سے جواب دیا۔ "کوئی کسی کی قسمت کا ساتھی نہیں ہوتا' میں تہیہ کر چکا ہوں کہ اگر فلپانہ شادی کرنا چاہے گی تو میں اس کی شادی کسی غریب آدمی سے کروں گا"

جولیس تن کر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا۔ "اسی طرح تم سخت غلطی کے مرتکب ہو گے سنو مقدس باپ! لنٹورس فلپانہ پر فریفتہ ہو گیا ہے' وہ فلپانہ سے شادی کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اگر تم لنٹورس سے شادی کر دو گے تو وہ اسی جگہ بسر اوقات کرے گا۔ گرجا کے قریب ہی ایک شہر آباد کرے گا۔ اس شہر کا نام آپ کے یا فلپانہ کے نام پر رکھا جائے گا۔ گرجا زرد جواہر سے پاٹ دیا جائے گا اور اگر تم انکار کرو گے' تو لنٹورس فلپانہ پر کسی نہ کسی طرح قبضہ کر لے گا' اور اس وقت تم افسوس کرو گے۔"

روماس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "ہم لوگ لالچی نہیں ہیں' ہمیں نہ سیم و زر کی ضرورت ہے نہ زرو جواہر کی حاجت' نہ ناموری کی خواہش ہے لنٹورس کی بابت بہت کچھ سنا ہے۔ مجھے اس کی تمام حرکتیں معلوم ہیں میں کسی طرح بھی لنٹورس سے فلپانہ کی شادی نہیں کر سکتا۔"

یہ آپ کا آخری جواب ہے ـ جولیس نے برہم ہو کر کہا۔

روماس نے اسے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "جی ہاں' لنٹورس بڑے آدمی ان کے لئے قسرین میں ہزاروں لڑکیاں موجود ہیں' ان سے کہہ دیجئے کہ وہ ایک غریب بے کس پادری کو ستانے کی کوشش نہ کریں۔"

جولیس ـ مقدس باپ! ایک دفعہ اور غور کر لیجئے۔ لنٹورس کی درخواست کو ٹھکرانا خوب نہیں۔

روماس ـ میں نے اچھی طرح غور کر لیا۔ میرے لئے اس میں بہتری ہے۔

جولیس ـ گویا آپ لنٹورس کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔

روماس ـ میں ایک غریب آدمی' بے زر بے پران کا کیا مقابلہ کر سکتا ہوں۔

جولیس ـ بہت خوب! اب آپ فلپانہ کی حفاظت کیجئے۔

روماس ـ فلپانہ کی حفاظت خدا کرے گا۔

دیکھنا ہے کہ خدا کس طرح اس کی حفاظت کرتا ہے۔ جولیس نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا روماس نے دریافت کیا۔ "کیا آپ کا ارادہ جانے کا ہے؟"

جولیس ـ جی ہاں ـ

روماس ـ کھانا تیار ہے' کھانا کھا کر جائیے گا۔

"آپ کی عنایت ہے" جولیس نے کہا اور کمرہ سے باہر آنے کے لئے چل پڑا۔

فلپانہ اور انگورا دونوں بھاگ کر دوسرے کمرے میں پہنچیں۔ وہ دروازہ کی آڑ سے جھانکنے لگیں۔ جولیس کمرہ سے باہر آیا۔ اس کا گھوڑا دروازہ پر کھڑا تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور احاطہ سے نکل کر باہر چلا گیا۔ اس کو جاتا ہوا دیکھ کر انگورا نے کہا۔ "شریر شیطان" فلپانہ نے مسکرا کر کہا۔ "بلکہ شیطان کا باپ"

اب یہ دونوں پریزاد لڑکیاں کمرہ سے نکل کر باہر آئیں۔ وہ سبز سبز گھاس پر ایک بڑے درخت کے سایہ میں کھڑی ہو گئیں۔ دھوپ اس درخت کے پتوں سے چھن چھن کر زمین پر ناچ رہی تھی۔ اس وقت روماس بھی کمرے سے باہر آیا اور آہستہ آہستہ چل کر ان دونوں کے پاس پہنچا۔ انگورا بڑھ کر اس کے قریب پہنچی اس نے جھک کر پادری کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ پادری نے دعا دی۔ فلپانہ خرام ناز سے چل کر ان دونوں کے پاس آ گئی۔ روماس نے انگورا سے مخاطب ہو کر کہا۔ "بیٹی انگورا! جولیس آیا تھا"

انگورا نے نیچی نظریں کئے جواب دیا۔ "مقدس باپ! مجھے اور فلپانہ کو معلوم ہے' ہم دونوں نے اس کی گفتگو بھی سنی ہے۔"

روماس نے متعجب ہو کر کہا۔ "تم دونوں نے اس کی گفتگو سنی؟ یہ کیسے؟"

انگورا نے ندامت خیز لہجہ میں کہا۔ "ہم دونوں آپ کے پاس آ رہی تھیں۔ ہم آپ کو جولیس سے گفتگو کرتے ہوئے سنا ہم دونوں دروازہ پر کھڑی ہو گئیں اور اس طرح ہم نے سب گفتگو سن لی۔"

روماس نے کہا۔ "بیٹی! تمہیں چھپ کر گفتگو سننا نہیں چاہئے تھا' یہ گناہ ہے' آئندہ احتیاط رکھو۔ رات تم نے مجھ سے اپنے گھوڑے کا ذکر نہیں کیا تھا۔ جب میں تمہیں فلپانہ کے کمرے میں پہنچا کر باہر آیا۔ تو میں نے یہاں ایک گھوڑے کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ مجھے

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

خیال ہوا کہ وہ گھوڑا تمہارا ہے' میں نے اسے اصطبل میں بندھوا دیا' کیا وہ گھوڑا تمہارا ہی ہے؟"

انگورا ۔ جی ہاں' وہ گھوڑا میرا ہی ہے۔ رات میں حواس باختہ تھی اس لئے گھوڑے کا ذکر کرنا بھول گئی۔

روماس ۔ دیکھو وہ مریم آرہی ہے' شاید کھانا تیار ہو گیا۔ آؤ پہلے کھانا کھا لیں۔

مریم آہستہ آہستہ آرہی تھی۔ وہ قریب آئی۔ اس نے کہا۔ "کھانا تیار ہو گیا"

انگورا نے مریم کو سلام کیا۔ مریم نے انگورا کے سر پر دست شفقت رکھ کر کہا۔ "بیٹی انگورا! مقدس باپ نے مجھ سے صبح ہی تمہارا تذکرہ کر دیا تھا۔ میں خوش ہوں کہ تم جیسی شریف اور بہادر لڑکی ہماری مہمان ہے"

مریم کی گفتگو سے انگورہ کے دل پر خاص اثر ہوا' اس کی بڑی بڑی آنکھوں سے آنسوؤں کے چند قطرے لڑھک کر اس کے سرخ اور سفید رخساروں پر آپڑے' اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ "کاش میں شریف ہوتی"

انگورہ کو آزردہ دیکھ کر مریم بھی آزردہ ہو گئی' اس نے کہا۔ "بیٹی تو شریف تھی' شرافت کی پہلی دلیل یہی ہے کہ تیرے دل میں گناہ کا اقرار کر کے توبہ کی خدا نے تیرا گناہ معاف کیا' اب تو گنہگار نہیں ہے۔ فضول آزردہ ہو کر اپنا دل تھوڑا کرتی ہے' اپنا دل تھوڑا نہ کر"

فلپانہ نے بڑھ کر اپنے ریشمی رومال سے انگورا کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ "بہن انگورہ! تم گناہوں سے پاک ہو گئیں' اب خود آزردہ ہو کر دوسروں کو آزردہ نہ کرو"

روماس نے انگورہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "بیٹی! گناہوں پر پشیمان ہونا اچھا ہے' لیکن جب گناہ معاف ہو جائے' پھر اس پر پچھتانا بیکار ہے' آؤ کھانا کھانے چلو"

اب یہ سب کے سب گرجا کی پشت کی طرف روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور چل کر یہ ایک وسیع کمرہ میں داخل ہوئے۔ اس کمرہ میں سیاہ آبنوس کی بڑی میز پڑی ہوئی تھی۔ میز کے چاروں طرف کرسیاں پڑی ہوئیں تھیں یہ سب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ مریم نے جلد جلد کھانا چنا' وہ ایک طرف کھڑی ہو کر مگس رانی کرنے لگی اور سب کھانا کھانے لگے۔ کھانے سے فارغ ہو کر یہ سب اٹھے اور اس کمرے سے باہر آکر پادری تو سیدھا باغیچہ کی طرف چلا گیا اور یہ دونوں فلپانہ کے کمرہ میں پہنچیں۔ کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے دونوں سو گئیں۔ جب وہ سو کر اٹھیں۔ تو آفتاب نصف النہار کو عبور کر گیا تھا۔ یہ دونوں اٹھ کر باہر

آئیں اور سبزہ زار فرش پر چہل قدمی کرنے لگیں۔

یہ احاطہ جس میں گرجا واقع تھا۔ نہایت وسیع تھا۔ گرجا اس احاطہ کے اندر وسط میں تھا۔ گرجہ کی عمارت کے چاروں طرف پھلواری تھی۔ پھلواری کے عقب میں بڑے بڑے پھول دار درخت تھے۔

انگورا اور فلپانہ شام تک سیر کرتی رہیں یا پھولوں سے کھیلتی رہیں جب آفتاب غروب ہو گیا تو یہ دونوں کمرہ میں چلی گئیں۔ ابھی ان دونوں کو کمرہ میں آئے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ مریم آئی اور اس نے کہا کہ "کھانا تیار ہو گیا' مقدس باپ تم دونوں کا انتظار کر رہے ہیں"

فلپانہ نے مریم سے پوچھا۔ تم نے بہن انگورہ کے لئے کونسا کمرہ تجویز کیا ہے۔

مریم ۔ "آپ کے پاس والا کمرہ تجویز کیا ہے"

فلپانہ ۔ یہ اچھا کیا' رات کو بھی جب میں اپنی پیاری بہن کو دیکھنا چاہوں گی' تو دیکھ لیا کروں گی۔

انگورا مسکرائی۔ اس نے کہا۔ "جی کیوں نہیں! تم میرے دیکھنے کے لئے ساری رات جاگتی رہا کرو گی"

"اس میں کچھ شک بھی ہے" فلپانہ نے شوخی سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

انگورا نے حوروش فلپانہ کے نازک رخساروں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "آخر تم کیوں مجھے راتوں کو اٹھ اٹھ کر دیکھا کرو گی"

"اس لئے کہ میں تم پر فریفتہ ہوں" فلپانہ نے کہا اور کھل کھلا کر ہنس پڑی مریم کو ان دونوں کی چھیڑ چھاڑ میں لطف آرہا تھا۔ لیکن اسے پادری روماس کی خفگی کا خیال تھا اس نے کہا۔ "یہ دل لگی تو پھر کرتی رہنا چلو' پہلے کھانے سے فارغ ہو لو"

انگورا نے کہا۔ "ہاں سچ تو ہے چلو' مقدس باپ بیٹھے انتظار کر رہے ہوں گے"

فلپانہ بصد ناز اٹھی' اس نے کہا۔ "چلو تو پہلے کھانے سے فارغ ہو لیں" اب یہ دونوں مہوشیں کمرہ سے باہر نکل آئیں۔ مریم ان کے پیچھے چلی۔ یہ تینوں اس کمرہ میں پہنچیں' جس میں انہوں نے صبح کھانا کھایا تھا یہاں روماس بیٹھا ان کا انتظار کر رہا تھا۔

اس وقت اس کمرہ میں موم بتیاں روشن تھیں' فلپانہ اور انگورا پادری کے قریب کرسیوں پر بیٹھیں' پادری نے کہا۔ "بڑی دیر لگا دی۔ میں بہت دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں' کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ چلو کھانا شروع کرو"

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

کھانا پہلے ہی سے میز پر چنا ہوا تھا۔ ان سب نے کھانا شروع کیا چونکہ انگورا اور فلپانہ پادری کا زیادہ احترام کرتی تھیں۔ اس لئے کھانا کھاتے وقت خاموش رہیں' کھانا کھا کر یہ سب اٹھے اور اس کمرہ سے نکل کر فلپانہ کے کمرہ کی طرف چلے۔ فلپانہ کے کمرہ سے ملا ہوا ایک اور کمرہ تھا۔ اس کمرہ کے پاس پہنچ کر پادری نے کہا۔ "بیٹی اس کمرہ میں تمہارے سونے کا انتظام کیا گیا ہے' اگر تم چاہو تو فلپانہ کے کمرہ میں سو سکتی ہو"

انگورہ نے کہا۔ "میری وجہ سے فلپانہ کو تکلیف ہوتی ہے' یہ کمرہ میرے لئے مناسب ہے"

انگورہ نے پادری کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اس نئے کمرہ میں داخل ہوئی۔

یہ کمرہ فلپانہ کے کمرہ سے آراستہ تھا۔ اس کمرہ کے وسط میں کوچ پڑا تھا۔ آتشدان پر موم بتیاں روشن ہو رہی تھیں۔ انگورا کوچ پر بیٹھ گئی۔ اس کمرہ میں شرق کی جانب بھی ایک دروازہ تھا۔ یہ دروازہ فلپانہ کے کمرہ میں کھلتا تھا۔ ابھی انگورا کو کوچ پر بیٹھے ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ وہی دروازہ جو فلپانہ کے کمرہ کی طرف تھا۔ کھلا' انگورا نے اپنی بڑی بڑی مستانہ آنکھیں اٹھا کر اس دروازہ کی طرف دیکھا۔ تو دروازہ میں فلپانہ کھڑی ہو گئی۔ فلپانہ نے مسکرا کر کہا۔ "بے مروت بہن شب بخیر! انگورا ہنس کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے کہا "آؤ فلپانہ! آگے آجاؤ"

فلپانہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ "بس معاف کیجئے' ایسی بیوفاؤں سے کون دل لگائے" انگورا نے فلپانہ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "آخر مجھ سے کیا خطا ہوئی"

فلپانہ نے شوخی سے مسکرا کر کہا۔ "تم نے ایسی بے رخی کی' کہ اپنے کمرہ میں آتے وقت شب بخیر بھی نہ کہا"

انگورہ نادم ہو گئی' اس نے ندامت خیز لہجہ میں جواب دیا۔ "واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی' معاف کر دو"

"معاف کر دیا' پیاری بہن شب بخیر" فلپانہ نے کہا اور جلدی سے دروازہ بند کر کے اپنے کوچ پر آ گئی۔ اس نے شب خوابی کے کپڑے بدلے اور کوچ پر لیٹ گئی۔ کچھ عرصہ پڑے رہنے کے بعد وہ پھر اٹھی اور اس نے دروازہ کھول کر انگورہ کے کمرہ میں جھانکا' انگورہ سو رہی تھی' فلپانہ دبے پاؤں اس کے قریب پہنچی۔ اس نے اس کے اوپر جھک کر اس کے نازک لبوں کا بوسہ لے لیا۔

انگورا نے "اوہ ہوں" کہا اور کروٹ لے کر پھر غفلت کی نیند سو گئی فلپانہ کو خیال

ہوا کہ انگورا رات بھر جاگتی رہی ہے' دن میں وہ کم سوئی ہے' کہیں اس وقت بیدار ہونے سے اس کی طبیعت خراب نہ ہو جائے وہ فوراً' اپنے کمرے میں واپس آ گئی' اب اس نے کمرہ کا دروازہ کھلا رہنے دیا اور اپنے کوچ پر آ کر لیٹ گئی' تھوڑی ہی دیر میں وہ سو گئی۔

اس وقت اچھی خاصی رات ہو گئی تھی۔ ہر طرف خاموشی نے تسلط کر لیا تھا۔ چاندنی رات تھی۔ چاند بالکل نکل آیا تھا۔ چاندنی دریچہ کے راستہ سے حوروش فلپانہ کے رخ روشن پر پڑ رہی تھی۔ اس وقت اس کا چاند سا چہرہ چاند سے زیادہ چمک رہا تھا۔

فلپانہ کو سوئے ہوئے مشکل سے تین گھنٹے ہوئے تھے کہ اس کمرہ کے اس دروازہ پر جو باہر برآمدہ کی طرف تھا۔ کچھ کھٹکا ہوا۔ اس کھٹکے کی آواز سن کر فلپانہ جاگ پڑی وہ خوفزدہ ہو گئی اس نے اپنے کان دروازہ کی طرف لگا دیئے۔ کھٹکا جلد جلد ہو رہا تھا فلپانہ سن رہی تھی اسے ایسا معلوم ہوا کہ جیسے کوئی کواڑوں کو پیچ کش سے کھول رہا ہو۔

کھٹکے کی آواز کبھی زور زور سے اور کبھی آہستہ آنے لگی اور کبھی بالکل بند ہو جاتی تھی اس آواز کو سن سن کر کمسن فلپانہ کا دل دھڑکنے لگا تھا۔ وہ دم بخود پڑی اس آہٹ کو سن رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں اسے کواڑ اٹھا کر علیحدہ رکھنے کی آواز آئی۔ اس نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کی طرف دیکھا اسے دروازہ کھلا ہوا نظر آیا۔ اس کا خوف اور بھی بڑھ گیا۔ بڑھے ہوئے خوف کی وجہ سے اسے پسینہ آ گیا وہ خوفزدہ نگاہوں سے دروازہ دیکھ رہی تھی اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک شخص کالا لبادہ اوڑھے ہوئے کمرہ میں داخل ہوا۔

نازک اندام فلپانہ اس لبادہ والے کو دیکھ کر خوف و دہشت سے تھرتھر کانپنے لگی اس نے چاہا کہ بھاگ کر انگورا کے پاس چلی جائے لیکن خوف و دہشت نے اسے اٹھنے نہ دیا۔ اس نے چیخ مارنی چاہی' مگر ازدیاد خوف سے اس کا گلا خشک ہو گیا اور آواز منہ سے نہ نکل سکی۔

سیاہ لبادہ والا آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا۔ وہ نہایت احتیاط سے قدم قدم آہٹ لیتا ہوا آ رہا تھا۔ وہ کوچ کے بالکل قریب آ گیا تھا۔

حوروش فلپانہ سہم رہی تھی۔ اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ وہ پسینہ میں شرابور ہو گئی تھی۔

اب اس سیاہ لبادہ والا اس کے کوچ کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے اپنا لبادہ اتار کر فرش پر ڈال دیا اور اپنی جیب سے ایک سیاہ رنگ کا رومال نکالا۔

فلپانہ اس کی یہ کارروائی انتہائی خوف کی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ شخص رومال

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

سے لے کر اس کے اوپر جھکا' قلپانہ نے اس کے گرم گرم سانس کو اپنے رخساروں پر محسوس کیا اس نے کوشش کر کے زور سے چیخ ماری' چیخ کی آواز تمام کمرہ میں گونج گئی۔

چیخ کی آواز سن کر یہ آنے والا سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس نے زیر لب بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ میں نے غلطی کی مجھ سے کافی احتیاط نہ ہو سکی۔ اب جلدی کرو' ایسا نہ ہو کہ لوگ جاگ کر دوڑ پڑیں۔

قلپانہ پسینہ پسینہ ہو گئی تھی۔ اس کا شہابی رنگ اڑ گیا تھا وہ خوف و دہشت سے نیم مردہ ہو گئی تھی۔ اس کی خوفزدہ آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔

یہ آنے والا شخص پھر اس کے اوپر جھکا اب قلپانہ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں جس وقت یہ شخص دوبارہ جھکا ہے اس وقت روشنی نمودار ہوئی اس شخص نے حیرت سے روشنی کو دیکھا یہ روشنی اس کی پشت کی طرف نمودار ہوئی تھی وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اس نے پلٹ کر اپنی پشت کی طرف دیکھا اسے دوسرے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا نظر آیا ایک عورت اس دروازہ پر موم بتی لئے ہوئے کھڑی تھی۔ اس شخص کے اپنی پشت کی طرف دیکھتے ہی روشنی اس کے چہرہ پر پڑی۔ وہ عورت آگے بڑھی۔ اس نے کہا "اچھا انگورا! تم یہاں ہو"

یہ روشنی لے کر آنے والی انگورا تھی۔ وہ اور آگے بڑھی' اس نے کہا "ہاں میں یہاں ہوں' تم یہاں کیوں آئے؟"

جولیس۔ میں قلپانہ کو لے جانے کے لئے آیا ہوں۔

"تم قلپانہ کو نہیں لے جا سکتے" انگورا نے جوش میں آ کر کہا۔

جب قلپانہ کے کانوں میں انگورا کے بولنے کی آواز آئی تو اس نے ڈرتے ڈرتے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ وہ خوف زدہ نگاہوں سے جولیس کو دیکھنے لگی۔ جولیس نے برہم ہو کر کہا۔ "انگورا! میرے کام میں مداخلت نہ کرو۔ ورنہ پچھتاؤ گی" انگورا نے ترشروئی سے جواب دیا۔ حسن کے ڈاکو! تم حسن کی دیوی کو نہیں لے جا سکتے"

جولیس نے غضب ناک ہو کر کہا "میں ضرور لے جاؤں گا' انگورا! کیوں قلپانہ کے پیچھے اپنی جان دیتی ہو"

انگورا نے مردانہ وار استقلال سے جواب دیا۔ "میں نے قلپانہ کو تم شیطانوں کے ظلم سے بچانے کا وعدہ کیا ہے۔ میں اپنی جان دے کر اسے بچاؤں گی" جولیس نے ایک چمکدار چھری نکالی' اس نے انگورا کی طرف بڑھ کر کہا۔ بہت خوب! یہ چھری تمہارے سینہ میں بھونک دی جائے گی" انگورا ایک قدم اور اس طرف بڑھی اس نے اپنا داہنا ہاتھ بلند کر

کے کہا۔ "جولیس! دیکھو میرے پاس بھی پیش قبض ہے۔ یہ پیش قبض تیرے خون کا پیاسا ہے۔ اگر میں مروں گی تو تمہیں مار کر مروں گی"

جولیس انگورا کے ہاتھ میں پیش قبض دیکھ کر ایک قدم پیچھے ہٹا۔ جس وقت وہ پیچھے ہٹا' اسی برآمدہ والے دروازے کی طرف آہٹ معلوم ہوئی۔ اس نے اس طرف دیکھا۔ اسی برآمدہ میں روشنی نظر آئی۔ وہ گھبرا گیا۔ انگورا نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اس نے بتی پھینک دی۔ وہ لپک کر بڑھی اور جولیس کے چھری والا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر کہا۔ "بس اس چھری کو زمین پر ڈال دو۔ اس وقت بتی گل ہو گئی تھی۔ کمرہ میں اندھیرا چھا گیا تھا۔

جولیس فوراً" انگورا کی طرف مخاطب ہوا' اس نے زور کر کے اپنے ہاتھ چھڑانے چاہے جس وقت وہ اپنے ہاتھ چھڑانے کی جدوجہد کر رہا تھا اسی وقت ایک دم اس کمرہ میں روشنی ہوئی اور ایک ضعیف آواز یہ کہتے ہوئے سنائی دی۔ "شاباش! بہادر لڑکی شاباش!!"

جولیس نے جلدی سے پلٹ کر دیکھا۔ اسے برآمدہ والے دروازہ پر پادرس روماس ہاتھ میں بتی لئے ہوئے کھڑا نظر آیا۔

جولیس خوفزدہ ہو گیا۔ اس نے جلدی سے انگورا کے ہاتھ کو جھٹکا دے کر اپنا ہاتھ چھڑایا اور نہایت تیزی سے روماس کے برابر ہو کر دروازہ سے باہر نکل گیا۔

اب قلپانہ نے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ابھی تک اس کا چہرہ خوف کی وجہ سے سفید ہو رہا تھا۔ پادری بڑھ کر انگورا کے قریب آیا۔ اس نے انگورا کو مشکورانہ نظروں سے دیکھ کر کہا۔ "بہادر لڑکی! آج تیری وجہ سے قلپانہ بچ گئی' بیٹی! تیری آنکھ کیسے کھل گئی؟ تو کس طرح اس کمرہ میں پہنچ گئی؟"

اس وقت انگورا خوش تھی' اس کے پیارے چہرہ سے مسرت کے آثار ظاہر تھے۔ آنکھوں میں سے فتح مندی برس رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "مقدس باپ! اتفاقیہ میری آنکھ کھل گئی' میں پڑی جاگ رہی تھی میرا دل نا معلوم خوف کی وجہ سے دھڑک رہا تھا۔ میں گھبرا رہی تھی کہ دفعتہ میں نے قلپانہ کی چیخ کی آواز سنی۔ میں فوراً" اٹھ بیٹھی اور بتی ہاتھ میں لے کر اس کمرہ میں چلی آئی۔ یہاں آ کر میں نے جولیس کو قلپانہ کے اوپر جھکے ہوئے دیکھا۔ پہلے تو وہ مجھے دیکھ کر ڈر گیا۔ لیکن پھر وہ سوچ کر چھری لے کر میری طرف بڑھا۔ میرے پاس پیش قبض تھا۔ وہ پیش قبض دیکھ کر پیچھے ہٹا اس عرصہ میں برآمدہ کی طرف کچھ آہٹ معلوم ہوئی اس نے برآمدہ کی طرف دیکھا میں نے لپک کر اس کی چھری والا ہاتھ پکڑ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

لیا وہ اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگا دفعتاً آپ کمرہ میں روشنی لے کر آگئے وہ گھبرا گیا اور اپنا ہاتھ چھڑا کر بھاگ گیا۔"

پادری کی نگاہوں سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ انگورا کا بہت زیادہ مشکور ہے' اس نے کہا۔ "میری بہادر بیٹی! آج تو نے بہت دلیری کا کام کیا' اگر تو نہ ہوتی تو شیطان ضرور فلپانہ کو لے جاتا۔ میں اس وقت اکثر گرجا میں جایا کرتا ہوں۔ جب میں اپنے کمرہ سے باہر نکلا تو میں نے خلاف معمول فلپانہ کے کمرہ کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا۔ میں صورت حال معلوم کرنے کے لئے اس طرف چلا آیا' بیٹی! میں نے برآمدہ میں کھڑے ہو کر تیری اور جولیس کی گفتگو سنی۔ جب تو نے اسے چھری زمین پر ڈال دینے کی دھمکی دی' تو مجھے خیال ہوا کہ کہیں وہ کمبخت تجھے کچھ نقصان نہ پہنچائے فوراً میں کمرہ میں چلا آیا' میرے کمرے میں آتے ہی وہ بھاگ کھڑا ہوا حضرت مسیح نے بڑی مہربانی کی' بیٹی فلپانہ! "تم انگورا کا شکریہ ادا کرو' آج تم اس کی وجہ سے بچ گئیں"

اب فلپانہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی پیاری نظروں سے احسان مندی کے آثار ظاہر تھے۔ اس نے انگورا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہن تمہارا شکریہ! ہزار ہزار' شکریہ!! میں تو اس شیطان کو دیکھ کر بالکل نیم مردہ ہو گئی تھی۔ خوف و دہشت سے میرا بند بند کانپ رہا تھا پسینہ ایسا ٹوٹ پڑا کہ میں پسینہ میں نہا گئی۔ پیاری بہن میں تمہارا شکریہ نہیں ادا کر سکتی"

انگورا مسکرا رہی تھی۔ وہ اس وقت بہت خوش تھی۔ اسے خوش ہونا ہی چاہئے تھا۔ اس نے بڑی دلیری کی تھی۔ اس نے اپنی جان پر کھیل کر فلپانہ کو بچایا تھا۔ انگورا نے پیار کی نظروں سے فلپانہ کو دیکھ کر جواب دیا۔ "میری بھولی بہن! شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں' میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے' آئندہ بھی میں اپنا فرض ادا کروں گی"

پادری نے کہا۔ "شاباش! نیک' شریف اور بہادر لڑکی شاباش! ابھی رات زیادہ باقی ہے' اب اس کمرہ میں فلپانہ کو سونا نہیں چاہئے۔ فلپانہ تم بھی انگورا کے کمرے میں چلی جاؤ اور دونوں وہیں سو رہو دروازہ اچھی طرح سے بند کر لینا میں گرجہ میں جا رہا ہوں انگورا تمہاری بتی کہاں؟ اس بتی کو روشن کر لو"

انگورا نے بڑھ کر بتی اٹھا لی۔ اس نے پادری والی بتی سے اس بتی کو روشن کیا۔ پادری روماس چلا گیا۔ یہ دونوں مہوشیں دوسرے کمرہ میں پہنچیں انگورا نے بتی آتشدان پر رکھ دی اور تمام دروازے اچھی طرح دیکھ کر بند کر دیئے۔ اب یہ دونوں ایک ہی کوچ

پر لیٹ گئیں فلپانہ نے کہا۔ "بہن میرا دل اب بھی خوف سے دھڑک رہا ہے" انگورا نے شوخی سے کہا۔ "دیکھوں"

انگورا نے اپنا ہاتھ فلپانہ کے گداز سینہ پر رکھ دیا۔ واقعی فلپانہ کا ننھا سا دل اب بھی دھڑک رہا تھا۔ انگورا نے کہا۔ یہ دل اب کیوں دھڑک رہا ہے۔ فلپانہ نے شرما کر کہا۔ "مجھے ابھی تک خوف معلوم ہو رہا ہے"

انگورا نے فلپانہ کو اپنی آغوش میں بھینچ کر کہا۔ "اب کس بات کا خوف' آؤ لیٹ کر سو رہو" فلپانہ انگورا سے لپٹ گئی۔ یہ دونوں مہوشیں ہم آغوش ہو کر خاموش ہو گئیں۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

پانچواں باب

سعید

صبح جب فلپانہ اور انگورا کی آنکھ کھلی تو دن اچھی طرح چڑھ گیا تھا۔ دھوپ ہر طرف پھیل گئی تھی۔ یہ دونوں اٹھیں اور حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر چہل قدمی کرتی ہوئی گرجا کے احاطہ سے باہر نکل آئیں۔

اس احاطہ کے باہر وسیع میدان تھا۔ اس میدان میں سبز سبز گھاس کھڑی تھی۔ کہیں کہیں خود رو پھولوں کے پودے بھی کھڑے تھے۔ یہ دونوں آہستہ آہستہ سیر کرتی ہوئی دریا کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ اثنائے راہ میں انگورا نے فلپانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "فلپانہ! اس وقت تو تمہارا دل نہیں دھڑک رہا ہے"

فلپانہ نے بھولے پن سے جواب دیا۔ "اب بھی جب رات کے واقعہ کا خیال آجاتا ہے تو دل دھڑکنے لگتا ہے"

انگورا نے مسکرا کر کہا "میں نے تمہارے حسن کی تعریف سنی تھی' مجھے تمہارے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ اب جب میں نے تمہیں دیکھا ____"

فلپانہ مسکرا رہی تھی۔ مسکرانے سے اس کا چہرہ بہت بھلا معلوم ہو رہا تھا۔ عورت ہو یا مرد شگفتہ چہرہ سب ہی کو اچھا معلوم ہوتا ہے فلپانہ نے شوخی سے انگورا کو دیکھ کر قطع کلام کر کے کہا۔ "اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ میری تعریف غلط کی گئی تھی"

انگورا نے محبت بھری نظروں سے اسے دیکھ کر جواب دیا۔ "بیشک غلط تعریف کی گئی تھی' فلپانہ! تو پری ہے' غلط فردوس کی حور ہے تیرے حسن کی تعریف کرنا امکان سے باہر ہے"

"تم کہیں مجھ پر عاشق نہ ہو جانا" فلپانہ نے شرمیلی نظروں سے انگورا کو دیکھ کر کہا اور کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

انگورا مسکرائی۔ اس نے کہا۔ "فلپانہ! میں تم پر فریفتہ ہو چکی ہوں۔ تمہارے حسین روز افزوں نے میرا دل موہ لیا ہے' میرا متاع صبر تمہاری نگاہ غلط انداز نے لوٹ لیا۔ شاید

اسی لئے تم نے رات مجھے اپنی جان پر کھیل پر مجھے بچایا' فلپانہ نے شوخی سے مسکرا کر کہا۔

انگورا اس کی اس ادائے جاں ستاں پر لوٹ ہو گئی۔ اس نے کہا۔ "بیشک مجھے تم سے محبت ہے' تمہاری محبت نے ہی میرے دل میں جرات پیدا کی"

اس وقت فلپانہ کی نظر سامنے اٹھ گئی۔ وہ دفعتہ خوفزدہ ہو گئی۔ اس نے کہا۔ "بہن انگورا! دیکھنا سامنے کیسا لشکر ہے؟"

جس طرف فلپانہ نے اشارہ کیا تھا۔ انگورا نے اس طرف دیکھا۔ وہ بھی خوفزدہ ہو گئی۔ اس نے کہا۔ "یہ تو جنگ ہو رہی ہے' دیکھو وہ غبار سے اس طرف تلواریں چمکتی ہوئی نظر آرہی ہیں"

سامنے کسی قدر فاصلہ پر غبار اڑ رہا تھا۔ غبار کے قریب ہی تلواریں چمکتی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے جنگ ہو رہی ہے۔ چونکہ فاصلہ زیادہ تھا اس لئے یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کون کس سے لڑ رہا ہے۔

فلپانہ نے غور سے دیکھ کر کہا۔ "ہاں جنگ ہو رہی ہے' غالباً" سوار پیدلوں سے لڑ رہے ہیں' آؤ بہن واپس چلیں۔ نہ معلوم یہ کون لوگ ہیں؟"

انگورا ٹکٹکی لگائے دیکھ رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "دیکھو جنگ ختم ہو گئی۔ وہ سوار واپس جا رہے ہیں' کاش! معلوم ہو جاتا یہ کون لوگ ہیں اور کن سے لڑ رہے تھے"

فلپانہ نے انگورا کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "بس آؤ گرجا میں چلیں' کہیں خونخوار عرب نہ ہوں" انگورا اسی طرف دیکھ رہی تھی۔ جس طرف جنگ ہو رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "فلپانہ! دیکھو' سوار نظروں سے غائب ہو گئے' آؤ چل کر دیکھیں۔ یہ کون لوگ تھے۔ کہیں مسلمانوں نے عیسائیوں کو نہ مار ڈالا ہو"

انگورا یہ کہتے ہی بڑھی۔ فلپانہ بھی اس کے ساتھ ہو لی۔ یہ دونوں جلد جلد چلنے لگیں۔ فاصلہ زیادہ تھا۔ یہ دونوں تیز قدمی سے چل کر اس جگہ پہنچیں۔

انگورا اور فلپانہ دونوں نازک اندام تھیں۔ جلد جلد چلنے اور زیادہ فاصلہ طے کرنے کی وجہ سے ان دونوں کے عارض تاباں پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہو کر بالکل ایسے معلوم ہونے لگے جیسے سرخ سفید گلاب کے پھول پر شبنم کے قطرے۔ ان دونوں نے اس جگہ پہنچ کر دیکھا کہ چند سیاہ رنگ کے انسان موٹے اون کے جبے پہنے مقتول یا زخمی پڑے ہیں فلپانہ ان لوگوں کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی۔ اس نے کہا۔ "یہ کون لوگ ہیں؟"

انگورا نے ان لوگوں کو غور سے دیکھ کر جواب دیا۔ "یہ لوگ مسلمانوں کے غلام ہوتے ہیں' شاید عیسائیوں نے انہیں قتل کیا ہے"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

فلپانہ ـ تعجب ہے۔ یہ مسلمانوں کے غلام کہاں سے آگئے اور عیسائی اس طرف کس طرف نکل آئے۔

انگورا ـ میں نے سنا تھا کہ شاہ لوقا نے شیر دل ہرقل اعظم سے مدد طلب کی ہے۔ غالباً وہی اس طرف آنکلے ہیں لیکن یہ مسلمان یہاں کس طرف سے آگئے۔ یہ تو شیراز میں پڑے ہوئے تھے۔

فلپانہ نے سہم کر کہا۔ "بہن انگورا! آؤ جلد واپس چلیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان ان غلاموں کو تلاش کرتے ہوئے اس طرف آنکلیں اور ہمیں دونوں کو گرفتار کرلیں"

انگورا بھی ڈر گئی اس نے جواب دیا۔ "ہاں سچ کہتی ہو' آؤ جلد واپس چلیں" اب یہ دونوں واپس لوٹیں۔ راستہ میں چلتے چلتے فلپانہ نے دریافت کیا۔ "کیا سارے عرب ایسے ہی سیاہ فام ہوتے ہیں۔ جیسے یہ ان کے غلام ہیں"

انگورا ـ نہیں' سب ایسے تو کالے نہیں ہوتے' زیادہ تر عرب گندمی رنگ کے ہوتے ہیں۔

فلپانہ ـ ان غلاموں کی صورت تو بڑی خوفناک ہے۔ میں تو انہیں دیکھ کر ڈر گئی۔

انگورا ـ ڈرنا ہی کیا یہ بھی ہماری طرح انسان ہیں۔

فلپانہ ـ تم نہ ڈرو' مجھے تو خوف معلوم ہو رہا ہے' اب یہ جگہ بھی مخدوش ہو گئی۔ اس طرف بھی عرب آنے لگے۔

انگورا ـ ہاں ہمیں احتیاط رکھنی چاہئے اور گرجہ کے احاطہ سے باہر نہیں نکلنا چاہئے۔

فلپانہ ـ مقدس باپ کہتے ہیں کہ مسلمان رومی عورتوں اور بچوں کو پکڑ کر لے جاتے ہیں۔

انگورا ـ ہاں میں نے بھی ایسا ہی سنا ہے۔

اب یہ دونوں باتیں کرتی ہوئیں اس جگہ سے جہاں انہوں نے مسلمان غلاموں کو مقتول و مجروح پڑے دیکھا تھا' دور نکل آئی تھیں۔ اس وقت آفتاب نصف النہار کے قریب پہنچ گیا تھا۔ دھوپ میں حرارت آگئی تھی۔ انگورا اور فلپانہ کو پسینہ آگیا تھا۔ اس وقت یہ دونوں دریا کے کنارے کنارے سبز گھاس کو پامال کرتی ہوئی جا رہی تھیں۔ "دریا خاموشی سے بہ رہا ہیض آفتاب کا عکس صاف و شفاف پانی میں چمک رہا تھا' انگورا نے فلپانہ کو مسکراتے ہوئے کہا۔ فلپانہ اگر ہم دونوں کو عرب گرفتار کرلیں تو کیا ہو؟"

فلپانہ نے خوفزدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ کر جواب دیا۔ "ہو گا کیا میں تو ڈر ڈر کر مر جاؤں' انگورا نے جلدی سے کہا۔ "مریں میرے تمہارے دشمن! تمہیں ڈرنے کی کیا ضرورت؟"

فلپانہ نے بھولے پن سے جواب دیا۔ "اس لئے خدا جانے وحشی عرب ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں"

انگورا ہنسی اور اس نے کہا۔ "جنت ارضی کی حور سارا عرب تیری غلامی کرے"

فلپانہ شرما گئی۔ اس نے کہا۔ "ہٹو ایسی دل لگی اچھی نہیں"

انگورا کچھ کہنا چاہتی تھی کہ پیچھے کی طرف سے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز کان میں آئی۔ یہ دونوں گھبرا گئیں اور خوفزدہ ہرنوں کی طرح اپنی پشت کی طرف دیکھنے لگیں۔ انہیں قریب ہی ایک سوار دونوں کی طرف آتا ہوا نظر آیا۔ یہ دونوں ٹھٹک کر کھڑی ہو گئیں اور خوفزدہ نگاہوں سے اس آنے والے سوار کو دیکھنے لگیں۔

یہ سوار گھوڑے کی دلکی لا رہا تھا وہ ان پر وشوں کے قریب آگیا۔ ان دونوں نے اسے دیکھا۔ یہ خوف و دہشت سے کانپنے لگیں۔ یہ آنے والا سوار عرب تھا۔ اسی عرب نے ان دونوں کے نزدیک آکر گھوڑا روکا۔

یہ سوار نوجوان تھا۔ اس کا کھلتا ہوا گندمی رنگ' پیشانی بلند اور کشادہ تھی۔ آنکھیں بڑی بڑی اور دلکش تھیں۔ ناک پتلی اور ستواں تھی۔ سبزہ آغاز تھا۔ مونچھیں نکلنی شروع ہوئی تھیں۔ اس کے چہرہ میں اس غضب کی دلکشی تھی کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا تھا۔ سینہ چوڑا تھا۔ بازو بھرے بھرے اور مضبوط تھے۔ اس کا مردانہ حسن قابل دید تھا۔ وہ عربی عبا پہنے ہوئے تھا۔ سر پر خوش رنگ عمامہ تھا۔ عبا کے دامن ہوا میں لہرا رہے تھے۔ پر تلہ میں تلوار لٹک رہی تھی۔ بائیں طرف زین سے ملی ہوئی ڈھال پڑی تھی پشت پر ترکش تھا۔ بائیں شانہ پر کمان تھی۔ داہنے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ بائیں ہاتھ سے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے تھا اس عربی سوار نے حیرت سے ان پریزادوں کو دیکھا۔

انگورا اور فلپانہ نے بھی ڈرتے ڈرتے اس عرب کو دیکھا۔ خدا جانے اس عرب کے چہرہ میں کیسی دلکشی تھی کہ یہ دونوں مہ جبیں حیرت خیز نظروں سے دیکھنے لگیں۔

کسی قدر وقفہ کے بعد عرب سنبھلا اور اس نے متبسم ہو کر پوچھا۔ "آپ دونوں کس گلزار کے پھول ہیں؟"

اس عرب نے عربی زبان میں سوال کیا تھا۔ انگورا عربی سے بالکل ناواقف تھی۔ البتہ فلپانہ کو پادری روماس نے عربی پڑھائی تھی۔ وہ عربی زبان سمجھتی تھی۔ فلپانہ شرما گئی۔ اس کے شرمانے کی ادا بڑی ہی پیاری تھی عرب نے پھر کہا۔ "اے آسمان حسن کے جلوہ گر ستارو! تم اس جنگل بیابان میں کیسے جلوہ گر ہو"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

فلپانہ کی یہ ادا بھی دلکش تھی۔ عرب نے محبت بھری نظروں سے فلپانہ کو دیکھ کر کہا۔ "اے جنت الارض کی حور! تیرا نام کیا ہے؟"

فلپانہ کی آنکھیں بار حیا سے جھکی جاتی تھیں۔ اس نے شرمیلی نظروں سے عرب کو دیکھ کر جواب دیا۔ "میرا نام فلپانہ ہے"

عرب نے انگورا کی طرف اشارہ کر کے کہا "اور اس نازنین کا نام کیا ہے؟"

فلپانہ _ اس کا نام انگورا ہے۔

عرب _ تم کبھی قسرین میں بھی چلی جاتی ہو؟

فلپانہ _ عرصہ ہوا جب میں قسرین گئی تھی۔

عرب _ اب حال میں نہیں گئیں۔

فلپانہ _ میں نہیں گئی' لیکن انگورا کل ہی قسرین سے آئی ہے۔

عرب _ کچھ معلوم ہے کہ لوقا کا مسلمانوں کے متعلق کیا خیال ہے۔

فلپانہ _ شاہ لوقا مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

عرب کے چہرہ سے جوش و شجاعت کے آثار ظاہر ہوئے۔ اس کے رخساروں پر سرخی جھلک آئی۔ فلپانہ نے پیاری نگاہوں سے اس کے چہرہ کو دیکھا۔ عرب نے کسی قدر پرجوش لہجہ میں کہا۔ "لوقا بد عہدی پر آمادہ ہے۔ اسے عہد شکنی کی سزا ملے گی۔ اس نے فلپانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "فلپانہ تم نے اس طرف عرب کے غلاموں کو تو نہیں دیکھا"

فلپانہ نے نگاہیں جھکا کر جواب دیا۔ "دیکھا ہے"

"کہاں؟" عرب نے جلدی سے کہا' اور بے صبری سے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

فلپانہ عرب کو اپنی طرف غور سے دیکھتے ہوئے دیکھ کر شرم و حیا سے پسینہ پسینہ ہو گئی۔ اس نے عرب کو شرمیلی نظروں سے دیکھ کر جواب دیا۔ "سامنے ریت کے ٹیلے کے پاس"

عرب نے اس طرف دیکھا' اس نے کہا۔ "وہاں تو کوئی شخص نظر نہیں آتا' تم نے کب دیکھا تھا"

فلپانہ _ ہم دونوں ابھی انہیں دیکھ کر آ رہی ہیں۔

عرب نے پھر غور سے اس طرف دیکھا۔ کچھ عرصہ دیکھتے رہنے پر کچھ لوگ زمین پر پڑے ہوئے نظر آئے۔ انگورا ان دونوں کی گفتگو کا ایک لفظ بھی نہ سمجھی تھی۔ اس کے دل میں الجھن ہو رہی تھی۔ اس نے فلپانہ سے کہا۔ "تم کیا گفتگو کر رہی ہو؟" فلپانہ نے آہستہ سے جواب دیا۔ "میں تمہیں سب بتا دوں گی" عرب نے پھر فلپانہ سے مخاطب ہو کر

کہا۔ "وہاں تو کچھ لوگ پڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں' کیا یہ لوگ سو رہے ہیں؟"

فلپانہ نے سادگی سے جواب دیا۔ "وہ ہمیشہ کی نیند سو گئے ہیں"

"اس کے کیا معنی؟" عرب نے کہا اور غور سے فلپانہ کو دیکھنے لگا۔ فلپانہ عرب کی تیز نگاہیں دیکھ کر ڈر گئی اس نے جواب دیا۔ "ان لوگوں کو کسی نے قتل کر دیا ہے"

عرب کو جوش آگیا' اس نے کہا۔ "تم جانتی ہو' انہیں کس نے قتل کیا ہے؟"

فلپانہ _ ہمیں خبر نہیں' میں اور بہن انگورا سیر کر رہی تھیں ہم نے دور سے اس جگہ لڑائی ہوتے ہوئے دیکھی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب حملہ آور چلے گئے تو ہم دونوں اس جگہ گئیں وہاں ہم نے تمہارے غلاموں کو مقتول و مجروح پڑے ہوئے دیکھا"

عرب نہایت غور سے فلپانہ کی گفتگو سنتا رہا۔ جب فلپانہ خاموش ہوئی تو اس نے پرجوش لہجہ میں کہا۔ "خدا کی قسم! ان عیسائیوں سے انتقام لیا جائے گا۔ جنہوں نے ہمارے غلاموں کو شہید کیا ہے" انگورا کو ان دونوں کی باتوں کو طول دینے کی وجہ سے خلجان سا ہو رہا تھا' اس نے آہستہ سے فلپانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "تم کیا باتیں کر رہی ہو؟" فلپانہ نے آہستگی سے جواب دیا۔ "بے صبر کیوں ہوتی ہو' سب بتا دوں گی"

انگورا _ آخر اب تک کیا باتیں ہوئیں؟

فلپانہ _ ابھی بتاتی ہوں۔

انگورا نے مسکرا کر کہا۔ "تم بتا چکیں"

فلپانہ نے حیرت سے اسے دیکھ کر دریافت کیا۔ "کیوں نہ بتاؤں گی"

انگورا _ اس لئے کہ تم ایک دوسرے پر فدا ہو چکے ہو اور محبت خیز باتیں کر رہے ہو۔

فلپانہ نے مسکرا کر کہا۔ "بدگمان نہ ہو' میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ تم اس عرب پر فریفتہ ہو چکی ہو' اس عرب نے بھی تمہارا نام دریافت کیا تھا ____ انگورا نے قطع کلام کر کے کہا۔ تم نے بھی اس عرب کا نام دریافت کیا ہے" فلپانہ نے مسکرا کر جواب دیا۔ "میں کیوں دریافت کرتی' مجھے کیا واسطہ؟" __ "تمہیں ضرورت ہوگی دریافت کر لو"

انگورا _ تم مجھ سے نہیں چھپا سکتی ہو' تمہاری آنکھیں محبت کے راز کو افشا کر رہی ہیں۔ اگر تم نے اس عرب کا نام نہ دریافت کیا تو بہت پچھتاؤ گی فلپانہ نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا تمہاری خاطر سے دریافت کئے لیتی ہوں۔ اب انگورا اور فلپانہ کے دلوں سے عرب کا خوف دور ہو گیا تھا۔ یہ دونوں بے خوف کھڑی آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔ عرب رومی زبان نہ جانتا تھا۔ وہ حیرت سے کھڑا ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔ فلپانہ نے شرمیلی نگاہوں سے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

عرب کو دیکھ کر کہا۔ "میں آپ کام نام دریافت کر سکتی ہوں؟"

عرب _ میرا نام سعید ہے۔

فلپانہ _ اگر مناسب معلوم ہو تو گرجہ میں چل کر تھوڑی دیر آرام لیجئے۔

عرب نے اس کے پھول سے رخساروں پر نظریں جما کر کہا۔ "فلپانہ! تمہارا شکریہ! اس وقت مجھے ان غلاموں کا حال معلوم کرنا ہے' اگر ممکن ہوا تو پھر کسی روز آؤں گا"

اس عرب کا نام سعید تھا۔ سعید نے گھوڑے کے مہمیز لگائی اور جس طرف فلپانہ نے اشارہ سے عربوں غلاموں کو بتایا تھا۔ اس طرف تیزی سے روانہ ہوا۔ دیر تک فلپانہ اور انگورا اسے دیکھتی رہیں۔ جب وہ دور نکل گیا تو فلپانہ نے ٹھنڈی سانس بھری۔ انگورا نے کہا۔ "تم نے تو بڑی گھل مل کر باتیں کیں" فلپانہ نے مسکرا کہا۔ "جی میں تو باتیں کر رہی تھی' لیکن اسے محبت کی نظروں سے کون دیکھ رہا تھا"

"تم!" میری خوبصورت محبوبہ تم!" انگورا نے مسکرا کر کہا۔

فلپانہ شرمائی' اس نے سر جھکا لیا اور کسی قدر وقفہ کے بعد کہا۔

"انگورا! سعید نے میرا صبرو شکیب لوٹ لیا"

انگورا _ میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی۔ لیکن سعید تمہارے تیر نظر کا کشتہ ہو چکا ہے۔

فلپانہ _ میں کیسے کہوں' میں نے اسے گرجہ میں چلنے کے لئے کہا۔ اس نے منظور نہ کیا اور آئندہ آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔

انگورا _ فکر نہ کرو' وہ آئے گا۔

فلپانہ _ کاش وہ آئے!

انگورا _ وہ تمہارے دام گیسو کا اسیر ہو چکا ہے' ضرور آئے گا۔ اب دوپہر ہو چکی ہے چلو واپس چلیں۔ تم مجھے راستہ میں اپنی اور سعید کی گفتگو سنانا۔ اب یہ دونوں گرجہ کی طرف چلیں۔ فلپانہ نے اپنی اور سعید کی گفتگو سنانی شروع کی۔

چھٹا باب

سعید اور جبلہ

سعید نہایت تیزی سے اس طرف جا رہا تھا۔ جس طرف اس نے غلاموں کو زمین پر پڑے ہوئے دیکھا تھا۔ جس وقت وہ ان کے قریب پہنچا تو اس نے ایک غلام کو زمین پر پڑے ہوئے دیکھا۔ سعید نے اس کے قریب پہنچ کر گھوڑے کو روکا اور حیرت اور غم بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کہ صبیح"

اس غلام کا نام صبیح تھا۔ وہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس کے شانہ سے خون جاری تھا۔ کپڑے خون میں تر ہو رہے تھے۔ اس نے سعید کو دیکھا۔ اس کے آنسو جاری ہو گئے۔ اس نے تعظیم کے لئے اٹھنا چاہا لیکن بڑھے ہوئے ضعف نے اٹھنے نہ دیا۔ سعید نے اسے بیٹھے رہنے کا اشارہ کر کے دریافت کیا۔ "تمہاری کیا حالت ہو گئی"

صبیح نے نقیہ آواز میں جواب دیا۔ "یاسیدی! ہم لوگ اس طرف لکڑیاں فراہم کرتے آئے تھے۔ جب ہم لکڑیاں فراہم کر چکے اور واپس لوٹے تو ہم پر عیسائی عربوں نے حملہ کیا۔ ہم ان سے لڑے۔ وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ ہم گنتی کے پندرہ نفوس تھے۔ پھر ہم اچھی طرح مسلح بھی نہ تھے۔ ہم میں سے بہت سے شہید ہو گئے اور بہت سے گرفتار کر لئے گئے۔ میرے شانہ پر کاری زخم آیا تھا۔ میں بیہوش ہو کر گر گیا ابھی تھوڑی دیر ہوئی جب مجھے ہوش آیا۔ میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میرے آقا!" وہ شریر کتے ابھی قریب ہی ہیں' آپ تشریف لے جائیں۔ کہیں وہ آپ کو دیکھ کر پھر اس طرف نہ چلے آئیں"

سعید کو طیش آ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ اس نے کہا۔ "یہ کون لوگ تھے؟"

صبیح _ یہ کمبخت جبلہ کے لشکر والے تھے۔

سعید _ جبلہ یہاں کہاں سے آیا؟ وہ تو انطاکیہ میں تھا۔

صبیح _ وہ قنسرین والوں کی مدد کے لئے آیا ہے اس کے ساتھ عمودیہ کا بادشاہ بھی ہے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

سعید ۔ کہیں اس کا لشکر قریب ہی پڑا ہے۔

صبیح ۔ جی ہاں' وہ سامنے دریا کے کنارہ پر نشیب میں پڑا ہے۔

سعید ۔ ان غلاموں میں کوئی اور زندہ نہیں؟

صبیح ۔ جی نہیں' سب شہید ہو گئے۔

سعید ۔ تم اس قدر فاصلہ پر لکڑیاں لینے کیوں آئے؟

صبیح ۔ ہم لوگ شیراز سے ہی لکڑیاں فراہم کر لیا کرتے تھے۔ لیکن امین الامتہ حضرت ابو عبیدہ نے منع کر دیا۔ اس لئے ہمیں اتنی دور آنا پڑا۔

سعید ۔ لیکن تمہیں قنسرین کے علاقہ میں نہیں آنا چاہئے تھا۔

صبیح ۔ ہمیں یہ معلوم تھا کہ قنسرین والوں سے صلح ہے۔ اس لئے ہم اس طرف چلے آئے۔

سعید ۔ بڑی غلطی کی' قنسرین کا بادشاہ بد عہدی پر آمادہ ہو گیا ہے اس نے ہرقل اعظم سے مدد طلب کی ہے۔ تمام لشکر کو یہ حال معلوم ہے۔ کیا تمہیں خبر نہ تھی۔

صبیح ۔ جی ہم میں سے کسی کو معلوم نہ تھا۔

سعید ۔ قسمت کا لکھا نہیں مٹ سکتا' اب افسوس کرنا بیکار ہے' ان شہیدوں کا انتقام لینے کی کوشش کی جائے گی' آؤ تم میرے پیچھے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔

صبیح نے سعید کو تشکر آمیز نظروں سے دیکھ کر جواب دیا۔ "نہیں میرے آقا میں ایسی جرات نہیں کر سکتا"

صبیح ۔ سعید کا غلام تھا۔ اسے اپنے آقا کے پیچھے گھوڑے پر بیٹھنے سے شرم آئی۔ اس زمانہ میں مسلمان اپنے غلاموں کی بہت وقعت کیا کرتے تھے۔ وہ غلاموں اور ملازموں کو اپنے بیٹوں کی طرح رکھتے تھے۔ اکثر جیسے کپڑے خود پہنتے تھے۔ ویسے ہی انہیں پہناتے تھے اپنے ماتحتوں' غلاموں اور ملازموں پر بیجا سختی نہ کرتے تھے۔ انہیں ہر وقت عقبیٰ کے مواخذہ کا خوف رہتا تھا۔ سعید نے پھر کہا۔ صبیح تم زخمی ہو' پیادہ پا نہیں چلا جائے گا۔ یا تو تم میرے پیچھے سوار ہو جاؤ یا میں پیدل چلوں' تم گھوڑے پر سوار ہو لو"

اب سعید نے گھوڑے سے اترنے کا ارادہ کیا۔ صبیح نے جلدی سے کہا "نہیں میرے آقا! آپ اتریئے نہیں' میں آپ کے پیچھے سوار ہو جاؤں گا"

صبیح خون نکل جانے کی وجہ سے زیادہ کمزور ہو گیا وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر مشکل سے اٹھا۔ جب وہ اٹھا تو اس نے دریا کے کنارے پر غبار اڑتے ہوئے دیکھا۔ اس نے کہا۔

یا سیدی! دیکھئے وہ سامنے غبار اڑتا ہوا نظر آرہا ہے' معلوم ہوتا ہے ان شیطانوں نے آپ کو دیکھ لیا ہے' آپ بھاگ جایئے دیکھئے وہ اسی طرف دوڑے ہوئے آرہے ہیں"

سعید نے نگاہ اٹھا کر غبار کی طرف دیکھا۔ ہزاروں سوار اسی طرف دوڑے چلے آرہے تھے۔ اس نے کہا۔ "بیشک شیطانوں کا زبردست گروہ اسی طرف دوڑا چلا آرہا ہے' صبیح! میں تجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دوں گا۔ لاؤ تم مجھے اپنا ہاتھ دو میں تمہیں اوپر کھینچ لوں"

صبیح نے کہا۔ "یا سیدی۔ گھوڑا دو آدمیوں کو اٹھا کر اچھی طرح نہ دوڑ سکے گا اور اس طرح ہم دونوں گرفتار ہو جائیں گے۔ آپ میری پروا نہ کیجئے۔ دنیا کو میری ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی ضرورت ہے آپ بھاگ کر اپنی جان بچایئے"

سعید نے جلدی سے کہا۔ "نہیں صبیح یہ نہیں ہو سکتا' تم بھی جلد سوار ہو جاؤ" صبیح نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ سعید نے اسے کھینچا وہ گھوڑے پر پیچھے بیٹھ گیا۔

اب غبار بڑھتے بڑھتے قریب آگیا تھا۔ غبار کا دامن چاک ہوا سعید نے دیکھا کہ ایک ہزار عرب گھوڑے دوڑائے چلے آرہے ہیں ان سواروں کے زرہ بکتر' خود اور ہتھیار آفتاب کی شعاعیں پڑنے سے چمک رہے تھے۔ ان سواروں کے سینہ پر صلیبیں لٹک رہی تھیں۔ یہ سوار نہایت تیزی سے آکر سعید کے چاروں طرف پھیل گئے' ان میں سے ایک سوار نے کہا۔ "کیا تم محمدی ہو؟"

سعید نے جواب دیا۔ "ہاں مسلمان ہوں' حضرت محمد صلعم کی امت میں ہوں" اسی سوار نے کہا۔ "آپ کو ہمارے بادشاہ جبلہ نے طلب کیا ہے"

سعید نے کسی قدر جوش میں آکر کہا۔ "لیکن وہ مرتد ہو گیا ہے۔ اسے ایک مسلمان کے بلانے کا کیا حق ہے؟"

وہی سوار ۔ جبلہ نے تمہیں دور سے کھڑے ہوئے دیکھا ہے' وہ تم سے کچھ گفتگو کرنی چاہتا ہے۔

سعید نے تھوڑی دیر کچھ سوچ کر کہا۔ "چلو! دیکھو وہ کیا کہتا ہے۔ سعید سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا' تھوڑی ہی دور چل کر جب اس کی نظر سامنے پڑی' تو اس نے دریا کے کنارہ ہی کنارہ دور تک خیموں اور راوٹیوں کو نصب دیکھا۔ اسے جگہ جگہ سواروں کے غول کھڑے یا قواعد کرتے نظر آئے' وہ اس قدر عظیم الشان لشکر کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ یہ سب آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ جب سعید اس کے لشکر کے قریب پہنچا۔ تب اس نے ایک سرخ خیمہ لشکر کے وسط میں ایک بلند ٹیلہ پر نصب دیکھا۔ اس خیمہ پر رومی جھنڈا لہرا

نذیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

رہا تھا۔ سعید نے قیاس سے سمجھ لیا کہ جبلہ کا خیمہ یہی ہے۔

یہ سواروں کا گروہ لشکر کے قریب جا کر ٹھہر گیا اور صرف پانچ سوار سعید کو ہمراہ لے کر خیمہ کی طرف چلے۔ جب خیمہ قریب رہ گیا تو ان سواروں میں سے ایک نے کہا۔ "اے برادر عربی! ضیغم اعظم بادشاہ جبلہ کا خیمہ آ گیا ہے' تم گھوڑے سے اتر کر ہمارے ساتھ چلو یہ تمہارا غلام تمہارے گھوڑے کی باگ پکڑے اسی جگہ کھڑا رہے گا۔"

سعید گھوڑے سے اتر پڑا۔ اس نے سہارا دے کر صبیح کو بھی اتارا جو سوار سعید کو حراست میں لئے ہوئے تھے۔ وہ بھی گھوڑوں پر سے اتر پڑے ان سواروں کے گھوڑے ان سواروں میں سے ایک سوار نے پکڑ لئے۔ سعید کا گھوڑا اس کے غلام صبیح نے پکڑا اور چار سوار سعید کو ہمراہ لے کر خیمہ کی طرف بڑھے۔

یہ خیمہ جیسا ہم بیان کر چکے ہیں۔ ٹیلہ کے اوپر نصب تھا۔ ٹیلہ کے نیچے چاروں طرف عرب سوار ننگی تلواریں لئے پہرہ دے رہے تھے ان کی تلواریں دھوپ میں چمک رہی تھیں۔ یہ لوگ پہرہ والوں کے قریب جا کر رکے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا۔ "ضیغم اعظم سے اطلاع کر دیجئے' کہ جو محمدی مقتول غلاموں کے پاس کھڑا تھا۔ ہم اسے لائے ہیں وہ باریاب ہونا چاہتا ہے۔"

پہرہ والوں میں سے ایک آدمی گھوڑے سے اتر کر ٹیلہ پر چڑھ گیا وہ تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا۔ اس نے کہا۔ "چلئے آپ سب صاحبوں کو طلب کیا ہے۔"

سعید کے ہمراہ آنے والے اسے ساتھ لے کر ٹیلہ پر چڑھے یہ ٹیلہ ہموار اور کشادہ تھا۔ اس ٹیلہ کے وسط میں خیمہ نصب تھا۔ خیمہ کے باہر چند مسلح سپاہی داہنے ہاتھوں میں تلواریں اور بائیں ہاتھوں میں نیزے لئے کھڑے تھے۔ وہ ان لوگوں کو آتے ہوئے دیکھ کر دروازہ سے ہٹ کر دور دور کھڑے ہو گئے۔ یہ لوگ بڑھے اور دروازے پر پڑی ہوئی چق اٹھا کر خیمہ کے اندر داخل ہوئے۔

خیمہ نہایت وسیع تھا۔ اس کے اندر موٹے موٹے ریشم کے کپڑے کا سائبان تھا' جس پر زردوزی کا کام ہو رہا تھا۔ زمین پر موٹے اونی قالینوں کا فرش تھا۔ خیمہ کی چوبیں خالص چاندی کی تھیں۔

اس خیمہ کے وسط میں سونے کی کرسی پر ایک قوی الجثہ گندمی رنگ عرب بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ پر رعب تھا۔ یہی جبلہ تھا۔

جبلہ نہایت بیش قیمتی پوشاک پہنے ہوئے تھا۔ اس کی پوشاک میں سینہ اور کمر کے قریب سچے موتیوں کی متعدد جھالریں لٹک رہی تھیں۔ کالر اور کفوں پر ہیرے آویزاں تھے۔

گلے میں جواہرات لٹکے ہوئے تھے۔ ان موتیوں ہیروں اور جواہرات کی چمک آنکھوں کو خیرہ کئے دیتی تھی اس کے گلے میں یاقوت کی صلیب پڑی ہوئی تھی۔ سر پر سونے کا تاج خوشنما تھا۔ تاج میں ہیرے جواہرات اور لعل آویزاں تھے جو جگمگا رہے تھے۔

جبلہ نے سعید کو غور سے سر سے پاؤں تک دیکھا۔ اس نے رعب دار آواز میں پوچھا۔ "تمہارا کیا نام ہے؟"

سعید نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میرا نام سعید ہے"

جبلہ _ تم کن لوگوں میں سے ہو؟

سعید _ میں اہل یمن میں سے ہوں۔

جبلہ _ متعجب ہو کر کہا۔ "اہل یمن سے' یمن کے کس گروہ سے؟"

سعید _ میں حارثہ کی اولاد سے ہوں۔

جبلہ _ کیا وہی حارثہ جس کا سلسلہ نسب سبا تک پہنچتا ہے؟

سعید _ جی ہاں _

جبلہ _ لیکن سبا کے کس لڑکے کی اولاد سے ہو؟

سعید _ میں اولاد فراج بزرگ انصار حضرت محمد صلعم سے ہوں۔

جبلہ _ جب تو میں بھی تمہاری قوم سے ہوں۔

سعید _ آپ کس قبیلہ سے ہیں۔

جبلہ _ "میں قبیلہ بن ایہم قوم غستان سے ہوں' میرا نام جبلہ ہے۔ میں ہمدان کا بادشاہ ہوں۔ سعید! میں مسلمان ہو گیا تھا' میں اسلام کی خدمت کرنا چاہتا تھا لیکن تمہارے (خلیفہ) حضرت (عمر فاروقؓ) کو منظور نہ ہوا کہ میں مسلمان رہوں اور اسلام کی خدمت کروں۔ میں تمہارے خلیفہ کے ساتھ حج کرنے گیا تھا۔ اثنائے طواف میں ایک شخص نے دانستہ میری چادر کا پلہ اپنے پیر کے نیچے دبا لیا۔ چادر میرے شانوں سے کھسک کر گر پڑی۔ میں خانہ کعبہ کے سامنے ننگا ہو گیا۔ مجھے غصہ آ گیا۔ میں نے اس شخص کے منہ پر تان کے ایک گھونسہ مارا' اس کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ اس نے تمہارے خلیفہ سے فریاد کی خلیفہ نے مجھے بلایا اور مجھ سے قصاص طلب کیا۔ مجھے سخت ناگوار ہوا کہ ایک معمولی شخص کا قصاص ایک بادشاہ سے لیا جاتا ہے۔ میں ناراض ہو کر چلا آیا اور یہاں آ کر عیسائی ہو گیا۔ اب میں خوش ہوں______"

سعید نے قطع کلام کر کے کہا۔ "اسلام میں مساوات ہے۔ بادشاہ اور فقیر برابر ہیں۔ جو منافق نہیں ہیں' بلکہ سچے اور پکے مسلمان ہیں' وہ مساوات کے حامی ہیں۔ عدل و انصاف

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

کو پسند کرتے ہیں۔ حق العباد کا لحاظ رکھتے ہیں۔ ہر قوم کی بنیاد عدل انصاف اور حق العباد پر مبنی ہے۔ اسی سے نظام قائم ہے۔ ہمارے خلیفہ سیدنا حضرت عمر فاروق عادل و منصف ہیں، ان کی عدل گستری مشہور ہے۔ یہ حق العباد اور انصاف ہی کا تقاضا تھا کہ وہ تم سے ایک معمولی عرب کا قصاص لینے پر تیار ہو گئے۔ اگر تم منافق نہ ہوتے بلکہ سچے اور پکے مسلمان ہوتے تو اسلام کی اس خوبی سے خوش ہوتے لیکن تم دنیا کا جاہ و جلال چاہتے ہو۔ اپنے کو سب سے اونچا سمجھتے ہو۔ فخر اور غرور کرتے ہو۔ شیطان نے تمہیں ورغلایا اور تم مرتد ہو گئے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ تم روشنی دیکھ کر بھی اندھیرے میں جا پڑے۔ پہلے تم بت پرست تھے۔ اب تثلیث پرست ہو۔ توحید پرست ہوئے ہو۔

جبلہ حیرت و استعجاب سے سعید کی گفتگو سن رہا تھا اس نے کہا "تم بڑے گستاخ ہو تمہیں ایک بادشاہ کے حضور میں اس طرح گفتگو نہ کرنی چاہئے"

سعید نے جواب دیا۔ "میں مسلمان ہوں، مسلمان وہی ہے جو کسی کے خوف سے مرعوب ہو کر حق کہنے سے باز نہ رہے، ہم لوگ منہ دیکھی بات نہیں کہتے۔ نہ کسی سے ڈر کر تملق اور چاپلوسی کرتے ہیں۔ ہم اسلام کی تبلیغ اور حق صداقت کے لئے گھر سے سرکفت ہو کر نکلے ہیں۔ ہمیں پروا نہیں کہ کسی کو ہماری بات ناگوار گزرے ہم ہمیشہ حق بات کہیں گے۔ چاہے ہماری جان ہی کیوں نہ جاتی ہو۔ آپ ہی خیال فرمایئے کہ ایک امیر کو کب یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایک غریب پر ظلم کرے۔ امیر اور غریب سب ہی خدا کے بندے ہیں۔ خدا نے چاند، سورج، ہوا اور پانی جیسی بیش قیمت نعمتیں امیر و غریب سب ہی کو فائدہ پہنچانے کے لئے پیدا کیں بلکہ سچ پوچھے ______"

جبلہ نے قطع کلام کر کے کہا۔ "ٹھہرو، میں ان باتوں کو تم سے زیادہ سمجھتا ہوں"

سعید _ جب آپ مجھ سے زیادہ ان باتوں کو سمجھتے ہیں، تو پھر آپ کو امیرالمومنین حضرت عمر فاروق کے عدل و انصاف کی داد دینی چاہئے تھی اور جس شخص کو آپ نے صدمہ پہنچایا تھا، اسے خوش کر کے اس سے معافی مانگنی چاہئے تھی۔ یا اس کا قصاص دینا چاہئے تھا۔ اس سے خدا اور خدا کا رسول خلیفۃ المسلمین سب ہی تم سے خوش ہوتے۔

جبلہ _ تم مجھ سے سرزنش نہ کرو، جس مذہب میں امیروں کو غریبوں پر برتری نہ ہو، وہ بھی کچھ مذہب ہے، غریب لوگ امیروں کی خدمت کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔

سعید _ یہ کون کہتا ہے کہ آپ غریبوں سے خدمت نہ لیں ضرور خدمت لیجئے، لیکن ان پر ظلم و ستم نہ کیجئے۔

جبلہ _ یہ ظلم و ستم نہیں ہے، اگر ان کو تنبیہہ نہ کی جائے تو وہ سر پر چڑھ جائیں۔ میں خوش ہوں کہ میں نے اسلام مذہب چھوڑ کر عیسائی مذہب اختیار کیا۔

سعید _ آپ عیسائی تو ہو گئے۔ لیکن یہ تو فرمایئے کہ آپ تثلیث فی التوحید کے قائل ہیں، یا توحید فی التثلیث کے _

جبلہ نے حیرت سے سعید کو دیکھ کر کہا۔ "تثلیث فی التوحید کے اس کے کیا معنے؟"

سعید _ خدا کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہے؟

جبلہ _ خدا واحد ہے، سارے عیسائی خدا کو ایک مانتے ہیں۔

سعید _ واحد بھی اور ازلی بھی۔

جبلہ _ ازلی تو وہ ہے ہی _

سعید _ اور حضرت عیسیٰ کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔

جبلہ _ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں۔

سعید _ اور یہ تمہارے عقیدہ کے مطابق ازلی ہیں۔

جبلہ _ اس میں کیا شک ہے، جب سے خدا ہے تب سے خدا کا بیٹا ہے۔

سعید _ خدا اپنے بیٹے کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کر سکتا۔

جبلہ _ ہرگز نہیں _

سعید _ اور روح القدس بھی ازلی ہے۔

جبلہ _ یقیناً۔

سعید _ اب خیال کیجئے، کہ جب خدا، خدا کا بیٹا اور روح القدس یہ تینوں ازلی ہیں تو خدا واحد کہاں رہا، اس کو تثلیث فی التوحید کہتے ہیں۔ اس کے برعکس اسلام کی تعلیم ہے کہ خدا ایک ہے اس کے کوئی بیٹا یا بیٹی نہیں ہے، نہ اسے بیٹے اور بیٹی کی ضرورت ہے وہ ازلی بھی ہے اور ابدی بھی۔ خدا اپنے بزرگ کلام قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

"قل ہوا اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا" احد"

ترجمہ _ اے پیغمبرا (حضرت محمد صلعم) اعلان کرو کہ خدا ایک ہے، وہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ نہ کوئی اس کی مثل ہے۔

اب غور کیجئے کہ خدا کی توحید کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ ٹھیک ہے یا مسلمانوں کا درست ہے۔ مسلمان توحید پرست ہیں یا عیسائی۔

جبلہ نے اپنا سر جھکا لیا۔ اس نے کسی قدر وقفہ کے بعد کہا۔ "سعید تم تو ابھی جوان

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ہو' تم نے اس قدر باتیں کہاں سیکھیں؟"

سعید _ یہ باتیں تو ہر مسلمان کو معلوم ہیں۔

جبلہ _ خیر میں مذہبی بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ تم یہ بتاؤ کہ ملک شام میں کس غرض سے آئے ہو؟

سعید نے بیخوفی سے جواب دیا۔ "میں جہاد کرنے کے لئے آیا ہوں"

جبلہ نے متعجب ہو کر دریافت کیا۔ کیا تم ابوعبیدہ کے ہمراہی ہو؟

سعید _ میں سالار اعظم حضرت ابوعبیدہ کے ہمراہ ہوں۔

جبلہ _ لیکن ابو عبیدہ تو شیراز میں مقیم ہیں۔ تم یہاں کیسے آئے۔

سعید _ اس طرف مسلمانوں کے غلام لکڑیاں فراہم کرنے آئے تھے ان کو واپسی میں دیر ہوئی۔ میں انہیں تلاش کرنے آیا تھا۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ آپ کے ہمراہیوں نے ان بے گناہوں کو شہید کر دیا جبلہ نے قطع کلام کر کے کہا۔ "سعید! قنسرین کے بادشاہ لوقا نے تم سے دفع الوقتی کے لئے صلح کی تھی۔ اس وقت وہ کمزور تھا اب اس نے اپنی قوت کو بہت بڑھا لیا ہے۔ اس نے ہرقل اعظم سے مدد طلب کی تھی۔ شیر دل اور ہرقل اعظم نے مجھے اور عمودیہ کے بادشاہ کو اس کی مدد کے واسطے بھیجا ہے۔ ہم دونوں محض مسلمانوں سے لڑنے کے لئے آئے ہیں۔ تم آدمی دانشمند معلوم ہوتے ہو۔ میں نے تمہیں رہا کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ تم مسلمانوں میں جا کر غلاموں کا حشر اور میری آمد کی اطلاع کر دینا اور ان سے کہہ دینا کہ اگر انہوں نے قنسرین کی طرف رخ کیا تو حضرت مسیح کی قسم انہیں قتل اور غارت کر کے ملک عرب میں جاؤں گا وہاں جا کر مسلمانوں کے خلیفۃ المسلمین (حضرت) عمر فاروق کو قتل کر ڈالوں گا یا گرفتار کر لوں گا اور خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ سن لیا' تم سارے مسلمانوں کو میرا پیغام پہنچا دو"

سعید کو طرارہ آرہا تھا۔ اس کی آنکھیں جوش غضب سے سرخ ہو گئیں تھیں۔ لیکن اس نے ضبط کیا اور نہایت نرمی سے جواب دیا۔ "آئندہ کا حال خدا ہی خوب جانتا ہے۔ کل تو کل' کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اب سے ایک گھنٹہ بعد کیا ہو گا' مسلمانوں کی سب سے بڑی آرزو شہید ہونا ہے' شہادت قسمت ہی والے کو نصیب ہوتی ـــــــ"

جبلہ نے قطع کلام کر کے کہا۔ "بس تم ان باتوں کو رہنے دو' جاؤ میں تمہیں رہا کرتا ہوں' تم مسلمانوں تک میرا پیغام پہنچا دینا"

سعید _ میں لفظ بہ لفظ آپ کا پیغام پہنچا دوں گا' آج آپ قنسرین جا رہے ہیں؟

جبلہ _ آج نہیں' کل صبح بہت سویرے قنسرین روانہ ہو جاؤں گا ابھی لوقا کا قاصد آیا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ کل علی الصباح لوقا ہمارے استقبال کے لئے قنسرین سے باہر آئے گا' راستہ میں ملے گا۔

بعض اوقات ذرا سی غلطی اور تباہی بربادی کا پیش خیمہ بن جاتی ہے عقلمندوں نے سچ کہا ہے' کم بولو! اور بلا ضرورت تو بالکل ہی نہ بولو" کسی شاعر کا قول ہے ـــــــ

کہے ایک جب سن لے انسان دو　　خدا نے زبان ایک دی کان دو

جبلہ نے بلا وجہ لوقا کی آمد کی خبر سنا کر اس کے راستہ میں کانٹے بو دیئے اگر وہ انجام سے واقف ہوتا تو لوقا کے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالتا۔ لیکن خدا کو اسی کے ذریعہ سے لوقا کی آمد کا راز طشت ازبام کرنا تھا۔ سعید اس خبر کو سن کر خوش ہو گیا۔ لیکن اس نے اپنی خوشی کو چھپایا۔ جبلہ نے پھر کہا۔ "سعید! تم میرے ہم قوم ہو' میری خواہش تو یہ ہے کہ تم بھی عیسائی ہو جاتے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تم کبھی عیسائی ہونا پسند نہ کرو گے اس کے علاوہ مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ تم پھر بحث مباحثہ شروع کر دو گے۔ اس لئے میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا' میں تمہیں خلعت دے کر رخصت کرتا ہوں۔ تم جاؤ' آئندہ جب کبھی ہم تم ملیں گے تو ہماری وہ ملاقات دوستانہ ملاقات ہو گی"

جبلہ نے ایک شخص کو اشارہ کیا۔ وہ چپ چاپ خیمہ سے باہر چلا گیا اور تھوڑی دیر میں ایک زرنگار طشت میں رومی کتان کا خلعت رکھ لایا۔

جبلہ نے اپنے ہاتھ سے خلعت سعید کو دیتے ہوئے کہا۔ "سعید! یہ رومی کتان کا خلعت ہے' اسے پہنو' اور خدا کا شکر کرو"

سعید نے خلعت لے کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا اور کسی قدر متبسم ہو کر کہا۔ "آپ کا شکریہ! اس خلعت کے صلہ میں نہیں' بلکہ آئندہ امیدوں کے صلہ میں' اچھا سلام!"

سعید خیمہ سے نکل کر باہر آیا' وہ صبح کے پاس پہنچا۔ صبح گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سعید کو دیکھ کر خوش ہو گیا۔ اس نے سجدہ شکر ادا کیا اور کھڑے ہو کر رہائی ملنے پر مبارکباد دی۔

سعید نے صبح کے قریب آکر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ صبح کی آنکھوں میں ازدیاد مسرت سے آنسو چھلک آئے۔ اس نے سعید کو تشکر آمیز نظروں سے دیکھ کر کہا۔ "یا سیدی! میں اس قابل کیسے ہوا کہ آپ میری پیشانی کو بوسہ دیں"

سعید مسکرایا۔ اس نے کہا۔ "صبح! میں تجھے تلاش کرنے آیا تھا یہاں مجھے جبلہ کے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

آدمیوں نے گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کیا۔ اس وقت جبلہ نے ایک ایسی بات بتا دی جو ہمیں کسی طرح بھی معلوم نہ ہوتی۔

صبیح ۔ کیا میں بھی اس بات کو سن سکتا ہوں۔

سعید ۔ ضرور سنو۔ جبلہ نے بتایا ہے کہ کل صبح لوقا اس کے استقبال کو قسرین سے باہر نکل کر آئے گا۔

صبیح ۔ ہنسا اور اس نے کہا۔ "خدا کی قسم! خدا نے ہی اس کی زبان سے یہ بات کہلائی ہے' میں سمجھ گیا۔ آپ لوقا کو اس کی شرارت کی سزا دینا چاہتے ہیں"

سعید ۔ ہاں۔ اگر خدا کو منظور ہے۔ آؤ ہم بہت جلد اس خوشخبری کو مسلمانوں تک پہنچائیں۔

اب سعید گھوڑے پر سوار ہوا' اس نے اپنے پیچھے صبیح کو سوار کر لیا اور گھوڑے کے مہمیز لگا کر نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔

ساتواں باب

شکست

سعید تیزی سے جا رہا تھا۔ اس کا گھوڑا نہایت مضبوط اور صبا رفتار تھا۔ وہ دو آدمیوں کو بڑی آسانی سے لے جا رہا تھا۔ گھوڑا معمولی ٹیلوں اور گڑھوں کو پھلانگتا ہوا دوڑ رہا تھا۔ اس وقت آفتاب مغرب کی طرف جھک گیا تھا۔ دھوپ میں زردی آچلی تھی۔ صبیح نے کہا۔

"یا سیدی! ظہر کی نماز کا وقت قضا ہو گیا۔ ابھی شیراز دور ہے' کہیں عصر کا وقت بھی نہ جاتا رہے"

سعید نے ادھر ادھر نظریں دوڑا کر جواب دیا۔ میں بھی اسی فکر میں ہوں' یہاں قریب کہیں پانی نظر نہیں آتا۔ پانی ہوتا تو وضو کر کے نماز پڑھ لیتے"

صبیح ۔ میرے خیال میں ہمیں شیراز تک پانی نہیں ملے گا اور شیراز تک پہنچتے پہنچتے آفتاب غروب ہو جائے گا۔ اس لئے مناسب ہے کہ تیمم کر کے نماز پڑھ لیں۔

سعید نے "اچھا" کہا اور گھوڑے کو روکا پہلے سعید گھوڑے سے اترا' پھر اس نے صبیح کو سہارا دے کر اتارا' سعید نے گھوڑے کی لگام اتار کر چھوڑ دیا۔ وہ چرنے لگا۔

سعید اور صبیح نے صاف سی جگہ دیکھ کر تیمم کیا اور سرسبز گھاس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کی۔ آفتاب کی زرد زرد شعاعیں ان دونوں پر لوٹ رہی تھیں۔ اس سبزہ زار مقام پر ان دونوں کا نماز پڑھنا بہت بھلا معلوم ہو رہا تھا۔ نماز پڑھ کر سعید نے گھوڑے کے لگام دی اور پہلے خود سوار ہوا۔ پھر اپنے پیچھے صبیح کو سوار کر لیا اور تیزی سے شیراز کی طرف روانہ ہوئے۔

اب آفتاب بالکل حجلہ مغرب کے قریب پہنچ گیا تھا اس کی زرد زرد کرنیں ہر طرف پھیل رہی تھیں۔ اس وقت سعید پر فضا اور وسیع میدان طے کر رہا تھا۔ اس میدان میں سرسبز گھاس کھڑی تھی۔ سبز گھاس پر آفتاب کی شعاعوں کا انعکاس بہت ہی بھلا معلوم ہو رہا تھا۔ سعید اس وقت بھی نہایت تیزی سے گھوڑا دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ ان دونوں کی نظر

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

آفتاب پر تھی۔ آفتاب جھکتے جھکتے افق مغرب میں پہنچ گیا تھا۔ اس کی کرنیں سمٹ کر غائب ہو گئی تھیں۔

اب سامنے کسی قدر فاصلہ پر خیمے استادہ نظر آنے لگے۔ سعید بہت جلد ان خیموں کی طرف پہنچ گیا۔ ان خیموں سے باہر سینکڑوں عرب چل پھر رہے تھے۔ ان عربوں کے عمامہ نورانی داڑھیاں اور دامن لہراتے ہوئے جاذب نظر بن رہے تھے۔ سعید ان عربوں کے قریب پہنچا۔ اس نے بلند آواز سے کہا۔ "السلام علیکم و رحمتہ اللہ"

عربوں میں سے متعدد لوگوں نے جواب دیا۔ وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ"

ایک عرب نے کہا۔ "سعید تم کہاں چلے گئے تھے' سارے مسلمان تمہارے گم ہو جانے سے متفکر تھے"

یہ عرب مسلمان تھے۔ یہاں اسلامی لشکر خیمہ زن تھا۔ یہی مجاہدین کا وہ لشکر تھا جس نے ملک شام میں تہلکہ ڈال دیا تھا۔ اسی لشکر نے متعدد شہروں اور قلعوں کو فتح کر لیا تھا۔ اس لشکر سے رومی ڈرنے لگے تھے۔

رومیوں کا شہنشاہ ہرقل اعظم خائف تھا' یہ لشکر ایک کشادہ میدان میں دور تک خیمہ زن تھا۔ ہر طرف خیمہ اور نیزوں پر کمبل نصب تھے چند خیموں پر اسلامی پھریرے لہرا رہے تھے۔

سعید مسلمانوں کے قریب پہنچ کر رکا' اس نے جواب دیا۔ "میں غلاموں کی خبر لینے گیا تھا۔ کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ واپسی میں دیر ہو گئی۔

ایک اور مسلمان نے کہا۔ "امیر الامتہ حضرت ابوعبیدہ (مسلمانوں کے سپہ سالار اعظم) بہت زیادہ متفکر تھے۔ آپ سب سے پہلے ان کے پاس چلیں"

سعید ــ اب مغرب کی اذان ہونے والی ہے۔ صبیح زخمی ہے اسے اپنے خیمہ پر چھوڑ کر امین الامتہ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ اسی عرب نے کہا۔ "صبیح کس طرح زخمی ہوا۔ یہ تو بہت ہی نڈھال معلوم ہو رہا ہے"

سعید ــ یہ ایک بڑی داستان ہے۔ جو مغرب کی نماز پڑھ کر بتا دوں گا۔

مسلمانوں کا لشکر نہایت قرینہ سے خیمہ زن تھا قطار در قطار خیمہ نصب تھے۔ خیموں کے سامنے گھوڑے بندھے تھے۔ گھوڑوں کے عقب میں بیس فٹ چوڑا راستہ آمد و رفت کے لئے چھوڑا گیا تھا اسی طرح ـــــ ہر سنتر پر اسی قدر عریض راستہ تھا۔

سعید ایک راستہ پر چل کر ایک چوراہے پر پہنچا۔ یہاں وہ ایک خیمہ پر گیا اور گھوڑے سے اتر پڑا۔ اس نے صبیح کو بھی اتارا اور خیمہ کے سامنے گھوڑے کو بھی باندھ

دیا۔ زین اتار کر ایک طرف رکھ دی۔

اب آفتاب غروب ہو گیا تھا۔ ایک طرف سے مغرب کی اذان آئی۔ سعید نے صبیح سے مخاطب ہو کر کہا۔ "صبیح! تم کمزور ہو' مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جا سکتے' تم خیمہ ہی میں نماز پڑھ لینا' چھاگل میں پانی رکھا ہے۔ اس سے وضو کر لو' میں ابھی نماز پڑھ کر آتا ہوں"

سعید لپک کر چلا۔ وہ تیز قدمی سے راستہ طے کر کے لشکر سے باہر نکل آیا۔ یہاں ایک وسیع میدان میں مسلمان جمع ہو رہے تھے۔ بعض وضو کر چکے تھے اور بعض کر رہے تھے سعید بھی وضو کرنے لگا۔

یہ میدان جس میں مسلمان جمع ہو رہے تھے۔ نہایت سرسبز اور شاداب تھا۔ ہر طرف ہری ہری گھاس کھڑی تھی۔ سعید نے جلد جلد وضو کیا' جماعت کھڑی ہوئی وہ بھی ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

مسلمان تقریباً" 4 فرلانگ مربع میں صف بستہ کھڑے تھے۔ سرداران لشکر صفوں کو سیدھی کر رہے تھے۔ بہت جلد تمام صفیں ایسی سیدھی ہو گئیں کہ اگر کسی صف کے ایک سرے سے تیر چھوڑا جائے تو سیدھا دوسری طرف نکل جائے۔ امام کے چہرہ سے علم اور مروت کے آثار ظاہر تھے۔ اگرچہ عمر ان کی زیادہ تھی۔ لیکن ابھی تک تمام قوتے مضبوط تھے۔

ان کا نام ابوعبیدہ تھا۔ اس وقت یہی مسلمانوں کے سردار تھے۔ سارے مسلمان ان کا ادب اور احترام کرتے تھے۔ ہر شخص کو ان سے زیادہ محبت تھی۔

سعید نے ان کے قریب پہنچ کر سلام کیا۔ ابوعبیدہ نے سلام کا جواب دے کر کہا۔ "سعید آؤ! بیٹھو تم کہاں چلے گئے تھے؟ میں تمہاری وجہ سے بہت متفکر رہا"

سعید نے فرش پر ایک طرف بیٹھ کر جواب دیا۔ "یا امین الامتہ (حضرت ابوعبیدہ کی کنیت ہے) آج میرا غلام لکڑیاں لینے گیا تھا۔ جب اسے واپسی میں دیر ہوئی تو میں اسے تلاش کرنے چلا۔ قنسرین کے قریب جا کر معلوم ہوا کہ غلاموں کو جبلہ کے سپاہیوں نے شہید کر ڈالا۔ میں اس جگہ پہنچا جہاں غلاموں سے جنگ ہوئی تھی۔

ابوعبیدہ کے چہرہ سے رنج و غم کے آثار ظاہر ہوئے۔ انہوں نے کہا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون" جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے والا ہے"

سعید نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "جب اس جگہ پہنچا تو میں نے اپنے غلام صبیح کو بیٹھا ہوا دیکھا' وہ خون میں آغشتہ تھا' میں نے اسے اپنے گھوڑے پر سوار کر لیا اور واپس لوٹنا چاہا کہ جبلہ کے سپاہیوں نے مجھے بھی آ کر زغہ میں لے لیا۔ وہ مجھے جبلہ کے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

پاس لے گیا۔ جبلہ نے مجھے بتایا کہ وہ اور عمودیہ کا بادشاہ قنسرین والوں کی مدد کے لئے آئے ہیں اور کل صبح قنسرین کا بادشاہ لوقا ان دونوں کے استقبال کو قنسرین سے باہر نکل کر آئے گا___"

اب موذن نے تکبیر کہی' امام نے نیت باندھی' تمام مسلمان نہایت سکون اور تپاک سے نماز میں مشغول ہوئے۔

اس قدر کثیر مسلمانوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر شان خدائی یاد آتی تھی۔ وہ قرون اولیٰ کا زمانہ تھا۔ مسلمان اپنے تمام کاموں سے نماز کو اعلیٰ سمجھتے تھے۔ اگر کسی کی نماز قضا ہو جاتی تھی تو اس کو سخت افسوس ہوتا تھا۔ اس وقت مسلمانوں میں جوش ایمان تھا وہ سچے دل سے خدا کی عبادت کرتے تھے۔ خدا ان سے خوش تھا۔

تھوڑی دیر میں نماز ختم ہوئی لوگوں نے متفرق ہو کر سنتیں پڑھ پڑھ کر سب اپنے جائے قیام کی طرف روانہ ہوئے۔

سعید نماز سے فارغ ہو کر اسلامی کیمپ میں داخل ہوا اب وہ اپنے خیمہ کی طرف نہیں گیا بلکہ لشکر کے وسط کی طرف روانہ ہوا وہ تیز قدموں سے چل کر ایک خیمہ کی طرف پہنچا اس خیمہ پر سبز رنگ کا پھریرا لہرا رہا تھا۔ خیمہ کے اندر سات کمبلوں کا فرش تھا۔ اس فرش پر اس وقت صرف دو آدمی بیٹھے تھے۔ ان میں ایک نوجوان طویل القامت تھا۔ اس کے چہرہ پر چیچک کے داغ تھے' رنگ کسی قدر سانولا تھا پیشانی بلند اور کشادہ تھی آنکھیں بڑی بڑی تھیں داڑھی گھنی اور لمبی تھی' منہ نہایت کشادہ تھا' بازو بھرے بھرے اور مضبوط تھے۔ اس کا نام خالد تھا۔

خالد نہایت بہادر اور دلیر اور نڈر تھے۔ تمام ملک میں ان کی بہادری کا شہرہ تھا۔ رومی ان کا نام سن کر کانپ جاتے تھے۔

خالد کے قریب ایک ضعیف العمر دراز قد عرب بیٹھے تھے۔ ان کا رنگ گندمی تھا۔ پیشانی کشادہ تھی۔ آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ داڑھی لمبی اور سفید تھی۔ ابھی سعید کی گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ خالد نے جوش میں آکر کہا۔ "فریبی غدار بد عہدی کرنے پر آمادہ ہی ہو گیا' اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں اسے عبرتناک سزا دوں"

ابو عبیدہ نے جواب دیا۔ "کسی کو دھوکا دینے والا خود ہی نقصان اٹھاتا ہے۔ لوقا کا فریب اس پر الٹے گا۔ اے آبا سلیمان (خالد) کی کنیت ہے۔ تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

خالد کو اس وقت طیش آرہا تھا۔ ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں تھیں۔ انہوں نے کہا کہ "میرا ارادہ ہے کہ میں ایسے دس مسلمانوں کو اپنے ساتھ لوں جو دشمنوں پر

بھاری ہوں اور قنسرین کے راستہ میں پوشیدہ ہو کر بیٹھ جاؤں جس وقت غدار لوقا جبلہ کا استقبال کرنے آئے میں اسے گرفتار کر لوں"

ابو عبیدہ مسکرائے' انہوں نے کہا۔ "خدا کی قسم تمہارے کام دشمنوں کو حیرت اور ہلاکی میں ڈالنے والے ہوتے ہیں' اچھا تم دس مسلمانوں کو منتخب کر کے ہمراہ لو' اور عشاء کی نماز پڑھ کر روانہ ہو جاؤ۔ خدا مسلمانوں کو فتح دے گا۔

خالد نے سعید سے مخاطب ہو کر کہا۔ "سعید! تم بھی ہمارے ساتھ چلو' جاؤ' جلد کھانے سے فارغ ہو کر تیار ہو جاؤ۔

سعید نے بہت خوب کہا اور اٹھ کھڑا ہو گیا' اس نے سلام کیا اور اپنے خیمہ کی طرف واپس لوٹا۔

اب رات ہو گئی تھی۔ ہر طرف اندھیرا پھیل گیا تھا۔ اسلامی لشکر میں ہر خیمہ کے آگے آگ روشن ہو رہی تھی۔ مسلمان کھانا تیار کر رہے تھے۔ دھوئیں کے غبار نے بلند ہو کر اور بھی اندھیرا کر دیا تھا۔ سعید آہستہ آہستہ چل کر اپنے خیمہ میں آیا۔ اس کا غلام صبیح ایک طرف کمبل لئے ہوئے بیٹھا تھا۔ صبح سے اس وقت تک صبیح کے زخم دھوئے اور مرہم لگا کر پٹی کسدی۔ اس کام سے فارغ ہو کر انہوں نے جلد جلد قلیے پکائے۔ پہلے صبیح کو کھانا کھلایا پھر خود کھایا۔ سعید نے کہا۔ " صبیح سے کہا۔ " صبیح میں عشا کی نماز پڑھ کر حضرت خالد کے ہمراہ قنسرین کو جاؤں گا' تم اس خیمہ میں عشا کی نماز پڑھ کر سو رہنا' میری واپسی کا انتظار نہ کرنا' اگر زندہ رہا تو کل صبح کسی وقت آجاؤں گا"

صبیح نے تشکر آمیز نظروں سے سعید کو دیکھ کر جواب دیا۔ "یا سیدی! مجھے بھی اپنے ہمراہ لے چلیے"

سعید نے کہا۔ "نہیں۔ صبیح تم زخمی ہو' ابھی تمہیں آرام کرنا چاہیے۔ تم مسلمانوں کی کامیابی کی دعا کرتے رہو۔ "خدا کی مرضی" صبیح نے کہا اور خاموش ہو گیا۔

اب رات زیادہ آگئی تھی۔ اس وقت تمام اسلامی کیمپ میں آگ کثرت سے روشن ہو رہی تھی۔ سردی کا زمانہ تھا۔ عرب کمبل اوڑھے ہوئے الاؤ کے گرد جگہ جگہ بیٹھے تاپ رہے تھے۔ مسلمانوں کے خیموں میں روشنی ہو رہی تھی۔ اب عشا کی اذان کی آواز سنتے ہی اسلامی لشکر میں چہل پہل شروع ہو گئی۔ مسلمان وضو کر کے اس میدان کی طرف جانے لگے جہاں انہوں نے مغرب کی نماز پڑھی تھی۔

سعید بھی اٹھ کھڑا ہوا' وہ بھی آہستہ آہستہ چل کر اس میدان میں پہنچا۔ دیکھتے ہی

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

دیکھتے یہ تمام میدان مسلمانوں سے لبریز ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں نماز شروع ہوئی مسلمانوں نے نہایت خشوع و خضوع سے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر خالد نے کہا۔ ”مسلمانو! ہمیں اسی وقت ایک مہم پر جانا ہے' یہ مہم نہایت اہم ہے تقریباً" دس ہزار دشمنوں کے مقابلہ میں صرف دس مسلمانوں کی ضرورت ہے یہ تو امید نہیں کہ اس مہم پر جانے والے یہ دس مسلمان زندہ واپس نہ آسکیں' لیکن خدا میں سب کچھ قدرت ہے بہت ممکن ہے کہ ان دس آدمیوں میں سے خدا کے فضل و کرم سے کسی کا بال بیکا نہ ہو۔ جو اصحاب اس مہم پر جانا چاہیں وہ اپنا نام پیش کریں۔

اگر آج کل کے مسلمان ہوتے' تو ایسے شخص کو جو دس ہزار کے مقابلہ میں صرف 10 آدمی لے جانا چاہیے' فاتر العقل' سودائی مجنون اور خدا جانے کیا کیا کہتے اور کوئی مسلمان اس مہم پر جانے کے لئے تیار نہ ہوتا' لیکن اس زمانے کے لوگ جہاد پر روانگی کا نام سنتے ہی خوش ہو جاتے تھے۔ خدا کی راہ میں شہید ہونا ان کی سب سے بڑی آرزو تھی۔ ان کا مرنا ان کا جینا سب خدا کے لئے تھا۔

مسلمانوں کے لئے خالد کی گفتگو نوید جاں بخش تھی۔ وہ خوش ہو گئے اور انہوں نے نہایت خوشی سے اپنے نام پیش کرنے شروع کئے اگرچہ سب لوگ سمجھ گئے تھے کہ اس مہم سے زندہ واپسی کی امید نہیں' اس پر بھی ہر مسلمان کی یہی خواہش تھی کہ وہ ضرور اس مہم پر منتخب کیا جائے۔ مسلمانوں نے اس کثرت سے اپنے نام پیش کئے کہ ان میں سے دس آدمیوں کا انتخاب کرنا مشکل ہو گیا۔ مجبور ہو کر خالد نے کہا۔ ”اس وقت تک سینکڑوں اصحاب نے اپنے نام پیش کر دیئے حالانکہ ضرورت صرف دس اصحاب کی ہے بہتر یہ ہے کہ میں جن اصحاب کا نام لوں وہ مسلح ہو کر سالار اعظم حضرت ابو عبیدہ کے خیمہ کے سامنے آجائیں اس لئے ”فیاض بن غانم' عمر بن سعد الیشکر' سہیل عامری' رافع بن عمیرہ' الطائی سعید' عمر بن سعدی کرب' عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق' ضرار بن الازور' شعیب بن بخت الفزاری اور قیس بن ہیرا' بس یہ اصحاب مسلح ہو کر آجائیں۔

ایک نوجوان عرب اٹھا۔ اس کے چہرہ سے یاس و ناامیدی کی علامتیں ظاہر تھیں۔ اس نے خالد سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”آج آپ نے مجھے کیوں نا امید کر دیا؟“ کیا کبھی میں نے جنگ سے کبھی پہلو تہی کی ہے' یا میں بزدل ہوں' یا میں اسلام کی خدمت کرنے کے قابل نہیں رہا۔ یہ بات میرے لئے افسوس ناک ہے کہ میرے بھائی تو جنگ کرنے کے لئے جائیں اور میں عضو معطل کی طرح بیکار خیمہ میں پڑا ہوا ہوں“

حضرت خالد کے چہرہ سے ندامت اور پشیمانی کے آثار ظاہر ہوئے انہوں نے جواب دیا۔ ”صفوان! ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہے' کل دس آدمی منتخب کرنے تھے' جو اصحاب سامنے بیٹھے تھے۔ ان کو ہی منتخب کر لیا معاف کیجئے' یہ مجھ سے فرو گزاشت ہو گئی۔

اس نوجوان کا نام صفوان تھا۔ اب اس کے چہرہ سے ندامت کے آثار ظاہر ہوئے۔ اس نے کہا۔ ”یا ابا سلیمان اس سے میری عرض آپ پر الزام رکھنا نہ تھی۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ مہربانی کر کے آئندہ مجھے نہ بھول جایئے گا“

خالد نے جواب دیا۔ ”آئندہ انشاء اللہ ایسا نہ ہو گا' اب میری استدعا ہے کہ تمام مسلمان فتح یابی کی دعا مانگیں“

سب مسلمانوں نے ہاتھ اٹھا اٹھا کر فتح یابی کی دعا مانگی۔

سب لوگ دعا مانگ کر اپنے اپنے قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔

سعید بھی اپنے خیمہ میں پہنچا' صبح ابھی نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا ہی تھا کہ سعید نے خیمہ میں پہنچتے ہی زرہ بکتر پہنا' سر پر خود رکھا' ترکش پشت پر لٹکایا' کمان شانے پر ڈالی۔ تلوار ڈاب میں رکھی' نیزہ ہاتھ میں لیا۔ سب کے بعد سپر فائی وہ مسلح ہو کر صبح کے پاس آیا اس نے کہا۔ ”صبح! میں جا رہا ہوں' اگر میں شہید ہو گیا تو تم آزاد ہو گئے۔ تم میرے غلام ہو' میں نے تمہارے حقوق کی نگہداشت کی ہے۔ لیکن میں انسان تھا۔ انسان سے غلطی ہونی ممکن ہے' شاید مجھے بھی فرد گزشت ہو گئی ہو یا میں نے کبھی تم پر سختی کی ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میری فروگزاشتوں کو معاف کر دو ___“

صبح کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس نے جوش وفاداری سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ ”یا سید! تم نے مجھے کبھی تکلیف نہیں دی' سختی کرنا تو کیا' کبھی مجھ پر خفا بھی نہیں ہوئے' بلکہ آپ کے لطف و کرم کو دیکھ کر گستاخ ہو گیا تھا۔ اکثر میں نے آپ کی خدمت کرنے میں پہلو تہی کی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ میں نے متعدد مرتبہ اپنی آواز کو آپ کی آواز سے بلند کیا ہے میں اپنی غلطیوں پر نادم ہوں' میرے آقا! آپ میری غلطیوں کو معاف کر دیں“

سعید نے فوراً" جواب دیا۔ ”صبح میں نے معاف کیا' خدا معاف کرے اب تم بھی معاف کر دو“

صبح میں نے معاف کیا' خدا تمہیں فتح دے اور خوش و خرم واپس لائے اب سعید خیمہ سے نکل کر واپس باہر آیا۔ اس نے ا نے گھوڑے پر زین کسی اور سوار ہو کر ابوعبیدہ

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔

اسلامی لشکر میں اور بھی تیزی سے آگ روشن ہو رہی تھی۔ مسلمانوں کے پاس اس قدر خیمہ اور راؤٹیاں نہ تھیں۔ جن کے سایہ میں سارے مسلمان آجاتے جن مسلمانوں کے پاس خیمہ نہ تھے' انہوں نے نیزے گاڑ کر ان پر کمبل تان لئے تھے۔ پھر بھی ایسے بہت سے مسلمان تھے۔ جن کے پاس فالتو کمبل بھی نہ تھے۔ اس لئے وہ اس کڑاکے کی سردی میں ایک کمبل زمین پر بچھا کر اور ایک اوڑھ کر آگ کے پاس ہی لیٹ گئے تھے۔

سعید آہستہ آہستہ چل کر ابوعبیدہ کے خیمہ پر پہنچا۔ اس کے پہنچنے سے پہلے اور سب منتخب شدہ لوگ مسلح ہو کر آگئے تھے۔ سعید کے پہنچنے پر خالد نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ "سعید! تم نے بڑی دیر لگا دی۔ آؤ چلو"

سعید _ واقعی مجھے دیر ہو گئی' آیئے چلئے۔

ابو عبیدہ ان لوگوں کے قریب آئے' انہوں نے کہا۔ "مسلمانو! میں نہیں جانتا کہ تم کس قدر لشکر کے مقابلہ میں جا رہے ہو' صرف اتنا معلوم ہے کہ رومیوں کا لشکر ٹڈی دل ہے۔ تم خدا کا نام لے کر جاؤ' خدا ہی پر بھروسہ کرو' خدا تمہیں فتح دے گا اگر مدد کی ضرورت ہو تو فوراً" طلب کرنا' جاؤ تم کو خدا کے سپرد کیا۔

اب یہ لوگ آہستہ آہستہ روانہ ہوئے۔ یہ کل تیرہ آدمی تھے۔ دس تو وہ جنہیں خالد نے منتخب کیا۔ ایک خالد کا غلام حمام اور ایک عبدالرحمٰن کا غلام تھا۔ ایک خالد' یہ لوگ قدم قدم چل کر اسلامی لشکر سے باہر آئے اور قنسرین کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت رات ایک ثلث کے قریب گزر چکی تھی۔ بالکل اندھیری تھی ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی قریب کی چیز بھی نظر نہ آتی تھی۔ آسمان پر ستارے نہایت آب و تاب سے چمک رہے تھے اور سردی کا زمانہ تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ان مسلمانوں نے اپنے ساتھ کمبل نہیں لئے تھے۔ یہ سب زرہ بکتر پہنے ہوئے تھے سردی کی وجہ سے زرہ بکتر برف جیسی ٹھنڈی ہو رہی تھیں۔ مسلمانوں کو سردی معلوم ہو رہی تھی۔ ان کے بدن کانپ رہے تھے لیکن انہیں اپنی تکلیف کا خیال نہیں تھا۔ وہ اندھیری رات میں سردی سے کانپتے ہوئے بڑھے چلے جاتے تھے۔ یہ لوگ متواتر چار گھنٹے سفر کر کے اس گرجہ کے قریب پہنچ گئے جس میں روماس رہتا تھا۔ اب یہ لوگ نہایت احتیاط سے چلنے لگے تھے خدا کی مخلوق اس وقت سایہ کی جگہوں میں گھسی ہوئی آرام کر رہی تھی لیکن مجاہدین اسلام تھے جو اس وقت بھی آرام اور تکلیف کا خیال نہ کرتے ہوئے برابر سفر کر رہے تھے۔

اب یہ لوگ اس جگہ پہنچے جہاں غلام شہید ہوئے تھے غلاموں کی لاشیں ابھی تک بے گور و کفن پڑی ہوئیں تھیں۔ خالد اس جگہ پہنچ کر ٹھہر گئے وہ گھوڑے سے اتر پڑے۔ ان کے ساتھ ہی اور سب مسلمان بھی گھوڑوں سے نیچے اتر آئے۔ خالد نے سعید سے دریافت کیا۔ "یہ لاشیں کن لوگوں کی ہیں؟"

سعید _ یہ غلاموں کی لاشیں ہیں۔

خالد _ میرا بھی یہی خیال ہوا تھا۔ آؤ گڑھے کھود کر شہیدوں کو دفن کر دیں۔ پھر آگے چلیں گے۔

سب مسلمانوں نے جلد جلد گڑھے کھودنے شروع کر دیئے۔ انہوں نے بہت جلد گڑھے کھود کر تیار کر لئے۔ انہوں نے سب شہیدوں کو ایک جگہ جمع کر کے نماز جنازہ پڑھی اور انہیں دفن کر دیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر اب یہ سب پھر گھوڑوں پر ہو لئے اور جبلہ کے لشکر کی طرف چل دیئے۔ ابھی یہ لوگ زیادہ سے زیادہ ایک میل چلے ہوں گے کہ انہیں سامنے کسی قدر فاصلہ پر متعدد جگہ آگ روشن نظر آئی اور اس آگ کی روشنی میں کچھ آدمی چلتے پھرتے ہوئے دکھائی دیئے۔ خالد نے سعید کو مخاطب کر کے دریافت کیا۔ "کیا یہ آگ جبلہ کے لشکر میں روشن ہو رہی ہے۔"

سعید _ جی ہاں۔

خالد _ بس تو صبح تک ہمیں اسی جگہ قیام کرنا چاہئے۔ اگر کہیں قریب پانی ہوتا تو وضو کر کے نماز کے لئے تیار ہو جاتے۔

سعید _ یہ اس طرف قریب ہی دریا ہے۔ وہاں نشیب و فراز ہونے کی وجہ سے گھوڑے نہیں جا سکتے گھوڑوں کو اسی جگہ چھوڑ دیجئے اور دریا پر چل کر وضو کر لیجئے۔

خالد _ مناسب ہے' گھوڑوں کی حفاظت کے لئے دو آدمی یہاں رہ جائیں۔ باقی سب چل کر وضو کر لیں۔

اب یہ سب گھوڑوں سے اتر پڑے۔ ان میں سے عبدالرحمٰن اور حمام حضرت خالد کا غلام گھوڑوں کے پاس رہ گئے۔ باقی سب سعید کے ہمراہ چلے۔ تھوڑی دور چل کر زمین ناہموار آ گئی۔ کہیں اونچے اونچے ٹیلے آتے تھے جن پر دقت سے چڑھنا پڑتا تھا اور کہیں گہرے گہرے کھڈ تھے۔ جن میں نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے اترنا تھا۔ یہ لوگ بڑی دقت سے دریا کے کنارے پہنچے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

دریا کا پانی نہایت جوش سے رواں تھا۔ یہ سب دریا کے سبزہ زار کنارے پر کھڑے ہو گئے۔ ابھی رات کا کچھ حصہ باقی تھا۔ رات بالکل اندھیری تھی۔ ہر طرف اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ آسمان پر ستارے جلوہ گر تھے دریا کے صاف و شفاف پانی میں تارے بھرے آسمان کا عکس پڑ کر ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے دریا کی تہ میں بھی آسمان ہے۔

مسلمانوں نے اس جگہ پہنچ کر زرہ بکتریں اتاریں اور دریا کے کنارے پر بیٹھ کر وضو کرنے لگے۔ دریا کا پانی برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔ ہاتھ پانی میں ڈالتے ہی سن ہو گئے۔ یہ لوگ وضو کر کے فارغ ہوئے۔ زرہ بکتریں ہاتھوں میں اٹھا کر واپس لوٹے۔ سردی کا وقت تھا ان لوگوں نے ٹھنڈے پانی سے وضو کیا تھا۔ انہیں زیادہ سردی معلوم ہونے لگی۔ وہ کانپنے لگے رافع نے کہا۔ "معاذ اللہ کس قدر سردی ہے' خطہ مرمر معلوم ہوتا ہے' یہ رومی ایسے سرد ملک میں کس طرح زندہ رہتے ہیں؟"

سعید کے سردی زیادہ معلوم ہونے کی وجہ سے دانت سے دانت بج رہے تھے۔ انہوں نے کپکپاتے ہوئے جواب دیا۔ "ہم گرم ملک کے رہنے والے یہاں کی سردی برداشت نہیں کر سکتے' رومی یہاں کے باشندے ہیں انہیں سردی سے تکلف نہیں ہوتی۔"

رافع ۔ یہ بھی کچھ ملک ہے' جہاں آدمی سردی سے اکڑ اکڑ کے مرجائے۔ بیوقوفوں نے اس ملک میں ہی رہنا شروع کر دیا' انہیں گرم ملک میں رہنے کو جگہ نہ ملتی تھی میرا تو سردی نے برا حال کر دیا۔

خالد پر بھی سردی نے خاصا اثر کر رکھا تھا۔ انہوں نے کہا۔ "ذرا لپک کر چلو۔ تیز چلنے سے بدن میں گرمی آجائے گی۔"

اب مسلمانوں نے لپک کر چلنا شروع کیا۔ وہ بہت جلد گھوڑوں کے قریب پہنچ گئے۔ خالد نے عبدالرحمٰن سے کہا۔ "عبدالرحمٰن! اب تم اور حمام وضو کر آؤ۔ زید کو ساتھ لیتے جاؤ' یہ تمہیں دریا کا راستہ بتا دے گا" عبدالرحمٰن اور حمام زید کے ہمراہ دریا پر پہنچے۔ ان دونوں نے وضو کیا اور واپس لوٹ کر خالد کے پاس آ گئے۔

اب صبح صادق کے آثار ظاہر ہو گئے تھے۔ تاریکی زائل ہونے لگی تھی۔ مشرق کی طرف سے روشنی نمودار ہو چلی تھی۔ رات کا قدرتی سکون ٹوٹ گیا تھا۔ صبح کی آمد کے پیغامبر طیور اپنی پیاری پیاری بولیوں میں بولنے لگے تھے۔ خالد نے صاف سی جگہ دیکھ کر نماز کے لئے منتخب کی۔ سعید نے اس جگہ کھڑے ہو کر آہستہ آہستہ اذان کہی۔ اذان ہوتے ہی سب نے دو دو رکعت سنتیں پڑھیں۔ پھر حضرت خالد نے امامت کی اور صبح کی نماز ادا کی

ندیم

گئی۔ نماز سے فارغ ہو کر سب نے زرہ بکتر پہنیں۔ اب صبح ہو گئی تھی۔ ہر طرف روشنی پھیل گئی تھی۔ دور کی چیزیں بھی صاف نظر آنے لگیں۔ سامنے جبلہ کا لشکر پڑا ہوا تھا۔ جبلہ کے سپاہی اٹھ گئے تھے۔ وہ جلد جلد چل پھر رہے تھے۔ حضرت خالد نے کہا "دیکھو' وہ جبلہ کے لشکر میں ہل چل شروع ہو گئی۔ غالباً" وہ سفر کی تیاری کر رہے ہیں ہمیں اس وقت بہت زیادہ احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ یقین ہے یہ لشکر اسی طرف سے گزرے گا بہتر یہ ہے کہ ہم سب ڈھاٹا باندھ لیں تاکہ ہمیں کوئی شناخت نہ کر سکے اور جس وقت جبلہ کا لشکر ادھر سے گزرے' ہمیں نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے اس طرح اس میں شامل ہو جانا چاہئے۔ جس سے ہم پر دشمنوں کو کوئی شبہ نہ ہو۔ اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ جب تک ہم لوقا کو گرفتار نہ کر لیں ہم میں سے کوئی بھی نہ بولے۔"

اس وقت جبلہ کے لشکر میں عام طور پر ہل چل ہو رہی تھی' لوگ جلدی میں ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر جا رہے تھے۔ خیمہ اور راؤٹیاں اکھاڑی جا رہی تھیں' اسباب گاڑیوں پر بار کیا جا رہا تھا' گھوڑوں پر زین کسی جا رہی تھیں' دفعتہ" نقارہ پر چوٹ پڑی' سپاہی جلد جلد گھوڑوں پر سوار ہو گئے' اب باجا بجنا شروع ہوا' جبلہ کے سپاہیوں نے قطاریں قائم کیں اور اس تمام لشکر نے آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا۔

خالد کا قیاس صحیح نکلا' جبلہ کا لشکر مسلمانوں کی طرف بڑھا' مسلمان ایک بلند ٹیلہ کی آڑ میں کھڑے ہو کر اس لشکر کو دیکھنے لگے' لشکر آہستہ آہستہ چل کر ان کے قریب پہنچا' مسلمانوں نے اس لشکر کو دیکھا' اس لشکر میں تقریباً" دس ہزار سپاہی تھے' چونکہ کثیر التعداد لشکر' اس لئے دور تک پھیلا ہوا تھا۔ جبلہ اور عمودیہ کا بادشاہ لشکر کے درمیان میں تھے' اب اس لشکر کے سپاہی اس ٹیلہ کے قریب سے گذرنے لگے' جس کے پیچھے مسلمان چھپے ہوئے تھے' مسلمان ایک ایک دو دو کرکے کمین گاہ سے نکلے اور سب کے سب اس لشکر کے ساتھ چلنے لگے۔

چونکہ جبلہ کے ہمراہی عرب تھے' اور ان میں سے بھی بہت سے سپاہیوں نے ڈھاٹے باندھ رکھے تھے' اس لئے کسی نے بھی مسلمانوں کی طرف التفات نہ کی' مسلمان پیچھے پیچھے بٹتے بٹتے بالکل جبلہ کے برابر آ گئے' اور نہایت خاموشی اور اطمینان سے اس لشکر کے ہمراہ چلنے لگے' یہ لشکر قدم قدم اور نہایت آرام اور اطمینان سے سفر کر رہا تھا' اب آفتاب طلوع ہو گیا تھا' اس کی زردی مائل کرنیں سواروں کے خودوں زرہ بکتروں اور ہتھیاروں پر پڑنے لگی تھیں صبح کا سہانا سماں تھا' ابھی آفتاب طلوع ہوا تھا' پرند درختوں کی ڈالیوں پر بیٹھے چہچہا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

رہے تھے' لشکر میں سریلی آواز سے باجہ بج رہا تھا' سپاہیوں کے دلوں میں امنگ پیدا ہو رہی تھی۔

یہ لشکر آہستہ آہستہ چل کر روماس کے گرجہ کے قریب پہنچا' روماس گرجہ کے احاطہ سے باہر نکل کر اس لشکر کو دیکھنے لگا' یہ لشکر نہایت شان وقار سے بڑھ رہا تھا' یہاں تک کہ اس کے لشکر نے اس گرجہ کو عبور کیا' جب وہ اس گرجہ سے تقریباً" نصف میل آگے بڑھ گیا' تو اس کے سپاہیوں نے سامنے شاہراہ پر قنسرین کے طرف گرد غبار اڑتے ہوئے دیکھا' جبلہ نے اس غبار کو دیکھ کر فخریہ لہجہ میں کہا۔ "وہ سامنے لوقا ہمارے استقبال کے لئے آ رہا ہے' وہ ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہو گا۔ اسے خوش ہونا چاہئے' اس نے گیارہ ماہ عربوں کے خوف سے کانپ کانپ کر بسر کئے ہیں' اب میں اسے کہہ دوں گا' کہ اسے اب ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے' مسلمان میری آمد کی خبر سنتے ہی خوفزدہ ہو جائیں گے اور جب تک میں قنسرین میں ٹھہرا رہوں گا' وہ بھی قنسرین کی طرف بڑھنے کی جرات نہ کریں گے۔"

جبلہ اس وقت خوش ہو رہا تھا' اور اپنے آپ کو سب سے بہادر اپنے سپاہیوں کو سب سے زیادہ دلیر اور اپنے لشکر کے سرداروں کو سب سے زیادہ جنگجو سمجھے ہوئے تھا۔

اس وقت بھی جبلہ ریشم کی پوشاک پہنے ہوئے تھا' جو گذشتہ روز سعید نے اسے پہنے ہوئے دیکھا تھا۔ آفتاب کی شعاعیں پڑنے سے اس کے لباس کے موتی اور ہیرے اور جواہرات جگمگا رہے تھے' وہ گھوڑے کے اوپر ابھر ابھر کر قنسرین کی طرف دیکھ رہا تھا۔

قنسرین کے راستہ پر جو غبار نظر آ رہا تھا وہ دم بدم اسی طرف بڑھ رہا تھا' یہاں تک کہ غبار بالکل قریب آ گیا' غبار کا دامن چاک اور رومی لشکر اس طرف آتا ہوا نظر آیا۔

گرجہ سے تقریباً" ڈیڑھ میل بڑھ کر دونوں ایک دوسرے سے ملے دونوں لشکر رک گئے' قنسرین کی طرف سے آنے والے لشکر میں سے تین سو سوار سپاہیوں کو چیرتے ہوئے جبلہ کی طرف بڑھے' ان سواروں میں ایک نہایت بیش قیمت پوشاک پہنے ہوئے تھا' اس کے سر پر تاج تھا' یہ قنسرین کا بادشاہ لوقا تھا۔

لوقا کے داہنی طرف لنطورس اور بائیں طرف جولیس تھا' اس وقت یہ تینوں نہایت خوش تھے' ان کے چہرے فرط مسرت سے کھل رہے تھے' اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی' وہ اپنے لشکر سے نکل کر باہر آئے اور جبلہ کے لشکر میں داخل ہوئے۔

جبلہ کے لشکر نے ادھر ادھر ہٹ کر راستہ دیا' وہ بڑھ کے جبلہ کے قریب پہنچے اس وقت لوقا بہت زیادہ خوش تھا' وہ مسرت اور شادمانی کے سمندر میں ڈوبا ہوا تھا' اس نے جبلہ

کے قریب پہنچ کر کہا۔ "خوش آمدید! مسیح کے جاں نثار خوش آمدید۔"

ابھی جبلہ جواب نہ دینے پایا تھا' کہ خالد نے اس کی طرف اپنے گھوڑے کو بڑھایا۔ مسلمان اس کے پیچھے چلے' وہ لوقا کے قریب پہنچے' انہوں نے کہا۔ غدار لوقا! اپنی بدبختی پر افسوس کر۔

لوقا نے تعجب اور غیظ کی نظروں سے دیکھ کر خالد سے کہا۔ "گستاخ اور بدذہن انسان تم کون ہو؟" خالد نے جلدی سے جواب دیا۔ "میں تیری موت کا فرشتہ ہوں' میں شیر نر ہوں' میں خالد بن ولید ہوں۔"

خالد نے فوراً اپنا ڈھاٹا کھول ڈالا۔ سب مسلمانوں نے بھی جلد جلد اپنے ڈھاٹے کھول دیئے۔

لوقا نے خالد کو دیکھا' وہ خوف سے کانپنے لگا' اس نے اپنے گھوڑے کو کسی قدر پیچھے ہٹا کر خوفزدہ نگاہوں سے خالد کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "آہ خالد! تم کہاں سے آ گئے؟"

خالد آگے بڑھا' اس نے کہا۔ "لوقا ! تم ڈرتے کیوں ہو؟ موت سے ڈرنا نہیں چاہئے' ہائیں تم تو کانپنے لگے ہو۔"

لوقا تھر تھر کانپنے لگا' خالد نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر بلند آواز سے کہا۔ نصر من اللہ و فتح قریب۔

ترجمہ: "فتح اللہ کی طرف سے ہے اور وہ قریب ہے۔"

مسلمانوں نے بھی "نصر من اللہ" کی آواز سنتے ہی زور سے "اللہ اکبر" کا کوہ شکن نعرہ لگایا۔ لوقا کے حواس جاتے رہے وہ اللہ اکبر کی آواز سنتے ہی لرز گیا' خالد نے جلدی سے اسے اس کے گھوڑے سے کھینچ کر ہاتھوں پر لٹکایا۔

جبلہ اور لوقا کا لشکر اللہ اکبر کی آواز سن کر خوفزدہ ہو گیا' عیسائی خوف اور تعجب کی نظروں سے مسلمانوں کو دیکھنے لگے۔

خالد نے دشمنوں کی اس بیم و رجا کی حالت سے فائدہ اٹھایا انہوں نے فوراً لوقا کو اپنے غلام حمام کے سپرد کر دیا' ہمام اور زید نے مل کر جلدی جلدی لوقا کو چمڑے کی پٹیوں میں کس دیا۔

لنطورس اور جولیس نے تلواریں نکال نکال کر مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمانوں نے پہلے ہی تلواریں کھینچ لیں تھیں' عبدالرحمٰن نے بڑھ کر لنطورس کے اوپر تلوار بلند کی' لنطورس ڈر کر پیچھے ہٹا' لنطورس کے ساتھ ہی ساتھ جولیس بھی پیچھے ہٹ کر رومی لشکر میں

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

چلا گیا۔

مسلمانوں کی اس کارروائی نے رومیوں کے لشکر میں تہلکہ ڈال دیا سارا عیسائی لشکر حیرت و استعجاب سے مسلمانوں کو دیکھنے لگا۔

لوقا کی گرفتاری کی کارروائی زیادہ سے زیادہ دو منٹ میں عمل میں آ گئی۔ جبلہ انتہائے حیرت سے مسلمانوں کی جرات و دلیری کو دیکھ رہا تھا' جب اس نے لوقا کو مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار دیکھا' تو اسے طیش آیا۔ اس نے کڑک کر کہا۔ ان مٹھی بھر مسلمانوں کو چاروں طرف سے نرغہ میں لے لیا جائے۔

جبلہ کی اس آواز سے رومی چونک پڑے' وہ سنبھلے اور انہوں نے مسلمانوں کے چاروں طرف اس طرح احاطہ کیا' کہ ایک گھوڑے کی کنوتیاں دوسرے گھوڑے کی کنوتیوں سے ملی ہوئیں تھیں' کنوتیوں کے درمیان نیزے رکھے ہوئے تھے' مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھوڑوں کے سر ہی سر نظر آ رہے تھے' یا گھوڑوں کے کنوتیوں پر رکھے ہوئے نیزوں کی انیاں چمک رہی تھیں۔

مسلمان اس وقت نرغہ میں تھے' انہیں کوئی سبیل لشکر سے باہر نکلنے کی نظر نہیں آتی تھی' رومیوں کا ٹڈی دل لشکر چاروں طرف محیط ہو گیا۔ رومی سپاہی غیظ و غضب کی نظروں سے مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے' خالد نے اپنی بلند آواز سے کہا۔ "مسلمانو! رومیوں نے بدعہدی کی ہے۔ لوقا نے صلح کو توڑ دیا' ہم نے اپنی طرف سے زیادتی نہیں کی' زیادتی رومیوں کی طرف سے ہوئی ہے' رومیوں کو اپنی کثرت پر ناز ہے' ہمیں خدا پر بھروسہ ہے' خدا ہمارا مددگار ہے' رومیوں نے ہمیں نرغہ میں لے لیا ہے' بظاہر اس ٹڈی دل لشکر سے ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں' ہمیں خوش ہونا چاہئے کہ ہماری سب سے بڑی آرزو یعنی شہادت کی تمنا پوری ہونے والی ہے' بہشت آراستہ کر دی گئی ہے بہشت میں وہی شخص داخل ہوں گے جو خدا کے فرمانبردار اور عبادت گذار ہوں گے۔ بہشت میں آرام ہی آرام ہے' وہاں تکلیف کا نام بھی نہیں' جو شخص بہشت میں داخل ہو جائے گا' وہاں سے اسے کوئی نہ نکال سکے گا' خدائے بزرگ و برتر اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ لا یمسھم فیھا نصب و ماھم منھا بمخرجین۔ ترجمہ: "انہیں وہاں کوئی تکلیف نہ ہو گی' اور نہ وہاں سے کوئی نکالے گا۔" ہمام نے لوقا کو مضبوط پکڑ رکھا تھا' مسلمانوں نے تمام کو بیچ میں لے لیا۔

عمودیہ کا بادشاہ اس وقت تک لجہ و حیرت میں غرق تھا' وہ تعجب خیز نظروں سے دور مسلمانوں کو دیکھ رہا تھا' اس نے کسی قدر وقفہ کے بعد اپنی حیرت کو دور کر کے جبلہ سے کہا۔

"آپ نے ان مسلمانوں کی جرات کو دیکھا' یہ صرف تیرہ آدمی ہیں' انہیں ہر طرف سے ہمارے گھوڑوں کی ٹاپوں نے گھیر لیا ہے' رومی لشکر نے نرغہ میں لے لیا ہے' ان کے بچنے کی کوئی امید نہیں' لیکن انہیں کچھ بھی اندیشہ نہیں' وہ بالکل اطمینان اور بے خوفی سے کھڑے ہیں' کس قدر افسوسناک بات ہے کہ صرف تیرہ مسلمانوں نے آپ کو اور میرے سامنے عیسائیوں کی موجودگی میں لوقا کو گرفتار کر لیا۔ جس وقت دنیا کو معلوم ہو گا' ضرور ہماری بزدلی پر ہنسے گی' ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے' آپ ان شریر مسلمانوں کے پاس جائیے اور انہیں ڈرا دھمکا کر لوقا کو رہا کرائیے۔ جب وہ لوقا کو چھوڑ دیں گے تو پھر ہم ان شیطانوں کو کچل ڈالیں گے۔

جبلہ بڑھ کے مسلمانوں کے قریب آیا' اس نے خالد سے مخاطب ہو کر کہا۔ "کہ اے برادر عربی! تم کون ہو؟"

خالد نے جواب دیا' ہم مسلمان ہیں۔ ہم سیدنا حضرت محمد صلعم کے مشہور صحابی ہیں' ہم کلمہ گو ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کہنے والے ہیں' ہمیں دنیا جانتی ہے۔ جبلہ! کیا تم نہیں جانتے' ہم وہی ہیں جن کے خوف سے تم ہمدان سے بھاگ آئے۔

جبلہ کو خالد کی گفتگو ناگوار گذری' اسے طیش آیا' لیکن اس نے ضبط کیا اور خالد سے پوچھا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟"

خالد:- میرا نام خالد ہے' میں مشہور قبیلہ بنی مخزوم سے ہوں۔

جبلہ:- اور تمہارے یہ ساتھی؟

خالد:- یہ میرے داہنی طرف مشہور شہسوار اور بہادر عبدالرحمن حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اول کے بیٹے ہیں' اور یہ بائیں طرف اہل یمن کے بزرگ قبیلہ طے سے نہایت دلیر مرد واقع بن امیر الطائی ہیں' جبلہ ہم کل تیرہ آدمی ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک شخص نہایت بزرگ اور مشہور قبیلہ کا دلیر' نڈر اور بہادر آدمی ہے' ہم وہ ہیں کہ جنہوں نے اپنی زندگیوں کو خدا کے نام پر وقف کر دیا ہے۔ نہ ہمیں تمہاری کثرت سے خوف ہے' نہ ہم موت سے ڈرتے ہیں' جبلہ کو پھر طیش آیا اور برافروختہ ہو کر کہا۔ "خالد تم لوگوں کو اپنی بہادری پر ناز ہے' بہت خوب ابھی تمہاری بہادری کا امتحان ہو جائے گا' تم نے اس لشکر کو دیکھا ہے۔ جس نے تمہارا محاصرہ کیا ہے' اے ولید کے بیٹے! یہ لشکر ابھی تمہیں صحرائی جانوروں کی غذا بنا دے گا۔

خالد ہنسے اور انہوں نے جواب دیا۔ جبلہ تو ہمیں موت سے ڈراتا ہے تو ہمیں نہیں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

جانتا' ہم وہ لوگ ہیں جو جہاد میں شہید ہونا خوش قسمتی سمجھتے ہیں' اگر ہم مرنے سے ڈرتے تو تیرے اس ٹڈی دل لشکر کے سامنے لوقا کو گرفتار کرنے کی جرات کبھی نہ کرتے' جبلہ نے غضبناک ہو کر کہا۔ "تم موت سے اسی وقت تک نہیں ڈرتے جب تک وہ تمہارے سامنے نہیں آتی' اپنی زندگی ہر شخص کو پیاری ہوتی ہے' میں تم پر حملہ کرکے تمہاری جرات اور بہادری کا امتحان کر لیتا ہوں' لیکن مجھے اندیشہ ہے' کہ تم میرے حملہ کرتے ہی لوقا کو مار ڈالو گے بہتر یہ ہے کہ تم لوقا کو چھوڑ دو اور ہم تمہیں چھوڑ دیں۔

خالد:- یہ ممکن ہے۔ تجویز مناسب ہے۔ لیکن میں اس میں کچھ ترمیم کرنا چاہتا ہوں۔

جبلہ:- وہ کیا؟

خالد:- انسان کو ہر حالت میں عدل و انصاف سے کام لینا چاہئے' بہتر یہ ہے کہ ہمارے ایک آدمی کے مقابلہ میں تمہارا ایک آدمی نکلے۔ اگر ہمارا آدمی شہید ہو جائے تو ہم لوقا کو چھوڑ دیں گے' اگر آپ کا آدمی مارا جائے تو لوقا ہمارا قیدی ہو گا' پھر آپ ہم سے معترض نہ ہوں' ہم لوقا کو لے کر چلے جائیں گے۔

جبلہ:- تم نے معقول بات کہی ہے' ٹھہرو میں عمودیہ کے بادشاہ سے بھی مشورہ کر لوں۔

خالد:- بہت خوب۔

جبلہ:- عمودیہ کے بادشاہ کے پاس آیا۔ اس نے خالد کی تمام گفتگو سنا دی۔

وہ یہ گفتگو سن کر سخت غضبناک ہوا' اس نے تلوار میان سے کھینچ کر کہا یہ نہیں ہو سکتا' ہمیں فوراً ان شریر شیطانوں پر حملہ کرنا چاہئے۔

جبلہ نے اسے روک کر کہا۔ "ٹھہرو جلدی کا کام شیطان کا ہے' اگر ہمارے حملہ کرتے ہی لوقا کو مار ڈالا' تو کیا ہو گا' بہتر یہ ہے کہ ہم خالد کی شرط پر عمل کریں' عمودیہ کے بادشاہ نے کسی قدر غور کرکے جواب دیا' کہ اگر تمہارے نزدیک یہ بہتر ہے' تو میں بھی یہی مناسب سمجھتا ہوں۔

جبلہ:- خالد کے پاس آیا۔ اس نے کہا۔ "کہ ہمیں خالد تمہاری تجویز منظور ہے۔"

خالد:- اچھا تم اپنے لشکر کو کسی قدر پیچھے ہٹنے کا اشارہ کرو۔ رومی لشکر پیچھے ہٹا' اور کسی قدر میدان چھوڑ کر مسلمانوں کے چاروں طرف احاطہ کرکے کھڑا ہو گیا۔

اب خالد نے لڑنے کے لئے خود بڑھنے کا ارادہ کیا' عبدالرحمٰن نے انہیں روک کر کہا۔ "کہ تم نہ جاؤ۔ مجھے میدان جنگ میں جانے کی اجازت دو شاید میں شہید ہو کر اپنے محترم باپ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا ملوں۔"

خالد:- اچھا بسم اللہ کرکے جاؤ۔ خدا مدد کرے گا۔

عبدالرحمٰن نو عمر سبزہ آغاز نوجوان تھے' ان کا متوسط قد تھا' سینہ کشادہ اور بازو مضبوط تھے' وہ ایک گرانڈیل گھوڑے پر سوار تھے' انہوں نے گھوڑا بڑھایا' ان کے ہاتھ میں نیزہ تھا' انہوں نے گھوڑوں کو گروا دیا اور رومیوں کی صف کے سامنے جا کر با آواز بلند کہا۔

عبداللہ ذو المعالی — و الشرف الفاضل و الکمالی

عبداللہ (ابوبکر صدیق) بڑے مرتبہ والے کا بیٹا ہوں' وہ بزرگ اور اہل کمال ہے۔

ابی عتیق صادق المقال — ازان ھذا اللذین بالفعال

میرے باپ آزاد بزرگ اور سچے تھے' انہوں نے اس دین کو کاموں سے سنوارا تھا۔

عبدالرحمٰن نے لڑنے والے کو طلب کیا' ایک گرانڈیل رومی ان کے مقابلہ کے لئے نکلا' عبدالرحمٰن نے اس کے گرد گھوڑے کو گروا دیا' گھوڑے کے قدموں سے غبار بلند ہوا۔

اس غبار نے اپنے دامن میں لے کر دیکھنے والوں کی نظروں سے اوجھل کر دیا۔

مسلمانوں نے ہاتھ اٹھا کر عبدالرحمٰن کے لئے فتح کی دعا مانگی' رومی اور مسلمان سر اٹھا اٹھا کر اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے' سب کی نگاہیں ان دونوں کی طرف لگ رہی تھیں' دفعتاً" عبدالرحمٰن نے اللہ اکبر کا پرزور نعرہ لگایا' مسلمان اس نعرہ کی آواز سن کر خوش ہو گئے' انہوں نے قیاس کیا کہ عبدالرحمٰن نے دشمن پر فتح پائی' انہوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر جواب دیا۔

رومی نعرہ کی آواز سن کر چونکے ہو گئے' انہوں نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا' اب غبار دور ہو گیا تھا' مسلمانوں نے اور رومیوں نے دیکھا کہ عبدالرحمٰن گھوڑے پر سوار ہو کر کھڑے ہیں' اور رومی زمین پر پڑا تڑپ رہا ہے۔

یہ کیفیت دیکھ کر رومیوں کو غصہ آ گیا' انہوں نے ہر طرف سے عبدالرحمٰن پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا' جبلہ نے انہیں روکا اور ایک اور رومی بھیجنے کا ارادہ کیا۔

جبلہ اپنی شرط پر قائم نہ رہا' اس نے بدعہدی کی۔ اسے اس بدعہدی کرنے کی جرات ٹڈی دل لشکر کی وجہ سے ہوئی' اگر مسلمانوں کا پلہ برابر کا ہوتا تو وہ بھی کبھی شرط کے خلاف نہ کرتا' لیکن وہ جانتا تھا کہ مسلمان گنتی کے کل تیرہ آدمی ہیں' اس کی بدعہدی پر سرزنش نہیں کر سکتے' اگر سرزنش کریں تو بھی لاحاصل امور تو یہ ہے کہ بیوقوف اور مغرور انسان زور اور قوت ہی کو ایمان سمجھتے ہیں' ایسے ہی لوگوں کا مقولہ ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

یہ دوسرا رومی عبدالرحمٰن کے مقابلہ میں آیا' اس نے آتے ہی نیزہ سے حملہ کیا۔ عبدالرحمٰن نے اس کا وار خالی دے کر اس کے سینہ پر زور سے نیزہ مارا۔ نیزہ کی انی زرہ توڑ کر سینہ کے پار ہو گئی' رومی کے چہرہ پر زردی چھا گئی' وہ لڑکھڑا کر گھوڑے سے نیچے گرا۔ عبدالرحمٰن نے پھر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

ابھی عبدالرحمٰن دیکھ رہے تھے' ایک تیسرا رومی گھوڑا دوڑا کر ان کے قریب آیا' اس نے آتے ہی تلوار کا بھرپور ہاتھ مارا' عبدالرحمٰن نے اس کے گھوڑے کی گردن پر نیزہ مارا' رومی کا گھوڑا الف ہو گیا' اس نے دولتی مار مار کر رومی کو پھینک دیا' رومی سر کے بل زمین پر گر پڑا' اس کے اوپر ہی اس کا گھوڑا جا پڑا' رومی کی ہڈی پسلی ٹوٹ گئی' اس کی روح پرواز کر گئی۔

مسلمانوں نے یہ کیفیت دیکھ کر ازدیاد مسرت سے بے خود ہو کر اللہ اکبر کا فلک شگاف نعرہ لگایا' عبدالرحمٰن نے ہل من مبارز کا نعرہ بلند کیا' ایک اور رومی بڑبڑاتا ہوا رومیوں کی صفوں سے نکلا' یہ رومی تنومند قوی الجثہ چست اور چالاک تھا' اس نے آتے ہی عبدالرحمٰن کے چاروں طرف کاوا دیا' عبدالرحمٰن اسے گوشہ چشم سے دیکھتے رہے' وہ ایک دم عبدالرحمٰن پر ٹوٹ پڑا' اس نے تلوار سے جلد جلد حملے کرنے شروع کر دیئے۔ عبدالرحمٰن نے موقع پا کر تلوار ماری' تلوار رومی کی گردن پر پڑی' جس طرح دھاگا صابن کو کاٹ ڈالتا ہے' ایسے ہی تلوار سے رومی کا گلا کاٹ ڈالا' اس کا سر دور جا کر گرا' اور دھڑ گھوڑے سے گر کر تڑپنے لگا۔

رومیوں کو عبدالرحمٰن کے کارہائے نمایاں دیکھ کر حیرت ہوئی' انہیں تعجب تھا' کہ ایک طفل نو آموز نے چار تجربہ کار اور نامور دلیر رومیوں کو آن کی آن میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

جبلہ نے ایک رومی کو بڑھنے کا اشارہ کیا' وہ نہایت تیزی سے عبدالرحمٰن کی طرف لپکا' اس نے آتے ہی نیزہ سے حملہ کیا' عبدالرحمٰن نے نیزہ کی انی پر اس کے وار کو روکا' دونوں نیزوں کے ٹکراتے ہی چنگاری پیدا ہوئی' رومی کسی قدر پیچھے ہٹا' اس نے نیزہ پھینک دیا' اور تلوار لے کر حملہ کیا' عبدالرحمٰن نے ڈھال سامنے کر دی' رومی کی تلوار ڈھال پر پڑی' اس کی تلوار نے کسی قدر ڈھال کو کاٹ ڈالا' عبدالرحمٰن نے جوش میں آ کر حملہ کیا' اور اپنی پوری قوت سے رومی کے سر پر تلوار ماری۔ رومی آہنی خود سر پر رکھے ہوئے تھا' اسے اپنی اس لوہے کی ٹوپی پر ناز تھا' اس نے ڈھال پر تلوار کو نہیں روکا' تلوار اس کے

خود پر پڑی' خود کو کاٹتی ہوئی سر کے دو ٹکڑے کرکے سینہ تک اتر گئی۔ رومی نے ایک خوفناک چیخ ماری اور کشتہ ہو کر گرا۔ عبدالرحمٰن کو اپنی تلوار کی اس برش پر تعجب ہوا۔

جب رومیوں نے اس پانچویں رومی کو بھی کشتہ دیکھا تو وہ خوف زدہ ہو گئے' عمودیہ کے بادشاہ نے جبلہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ آپ نے اس لفظ ناتجربہ کاری کی دلیری کو دیکھا' اسی طرح یہ ایک ہی شیطان ہمارے لشکر کو کافی ہو گا۔

جبلہ نے جواب دیا۔ "مجھے حیرت ہے کہ ایک لڑکے نے ہمارے پانچ آزمادہ ناموروں کو ہلاک کر دیا' نہ معلوم یہ مسلمان کس چیز سے بنے ہیں' آخر جیسے ہم انسان ہیں' ویسے ہی وہ۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اس قدر بہادر کیوں ہیں؟؟"

عمودیہ کا بادشاہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ عبدالرحمٰن نے تیزی سے گھوڑا بڑھا کر رومی لشکر کے قلب پر حملہ کر دیا۔ اور نیزہ سے ایک رومی کو چھید ڈالا۔ جبلہ نے کہا۔ دیکھتے ہو' کس قدر بہادری ہے' ہمارے پانچ بہادروں کو خاک اور خون میں ملا چکا ہے' لیکن ابھی تھکا نہیں اور تنہا نے اتنے عظیم الشان لشکر پر حملہ کر دیا۔ مجھے اس کی بہادری پر رشک آتا ہے' اب میں خود اس کے مقابلہ پر جاتا ہوں۔

جبلہ نے لوہے کا زرہ بکتر پہن رکھا تھا' زرہ بکتر پر ریشم کے کپڑے تھے۔ ان کپڑوں میں سچے موتیوں کر جھالر لگی ہوئی تھی جو سورج کی کرنیں پڑنے سے جگمگا رہی تھی' سر پر آہنی خود تھا' خود کے اوپر نیم دائرہ کا تاج تھا' اس تاج میں متعدد ہیرے لگے ہوئے تھے' جو آفتاب کی شعاعیں پڑنے سے ایسے چمک رہے تھے' کہ آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں۔

جبلہ نے عبدالرحمٰن سے مخاطب ہو کر کہا۔ عبدالرحمٰن! تم نے ہمارے پانچ بہادروں کو مار ڈالا' اور تنہا ہمارے لشکر کے قلب پر حملہ آور ہوئے' واقعی تم بہادر ہو' لیکن اب جبکہ میں تمہارے مقابلہ کو نکلا ہوں' تو خالد بھی تمہاری اعانت کے لئے بڑھے چلے آ رہے ہیں' کیا یہ انصاف ہے کہ ایک آدمی کے مقابلہ کے لئے دو دو نکلو۔

جبلہ نے یہ بالکل غلط کہا تھا' خالد عبدالرحمٰن کی کمک کے لئے نہیں آئے تھے' وہ عبدالرحمٰن کو دھوکا دینا چاہتا تھا' عبدالرحمٰن اس کے مکر و فریب کو سمجھ گئے' وہ ہنسے اور انہوں نے کہا۔ "جبلہ! تم مجھے دھوکہ دینا چاہتے ہو تاکہ میں تمہارے فریب میں آ کر پشت کی طرف دیکھوں' اور تم مجھ پر اچانک حملہ کر دو' تم نہیں جانتے میں حضرت علیؓ کا تربیت یافتہ ہوں' تم مجھے فریب نہیں دے سکتے۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

جبلہ عبدالرحمٰن کو نا آزمودہ کار سمجھتا تھا' اسے خیال تھا کہ عبدالرحمٰن اس کے قریب میں آ کر اپنی پشت کی طرف دیکھے گا' اور وہ اس پر حملہ کر دے گا' لیکن جب اس نے دیکھا کہ یہ تدبیر بیکار رہی تو اس نے پھر کہا۔ "عبدالرحمٰن تم واقعی بہادر اور تجربہ کار ہو' مجھے تم سے بہت زیادہ محبت ہے' تمہارے والد کی وفات ہو چکی ہے' میری خواہش ہے' کہ تم میری فرزندی میں آ جاؤ' میں تمہیں ہرقل اعظم سے ملک کا ایک زرخیز حصہ دلا دوں گا' اس حصہ پر تم حکومت کرنا' ملک روم کی حسین عورتیں تمہاری خدمت کریں گی۔" تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو میں اپنی قوم کا بادشاہ ہوں' ہرقل اعظم میری وقعت کرتا ہے' تمام رومی میری عزت کرتے ہیں' میرے پاس بے شمار دولت ہے' میرے ایک لڑکی ہے' نہایت خوبصورت ہے' اس کے حسن و جمال کا شہرہ اطراف عالم میں پھیلا ہوا ہے' بڑے بڑے شہزادے اس کے خواستگار ہیں' عبدالرحمٰن! اگر تم میری فرزندی میں آ جاؤ' تو میں اپنی لڑکی سے تمہاری شادی کر دوں' تمہارے قدموں پر زر و جواہر کے ڈھیر لگا دوں' بولو تمہیں کیا منظور ہے؟

عبدالرحمٰن نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا' جبلہ! تم مجھے دنیا اور دنیا کی نعمتوں کی طرف بلاتے ہو' حالانکہ دنیا اور دنیا کی نعمتیں چند روزہ ہیں' اگر میں عاقبت کی خوبیوں کو چھوڑ کر دنیا کی نعمتوں کا گرویدہ ہو جاؤں ______ تو دنیا میں مجھ سے زیادہ بدبخت شاید ہی کوئی شخص ہو گا۔ خیال کرو جس نے روشنی دیکھ لی ہے' وہ کیسے اندھیرے میں رہنا پسند کرے گا۔ میں مسلمان ہوں' میری رگ رگ میں اسلام بھرا ہوا ہے' میں اسلام کی روشنی چھوڑ کر کفر و ضلالت کی تاریکی میں نہیں پڑ سکتا۔ اگر تمہیں واقعی مجھ سے محبت ہے۔ تو تم سچے دل سے کلمہ طیبہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ' تمہارا خادم ہو جاؤں گا' اور عمر بھر تمہاری خدمت کرتا رہوں گا۔

جبلہ کو عبدالرحمٰن کی گفتگو ناگوار گزری' اسے طیش آ گیا' اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں' اس نے نیزہ سے عبدالرحمٰن پر حملہ کیا' عبدالرحمٰن نے اس کے حملہ کو روک کر اس کے نیزہ مارا' جبلہ نہایت پختہ کار تھا' اس نے بڑی لاپرواہی سے عبدالرحمٰن کے حملہ کو روکا' دیر تک دونوں نیزہ بازی کرتے رہے۔

مسلمان اور رومی نہایت شوق اور دلچسپی سے ان دونوں کو جنگ کرتے ہوئے دیکھتے رہے' عبدالرحمٰن ان پانچ رومیوں سے لڑ چکے تھے' جبلہ تازہ دم آیا تھا' عبدالرحمٰن میں کچھ خستگی کے آثار نظر آنے لگے۔ انہوں نے نیزہ زمین پر ڈال دیا اور تلوار نکالی۔ جبلہ نے تیر

سے حملہ کیا' عبدالرحمٰن نے تلوار ماری' تلوار نے نیزہ کو کاٹ ڈالا جبلہ نے بھی تیر پھینک دیا' اس نے بھی تلوار نکالی' اب دونوں نے ایک ساتھ ہی ایک دوسرے پر وار کئے' عبدالرحمٰن کی تلوار جبلہ کا خود کاٹ کر دو انچ کے قریب اس کے سر میں اتر گئی' جبلہ کے سر سے خون جاری ہو گیا' جبلہ کی تلوار بھی زرہ کو کاٹ کر عبدالرحمٰن کے شانہ میں پہنچی' عبدالرحمٰن کا شانہ زخمی ہو گیا۔

جبلہ نے فوراً اپنے گھوڑے کو واپس لوٹایا اور نہایت تیزی سے گھوڑا دوڑا کر رومی صفوں میں جا گھسا۔

عبدالرحمٰن بھی واپس لوٹے۔ وہ آہستہ آہستہ چل کر مسلمانوں کے قریب آئے' مسلمانوں نے انھیں ہاتھوں ہاتھ لیا' خالد نے ان کا شکریہ ادا کیا' جب عبدالرحمٰن گھوڑے سے اترے' تو انہوں نے کہا: میرے شانہ میں زخم آیا ہے' میں خود زرہ نہیں اتار سکتا' مسلمانوں کو ان کے زخمی ہونے کی خبر سن کر سخت افسوس ہوا' فوراً رافع اور سعید نے زرہ بکتر اٹھا کر دیکھا' شانہ میں ایک انچ گہرا زخم تھا' سعید اور رافع نے پٹی باندھی۔

عبدالرحمٰن کو زخمی دیکھ کر خالد کی آنکھوں میں خون اتر آیا' انہوں نے اپنے گھوڑے کو جبلہ کی طرف بڑھایا' اور اس کے قریب پہنچ کر کہا۔ "جبلہ! تم نے شرط کی تھی کہ ایک آدمی کے مقابلہ میں ایک نکلے' اور جس طرف کا آدمی مارا جائے' وہ دوسرے کے لئے راستہ چھوڑ دے' ہمارے ایک آدمی کے مقابلہ میں تمہارے پانچ آدمی نکلے' اور پانچوں مارے گئے' کیا تم اس شرط پر قائم رہ کر جانے دو گے؟

جبلہ کے زخم کاری لگا تھا' وہ مرہم پٹی کرا رہا تھا' اس نے جواب دیا۔ "خالد! اگر تم لوقا کو چھوڑ دو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔"

خالد:- یہ بات تمہاری شرط کے خلاف ہے۔

جبلہ:- اب جو کچھ بھی ہوا اگر خوشی سے لوقا کو چھوڑ دو گے تو خیر ورنہ زبردستی چھڑا لیا جائے گا' خالد کو طیش آ گیا' انہوں نے کہا۔ "اچھا! جبلہ! تم زبردستی لوقا کو چھڑا لو۔ آواز دے کر کہا۔ "ہمام اس رومی کتے کو لاؤ۔" ہمام لوقا کو لے کر خالد کے پاس آیا' لوقا کا چہرہ زرد ہو رہا تھا' وہ چمڑے کی پٹیوں میں کیسا ہوا تھا' رومیوں نے گردنیں اٹھا اٹھا کر مسلمانوں کو دیکھا۔

جبلہ اور عمودیہ کے بادشاہ سمجھ گئے' کہ خالد لوقا کو قتل کرنا چاہتا ہے' عمودیہ کے بادشاہ نے رومی لشکر کو حملہ کرنے کا اشارہ کیا' ہر طرف رومی لشکر کو جنبش ہوئی' وہ گھوڑے

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

دوڑا کر مسلمانوں کی طرف بڑھے' خالد نے رومیوں کی یورش کو دیکھا۔ انہوں نے جلدی سے لوقا کا سر کاٹ کر رومیوں کی طرف پھینک دیا۔ اور کہا "بدعہدو! تم میرے بھائی عبدالرحمٰن کو زخمی کر کے میرے اور مسلمانوں کے دلوں کو صدمہ پر صدمہ پہنچایا ہے' میں نے تمہارے بادشاہ کو قتل کر کے تمہارے دلوں کو زخمی کر دیا۔"

رومی جوش و غضب میں بھرے ہوئے نہایت تیزی سے دوڑے آ رہے تھے' مسلمانوں نے اپنی پشتیں ایک دوسرے کی طرف کر لیں اور دائرہ کے درمیان میں عبدالرحمٰن کو کھڑا کر لیا۔

عبدالرحمٰن زخمی ہو گئے تھے' وہ لڑ نہیں سکتے تھے' اس لئے ان کو محفوظ جگہ پر کھڑا کیا گیا تھا۔

رومی قریب آ کر ہر سمت سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے' تلواریں میانوں سے نکل نکل کر بلند ہوئیں' اور دھوپ کی شعاعیں پڑنے سے بجلی کی طرح چمکیں' اور دشمنوں کا خون پینے کے لئے جھکیں۔

رومی کچھ ایسی تیزی کی رو میں دوڑے ہوئے آ رہے تھے' کہ خیال ہوتا تھا کہ وہ مٹھی بھر مسلمانوں کو روند ڈالیں گے' لیکن وہ مسلمانوں کے قریب پہنچے' مسلمانوں نے انہیں تلواروں کی باڑھوں پر رکھ لیا' جنگ شروع ہو گئی' رومیوں نے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے زور زور سے شور و غل بلند کرنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں نے اس شور و غل کی طرف خیال نہیں کیا' وہ جدال و قتال میں مصروف ہو گئے۔ انہوں نے جلد جلد رومیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ خون کے چھینٹے اڑنے لگے' رومی جلد جلد قتل ہو ہو کر گر رہے تھے' رومیوں کے شور و غل اور زخمیوں کی چیخ و پکار سے تمام میدان گونج اٹھا۔

رومی نہایت جوش اور دلیری سے لڑ رہے تھے' اور بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے' لیکن مسلمان کچھ ایسی بے جگری سے جنگ کر رہے تھے' کہ رومیوں کے بنائے کچھ نہ بنتی تھی' اگرچہ رومی اس وقت دس ہزار سے بھی زیادہ تھے' اور مسلمان صرف تیرہ تھے' ان تیرہ میں بھی عبدالرحمٰن زخمی ہو کر ناکارہ ہو چکے تھے' صرف بارہ مسلمان دس ہزار رومیوں سے لڑ رہے تھے' لیکن رومیوں کا ٹڈی دل مسلمانوں کو ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹا سکا۔

جنگ زور و شور سے ہو رہی تھی' تلواریں جلد جلد اپنا کام کر رہی تھیں' رومی جوش میں بھرے ہوئے تھے' وہ بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے' مسلمان سنگی چٹان کی طرح جمے ہوئے تھے' ان کی بے پناہ تلواریں رومیوں کو جلد جلد کاٹ رہی تھیں' رومی کشتہ ہو ہو کر

گر رہے تھے' ان مرنے والے رومیوں کی جگہ تازہ دم رومی آ جاتے تھے۔

مسلمانوں نے رات بھر سفر کیا تھا' صبح سے لڑائی میں مشغول تھے' ان کی طاقت جواب دینے لگی تھی' لیکن وہ برابر لڑائی میں مشغول تھے۔

اب آفتاب بہت کچھ بلند ہو گیا تھا' دھوپ ہر طرف اچھی طرح پھیل گئی تھی' سردی کا زمانہ تھا' دھوپ میں حرارت نہیں تھی' لیکن مسلمانوں کو پسینہ آ رہا تھا' انہیں رومیوں کو قتل کرتے کرتے سردی میں گرمی معلوم ہونے لگی تھی' اس وقت انہیں پیاس بھی معلوم ہونے لگی تھی' لیکن وہاں پانی کہاں تھا۔

مسلمان نہایت دلیری اور بے خوفی سے لڑ رہے تھے۔ وہ ایک ہی جگہ کھڑے ہوئے جنگ کر رہے تھے' رومیوں کو قتل کرتے کرتے ان کے بازو شل ہو گئے تھے' ابھی تک وہ سر جھکائے جنگ کر رہے تھے' اب انہوں نے سر اٹھا کر رومیوں کو دیکھا' انہیں دور تک رومی ہاتھوں میں ننگی تلواریں لئے گھوڑوں پر سوار کھڑے نظر آئے' انہوں نے پھر سر جھکائے اور جنگ و جدل میں مصروف ہو گئے۔

زید عبدالرحمٰن کا غلام تھا' اس نے رومیوں کی کثرت کو دیکھ کر اندازہ کر لیا کہ اگر رومی بغیر لڑے ہوئے بھی اپنے آپ کو مسلمانوں کے سامنے قتل ہونے کے لئے پیش کر دیں' تو مسلمان شام تک بھی ان رومیوں کو قتل نہ کر سکیں گے' اور اگر جنگ ہوتی رہی تو مسلمان تھک کر چور ہو جائیں گے اور پھر ان کا شہید ہو جانا یقینی ہے' یہ خیال کرتے ہیں وہ آہستہ آہستہ جبلہ کے لشکر کی طرف گھسا۔ اور نہایت دانشمندی سے بچتا ہوا رومی لشکر سے باہر آیا اور نہایت تیزی سے شیراز کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ گرجیہ کے قریب پہنچا تو اس نے دو کم سن لڑکیوں کو کھڑے ہوئے میدان جنگ کی طرف نظارہ کرتے ہوئے دیکھا' یہ دونوں لڑکیاں حوروش فلپانہ اور پریزاد انگورا تھیں' زید تعجب کی نظروں سے ان دونوں کو دیکھتا ہوا ان کے قریب سے گزر گیا۔

اس وقت زید کا گھوڑا فراٹے بھرتا ہوا جا رہا تھا' اس کے سم زمین پر لگتے ہوئے معلوم نہ ہوتے تھے۔ وہ ایسی تیزی سے دوڑ رہا تھا کہ زید کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ ہوا کے اوپر سوار ہو۔ زید دو ہی گھنٹہ میں شیراز پہنچ گیا۔ جس وقت وہ اسلامی لشکر کے قریب پہنچا اس نے ابو عبیدہ کو کہتے ہوئے سنا۔ النفیر النفیر فقد احیط بفرسان الموا حدین (ترجمہ) مسلمانو! چلو چلو! تمہارے بھائی گھر گئے ہیں۔

ہر طرف سے مسلمان اس آواز کو سن کر ابو عبیدہ کے پاس دوڑ دوڑ کر آئے' چند

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

مسلمانوں نے ایک ساتھ ہی کہا۔ "یاامین الامتہ! آپ کیا فرما رہے ہیں؟"

ابو عبیدہ کا چہرہ زرد ہو رہا تھا' ان کی آنکھوں سے رنج اور خوف کی علامتیں ظاہر ہو رہی تھیں' انہوں نے کہا۔ "میں سو رہا تھا' کہ میں نے خواب میں حضور سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کو دیکھا آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر درشت لہجہ میں فرمایا۔ یا ابن الجراح اتنام عن نصرۃ القوم الکرام قم و الحق بخالد فقد انشاء اللہ تعالی عشیہ رب

ترجمہ: اے ابن جراح! تم سوتے ہو اور غافل ہو' اپنے بزرگ ساتھیوں سے' اٹھو اور خالد کے پاس پہنچو' انہیں کفار نے گھیر لیا ہے' تم انشاء اللہ خدا کی مدد سے ان کے پاس پہنچ جاؤ گے۔"

میں یہ خواب دیکھ کر بے چین ہو گیا' فوراً آنکھیں کھل گئیں' مسلمانو! خالد اور اس کے ہمراہیوں کو دشمنوں نے نرغہ میں لے لیا ہے بہت جلد مسلح ہو کر ______"

ابھی ابو عبیدہ کی گفتگو ختم نہ ہوئی تھی' کہ زید ان کے قریب پہنچ گیا' اس نے کہا۔ "خدا کی قسم تم سچ کہتے ہو' مسلمانوں کو عیسائیوں نے نرغہ میں لے لیا ہے' بہت جلد ان کی مدد کرو۔

ابو عبیدہ نے کہا۔ "مسلمانو! جلد مسلح ہو کر آ جاؤ۔"

مسلمان فوراً اپنی قیام گاہ پر پہنچے' وہ بہت جلد مسلح ہو گئے' زید کو ایک تازہ دم گھوڑا دیا گیا' ابو عبیدہ نے بھی ہتھیار لگائے' انہوں نے ابو ایوب کو بلا کر کہا۔ "کہ آپ پانچ سو سواروں کو اپنے ہمراہ لیں اور تمہارے چلنے کے بعد آہستہ آہستہ آ جائیں' دیکھو عورتوں اور بچوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

ابو ایوب انصاری نے جواب دیا۔ "انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔"

ملک شام میں مسلمانوں کے ہمراہ ان کے اہل و عیال بھی رہتے تھے' عورتیں پردہ میں رہتی تھیں' اگر کبھی دشمن عورتوں تک پہنچ جاتے تھے تو وہ بھی لڑنے لگتی تھیں' اور نہایت جانفروشی سے لڑتی تھیں' ابو ایوب نے پانچ سو شہسواروں کو منتخب کر لیا' باقی سارا اسلامی لشکر مسلح ہو کر قنسرین کی طرف روانہ ہوا۔

مسلمانوں نے اپنے کیمپ سے نکلتے ہی باگیں ڈھیلی کر دیں' صبا رفتار گھوڑے نہایت تیزی سے روانہ ہوئے' سب سے آگے ابوعبیدہ تھے۔ ان کے ہاتھ میں اسلامی علم تھا۔ ان کے عقب میں چار چار کی قطار میں مجاہدین تھے' چونکہ راستہ زیادہ کشادہ نہ تھا' اس لئے دور

تک اسلامی لشکر پھیلا ہوا تھا۔ یہ سب نہایت تیزی سے گھوڑے دوڑائے ہوئے جا رہے تھے۔

ایک سوار اس لشکر سے تن تنہا نہایت ہی تیزی سے جا رہا تھا۔ اس کا گھوڑا اس قدر تیز دوڑ رہا تھا' گھاس کا پیٹ زمین سے مل مل جاتا تھا' ابو عبیدہ نے نہایت حیرت سے اس سوار کو دیکھا' انہوں نے اس کے پیچھے اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑایا لیکن وہ اس سوار کے قریب نہ پہنچ سکے' مجبور ہو کر انہوں نے بلند آواز سے کہا۔ "اے مجاہد اسلام! اپنے سردار کے حکم سے ٹھہر جاؤ۔ میں دریافت کرنا چاہتا ہوں' کہ تم کون ہو؟"

اس سوار نے شرمندگی کے لہجہ میں جواب دیا۔ "میں ام تمیم ہوں۔"

"ام تمیم! خالد کی بیوی؟" ابو عبیدہ نے جلدی سے متعجب ہو کر کہا۔ "ام تمیم!"

ام تمیم نے شرم سے سر جھکا کر جواب دیا۔ "جی ہاں۔"

ابوعبیدہ: تم اس قدر تیزی سے کیوں جا رہی ہو؟

ام تمیم: سالار اعظم! جس وقت میں نے سنا کہ حضرت خالد کو عیسائیوں نے نرغہ میں لے لیا ہے' میں نے اپنے دل میں کہا۔ کچھ خوف نہیں پہنچا' حضرت خالد کے پاس ایک ٹوپی ہے' اس ٹوپی میں گیسوئے مبارک حضرت محمد مصطفیٰ رسول خدا کے ہیں' ان کی برکت سے دشمن انہیں ضرر نہیں پہنچا سکتے' لیکن جب میری نظر خیمہ کی چوب پر پڑی تو میں نے اس ٹوپی کو کیل پر لٹکے ہوئے دیکھا۔ میں نے گھبرا کر کہا۔ "اب حضرت خالد کا خدا ہی حافظ ہے۔" میں نے فوراً ٹوپی اٹھا لی' اور گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوئی' میری تمنا ہے کہ میں جلد سے جلد یہ ٹوپی ان تک پہنچا دوں۔"

ابو عبیدہ! زندہ باش' عرب کی قابل ہستی زندہ باش' جاؤ خدا تمہاری مدد کرے۔

ام تمیم اس وقت مسلح تھی' اس کی پر تلہ میں تلوار لٹک رہی تھی' شانہ پر ترکش پڑا ہوا تھا' داہنی پشت پر ڈھال تھی' بائیں طرف کمان تھی' داہنے ہاتھ میں چھوٹا سا گرز' مضبوط نیزہ تھا' بائیں ہاتھ میں گھوڑے کی باگ پکڑے تھی' اس نے پھر اپنے گھوڑے کو سرپٹ چھوڑ دیا' اس کا گھوڑا نہایت تیزی سے فراٹے بھرتا ہوا روانہ ہوا' اسلامی لشکر بھی اس کے پیچھے نہایت تیزی سے چلا لیکن وہ اس کے گھوڑے کی گرد کو نہ پہنچ سکا۔

اب آفتاب نصف النہار تک پہنچ گیا تھا' اس وقت دھوپ میں کسی قدر حرارت آ رہی تھی' ہر طرف دھوپ پھیل رہی تھی' خالد اور ان کے ہمراہی ابھی تک جبلہ اور اس کے ہمراہیوں سے لڑ رہے تھے' رومی نہایت جوش میں آ آ کر حملہ کر رہے تھے' مسلمان

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

نہایت جرات اور دلیری سے ان کے حملوں کو روک رہے تھے' اب ان کی طاقت نے جواب دے دیا تھا' رومیوں کو قتل کرتے کرتے ان کے بازو اس قدر شل ہو گئے تھے' کہ ہاتھ اوپر کو نہ اٹھتے تھے' خالد نے سر اٹھا کر چاروں طرف دیکھا' انہیں ہر طرف رومی لشکر ننگی تلواریں ہاتھوں میں لئے کھڑا نظر آیا' اگرچہ مسلمانوں نے رومیوں کو بہت کچھ قتل کیا تھا' لیکن بظاہر ان کی تعداد میں کمی نہ ہوئی تھی' اب خالد نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا' یا تو ہماری مدد کر یا ہمیں شہادت عطا فرما کہ کسی نے بلند آواز سے کہا۔ خذل الا من و نصر الخالف یا حملت او ان جاء کم الفرج من الرحمٰن و نصر کم علی عبدۃ الصلبان۔ (ترجمہ) خوار ہوا بے ڈر۔ اور مدد آئی ڈر والوں کو۔ اے اہل قرآن! تمہارے لئے خدا کی طرف سے مدد آئی اور فتح بندگان صلیب پر۔"

خالد نے حیرت سے اس ندائے غیبی کو سنا' انہوں نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "تم نے کوئی آواز سنی؟"

مسلمان گھوڑوں پر ابھر ابھر کے دیکھنے لگے' انہوں نے شیراز کی طرف سے ایک سوار کو رومیوں کی پشت پر حملہ کرتے ہوئے دیکھا' وہ سوار نہایت جوش میں بھرا ہوا جلد جلد نیزہ سے رومیوں کو چھیدتا ہوا مسلمانوں کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ مسلمان اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ خالد نے کہا۔ "اس سوار کی جانبازی کو دیکھ رہے ہو؟ کیا خدا نے ہماری مدد کے لئے بھیجا ہے؟"

سعید نے غور سے دیکھ کر کہا۔ بے شک یہ فرشتہ ہے' جس بے خوفی اور دلیری سے یہ سوار حملے کر رہا ہے' اس طرح انسان نہیں کر سکتا۔"

مسلمان اس سوار کو تعجب خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے' اب سوار نے تلوار سے رومیوں پر حملہ کرنا شروع کیا۔ اس کے بے پناہ تلوار نے بہت سے رومیوں کو خاک و خون میں ملا دیا۔ خون کی چھینٹوں نے اڑ اڑ کر اس سوار کو گلنار کر دیا تھا۔

یہ سوار کچھ ایسی فروشی سے لڑ رہا تھا' کہ رومی اس سے ڈرنے لگے تھے وہ رومیوں کو قتل کرکے ان کی صفوں کو چیرتا ہوا مسلمانوں کی طرف بڑھ رہا تھا' بڑھتے بڑھتے وہ سوار بالکل مسلمانوں کے قریب آ گیا۔ خالد نے اسے غور سے دیکھ کر کہا۔ "کون ام تمیم! میری پیاری بیوی؟"

یہ سوار خالد کے پاس آ کر ٹھہرا' اس نے جواب دیا۔ جی ہاں! تمہاری کنیز! میرے سرتاج تم آج اس ٹوپی کو بھول آئے جس میں گیسوئے مبارک ہیں' میں یہ ٹوپی لائی ہوں۔

مسلمانوں نے حیرت سے ام تمیم کو دیکھا' انہیں اس کی دلیری اور جرات پر سخت

تعجب ہوا' مسلمان عورتیں اکثر معرکوں میں لڑ چکی تھیں' لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا تھا' کہ تنہا ایک عورت نے اتنے عظیم الشان لشکر پر حملہ کیا ہو' تمام مسلمان اسے تحسین کی نظروں سے دیکھنے لگے۔

ام تمیم نے ٹوپی پیش کی' خالد نے ٹوپی لیتے ہوئے کہا۔ "میری راحت جان! تمہارا شکریہ' خالد نے ٹوپی کو بوسہ دے کر اسے خود کے اوپر اوڑھ لیا' جس وقت خالد نے سر پر ٹوپی رکھی' اسی وقت رومی لشکر کی پشت سے اللہ اکبر کے غلغلہ انداز نعرہ کی آواز آئی' اس نعرہ کو سن کر رومی دہل گئے' انہوں نے خوفزدہ ہو کر اپنی پشت کی طرف دیکھا' انہیں ہزاروں مسلمان حملہ کرتے ہوئے نظر آئے' رومی اس لشکر کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ مسلمان اس نعرہ کی آواز سن کر خوش ہو گئے۔ انہوں نے ابھر ابھر کر دیکھا' انہیں رومی لشکر کی پشت پر سبز علم لہراتا ہوا نظر آیا۔

جبلہ نے فوراً رومیوں کو اس آنے والے اسلامی لشکر کی طرف لوٹا دیا' لشکر سرفروش مجاہدین کا تھا' اس لشکر کے سالار اعظم ابو عبیدہ تھے۔

ان کے ہاتھ میں سبز پرچم تھا' وہ نیزہ سے رومیوں پر حملہ کر رہے تھے' اگرچہ وہ ضعیف العمر تھے' لیکن اس وقت ان میں اتنی قوت آ گئی تھی جو نوجوانوں میں بھی نہ ہو گی۔ وہ جلد جلد حملے کر رہے تھے' انہوں نے دور تک اسلامی لشکر کو پھیلا دیا تھا' مسلمان اپنے سالار اعظم کو لڑتے ہوئے دیکھ کر جوش میں بھر گئے تھے' وہ بڑھ بڑھ کر رومیوں کو قتل کر رہے تھے۔

جبلہ گھوڑا دوڑا دوڑا کر رومیوں کو لڑنے کی ترغیب دے رہا تھا لیکن رومیوں کے دلوں میں مسلمانوں کا خوف بیٹھ گیا تھا' وہ دیکھ چکے تھے کہ صبح سے اس وقت صرف گنتی کے بارہ مسلمانوں نے دس ہزار سے بھی زیادہ عیسائیوں کا مقابلہ کیا تھا' اور جبکہ چاروں طرف سے انہیں مسلمانوں نے گھیر لیا تھا' وہ لڑنے سے جی چرانے لگے تھے۔

اب خالد اور ان کے ہمراہیوں میں جوش پیدا ہوا' اور انہوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرکے بے جگری سے حملہ کیا' ان کا یہ حملہ نہایت سخت تھا' عیسائیوں کے لشکر میں ابتری پیدا ہو گئی' خالد جبلہ کی طرف بڑھتے ہوئے انہیں اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر وہ گھبرا گیا' اس نے گھوڑے کی باگ پھیری' اور نہایت تیزی سے انطاکیہ کی طرف بھاگا۔ کچھ لشکر قنسرین کی طرف روانہ ہوا۔ مسلمانوں نے مغرور عیسائیوں کا تعاقب کیا' دیکھتے ہی دیکھتے تمام میدان عیسائیوں سے خالی ہو گیا۔ صرف عیسائی مقتول و مجروح کارزار میں پڑے رہ گئے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

آٹھواں باب

رحم دل پادری

رومیوں نے شکست کھائی اور بری طرح شکست کھائی' وہ شکست کھاکر بے ترتیبی سے مختلف شہروں کی طرف بھاگے' مسلمانوں نے دور تک ان کا تعاقب کیا' جبلہ اور عمودیہ کے بادشاہ ایسے خوفزدہ ہو کر بھاگ رہے تھے' جیسے ان کے لئے اس میدان کی ہر چیز عرب بن کر انہیں گرفتار کرنے یا مار ڈالنے کے لئے ان کے پیچھے دوڑی آ رہی ہے۔

مسلمانوں نے اس وقت رومیوں کا تعاقب کیا' جب تک وہ نظر آتے رہے' جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو مسلمان پھر واپس لوٹ کر میدان کارزار میں آ گئے۔

ابو عبیدہ نے خالد اور ان کے ہمراہیوں کو دیکھا۔ ان مسلمانوں پر رومیوں کے خون کی چھینٹیں پڑ پڑ کر اس کثرت سے خشک ہو گئیں تھیں کہ سیاہ گوشت کے لوتھڑے سے معلوم ہونے لگے تھے۔ ابوعبیدہ نے خالد اور ان کے ہمراہیوں کا شکریہ ادا کیا۔

اب مسلمانوں نے سب سے پہلے مسلمان شہداء کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر جمع کیا۔ کل سترہ مسلمان شہید ہوئے تھے' ان شہیدوں کے جنازوں کی نماز پڑھی' انہیں دفن کر دیا' مسلمانوں کا ارادہ رومی مقتولین کے دفن کرنے کا تھا لیکن رومی ہزاروں قتل ہوئے تھے' مسلمانوں کے پاس ان تمام رومیوں کے گڑھے کھود کھود کر دفن کرنے کا وقت نہ تھا' وہ جلد سے جلد تقسرین پہنچنا چاہتے تھے' اس لئے وہ مال غنیمت فراہم کرنے لگے۔

جبلہ نہایت شان و شوکت سے آیا تھا' اس کے پاس کثرت سے مال و اسباب تھا' بھاگتے وقت وہ تمام سامان چھوڑ کر گیا' مسلمانوں نے وہ سب سامان ایک جگہ اکٹھا کر کے رومیوں کے گھوڑوں اور خچروں پر بار کرنا شروع کر دیا۔ ابھی اس سامان کو مسلمان بار ہی کر رہے تھے کہ کہ ابو عبیدہ انصاری بھی مسلمان خواتین ہمراہ لے کر آ گئے' یہ آہستہ آہستہ آ رہے تھے' ان کے ساتھ گھوڑے' خچر اور اونٹ تھے' عورتیں اور بچے اونٹوں پر کجاووں میں سوار تھے' بچے پردوں میں سے سر نکالے ہوئے جھانک رہے تھے۔

مسلمان تمام سامان بار کر کے تقسرین روانہ ہوئے' ادھر ان سے مسلمانوں کے

جاتے ہی عیسائی مقتولین پر حسرت برسنے لگی' ہر طرف خاموشی چھا گئی' چونکہ جنگ طویل ہو گئی تھی' اس لئے رومی سپاہی دور تک مقتول اور مجروح پڑے ہوئے تھے' کبھی کسی زخمی کے کراہنے کی آواز بلند ہو کر میدان رزم میں چھائے ہوئے سناٹے کو دور کر دیتی تھی۔ افسوس اس وقت تڑپ تڑپ کر دم توڑنے والے رومی سپاہیوں کے منہ میں پانی کے قطرے ٹپکانے کے لئے ایک متنفس بھی باقی نہ تھا۔ جبلہ کو اپنے لشکر پر زعم تھا۔ اس نے غرور کیا تھا' خدا نے اس کا غرور خاک میں ملا دیا' کس قدر تعجب خیز بات تھی' کہ صرف تیرہ مسلمانوں نے اس کے لشکر کا' عمودیہ کے بادشاہ کے لشکر کا اور لوقا کے لشکر کا نہایت جوانمردی سے مقابلہ کیا' اور وہ خود بھی عبدالرحمٰن کے مقابلہ میں زخمی ہوا' اس کے سامنے لوقا گرفتار ہو کر مارا گیا اور کوئی کچھ نہ کر سکا' بلکہ مسلمانوں کا لشکر آتے ہی ایسا سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا' کہ پیچھے پھر کر ہی نہ دیکھا اور اپنے مقتول و مجروح سپاہیوں کو کسمپرسی کی حالت میں چھوڑ گئے۔

سچ تو یہ ہے کہ خدا کسی کا غرور پسند نہیں کرتا' مغرور انسان ٹھوکر بھی کھاتا ہے' جبلہ تو ایک معمولی درجہ کا بادشاہ تھا' اس کا لشکر کچھ ایسا زیادہ نہ تھا' خدا نے غرور تو ان ہستیوں کا بھی باقی نہ رکھا' جو نہایت طاقتور تھے' جن کی حکومت اطراف عالم میں تھی' جنہوں نے خدائی کے دعوے کئے تھے۔

نمرود نہایت ہی جلیل القدر بادشاہ تھا' اس کی سلطنت مشرق سے مغرب تک تھی' اس نے خدائی کا دعویٰ کیا' اس کے غرور کو ایک لنگڑے مچھر نے توڑ دیا' اور وہ مچھر ہی اس کی موت کا باعث ہوا۔

فرعون نہایت ہی باہیبت جلال کا بادشاہ تھا' اس نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا' اس کے مجسمے بت خانوں میں پرستش کے لئے رکھے گئے' لوگوں نے اس کی پرستش شروع کر دی' وہ آگ' پانی' ہوا پر بھی اپنی حکومت سمجھتا تھا' مگر پانی کے معمولی سے ریلے کو نہ روک سکا' اور دریائے نیل میں غرق ہو گیا۔

شداد جس کی سلطنت نہایت وسیع تھی' جو تمام بادشاہوں سے جزیہ لیتا تھا' اس نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا' لوگوں سے خود کو سجدہ کروانے لگا' اس نے بہشت تعمیر کرائی' اس بہشت میں دنیا کی خوبصورت اور بہترین عورتیں داخل کیں' دودھ اور شہد کی نہریں بہا دیں' ہیرے اور جواہرات کے انبار لگا دیئے' لیکن وہ اس بہشت کا نظارہ بھی نہ کر سکا اور بہشت کے دروازہ میں داخل ہوتے ہی اسے اپنی جان' جان آفرین کے سپرد کرنی پڑی۔

عوان جو بہت ہی قوی الجثہ گرانڈیل اور دیوہیکل انسان تھا' جس کی حکومت جنوب سے

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

شمال تک تھی' جس نے اپنی طاقت کے زعم پر رشیوں اور منیوں سے خراج لیا تھا' جو اپنی طاقت کے سامنے انسانوں کو کوئی ہستی نہ سمجھتا تھا' انسانوں ہی کے ہاتھوں سے تباہ ہو کر فی النار ہوا۔ جب ایسی بڑی بڑی ہستیوں کا غرور باقی نہ رہا' تو جبلہ کا غرور کیا' اس کا غرور ٹوٹا اور بری طرح ٹوٹا' اس نے شکست کھائی' اور بری طرح شکست کھائی' وہ میدان جنگ سے ایسا غائب ہوا کہ جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

اس میدان سے مسلمانوں کے جاتے ہی ناخواندہ مہمان (گدھ) منڈلانے لگے' یہ ایسے مہمان ہیں کہ کوئی بلائے یا نہ بلائے' یہ بلا بلائے ہی آ جاتے ہیں' ان کی نظریں ایسی تیز ہوتی ہیں کہ سیکڑوں میل سے نہیں تو دس بیس میل سے تو ضرور ہی اپنی خوراک دیکھ لیتے ہیں اور فوراً پروں کو پھٹ پھٹا کر آ موجود ہوتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے فضا میں اڑ اڑ کر اپنی قوم کو لانا شروع کر دیا۔

عیسائی زخمی ابھی تک پڑے کراہ رہے تھے' بعض بعض کبھی کبھی ہاتھ بھی ہلا دیتے تھے' ان بے بسوں کی بیکسوں پر خدا نے رحم کیا اور پادری روماس کو اس میدان میں بھیجا۔

پادری روماس یہاں آیا' اس کے پیچھے فلپانہ' انگورا اور مریم تھیں' ان کے سب کے ہاتھوں میں پانی کی چھاگلیں تھیں' انہوں نے منتشر ہو کر میدان میں پھر کر زخمیوں کو دیکھا اور انکے منہ میں پانی ٹپکانا شروع کیا' بہت سے زخمی تو پانی کے حلق سے نیچے اترتے ہی فوت ہو گئے' صرف دو ہستیاں ایسی نکلیں جو پانی پیتے ہی ہوش میں آ گئیں' یہ دونوں لنطورس اور جولیس تھے۔ پادری نے غور سے ان دونوں کو دیکھا' اس نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا: "افسوس لنطورس تم بھی زخمی ہو گئے۔"

لنطورس بہت کمزور ہو گیا تھا' اس میں بولنے کی قوت باقی نہ تھی' اس کے ماتھے پر زخم تھا' خون زیادہ نکل جانے کی وجہ سے وہ نڈھال ہو گیا تھا' وہ حسرت و افسوس کی نظروں سے روماس کو دیکھنے لگا۔

روماس نہایت رحم دل اور ہمدرد بنی نوع انسان تھا۔ وہ لنطورس کی حسرت خیز نظریں دیکھ کر بے چین ہو گیا۔ اس نے جلدی سے کہا۔ "لنطورس گھبراؤ نہیں' حضرت مسیح نے چاہا تو تم بہت جلد اچھے ہو جاؤ گے۔"

لنطورس نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا' وہ کیا جواب دیتا' جواب دینے کی اس میں طاقت نہیں تھی' البتہ اس نے تشکر آمیز نظروں سے پادری کو دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں اس کا شکریہ ادا کیا۔

پادری اس کے پاس بیٹھ گیا' اس نے اپنے دامن سے لنطورس کے چہرہ کا گرد و غبار صاف کیا۔

دنیا میں ایسے انسان بھی ہیں جو برائی کے بدلہ میں بھلائی کرتے ہیں' جب شریف انسانوں کا یہ خاصہ ہے تو وہ قادر مطلق ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے' جو رحیم و کریم ہے' اپنے گنہگار بندوں کو معاف کر کے ان پر اپنے فضل و کرم کی بارش کرے تو کیا تعجب ہے' ہرگز نہیں' کیونکہ خداوند عادل عادل اور منصف ہے' وہاں رحیم و کریم بھی ہے' وہ انصاف بھی کر سکتا ہے' اور رحم و کرم بھی' سچ تو یہ ہے کہ اگر وہ انصاف ہی انصاف کرے تو رحم و کرم نہ کرے تو کسی انسان کی بھی نجات ممکن نہیں' یہ غیر ممکن ہے کسی انسان سے کوئی لغزش نہ ہوئی ہو' لغزشوں کی سزا دینا قرین انصاف ہے لیکن جب لغزش کرنے والا اپنی لغزشوں کا اعتراف کر کے معافی چاہے اور آئندہ ایسی لغزشوں سے محترز رہے' تو خدا اسے معاف کر کے اس پر اپنا فضل و کرم کر سکتا ہے' یہی اس کے رحم و کرم کی صفت ہے۔

روماس کو بیٹھے ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ فلپانہ' انگورا اور مریم بھی اس کے پاس آ گئیں' روماس نے ان سے دریافت کیا' "تم چلی آئیں۔ کیا کوئی عیسائی زندہ ہے؟"

"کوئی نہیں۔" مریم نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔

انگورہ نے کہا۔ "مقدس باپ! میں نے چند عیسائیوں کو زندہ دیکھ کر ان کے منہ میں پانی ڈالا۔ وہ پانی پیتے ہی مر گئے۔"

"ایسا ہی میرے سامنے ہوا۔" فلپانہ نے کہا۔

پادری نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ "خدا اور خدا کے بیٹے کی مرضی پوری ہوئی۔ لوقا نے بدعہدی کی' خود بھی مرا اور لوگوں کو بھی مروایا۔"

بیٹی انگورا! یہ دو عیسائی زندہ ہیں' انہیں گرجے میں لے چلنے کی تیاری کرو۔"

انگورا نے جھک کر دونوں زخمیوں کو دیکھا' وہ لڑکھڑا کر ایک قدم پیچھے ہٹی' اس نے کہا۔ کون لنطورس! آہ یہ کیا ہوا' کاش! میں ان آنکھوں سے یہ کیفیت ہرگز نہ دیکھتی' انگورہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے' محبت اور ہمدردی کا سیلاب امنڈ آیا' روماس نے اس کی یہ کیفیت دیکھ کر کہا۔ نیک اور شریف لڑکی! کیا تو نے لنطورس کے قصور کو معاف کر دیا۔"

انگورہ نے آبدیدہ ہو کر جواب دیا۔ "مقدس باپ! میں نے معاف کر دیا۔ کاش! یہ اچھا ہو جائے' اور اچھا ہو کر گزشتہ گناہوں سے توبہ کر کے آئندہ نیک عمل کرے۔"

پادری نے فلپانہ سے مخاطب ہو کر دریافت کیا۔ "اے بیٹی! تم نے؟"

"میں نے بھی معاف کیا۔" فلپانہ نے کہا۔ اور افسوس بھری نظروں سے لنطورس کو دیکھنے لگی' مریم ابھی تک خاموش تھی' اس نے زیر لب بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "شیطان کبھی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

انسان نہیں ہو سکتا۔"

پادری نے اس کی آواز سن لی' اس نے کہا۔ مریم! یقین ہے کہ اب لنطورس نیک ہو جائے گا۔"

مریم نے جواب دیا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے' لیکن میں نے اپنی زندگی میں بدکاروں کو نیک ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔

تو کیا ہم ان کو بے کسی کی حالت میں چھوڑ دیں؟ پادری نے کہا۔

مریم بے شک! سانپ کو پالنے سے مخلوق خدا کو نقصان پہنچتا ہے۔ سوائے اس کے اور کیا حاصل ہے؟

روماس :- مریم! یہ انسانیت سے بعید ہے کہ ایسی حالت میں جبکہ یہ دونوں زخمی ہیں' ہماری ہمدردی کے محتاج ہیں۔ ہم انہیں یہاں چھوڑ جائیں' آؤ! انہیں گرجہ میں لے چلیں۔

"لے چلئے۔" مریم نے کہا۔

روماس :- پہلے لنطورس کو میری کمر پر لاد دو' میں اسے آہستہ آہستہ لے جاؤں گا۔ روماس جھکا' اس نے لنطورس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے دونوں شانوں پر رکھ لئے' مریم! فلپانہ' انگورہ نے سہارا دے کر لنطورس کو کمر پر لاد دیا' ضعیف العمر پادری اسے لے کر آہستہ آہستہ روانہ ہوا۔

گرجہ یہاں سے فاصلہ پر تھا' شریف اور نیک دل آہستہ آہستہ چل کر گرجہ میں پہنچا' اس نے مطبخ کے قریب والے کمرہ میں لے جاکر اسے آہستہ سے ایک کوچ پر لٹا دیا' پھر میدان جنگ میں واپس آیا' اب اسنے جولیس کو بھی اسی طرح اپنی کمر پر اٹھایا' اور آہستہ آہستہ چلا۔ مریم' انگورہ اور فلپانہ بھی اس کے ساتھ چلیں۔

روماس نے اپنی پیٹھ پر کبھی بوجھ نہیں اٹھایا تھا' وہ ہانپنے لگا' اور پسینہ میں شرابور ہو گیا' وہ بڑی مشکل سے جولیس کو لے کر گرجہ میں داخل ہوا۔ اس نے لنطورس کے قریب ہی دوسرے کوچ پر اسے لٹا دیا۔ آپ وہ ایک طرف بیٹھ گیا' اور دم راست لینے لگا' تھوڑی دیر کے بعد اس نے مریم سے پانی گرم کرنے کے لئے کہا۔ مریم نے پانی گرم کیا۔ روماس نے لنطورس اور جولیس کے زخم دھو کر صاف کئے۔ اور مرہم لگا کر پٹی کس دی۔ مرہم پٹی سے فارغ ہو کر ان کو شوربہ پلایا۔ شوربہ پی کر لنطورس اور جولیس کے حواس درست ہوئے' انہیں ہوش آ گیا' روماس نے انہیں خاموش پڑے رہنے کا حکم دیا اور انگورہ اور فلپانہ کو لے کر دوسرے کمرہ میں چلا آیا' یہاں مریم نے کھانا چن دیا' ان سب نے بیٹھ کر کھانا کھانا شروع کر دیا۔

نواں باب

قنسرین کی فتح

مسلمان رومیوں کے تعاقب میں قنسرین روانہ ہو گئے تھے۔ "نہایت نظام کے ساتھ آہستہ آہستہ بڑھ رہے تھے۔ اس وقت بھی ہر مسلمان کے چہرہ سے غیظ و غضب کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ اس غصہ کی دو وجوہ تھیں۔ ایک قنسرین والوں کی بد عہدی' دوسرے عبدالرحمٰن کا زخمی ہونا۔

عبدالرحمٰن بہت نیک بڑے بہادر دور اندیش تھے اور خلیق با مروت بھی تھے۔ ان سب باتوں کے علاوہ وہ حضرت ابو بکر صدیق خلیفۂ اول کے بیٹے تھے۔ عام طور پر مسلمان ان کی عزت اور وقعت کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن کے زخمی ہونے کی وجہ سے ہر مسلمان کو رنج اور غصہ تھا۔ وہ رومیوں سے عبدالرحمٰن کا انتقام لینا چاہتے تھے۔ اگرچہ گزشتہ جنگ میں ہزاروں رومی قتل ہو چکے تھے۔ لیکن ابھی مسلمانوں کا غصہ اور جوش انتقام فرو نہیں ہوا تھا۔

قنسرین کچھ دور نہیں تھا۔ مسلمان بہت جلد قنسرین کے نواح میں پہنچ گئے۔ انہوں نے راستہ میں دیہات سے ہزاروں رومیوں کو بھاگ بھاگ کر قنسرین کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ مسلمانوں نے نہ ان رومیوں کا تعاقب کیا اور نہ انہیں قتل یا گرفتار کرنے کی کوشش کی۔ ان کا خیال تھا کہ جس قدر رومی قنسرین کے قلعہ میں پہنچ جائیں اسی قدر جلد ذخیرہ رسد ختم ہو کر انہیں پریشانی میں مبتلا کر دے گا۔

مسلمان عصر کے وقت قنسرین کے قلعہ کے سامنے پہنچے۔ انہوں نے دور سے ہزاروں رومیوں کو سامنے والی فصیل پر اور برجوں کے اندر کھڑے ہوئے دیکھا۔ قلعہ کا دروازہ بند تھا۔ دروازہ پر سفید جھنڈا لہرا رہا تھا۔

مسلمان دروازہ کے سامنے والے میدان میں پہنچے۔ انہوں نے قلعہ کا محاصرہ نہیں کیا بلکہ اس وسیع میدان میں ٹھہر گئے۔ انہوں نے جلد جلد خیمہ نصب کرنے شروع کئے۔

ابو عبیدہ نے اس میدان میں ایک سرسبز و شاداب قطعہ نماز کے لئے منتخب کیا۔ جب خیمے نصب ہو گئے تو سب مسلمانوں نے اس جگہ آکر عصر کی نماز جماعت سے پڑھی۔

نديم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ابھی مسلمان نماز پڑھ کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ قنسرین کا دروازہ کھلا اور ہزاروں آدمی جوان اور بوڑھے اور بچے دروازہ سے نکل کر مسلمانوں کی طرف بڑھے۔

مسلمانوں نے ان رومیوں کو دیکھا۔ وہ بالکل نہتے تھے‘ ان کے آگے چند جبہ پوش سفید ریش رومی تھے۔ یہ لوگ سر جھکائے آہستہ آہستہ آ رہے تھے۔

ابو عبیدہ‘ خالد‘ ضرار‘ عبدالرحمٰن‘ سعید اور چند مسلمان اسلامی لشکر سے چند قدم آگے بڑھ کر کھڑے ہو گئے۔ رومی ان کے قریب آگے بڑھ کر کھڑے ہو گئے

انہوں نے دور سے چلا کر کہا۔ ”لفوں لفوں ______ (یعنی امان)

ابوعبیدہ لفو کے معنے سمجھتے تھے۔ انہوں نے بلند آواز سے کہا۔ ”تمہارے لئے اس وقت تک امان ہے۔ جب تک تم قلعہ میں واپس جاؤ۔

رومی آہستہ آہستہ چل کر مسلمانوں کے قریب آئے وہ مسلمانوں کی تعظیم کے لئے سجدہ میں گر پڑے۔ مسلمانوں کو ان کی یہ حرکت ناگوار گزری ابو عبیدہ نے درشت لہجہ میں کہا۔ ”بیوقوفو! جاہلو! انسان کو سجدہ کرتے ہو‘ جلد اٹھو“

رومی ڈر گئے۔ وہ جلدی سے اٹھ کر کھڑے ہوئے ان میں سے ایک ضعیف رومی نے کہا۔ معاف کیجئے‘ ہمارے یہاں ہر بڑے آدمی کو تعظیمی سجدہ کیا جاتا ہے“

ابوعبیدہ نے ملامت سے جواب دیا۔ یہ حماقت ہے سجدہ تو صرف خدا ہی کو سزاوار ہے۔ حضرت عیسیٰ کی یہ تعلیم نہ تھی کہ ہر چھوٹا آدمی بڑے آدمی کو سجدہ کرے۔ بتاؤ کیا کبھی حضرت عیسیٰ نے سوائے خدا کے کسی اور کو سجدہ کیا ہے؟“

اسی بوڑھے رومی نے کہا۔ ”کبھی نہیں“

رومی‘ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ابتدائے آفرینش میں جب خدا نے حضرت آدم کو مٹی سے بنایا اور ان کے جسد خاکی میں روح پھونکی تو فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ کیا یہ تعظیمی سجدہ نہ تھا؟“

ابو عبیدہ _ یہ صحیح ہے لیکن جب انسان زمین پر آیا اور خدا نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے پیغمبر مامور کئے تو کسی رسول نے سوائے خدا کے کسی اور کے سامنے سر جھکانے کا حکم نہیں دیا۔

رومی _ لیکن جوزف (حضرت یوسف) کی بابت آپ کیا کہیں گے۔ جب انہوں نے ایک صبح کو اپنے باپ سے کہا۔ ”کہ میں نے رات خواب دیکھا ہے کہ مجھے گیارہ ستاروں نے سجدہ کیا اور جب حضرت یوسف مصر کے بادشاہ ہوئے تو ان کے گیارہ بھائیوں نے انہیں سجدہ کیا۔

ابو عبیدہ _ تم جسے سجدہ کہتے ہو‘ وہ سجدہ نہ تھا اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت

یوسف کے بھائیوں نے انہیں سجدہ کیا تو دنیا کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت یوسف کے بھائی‘ جاہل ناخدا ترس‘ سنگدل اور وحشی تھے‘ اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو حضرت یوسف کو مار کر کوئیں میں نہ ڈالتے اور حضرت یعقوب سے حضرت یوسف کو جدا کر کے ان کا دل نہ دکھاتے۔ اگر جاہلوں نے اپنی جہالت سے کسی انسان یا کسی اور چیز کو سجدہ کیا تو یہ بات قابل تقلید نہیں ہو سکتی ابتدائے آفرینش سے آج تک بھی کسی پیغمبر نے سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیا‘ تم عیسائی ہو‘ اس بات کو مانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ نے نہ خود سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کیا اور نہ اپنی قوم کو ایسی ہدایت کی ____

رومی نے قطع کلام کر کے کہا۔ ”بیشک خدا کے بیٹے نے ایسا حکم نہیں دیا“

”خدا کے بیٹے“ کے الفاظ سنتے ہی مسلمانوں کی تیوریاں چڑھ گئیں‘ پیشانیوں پر بل پڑ گئے ازدیاد غصہ سے چہرے سرخ ہو گئے۔ ابوعبیدہ کو ناگوار ہوا‘ انہیں بھی طیش آ گیا لیکن انہوں نے بہت جلد اپنی بگڑی ہوئی طبیعت پر قابو کر کے نرمی سے کہا۔ ”خدا کا بیٹا! تم حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بتاتے ہو‘ کیا تمہیں یقین ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے تھے۔

رومی _ یقیناً! یہ تو ہر عیسائی کا اعتقاد ہے۔

ابوعبیدہ _ اعتقاد اور بات ہے‘ غالباً“ تم اس لئے عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بتاتے ہو کہ ان کی والدہ حضرت مریم کی شادی نہ ہوئی تھی۔

رومی _ جی ہاں‘ پاک ماں (حضرت مریم کنواری تھیں‘ خدا نے انہیں اپنے لئے منتخب کیا تھا۔

ابو عبیدہ _ رومی برادر! یہ تو بتاؤ کہ خدا مجسم ہے یا غیر مجسم۔

رومی _ خدا مجسم نور ہے‘ ایسا پاکیزہ اور لطیف نور جو فہم اور قیاس سے بالاتر ہے۔

ابوعبیدہ _ کیا انسان بھی مجسم نور ہے۔

رومی _ بالکل نہیں۔ انسان مٹی سے بنا ہے۔

ابو عبیدہ _ گویا خدا انسانوں کا ہم جنس نہیں۔

رومی _ انسانوں کا؟ خدا کسی کا بھی ہم جنس نہیں۔

ابو عبیدہ _ اب غور کرو۔ خدا مجسم نور ہے اور نور بھی نہایت پاکیزہ اور لطیف اور وہ کسی کا ہمجنس بھی نہیں‘ پھر وہ کسی کا باپ کیسے ہو سکتا ہے۔ ذرا سوچو‘ جس نے جن انسان فرشتے دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں آخرت اور آخرت کا تمام سامان پیدا کیا ہے اسے بیٹے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ اکیلا ہے اس کے کوئی بیٹا نہیں۔ نہ اسے بیٹے کی ضرورت یہ اعتقاد

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

خلاف قیاس ہے۔ اس نے حضرت مریم کے بطن سے حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ پیدا کر کے دنیا کو یہ دکھایا تھا کہ عورتوں اور مردوں کا وجود ہی تخلیق انسان کا باعث نہیں ہے' بلکہ سب سے زیادہ ہماری قدرت کو دخل ہے۔ دیکھو! سینکڑوں عورتیں بانجھ ہوتی ہیں۔ انسان کیسی بھی کوشش کرے' ان سے اولاد نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح قدرت اپنے کرشمے دکھا رہی ہے۔ لیکن شیطان انسانوں کو بہکانے کے لئے تاک میں رہتا ہے وہ ذرا سا موقعہ ملنے پر انسانوں کو بہکا کر راہ سے بے راہ کر دیتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ عیسائی خدا کی اس انوکھی قدرت کے کہ اس نے حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ پیدا کیا قائل ہو کر اس کی حمد و ثنا کرتے اور الٹے شیطان کے دام فریب میں آکر بہک گئے اور حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ حالانکہ خود اس بات کے قائل ہیں کہ خدا' کسی کا ہمجنس نہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ خدا قادر مطلق ہے۔ لیکن جب اس نے اپنی قدرت کا ادنیٰ نمونہ دکھایا تو بھاگ گئے اور لوگوں کے ساتھ شرک کرنے' ان باتوں پر غور کرو۔ سمجھو کہ تمہارا عقیدہ کس قدر غلط ہے۔ آؤ میرے ساتھ خیمہ پر چلو اور مجھے بتاؤ کہ تم کس لئے آئے ہو۔"

ابو عبیدہ اپنے خیمہ کی طرف لوٹے۔ رومی بھی بے خوف ہو کر ان کے پیچھے ہو لئے۔ یہ سب لشکر اسلامیہ میں داخل ہو کر آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ مسلمانوں کا لشکر نہایت قاعدہ میں خیمہ زن تھا۔ دور تک خیمہ اور راؤٹیاں نصب تھیں۔ خیموں کے ساتھ پانچ پانچ فٹ جگہ چھوڑ کر گھوڑے باندھے گئے تھے۔ گھوڑے سے آگے بڑھ کر بیس بیس فٹ چوڑا راستہ آمد و رفت کے لئے چھوڑا گیا تھا۔ ایسے راستے متعدد تھے۔

رومی راستہ کو عبور کر رہے تھے۔ مسلمان اپنے خیموں اور راؤٹیوں کے سامنے نہایت آرام اور اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ لوگ یا تو آلات حرب کو صیقل کر رہے تھے یا دو دو چار چار مسلمان ایک ایک جگہ بیٹھے ہوئے باتوں میں مصروف تھے۔

ابوعبیدہ کا خیمہ وسط میں تھا۔ وہ اپنے خیمہ پر پہنچے۔ ان کے خیمہ کے سامنے ایک وسیع میدان چھوڑا ہوا تھا۔ اس میدان میں تھوڑی سی جگہ پر کمبلوں کا فرش ہو رہا تھا۔ ابو عبیدہ نے اس جگہ پہنچ کر رومیوں کو فرش پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ رومی فرش پر بیٹھنے لگے۔ لیکن رومی زیادہ تھے۔ فرش بہت کم تھا۔ ابوعبیدہ نے اپنے غلام کو اشارہ کیا اس نے دوسرے مسلمانوں کے خیمہ کے سامنے سے کمبل اٹھا اٹھا کر دور تک فرش کر دیا۔ سب رومی اس فرش پر بیٹھ گئے۔ ابو عبیدہ' خالد' ضرار' سعید اور دوسرے مسلمان جو ابو عبیدہ کے ہمراہ تھے یہ سب بھی ایک گوشہ میں کمبلوں پر بیٹھ گئے۔

ندیم

رومیوں کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے سردار کا خیمہ نہایت شاندار اور بیش قیمت فرنیچر سے آراستہ ہو گا۔ لیکن جب انہوں نے خیموں کو سادہ طور پر دیکھا اور اس خیمہ پر کوئی شان امتیازی نظر نہ آئی۔ نہ کسی طرح کی آرائش و زیبائش دیکھی' بلکہ جس طرح اور مسلمانوں کے خیمہ فضول تکلفات سے مبرا تھے۔ ایسے ہی ان کے سردار کا خیمہ بھی تھا تو وہ حیرت زدہ ہو گئے اگر سردار کے خیمہ کو کوئی فوقیت تھی تو صرف یہ کہ اس خیمہ پر اسلامی علم لہرا رہا تھا۔

رومی جانتے تھے کہ یہی وہ اسلامی لشکر ہے جس نے رومیوں میں تہلکہ ڈال دیا ہے اسی لشکر نے اجنا دین میں رومیوں کو شکست دی تھی' اور اسی لشکر نے دمشق فتح کیا تھا اور حوران بصرہ پر بھی یہی لشکر قابض ہوا تھا یہی وہ سرفروش مجاہدین کا لشکر ہے جس سے عام طور پر رومی ڈرنے لگے تھے اور صرف عام رومی ہی نہیں بلکہ رومیوں کا شہنشاہ ہرقل اعظم بھی خائف تھا ان کے خیال میں ایسا لشکر جس نے ملک روم کا بہت سا حصہ الٹ دیا ہو نہایت شان و شوکت کا ہونا چاہئے تھا لیکن وہاں شان و شوکت نام کو بھی نہ تھی مسلمان نہایت سادہ طور پر رہتے تھے رومیوں کو مسلمانوں کا طرز معاشرت دیکھ کر تعجب ہوا۔

جب لوگ بیٹھ گئے تو ابو عبیدہ نے کہا۔ "رومی برادران! اب تم بتاؤ کہ کس لئے آئے ہو' اور کیوں؟"

ایک ضعیف العمر رومی نے جو بیش قیمت ریشم کے کپڑے پہنے ہوئے تھا' جواب دیا۔

"ہم یہ دریافت کرنے آئے ہیں' کہ آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟"

ابو عبیدہ ___ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے بادشاہ لوقا نے ہم سے مصالحت کی تھی۔ لیکن وہ مصالحت پر قائم نہیں رہا۔

رومی ___ جی ہاں' ہمیں معلوم ہے ہم میں سے اکثر لوگوں نے اسے سمجھایا کہ وہ مصالحت پر قائم رہے لیکن وہ نہ مانا اس نے اپنے کئے کی سزا بھگتی وہ خود تو مارا ہی گیا مگر ہمیں بھی مبتلائے مصیبت کر گیا۔ ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اب بھی کسی طرح صلح ہو سکتی ہے؟

ابو عبیدہ ___ "ہو سکتی ہے' پہلی بات تو یہ ہے کہ تم سب مسلمان ہو جاؤ' مسلمان تمہارے دکھ سکھ کے ساتھی ہوں گے تم لوگوں میں سے کسی کو تسرین کا بادشاہ بنا دیا جائے گا تمہاری دولت تمہارا ملک تمہارے پاس رہے گا اگر کوئی تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے گا تو ہر طرف سے مسلمان تمہاری مدد کے لئے دوڑ پڑیں گے کسی کو ____"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

رومی نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "یہ نہیں ہو سکتا' ہم کسی طرح اپنا مذہب نہیں بدل سکتے' نہ ہم لالچ سے مسلمان ہو سکتے ہیں۔ نہ ڈر سے اپنا مذہب چھوڑ سکتے ہیں' اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ اس وقت قنسرین کے رومی آپ کے رحم و کرم پر ہیں لیکن ہم یہ کبھی گوارہ نہیں کر سکتے کہ موت سے ڈر کر مسلمان ہو جائیں چاہے ہمارا بچہ بچہ مار ڈالا جائے۔ ابو عبیدہ مسکرائے۔ انہوں نے کہا۔ "توبہ کرو' مسلمان ایسے ناخدا ترس اور ظالم نہیں ہیں کہ وہ بے کس اور بے بس رومیوں کا مسلمان نہ ہونے کی بناء پر قتل عام کر دیں نہ میں نے یہ کہا ہے کہ اگر تم مسلمان نہ ہو گے تو مار ڈالے جاؤ گے کسی کو زبردستی مسلمان کرنا ہمارے مذہب میں جائز نہیں اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک (قرآن مجید) میں ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ ۔ مذہب میں زبردستی نہیں ہے' ہدایت گمراہی سے الگ ظاہر ہو چکی ہے۔

ہم کسی پر جبر نہیں کرتے' نہ آج تک مسلمانوں نے کسی پر جبر کیا نہ جبراً" مسلمان کرنے کا حکم ہے' نہ ہم کوئی لالچ دے سکتے ہیں۔ البتہ تبلیغ کی اجازت ہے۔ ہر مسلمان تبلیغ کر سکتا ہے۔ ہم مسلمانوں کے اختیار محدود ہیں۔ ہماری باگ ڈور ہمارے خلیفہ کے ہاتھ میں ہے' اگر ہم اسلامی اصول کے خلاف کوئی کام کریں تو فوراً" معتوب ہو جائیں۔ دربار خلافت سے سختی کے ساتھ باز پرس کی جائے تم اپنے ان خیالات کو دور کرو کہ ہم کسی کو لالچ سے یا جبر سے مسلمان کر لیں گے یہ کبھی نہیں ہو گا البتہ جو شخص اپنی خوشی سے مسلمان ہونا چاہے تو ہم ضرور مسلمان کریں گے۔

رومی نے پھر قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "جب ہم مسلمان ہونا نہیں چاہتے پھر کیسے صلح ہو سکتی ہے"

ابو عبیدہ ۔ اگر مسلمان ہونا نہیں چاہتے تو جزیہ دو۔

رومی ۔ جزیہ کن لوگوں پر ہو گا۔

ابو عبیدہ ۔ جزیہ ہر بالغ مرد پر ہو گا۔

رومی ۔ ایک آدمی پر جزیہ کس قدر ہو گا؟

ابو عبیدہ ۔ ہر شخص سے 4 دینار یا 48 درہم لئے جائیں گے۔

رومی ۔ یہ جزیہ کس طرح تشخیص کیا جائے گا۔

ابو عبیدہ ۔ آپ کو خود ہی فہرست مرتب کرنی ہو گی جس میں ہر بالغ مرد کا نام لکھا جائے گا۔ بس ان ہی لوگوں پر جزیہ تشخیص کیا جائے گا۔

رومی ۔ یہ جزیہ ششماہی وار وصول کیا جایا کرے گا یا سالانہ؟

ابو عبیدہ ۔ سالانہ ۔

رومی ۔ اگرچہ جزیہ دینا ہماری انتہائی ذلت ہے۔ لیکن اب بجز اس کے ماننے کے چارہ بھی نہیں۔ ہمیں یہ ذلت کی صلح منظور ہے۔ آپ صلح کی دستاویز لکھ دیں۔

ابو عبیدہ ۔ پہلے آپ مردم شماری کی فہرست تیار کر لیں۔ پھر اس فہرست کے مطابق خود ہی سب سے جزیہ وصول کر لو۔ جزیہ لے کر ہمارے پاس آجانا' ہم صلح کی دستاویز لکھ دیں گے۔

رومی ۔ آپ ہمارا اعتبار کرتے ہیں۔

ابو عبیدہ ۔ دنیا میں ہر شخص کو دوسرے کا اعتبار کرنا چاہئے۔

رومی ۔ آپ واقعی نیک اور ایماندار ہیں۔ ایماندار آدمی دوسروں کو بھی ایماندار سمجھا کرتے ہیں۔ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں' لیکن یہ کام ایک ہفتہ سے کم نہ ہو گا۔

ابو عبیدہ ۔ آپ کو ایک ہفتہ کی مہلت دی جاتی ہے۔

رومی ۔ جس وقت تک ہم جزیہ لے کر حاضر ہوں اس وقت تک امان دی جاتی ہے۔

ابو عبیدہ ۔ ہاں امان دی جاتی ہے۔

رومی ۔ اب ایک گزارش اور ہے۔

ابو عبیدہ ۔ وہ کیا؟

رومی ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ امان یا صلح کے زمانہ میں کوئی مسلمان قنسرین کے قلعہ میں داخل نہ ہو۔

ابو عبیدہ ۔ ہم خود اس کی احتیاط رکھتے ہیں' کوئی مسلمان بغیر تمہاری اجازت کے داخل نہ ہو گا۔

رومی ۔ آپ واقعی نیک ہیں فرشتہ خصلت ہیں' ہم آپ کا شکریہ نہیں ادا کر سکتے۔

آفتاب غروب ہو گیا تھا۔ مشرق کی طرف سے سیاہی بڑھنے لگی تھی۔ اس وقت اسلامی لشکر کے آخری سرے سے اذان کی آواز آئی۔ ابو عبیدہ اذان کی آواز سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے رومیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "مغرب کی اذان ہو رہی ہے' ہم نماز پڑھ آئیں اور کچھ تمہیں کہنا ہے' جب ہم واپس آئیں اس وقت کہہ لینا۔"

ابو عبیدہ کے ساتھ ہی اور سب مسلمان بھی اٹھ کھڑے ہوئے جو رومی گفتگو کر رہا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

تھا۔ اس نے کہا "اور ہمیں کچھ کہنا نہیں آپ نے ہمارے ساتھ نیکی کی ہے' ہم پھر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم تو ہم' ہماری آئندہ نسلیں بھی آپ کی ممنون احسان رہیں گی۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم بھی آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیں"

ابو عبیدہ _ آپ شوق سے دیکھیں۔

اب مسلمان جس طرف سے اذان کی آواز آئی تھی اسی طرف روانہ ہوئے۔ رومی بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔

اس وقت تمام اسلامی لشکر میں ہلچل شروع ہو گئی تھی۔ مسلمان سر جھکائے لمبے لمبے قدم رکھتے ہوئے تیزی سے کچھ اس طرح بڑھے چلے جا رہے تھے جیسے کہ بڑے حاکم نے انہیں بلایا ہو۔ بچے بھی دوڑ دوڑ کر جا رہے تھے۔ رومی حیرت و استعجاب سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ یہ سب لوگ اسلامی لشکر سے باہر ایک وسیع میدان میں پہنچے اس سارے میدان میں سرسبز گھاس کا مخملی فرش ہو رہا تھا۔ ہزاروں مسلمان پہلے ہی سے آ چکے تھے۔ ہزاروں آ رہے تھے۔ دور تک مسلمان ہی مسلمان نظر آ رہے تھے۔ یہ سب لوگ وضو کر کے آئے تھے۔ اذان ختم ہو چکی تھی۔ لوگ ابو عبیدہ کا انتظار کر رہے تھے۔ ابو عبیدہ بھی آگئے۔ ان کے آتے ہی مسلمانوں نے صفیں قائم کیں۔ بہت جلد صفیں سیدھی ہو گئیں۔

موذن نے تکبیر کہی ابو عبیدہ نے نماز پڑھانی شروع کی۔ مسلمان نہایت شوق اور انہماک سے نماز ادا کرنے لگے۔ ان سب کا ہاتھ باندھ کر بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونا بہت ہی بھلا معلوم ہو رہا تھا خصوصاً" بچے دست بستہ کھڑے ہوئے بہت پیارے معلوم ہو رہے تھے۔

رومی تعجب خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے نماز پڑھ کر مسلمان واپس ہوئے رومیوں نے ابو عبیدہ سے اجازت لی اور رخصت ہو کر قلعہ کی طرف واپس چلے گئے۔ ابو عبیدہ اپنے خیمہ پر پہنچے انہوں نے تمام لشکر میں منادی کرا دی کہ کوئی مسلمان بغیر اجازت کے قلعہ کے اندر داخل نہ ہو۔

دوسرے ہی دن علی الصباح رومیوں نے قلعہ سے کسی قدر آگے بڑھ کر اسلامی لشکر کے قریب بازار لگایا۔ یہ بازار قرینہ سے دو رویہ لگایا گیا اور چونکہ وہ جانتے تھے کہ مسلمانوں کے ساتھ تجارت میں بہت بڑا نفع ہوتا ہے اس لئے اس کثرت سے رومی آجر آئے کہ بازار تقریباً" 4 فرلانگ طویل ہو گیا۔ رومی اس بازار میں ہر قسم کی چیزیں فروخت کرنے کے لئے لائے تھے۔ اناج اور کپڑے کے علاوہ ملک کی مصنوعات بھی تھیں۔

مسلمانوں نے ضروریات کی چیزیں خریدنی شروع کر دیں' قلعہ کے رومی بھی اس

بازار سے سامان خریدنے چلے۔ اس طویل بازار میں ہر وقت لوگوں کا ہجوم جمع رہنے لگا۔ دن تو دن رات کو بھی میلہ سا لگا رہتا تھا۔ رومیوں کو اس تجارت میں بہت کچھ نفع حاصل ہوا۔

ایک ہفتہ بہت جلد گزر گیا۔ ساتویں دن قنسرین کے روسا زر تاوان لے کر ابو عبیدہ کے پاس آئے۔ ابوعبیدہ نے شمار کر کے صلح کی دستاویز لکھ دی۔ فریقین نے اس پر دستخط کر دیئے۔ رومی اس صلح سے بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے ایک مرتبہ اور ابوعبیدہ کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے خواہش کی کہ مسلمان قلعہ کے اندر قیام کریں۔ لیکن ابوعبیدہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان رومیوں سے زیادہ خلا ملا پیدا کریں۔ اس لئے انہوں نے قلعہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ البتہ مسلمانوں کو قلعہ دیکھنے کی اجازت دے دی ہزاروں مسلمان قلعہ دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ مگر وہ شام سے قبل ہی واپس آگئے۔

رومیوں نے چند ہی روز مسلمانوں کے قریب رہ کر اندازہ کر لیا کہ مسلمان صادق الوعدہ' راست گو' نیک اور رحم دل اور خدا رسیدہ انسان ہیں۔ وہ نہایت بے خوف ہو کر اسلامی لشکر میں آنے جانے لگے۔ رومی عورتیں مسلمان عورتوں میں جا جا کر خرید و فروخت کرنے لگیں۔ رومیوں پر مسلمانوں کی ہم نشینی کا یہ اثر ہوا کہ اکثر رومی مسلمان ہو گئے۔

ایک روز رات کا وقت تھا۔ عشاء کی نماز ہو چکی تھی۔ اسلامی کیمپ میں جگہ جگہ آگ روشن تھی۔ مسلمان اپنے خیموں اور راوٹیوں اور آگ کے الاؤ کے گرد بیٹھے گزشتہ لڑائیوں کے واقعات بیان کر رہے تھے۔ ابوعبیدہ اپنے خیمہ میں کمبل اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے۔ ان کے پاس خالد' سعید' ضرار اور دوسرے سربر آوردہ عرب تھے۔ حالات حاضرہ پر بحث ہو رہی تھی۔ اس خیمہ کے باہر آگ روشن ہو رہی تھی۔ اس کا پر تو ان سب کے چہروں پر پڑ رہا تھا۔ چونکہ آج سردی کسی قدر زیادہ تھی۔ اس لئے سب نے کمبل اوڑھ رکھے تھے یہ سب باتوں میں مصروف تھے کہ ایک رومی خیمہ میں داخل ہوا اس نے ابو عبیدہ کو سلام کیا ابوعبیدہ نے سلام کا جواب دے کر کہا۔

"پالیس! خوب آئے بیٹھو' کہو کہاں سے آرہے ہو؟"

پالیس ایک طرف بیٹھ گیا۔ اس نے جواب دیا۔ "میں بعلبک گیا اور وہاں سے حمص پہنچا۔ اب حمص ہی سے آرہا ہوں"

ابو عبیدہ _ تم بعلبک بھی ہو آئے ہو' بہت اچھا کیا' کہو بعلبک اور حمص کے رومیوں کا کیا خیال ہے؟

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

بالیس _ بعلبک والوں نے قلعہ کی مرمت کرا لی ہے اور ہربیس والئی بعلبک مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کر رہا ہے۔ اس لئے والنٹیر بھرتی کر لئے ہیں۔ رسد کا بھی کافی ذخیرہ مہیا کر لیا ہے۔ اس کا ارادہ ہے کہ ان مقامات پر حملہ کیا جائے جن کو مسلمانوں نے فتح کر لیا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ بہت جلد مسلمانوں کے مقبوضہ علاقہ پر قابض ہو کر مسلمانوں کو سرزمین روم سے نکال دے گا۔

ابو عبیدہ _ وہ لڑنے کے لئے تیار ہے؟

بالیس _ جی ہاں بالکل تیار ہے۔

ابوعبیدہ _ ہربیس کیسا آدمی ہے؟

بالیس _ ہربیس بہادر ضرور ہے۔ لیکن کوتاہ اندیش ہے، مغلوب الغضب بھی ہے اور ناعاقبت اندیش بھی۔

ابو عبیدہ _ اس کے پاس کس قدر لشکر ہے۔

بالیس _ میرے خیال میں اس وقت اس کے پاس پچاس ہزار کے قریب لشکر ہے لیکن ضرورت کے وقت ستر ہزار لشکر میدان جنگ میں لا سکتا ہے۔

ابو عبیدہ _ اور حمص والے کس فکر میں ہیں؟

بالیس _ حمص والے بھی مسلمانوں سے جنگ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں انہوں نے ہرقل اعظم سے مدد طلب کی تھی۔ رومی شہنشاہ نے شاہی خاندان کے ایک نامور اور بہادر شخص کی معیت میں ایک عظیم الشان لشکر اہل حمص کی مدد کے لئے روانہ کیا ہے۔ جب سے یہ لشکر اہل حمص کی مدد کے لئے روانہ کیا ہے جب سے یہ لشکر حمص میں آیا ہے حمص والے بہت خوش ہو رہے ہیں اس لشکر کی آمد سے اہل حمص کے حوصلے بڑھ گئے ہیں اب وہ پیش قدمی کر کے مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تجاویز سوچ رہے ہیں۔

بالیس معاہدی تھا۔ اس نے مسلمانوں سے اپنے اور اپنے خاندان کے لئے معاہدہ کر لیا تھا ایسے معاہدہ کرنے والے رومیوں سے جزیہ نہیں لیا جاتا تھا بلکہ یہ لوگ جاسوسی کی خدمات سرانجام دیا کرتے تھے اس صلہ میں انہیں خاطر خواہ انعام بھی دیا جاتا تھا چونکہ یہ لوگ عیسائی ہوتے تھے اس لئے وہ عیسائی شہروں میں جا جا کر خبریں لاتے اور مسلمانوں تک پہنچایا کرتے تھے۔

کوئی ملک کبھی کسی باہر والے حملہ آور کے قبضے میں نہیں آتا۔ جب تک گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کے مصداق اسی ملک کے باشندے اپنے ملک کے ساتھ غداری نہ کریں۔

بالیس کو مسلمانوں نے حمص اور بعلبک کی خبریں لانے کے لئے بھیجا تھا۔ اب ابو عبیدہ مسلمانوں کی طرف مخاطب ہوئے، انہوں نے کہا۔ "میرا ارادہ انطاکیہ (رومیوں کا پایہ تخت) کی طرف بڑھنے کا تھا۔ مگر بالیس نے جو خبریں بیان کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ہمیں انطاکیہ کی پیش قدمی نہیں کرنی چاہئے۔

حضرت خالد نہایت غور سے بالیس کی گفتگو سن رہے تھے۔ انہوں نے کہا بیشک ابھی ہم انطاکیہ کی طرف نہیں بڑھ سکتے حمص اور بعلبک یہ دونوں مقامات نہایت اہم اور مستحکم ہیں اور یہ دونوں مقامات ہمارے مقبوضہ علاقہ کے ملحقہ ہیں ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر ہم انطاکیہ کی طرف بڑھ گئے تو ان دو جگہ کے رومی ہمارے مقبوضہ علاقے میں تاخت و تاراج شروع کر دیں گے اس سے ہم پریشانی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے ان دونوں مقامات کا تصفیہ کر لیں۔

سعید _ انطاکیہ یہاں سے دور ہے، اگر ہم دور نکل گئے، تو یہ خدشہ ضرور ہے کہ رومی ہمارے مقبوضہ علاقہ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حمص اور بعلبک پر یورش کی جائے۔

ابو عبیدہ _ تو کیا دونوں قلعوں پر ایک ہی وقت میں یورش ہو۔

خالد _ جی ہاں، کچھ لشکر حمص کی طرف روانہ کیا جائے اور کچھ بعلبک کی طرف پیش قدمی شروع کر دے۔

ابوعبیدہ _ (خالد سے مخاطب ہو کر) اچھا تو تم پانچ ہزار سواروں کے ساتھ حمص کی طرف کوچ کرو اور سعید! تم کل صبح کی نماز پڑھ کر بعلبک کی طرف بڑھو۔ میں انشاء اللہ پرسوں صبح ہی بقیہ تمام لشکر بعلبک یورش کروں گا۔ لیکن سعید! تم راستہ میں ایک شب سے زیادہ کہیں قیام نہ کرنا"

سعید _ نہایت مناسب ہے۔

ابو عبیدہ _ بالیس! اب تم جا کر آرام کرو، خالد تم بھی جاؤ، سعید تم بھی صبح روانہ ہونے کی تیاری کرو، اب رات زیادہ آگئی ہے۔ ہمیں سب کو آرام کرنا چاہئے۔

اب سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے اپنے جائے قیام پر پہنچ کر صبح روانہ ہونے کی تیاری کرنے لگے۔ تمام رات مجاہدین ہتھیاروں کو صیقل کرتے رہے، وہ بہت دیر سوئے۔ صبح سویرے بیدار ہو کر سب نے صبح کی نماز پڑھی، نماز پڑھ کر خالد پانچ ہزار سواروں کے ساتھ حمص کی طرف روانہ ہوئے اور سعید ایک ہزار سواروں کے ہمراہ بعلبک کی طرف چل پڑے۔

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

دسواں باب

سعید و فلپانہ

لنتورس اور جولیس کے زخم کچھ زیادہ گہرے نہ تھے یا مہلک نہیں تھے لیکن وہ فطرتاً" بزدل تھے۔ یا گناہوں کی کثرت نے انہیں بزدل کر دیا تھا وہ تھوڑی سی تکلیف کو بھی زیادہ محسوس کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بھی ان پر غفلت طاری تھی۔ وہ دونوں دین و دنیا سے بے خبر پڑے ہوئے تھے۔ حوروش فلپانہ اور ماہ پیکر انگورا ان دونوں کے سرہانے بیٹھیں اپنے نازک نازک ہاتھوں سے مگس رانی کر رہی تھیں۔ دونوں ہی خاموش بیٹھی تھیں لیکن دونوں کی طبیعتوں میں شوخی تھی۔ اس طرح خاموش کب تک بیٹھی رہتیں۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد فلپانہ نے مسکرا کر کہا۔ "بہن انگورا! ____"

انگورا نے ایک خاص ادا سے غور کے ساتھ فلپانہ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "کہیئے"

فلپانہ نے شوخی سے متبسم ہو کر پھر کہا۔ "تم نے لنتورس کا قصور معاف کر دیا"

"ہاں معاف کر دیا" انگورا نے مسکرا کر جواب دیا۔

فلپانہ ہنسی ہنسنے سے اس کے موتی جیسے سفید دانت یاقوتی لبوں میں چمک کر بہت ہی پیارے معلوم ہونے لگے۔ اس نے کہا۔ محبت واقعی بری بلا ہے۔ تمہیں لنتورس سے نفرت ہو گئی تھی۔ لیکن محبت نے فتح پائی۔ نفرت دور ہو گئی۔ محبت نے لنتورس کے قصوروں کو معاف کرا کر ہی چھوڑا۔"

انگورا شرمندگی کی ادا سے مسکرائی، اس نے جواب دیا۔ "جنت ارضی کی حور! وہ عرب بھی یاد ہے، اس کا کچھ ایسا ہی نام تھا ____"

"کون؟ سعید" فلپانہ نے بیساختگی سے کہا۔

انگورا مسکرائی اس نے شوخی بھری نظروں سے فلپانہ کو دیکھ کر کہا۔ "محبت اس کو کہتے ہیں، میں نہ معلوم کس عرب کو دریافت کر رہی تھی، لیکن تمہیں سعید سے محبت ہے، سعید تمہارے دل میں بسا ہے، اس لئے تم نے جلدی سے سعید ہی کا نام لے دیا"

فلپانہ شرم سے کٹی جاتی تھی۔ اس کی بڑی بڑی سرگیں آنکھیں جھک گئی تھیں۔ وہ برق پاش تبسم کے ساتھ مسکرا رہی تھی۔ انگورا نے پھر کہا۔ "لو تم تو بالکل شرما ہی گئیں، ذرا آنکھیں تو ملاؤ کہہ دو کہ تم سعید کو نہیں چاہتیں"

فلپانہ نے شرم آلودہ نظروں سے شوخ و شریر انگورا کو دیکھ کر کہا۔ "ہٹو! ایسی دل لگی اچھی نہیں"

انگورا ___ ہاہا بگڑ گئیں، لیکن مجھ سے خفا ہونے سے واسطہ کچھ میں سعید تو ہوں نہیں، کہ تمہیں ہاتھ جوڑ کر مناؤں، سعید سے بگڑو، تو منئے اور روٹھنے کا مزا بھی آئے۔

فلپانہ اب بھی مسکرا رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "تم کس قدر شوخ ہو!"

انگورا ___ پیکر حسین! اگر سعید تم سے خفا ہو جائے اور مسیح نہ کرے وہ زخمی ____ فلپانہ نے جلدی سے شوخ و شریر انگورا کے منہ پر ہاتھ رکھ کر شرماتے ہوئے کہا۔ "بس چپ بھی رہو"

انگورا ___ ہاں غلطی ہوئی، معاف کرو زخمی ہوں سعید کے دشمن۔ خدا کرے سعید آ جائے، میں ان سے کہوں گی کہ تم نے میری حور پر جادو کر دیا کہ ہر وقت ع

تمہارے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد

فلپانہ نے ترچھی نظروں سے انگورا کو گھور کر دیکھا، اور کسی قدر توقف کے بعد کہا۔ "اب چپ بھی رہو گی"

انگورا ___ ان ترچھی نظروں کے تیروں سے سعید کو برمانا۔

فلپانہ شرمندگی کی ادا سے مسکرائی، اس نے کہا۔ "آج تمہیں کیا ہو گیا ہے اس قدر شوخی کیوں آ گئی ____ آہا اب میں سمجھی، لنتورس کی موجودگی نے اس قدر شوخ کر دیا"

انگورا ___ جی ذرا آنکھیں ملا کر بات کرو۔ "جی تو یہی چاہتا ہے کہ میں سعید ہی کا ذکر کئے جاؤں، لیکن اوپری دل سے منع کر رہی ہو، فلپانہ! سچ کہو تم سعید کو کس قدر چاہتی ہو؟"

فلپانہ نا آزمودہ کار بھولی بھالی لڑکی تھی۔ اس نے فرط ندامت سے اپنی صراحی دار گردن جھکا لی۔ اس کی کٹیلی بڑی بڑی آنکھیں بار حیا سے جھک گئیں۔ شرم و حیا نے اس کے پیارے پیارے چہرے کو اور بھی پیارا کر دیا۔ انگورا اس کی دلکش صورت دیکھ کر تڑپ گئی، وہ اٹھ کر فلپانہ کے پاس پہنچی اور بے ساختہ اس کے عارض تاباں کا بوسہ لے لیا۔

فلپانہ نے شرمیلی نگاہوں سے انگورا کو دیکھا۔ انگورا نے کہا۔ "حورش فلپانہ! خدا کی قسم تیری یہ شرمیلی ادا ایمان شکن ہے۔ فرشتے بھی تیری اس ادا پر گھائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اگر اس وقت سعید ہوتا تو ہزار جان سے شیفتہ ہو کر تیری پرستش کرنے لگتا۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

یہ پیاری پیاری صورت یہ ناز و ادا یہ شرم و حیات جنت کی حوروں میں کہاں ہو گی۔

فلپانہ مسکرائی اس نے ندامت خیز پیاری نگاہوں سے انگورا کو دیکھ کر کہا۔ "اس تعریف کو رہنے دو انگورا! تم نے کہا تھا کہ سعید آئے گا لیکن وہ ابھی تک نہیں آیا۔ حالانکہ وہ قنسرین میں موجود ہے اور قنسرین یہاں سے کچھ دور نہیں ہے۔ سنا ہے' اب جنگ بھی نہیں ہو رہی ہے اچھی انگورا! سعید کیوں نہیں آیا؟"

انگورا نے محبت بھری نظروں سے فلپانہ کو دیکھ کر کہا۔ "اے پیکر حسن! سعید آئے گا۔ اس کی نگاہوں سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کا دل تمہارے تیرنے زخمی کر دیا ہے۔ خنجر ابرو نے اس کے جگر پر چرکہ پہنچایا ہے۔ تمہاری اس نور بھری صورت نے اسے مسحور کر دیا ہے۔ دام گیسو نے اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دی ہے۔ وہ آئے گا اور ضرور آئے گا ۔۔۔۔"

فلپانہ نے شرمیلی نظروں سے انگورا کو دیکھ کر قطع کلام کر کے کہا۔ "لیکن اب تک کیوں نہیں آیا؟"

انگورا ۔ یہ مسلمان اپنے سردار کے فرمانبردار ہوتے ہیں' ممکن ہے اسے سردار نے کسی کام پر متعین کر دیا ہو اور اسے آنے کی فرصت نہ ملی ہو مجھے یقین ہے' وہ جس وقت فرائض منصبی سے فرصت پائے گا۔ ضرور تمہارے پاس آئے گا۔

فلپانہ ۔ کاش میں سعید کو نہ دیکھتی۔ سعید نے میرا آرام کھو دیا ہے مجھے اکثر اس بے وفا کی یاد آتی ہے' انگورا! اگر وہ جفاکش نہ آیا تو میں کیسے رہوں گی۔

انگورا ۔ گھبراؤ مت وہ آئے گا اور یقیناً" آئے گا اور اگر وہ کسی جگہ سے نہ آیا تو میں اسلامی لشکر میں جا کر اسے لاؤں گی۔

فلپانہ نے تعجب خیز نظروں سے دیکھ کر کہا۔ "تم اسلامی لشکر میں جاؤ گی؟"

انگورا ۔ ہاں تمہاری خاطر اس بے مروت' سنگدل اور بیوفا کے پاس جاؤں گی۔ فلپانہ نے قطع کلام کر کے کہا۔ کیا تمہیں عربوں سے خوف نہیں معلوم ہو گا؟

انگورا ۔ خوف کس بات کا مجھے معلوم ہے کہ عرب کسی عیسائی عورت بوڑھے یا بچہ کو کچھ نہیں کہتے ہیں۔ ضرور اس کے پاس جاؤں گی۔ ذرا ان دونوں (لنطورس اور جولیس کی طرف اشارہ کر کے) کو آرام ہو جائے۔ پھر میں قنسرین کو جاؤں گی اور مسیح نے چاہا تو سعید کو ساتھ لے کر آؤں گی"

اس وقت لنطورس کی غفلت دور ہو گئی تھی۔ وہ خاموش پڑا ان دونوں مہوشوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ رشک رقابت نے اس کے دل میں آگ سی لگا دی وہ بے چین ہو گیا مگر چپ چاپ پڑا رہا۔

فلپانہ نے کہا۔ "مجھے یقین نہیں آتا کہ سعید تمہارے ساتھ چلا آئے گا"

انگورا مسکرائی' اس نے کہا۔ "فلپانہ! تم اپنے حسن روز افزوں سے واقف نہیں ہو۔ سعید تو کیا ہے' تمہاری ایک نگاہ غلط انداز پر فرشتے بھی اپنی جان نثار کرنے کو تیار ہو جائیں۔ مجھے یقین ہے' سعید ضرور آئے گا۔ لیکن فلپانہ تم عیسائی ہو' سعید مسلمان ہے' اس ملاقات کا انجام کیا ہو گا"

فلپانہ نے شرماتے ہوئے کہا۔ "میں سعید کو عیسائی ہونے کی ترغیب دوں گی"

انگورا ۔ لیکن اگر وہ نہ مانا۔

"پھر میں خود مسلمان ہو جاؤں گی" فلپانہ نے جلدی سے کہا۔

انگورا ششدر رہ گئی۔ اس نے حیرت سے فلپانہ کو دیکھ کر کہا "تم مسلمان ہو جاؤ گی؟"

فلپانہ نے سر جھکا کر جواب دیا۔ "ہاں میں مسلمان ہو جاؤں گی' مسلمان بھی تو صرف ایک ہی خدا کو پوجتے ہیں' مقدس باپ (پادری روماس) کہتے تھے کہ مسلمان حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا نہیں کہتے تھے بلکہ رسول مانتے ہیں"

اب لنطورس سے ضبط کرنا دشوار ہو گیا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور پر غضب نگاہوں سے حوروش فلپانہ کو دیکھنے لگا۔

انگورا لنطورس کو دیکھ کر خوش ہو گئی۔ وہ اس کے اوپر جھک گئی اس نے مسکرا کر کہا۔ "کہئے' اب کیسی طبیعت ہے"

"اچھی ہے" لنطورس نے کسی قدر درشت لہجہ میں جواب دیا۔

اب فلپانہ اٹھی اور اک ادائے جانستاں سے اٹھ کر کمرہ سے باہر چلی گئی انگورا نے لنطورس کو دوا پلائی' لنطورس دوا پی کر لیٹ گیا انگورا آہستہ آہستہ پاچی کرنے لگی۔

دو تین ہی روز میں لنطورس اور جولیس کو بالکل آرام ہو گیا۔ معمولی زخم آئے تھے۔ پادری روماس کے مرہم نے زخموں کو بہت جلد مندمل کر دیا۔ مریم فلپانہ اور انگورا رات دن ان دونوں کی بالیں پر بیٹھ کر تیمار داری کرتی رہیں۔ فلپانہ اور انگورا کی تیمار داری نے مسیحائی کی مریض بہت جلد تندرست ہو گئے وہ اٹھ کر چلنے پھرنے لگے۔ ایک روز لنطورس اور جولیس گرجے کے احاطہ سے باہر چل قدمی کر رہے تھے۔ لنطورس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ جولیس نے کہا۔ آپ کو ہر وقت متفکر نہیں رہنا چاہیے۔

لنطورس نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔ "جولیس! پادری روماس نے بروقت مدد دے کر

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ہمیں بچایا ہے۔ اس میں شک نہیں وہ خدا ترس انسان ہے۔ انگورا نے نہایت ہمدردی و دلسوزی کی ہے۔ فلپانہ نے تیمار داری کر کے مسیحائی کی ہے۔ یہ سب کچھ سچ ہے لیکن فلپانہ کی ہمنشینی نے میرے ہرموئے تن میں عشق و محبت کی آگ پہلے سے ہزار گنا زیادہ تیز کر دی ہے مجھے اس کی محبت نے بالکل دیوانہ بنا دیا ہے اگر میں پادری کے احسانات کا خیال کرتا ہوں تو زندگی دشوار نظر آتی ہے' کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھے فلپانہ کی محبت کی آگ جلا کر مار ڈالے گی اور اگر فلپانہ کے ساتھ سختی کرتا ہوں تو محسن کشی ہوتی ہے۔ میں سخت پریشان ہوں' سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں"

جولیس ـ آپ فضول پریشان ہیں۔ پادری نے ہم پر کیا احسان کیا ہے جب ابھی ہماری زندگی تھی تو اگر پادری ہماری خبر گیری نہ کرتا تو کوئی اور شخص کر لیتا۔ پادری کا ہم پر کچھ احسان نہیں ہے۔ سچ پوچھو تو پادری کو ہمارا مشکور ہونا چاہئے کیونکہ ہم اس کے گھر پڑے رہے۔ وہ ہماری تیمار داری کر کے ثواب لیتا رہا میرا خیال تھا کہ فلپانہ کو بھی تم سے انس ہو گیا ہے اس نے جس ہمدردی سے تمہاری تیمار داری کی ہے بغیر دلی لگاؤ کے کوئی کسی کے ساتھ نہیں کر سکتا۔ تم فلپانہ سے اظہار محبت کرو' یقین ہے۔ اب وہ تمہیں قبول کر لے گی۔

لنطورس نے ایک گہرا ٹھنڈا سانس لے کر کہا۔ "جولیس! یہ غیر ممکن ہے۔ ایک روز میں نے انگورا اور فلپانہ کی گفتگو سنی ہے۔ فلپانہ کو کسی مسلمان سے محبت ہو گئی ہے اور اس مسلمان کی محبت نے اس کے دل پر اس قدر قبضہ کر لیا ہے کہ وہ اس کے ساتھ مسلمان ہونے کو تیار ہے۔ کمبخت انگورا اس کی رازداں ہے۔ وہ فلپانہ کی خاطر اس مسلمان کو بلانے کے لئے اسلامی لشکر میں جانے پر آمادہ ہے۔ جہاں محبت نے میرے تن بدن کو پھونک دیا ہے۔ یاں رشک رقابت نے بالکل ہی جلا ڈالا ہے میں نے پادری کا راز معلوم کرنے کی بہت کچھ کوشش کی لیکن اس نے ایک لفظ بھی نہیں بتایا۔

لنطورس ـ پادری کا خادم جرفاس یہاں نہیں ہے مجھے اس کی خونخوار آنکھوں سے بڑا خوف معلوم ہوتا ہے کل پادری کہہ رہا تھا کہ جرفاس قنسرین میں ایک لڑکی سے ملنے گیا ہے۔ وہ عنقریب واپس آنے والا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمیں جو کچھ کرنا ہے جرفاس کے آنے سے پہلے کر لیں پھر شاید موقع نہ ملے۔

جولیس ـ جب یہ بات ہے تو آج فلپانہ کو نکال لے جانے کی کوشش کرو آج کل پادری کو ہم پر اطمینان ہے وہ سمجھتا ہے کہ ہم نیک ہو گئے ہیں۔ اسے اسی مغالطہ میں پڑا رہنے

دو اور آج ہی فلپانہ کو نکال لے چلو۔

لنطورس ـ پادری کو تو ہم پر اطمینان ہے لیکن انگورا کچھ کھٹک رہی ہے۔ وہ اکثر رات کو اٹھ اٹھ کر ہمیں اور فلپانہ کو دیکھا کرتی ہے۔ اس کمبخت کا کیا بندوبست کریں۔

جولیس ـ رات کو اٹھ کر پہلے انگورا ہی کو بیہوش کر دیں۔

لنطورس نے کسی قدر غور کر کے کہا۔ "بس تو پھر آج ہی قسمت آزمائی کر لو' بتاؤ اس مہم کو کس وقت شروع کرو گے۔

جولیس ـ رات کو ٹھیک دو بجے ـ

لنطورس ـ بہت خوب! اب ہمیں رات ایک دوسرے سے ملنا نہیں چاہئے' لیکن سو نہ جانا۔ دو بجے کا وقت یاد رکھنا۔

جولیس ـ میں کیسے سو سکتا ہوں' آپ اطمینان رکھیں میں بالکل تیار رہوں گا۔

لنطورس ـ اچھا خدا حافظ ـ

جولیس ـ فی امان اللہ

اب لنطورس آہستہ آہستہ چل کر گرجہ کے احاطہ میں داخل ہوا یہاں اسے پادری روماس ملا۔ لنطورس نے نہایت ادب سے جھک کر پادری کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ روماس نے کہا۔ "لنطورس! مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ اسلامی لشکر بعلبک پر لشکر کشی کے لئے روانہ ہو گیا ہے اور اس کا ہراول یہاں سے قریب ہی خیمہ زن ہوا ہے۔

لنطورس بزدل انسان تھا' وہ ڈر گیا۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"مقدس باپ! آپ فوراً گرجہ کا احاطہ بند کرلیں۔ کہیں وہی مسلمان گرجہ میں نہ آگھسیں۔

روماس ہنسا۔ اس نے کہا۔ "بیخوف رہو' مسلمان کبھی گرجہ میں نہ آئیں گے وہ عیسائی عورتوں' بچوں' بوڑھوں اور راہبوں پر دست اندازی نہیں کرتے ـــ"

لنطورس نے قطع کلام کر کے کہا۔ "لیکن میں اور جولیس دونوں جوان ہیں۔ فوجی آدمی ہیں اگر کسی عیسائی ہی نے ہماری مخبری کر دی تو ہمارا کیا حشر ہو گا"

روماس ـ میں سفارش کروں گا' مجھے یقین ہے کہ مسلمان تم سے بھی تعرض نہ کریں گے۔ لنطورس! کل جرفاش آجائے گا' میں بھی کل بعلبک روانہ ہو جاؤں گا۔ اب تم بتاؤ تم میرے ساتھ بعلبک چلو گے یا قنسرین واپس جاؤ گے"

لنطورس ـ میں اس وقت قنسرین نہیں جا سکتا۔ مسلمان مجھے دیکھتے ہی گرفتار کریں گے۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

میں آپ کے ساتھ .علبک چلوں گا۔

روماس _ لنطورس! شاید اس راز کے انکشاف کا وقت آگیا ہے۔ جو برسوں سے میرے سینے میں مقفل ہے۔ آج اس واقعہ کو پورے اکیس سال ہوئے آہ! وہ بھی کیا زمانہ ہے' میں جوان تھا' میرے دل میں امنگ تھی طبیعت میں ولولہ تھا۔ لیکن اب آہ!

سب جوانی کے کرشمے تھے جوانی لے گئی
وہ امنگیں مٹ گئیں وہ ولولہ جاتا رہا

اب نہ طبیعت میں جوش ہے' نہ دل میں امنگ نہ خیالات میں بلند پروازی۔ ہائے وہ وقت کیا ہوا؟ اب نہ میں جوان ہو سکتا ہوں نہ گزرا ہوا وقت پھر آسکتا ہے ____ آہ خدایا! میں کیوں زندہ ہوں؟ میں کیوں اتنے عرصہ زندہ رہا' اگرچہ عبادت و ریاضت و نفس کشی نے مجھے بدل دیا ہے۔ لیکن اب بھی جب کچھ گزرا ہوا زمانہ یاد آتا ہے۔ طبیعت بے چین ہو جاتی ہے۔ دل میں جوش اٹھتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ انتقام لوں لیکن کسی کی سفارش مجبور کر دیتی ہے"

لنطورس حیران تھا۔ وہ خاموش کھڑا روماس کی گفتگو سن رہا تھا۔ روماس اس وقت جوش میں آگیا۔ اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

لنطورس نے پادری کو جوش میں دیکھ کر عیاری سے ____ اس کا راز معلوم کرتے ہوئے کہا۔ "مقدس باپ! محبت کا جوش مر کر بھی ٹھنڈا نہیں ہوتا' دل کی لگی قبر میں بھی بے چین رکھتی ہے' کیا کسی گلزار نے تمہیں دھوکا دیا؟"

روماس کو جوش تھا۔ اس نے جوش کی رو میں کہا۔ "ہاں ایک گل رخ نے نہیں فردوس کی حور نے میرا دل توڑ دیا ____ لنطورس جس کو میں نے دل دیا تھا وہ مجسم نور تھی' اس کے سامنے چاند کی کچھ حقیقت نہ تھی۔ جس کسی نے بھی اسے ایک نظر دیکھ لیا وہی اس کا دیوانہ ہو گیا۔ ساری دنیا میں اس کے حسن کا شہرہ تھا۔ وہ ہر وقت اپنے رخ انور پر نقاب ڈالے رہتی تھی۔ لیکن جس طرح چاند پر ہلکا بادل آجانے سے اس کی روشنی چھن چھن کر بادلوں سے نکلتی ہے اسی طرح اس نور مجسم کے رخ انور کی شعاعیں نقاب سے پھوٹ پھوٹ کر نکلا کرتی تھیں' آہ! اے خدا! تو نے کیا کر دیا؟"

روماس خاموش ہو گیا' اس کی آنکھوں میں آنسو چھلک آئے' لنطورس نے پھر کہا۔ "شاید اس حوروش نے کسی اور سے شادی کر لی"

روماس نے گہرا ٹھنڈا سانس لے کر جواب دیا۔ "یہی میرا راز ہے میں اس وقت

گرجہ میں جا رہا ہوں۔ کل .علبک روانہ ہو جاؤں گا۔ .علبک میں پہنچ کر میں تمہیں اپنا راز بتاؤں گا"

روماس چلا گیا۔ لنطورس بھی اپنے کمرے کی طرف روانہ ہوا۔

اس وقت شام کے پانچ بجے تھے۔ آفتاب مغرب کی طرف جھک گیا۔ اب دھوپ میں زردی آگئی تھی۔ سماں کس قدر سہانا ہو گیا تھا۔ اس وقت حوروش اور پری چہرہ انگورا سیر کرنے کے لئے گرجہ کے احاطہ سے نکل کر قنسرین کی طرف پا پیادہ چل پڑیں۔ دونوں خرام ناز سے ٹہلتی ہوئی جا رہی تھیں آفتاب زرد زرد شعاعیں ان کے پر نور چہروں پر پڑ کر کچھ ایسی جگمگا رہی تھیں کہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ کچھ دور چل کر انگورا نے کہا۔ "سنا ہے کہ مسلمانوں کا لشکر قریب ہی خیمہ زن ہوا ہے۔ اگر یہ لشکر سعید کے زیر اثر ہو اور وہ اس طرف آنکلے تو تم اس سے کس طرح ملو گی؟"

فلپانہ نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔ "انگورا! کیوں زخمی دل پر نمک چھڑکتی ہو۔ میری ایسی قسمت کہاں' میری تمنا ہے کہ اپنی زندگی میں ایک دفعہ اور سعید کو دیکھ لوں۔ کہتے ہیں کہ آہوں میں اثر ہوتا ہے دعاؤں میں تاثیر ہوتی ہے میری تو نہ آہوں میں اثر ہے۔ نہ دعاؤں میں تاثیر ہے خدا کرے اس اسلامی لشکر کا سردار میرا ہی سعید ہو"

"تمہارا سعید" انگورا نے تعجب خیز نظروں سے فلپانہ کو دیکھ کر کہا۔

فلپانہ شرما گئی۔ اس کا چہرہ عرق آگیں ہو کر اور بھی پیارا معلوم ہونے لگا۔ اس نے شرم آلودہ نظروں سے انگورا کو دیکھ کر کہا۔ "ہاں میرا سعید' مجھے سعید سے محبت ہے' دنیا اسے دیکھتی ہے۔ مجھے رشک ہوتا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ وہ مجھے دیکھے اور میں اسے دیکھوں۔ لیکن یہ ممکن نہیں کاش میں سعید کو نہ دیکھتی۔ اس ظالم کی محبت نے مجھے پریشان کر دیا۔

درد سے واقف نہ تھی غم سے شناسائی نہ تھی
وہ بھی کیا دن تھے طبیعت جب کہیں آئی نہ تھی

انگورا مسکرائی۔ اس نے کہا۔ "اللہ ری محبت! مجھے یہ تعجب ہے کہ جب تمہاری یہ کیفیت ہے تو سعید کا کیا حال ہو گا؟"

فلپانہ _ انگورا! میں تو سعید کو چاہتی ہوں۔ لیکن سعید ____

انگورا نے قطع کلام کر کے کہا۔ "سعید بھی تم پر فریفتہ ہے"

فلپانہ _ "کیسے کہوں' مجھے یقین ہی نہیں آتا"

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

انگورا نے مسکرا کر کہا۔ فلپانہ تو دنیا کی حور ہے' کوہ قاف کی پری تیرے تلوؤں کی برابری نہیں کر سکتی۔ شاید ہی کوئی دنیا میں ایسا سنگدل انسان ہو گا جو تجھے دیکھ کر تجھ پر فریفتہ نہ ہو جائے۔ میں نے سعید کی محبت خیز نظروں کو دیکھا تھا وہ تجھ پر شیدا ہو چکا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے وہ آئے گا اور ضرور آئے گا۔ فلپانہ نے یاس بھرے لہجہ میں کہا۔ بس آچکا انگورا ______"

اس وقت فلپانہ کا دل بھر آیا' وہ اور کچھ نہ کہہ سکی۔ اس نے خاموشی اختیار کر کے اپنا سر جھکا لیا۔

اب یہ سیر کرتی ہوئیں گرجے سے دور نکل آئیں اور ایسے مقام پر آگئیں جہاں گھنا جنگل تھا۔ شاہراہ کے دونوں طرف کثرت سے درخت کھڑے ہوئے تھے۔ زمین پر سبزہ زار فرش ہو رہا تھا۔ اگرچہ ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا تھا۔ لیکن درختوں کے جھنڈوں کی وجہ سے یہاں قبل از وقت اندھیرا ہو چلا تھا۔ انگورا نے اس مقام پر کھڑے ہو کر کہا۔ "فلپانہ! جو دونوں باتیں کرتی ہوئیں دور نکل آئیں' آؤ اب واپس چلیں"

فلپانہ نے حسرت بھری نظروں سے سامنے قسرین کی طرف دیکھا اس نے مایوسی سے کہا۔ "چلو"

اب دونوں نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ فلپانہ کی نظر ابھی تک سامنے کی طرف تھی۔ اسے دور کچھ غبار اڑتا نظر آیا۔ اس نے دور سے غبار کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرہ سے مسرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ اس نے انگورا سے مخاطب ہو کر کہا۔ "بہن انگورا! دیکھنا وہ سامنے غبار کیسے اڑ رہا ہے؟"

انگورا نے غور سے غبار کی طرف دیکھا۔ کچھ توقف کے بعد اس نے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے کوئی سوار آرہا ہے' آؤ واپس چلیں خدا جانے یہ کون سوار ہے؟" فلپانہ ابھی تک غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "اک ذرا ٹھہر جاؤ۔ اطمینان تو کر لیں کہ یہ کون سوار ہے' اور کہاں جا رہا ہے؟"

انگورا نے مسکرا کر فلپانہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "اللہ ری محبت کی کرشمہ سازی' چاہے یہ سوار کوئی دشمن ہی ہو۔ لیکن سعید کے آنے کی جو لو آرہی ہے تو یہاں سے سرکنے کو جی ہی نہیں چاہتا۔ اچھا ٹھہرو میں بھی ٹھہرتی ہوں۔ دیکھو وہ سوار قریب آگیا۔ یہ مسلمان معلوم ہوتا ہے اس کا سایہ نظر آنے لگا ہے۔ مسیح کرے یہ سوار سعید ہی ہو۔"

"یہ سعید ہی ہے" فلپانہ نے جوش مسرت سے بیخود ہو کر کہا۔

اب سوار بہت قریب آگیا تھا۔ اس کا گھوڑا میٹھی دلکی آرہا تھا۔ سعید ہی سوار تھا۔ اس کا عمامہ ہوا میں لہرا رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ سوار دونوں کے قریب آکر رکا۔ فلپانہ نے پہلی نظر میں پہچان لیا۔ یہ سعید ہی تھا۔ فلپانہ کا چہرہ شگفتہ پھول کی طرح کھل گیا۔ اس کی خوبصورت آنکھیں' پھول سے رخساروں پر ہلکا گلابی رنگ دوڑ گیا۔ حیات بخش چہرے پر تبسم نمودار ہو گیا۔ وہ حیات پرور نگاہوں سے سعید کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگی۔

سعید گھوڑے سے اتر پڑا۔ اس نے فلپانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "خدا کا شکر ہے' میری آرزو پوری ہوئی۔ میں نے پھر تمہیں دیکھا۔ جنت ارضی کی حور! کیا تم بخیریت تو رہیں؟"

فلپانہ نے جواب دینا چاہا' لیکن شرم و حیا نے اس کی زبان بند کر دی۔ اس پر سعید کے مردانہ حسن کا رعب پڑا۔ اس کا ننھا سا دل اس کے گداز سینے میں دھڑکنے لگا۔ اس نے انگورا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر سوچا۔ وہ چاہتی تھی کہ انگورا اس کی طرف سے جواب دے' انگورا سمجھ گئی لیکن وہ مصلحتاً خاموش رہی۔

اب سعید نے شوخ و شریر انگورا سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اے غزالہ روم تم تو اچھی طرح رہیں"

انگورا مسکرائی' اس نے جواب دیا۔ "آپ کو ہماری خیریت دریافت کرنے سے مطلب؟"

سعید مسکرایا۔ اس نے کہا۔ "اللہ ری سنگدلی' اف ری بے مروتی چار ہی دن میں مجھے بھول گئے"

انگورا _ ہم بھول گئے یا آپ ہمیں بھول گئے۔

سعید _ میرے امکان سے باہر ہے' جو میں تمہیں بھول جاؤں۔

انگورا _ جب ہی تو آج ہفتہ بھر کے بعد صورت دکھائی ہے۔

سعید _ انگورا! میں ضرور آتا لیکن مجھے خیال ہوا' کہ کہیں باغی نہ ہو جاؤں"

انگورا _ باتیں بنانی خوب آتی ہیں۔

سعید نے محبت خیز نظروں سے حور وش فلپانہ کو دیکھتے ہوئے انگورا سے مخاطب ہو کر کہا۔ "کیا آپ کی طرح یہ (فلپانہ) بھی مجھ پر خفا ہیں"

شریر انگورا نے شوخی سے فلپانہ کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "دوسروں کی بابت مجھ سے کیوں پوچھتے ہو؟ خود ان ہی سے دریافت کر لو۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

سعید ـ سچ کہتی ہو' میں ان سے پوچھے لیتا ہوں' اے حسن و جمال کی مجسم تصویر کیا تم مجھ سے خفا ہو"

فلپانہ شرما رہی تھی- وہ نئی دلہن کی طرح اپنا نازک سر جھکائے ہوئے تھی- اس نے پھر انگورا کا ہاتھ آہستہ سے دبا کر اشارہ کیا کہ وہی اس کی طرف سے جواب دے' لیکن اس وقت انگورا کے دل میں شرارت آرہی تھی- اس نے مسکرا کر شوخی سے کہا- "واہ وا! میں تم دونوں کے بیچ بولنے والی کون؟ جو کچھ تمہیں کہنا ہے خود ہی کہہ لو"

فلپانہ نے گھور کر انگورا کو دیکھا- انگورا نے کہا- "جی تمہاری ان تیز نظروں سے سعید ڈر جائیں تو ڈر جائیں' مجھ پر ان نگاہوں کا اثر نہیں ہو گا- سعید للچائی ہوئی نظروں سے فلپانہ کو دیکھ رہا تھا- اس نے کہا- "یہ سچ کہتی ہیں- ان (انگورا) کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے' اے رشک قمر! مجھے جواب دو- کیا تم مجھ سے خفا ہو"

فلپانہ ابھی تک خاموش تھی اور شرم و حیا کی پتلی بنی کھڑی تھی- ازدیاد حیا سے اس کے عارض تاباں پر عرق آگیا تھا- اس کی برق پاش نگاہیں جھکی ہوئی تھیں- سعید نے پھر کہا- اے پیکر حسن! تم مجھ سے خفا ہو- کس قصور پر؟ کیا خطا ہو گئی"

فلپانہ اب بھی خاموش تھی- انگورا نے فلپانہ سے مخاطب ہو کر کہا- "اے یہ تم شرم کی گڑیا کیوں بن گئیں' اب جب تک سعید نہ آئے تھے تو بڑھ بڑھ کر باتیں بنا رہی تھیں- میں سعید سے یہ کہوں گی وہ کہوں گی- اب کچھ بھی نہیں کہتیں' یہ بھی کوئی انسانیت ہے"

فلپانہ نے شرمیلی نظروں سے انگورا کو دیکھا- سعید ان نگاہوں پر ہزار جان سے فریفتہ ہو گیا- اس نے کہا- "اے مجسم حور! میری طرف دیکھو اپنے اس خطا وار پر نظر کرو- خدا کے لئے بتاؤ کہ تم مجھ سے خفا کیوں ہو؟"

فلپانہ نے کسی قدر دل کڑا کر کے انگورا سے مخاطب ہو کر سعید کو جواب دیا- "میں کسی سے کیوں خفا ہوتی' بہن انگورا خفا ہوں تو ہوں"

سعید ـ انگورا تو مجھ سے خفا نہیں اے حسن کی ملکہ! مجھ سے تو تم خفا ہو-

فلپانہ نے اک نگاہ غلط انداز سے شرما کر سعید کو دیکھا اور لجائے ہوئے لہجہ میں کہا- "میں خفا ہونے والی کون؟ میری خفگی سے کسی کو کیا اندیشہ؟" سعید نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا- "یہ میرے زخم خوردہ دل سے پوچھو"

فلپانہ پر اب تک حیا غالب تھی- وہ سر جھکائے ہوئے تھی- البتہ کبھی کبھی دل کے

شدید تقاضہ سے مجبور ہو کر شرمیلی نگاہوں سے سعید کو دیکھ لیا کرتی تھی- لیکن اب اس کی طبیعت میں بھی شوخی آگئی تھی- اس نے مسکرا کر انگورا سے مخاطب ہو کر کہا- "بہن انگورا! بے جان چیز سے گفتگو کرنے کا تمہیں خوب ملکہ ہے-- تم ذرا ان کے دل سے پوچھنا"

فلپانہ شرما کر چپ ہو گئی- انگورا نے مسکرا کر شرارت آمیز لہجہ میں کہا- "ہاں' ہاں جو کچھ تمہارے ننھے سے دل میں ہے' تم بھی کہہ ڈالو"

فلپانہ نے بھولے پن سے کہا- "میں کیا کہوں؟ میں تو کچھ جانتی ہی نہیں"

سعید نے کہا- "تم! ____ تم ستم کرنا جانتی ہو جو رو جفا کرنا جانتی ہو"

فلپانہ نے انگورا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا- "جی بیشک یہ انگورا ایسی ہی ہیں"

اب سعید نے تلوار میان سے نکال کر فلپانہ کے سامنے پیش کر کے کہا- "تم مجھ سے خفا ہو' میں تمہارا قصور وار ہوں' گنہگاروں کو سزا ملا کرتی ہے' یہ تلوار لو اور گنہگار کا سر اڑا ڈالو"

فلپانہ نے شوخی سے مسکرا کر کہا- "جو رو ستم اس کو کہتے ہو' جب باتوں سے کام نہ چلا تو لگے تلوار سے ڈرانے"

سعید نے ندامت خیز لہجہ میں کہا- توبہ کرو توبہ' میں اور تمہیں تلوار سے ڈراؤں- فلپانہ! میں تم پر شیدا ہوں- مجھے تمہاری محبت نے بے چین کر رکھا ہے- تم مجھ سے خفا ہو اب زندگانی کا کیا لطف"

سعید نے یہ الفاظ کچھ اس طرح ادا کئے کہ ماہ وش فلپانہ تڑپ گئی- اس نے بھولے پن کے ساتھ محبت آمیز نظروں میں کہا- "سعید تم نے مجھ پر ____" ازدیاد شرم سے فلپانہ فقرہ پورا نہ کر سکی- اس نے شرما کر اپنا نازک سر جھکا لیا- سعید نے کہا- "فلپانہ کہو! تم کیا کہنا چاہتی ہو' کیونکہ میرا اسی جواب پر ____"

فلپانہ- "میں کہوں گی' لیکن ابھی نہیں' آیئے گرجہ میں چل کر باتیں کریں گے"

سعید ـ اس وقت آفتاب غروب ہونے کے قریب ہے- مغرب کی نماز کا وقت آرہا ہے- مجھے لشکر میں پہنچ کر نماز پڑھانی ہے- اس لئے اس وقت معافی چاہتا ہوں-

انگورا نے سعید سے مخاطب ہو کر کہا- "آپ یہ تلوار کب تک اسی طرح لئے رہو گے' فلپانہ نے تو تمہارا قصور معاف کر دیا"

سعید ـ معاف کہاں کر دیا- ابھی تو یہ مجھ سے خفا ہی ہیں-

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

انگورا نے فلپانہ سے مخاطب ہو کر دریافت کیا۔ "کیوں جی کیا آپ ابھی خفا ہی ہیں"

فلپانہ بھولے پن سے جواب دیا۔ "میں کسی سے کیوں خفا ہوتی؟"

انگورا نے سعید سے کہا۔ "لیجئے! اب تو اطمینان ہو گیا ہے آپ کا"

سعید ـــ اس کہنے سے کیا ہوتا ہے' یہ فرما دیں کہ میں نے معاف کر دیا تو اطمینان ہو۔

انگورا نے فلپانہ سے کہا۔ "تم ہی کہہ دو کہ میں نے معاف کر دیا"

فلپانہ نے شرم آلودہ نظروں سے سعید کو دیکھ کر آہستہ سے کہا۔

"میں نے معاف کر دیا"

سعید نے تلوار میان میں کرتے ہوئے کہا۔ "خدا کا شکر ہے' اگر تم مجھے معاف نہ کرتیں' تو میری زندگی محال تھی"

فلپانہ ـ "کیا آپ کل گرجہ میں تشریف لا کر ماحضر میں شریک ہوں گے؟"

فلپانہ نے شرماتے ہوئے جس ادا سے یہ مختصر فقرہ ادا کیا۔ سعید کے زخم خوردہ دل پر اس کا گہرا اثر ہوا۔ وہ تڑپ گیا۔ اس نے کہا۔ "آپ کا شکریہ۔ میری ایسی قسمت کہاں کہ آپ جیسی حوروش دوشیزہ مجھے مدعو کرے' مجھے اپنی خوش بختی پر ناز ہے۔ لیکن فلپانہ! میں اس اسلامی لشکر کا سردار ہوں جو .علبک کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے۔ میں نے آج دانستہ اس گرجہ کے قریب اس لئے قیام کیا ہے کہ شاید تمہارا دیدار میسر ہو جائے خدا کا شکر ہے۔ میری آرزو پوری ہو گئی۔ میں نے تمہیں دیکھ لیا۔ میں صبح یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔ افسوس ہے کہ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرنے سے مجبور و لاچار ہوں"

سعید کے صبح سویرے چلے جانے کی خبر سن کر فلپانہ کے دل پر چوٹ لگی اسے کمال رنج ہوا' اس کا پھول سا چہرہ کملا گیا۔ اس نے محبت افزا شرمیلی نگاہوں سے سعید کو دیکھ کر کہا۔ "اس کا اس قدر جانا تھا تو ملنے کی کیا ضرورت تھی"

سعید پر فلپانہ کی ان نگاہوں نے جادو کر دیا۔ اس کے دل پر ان پیار بھری نظروں کا بہت گہرا اثر ہوا۔ اس نے کہا۔ "صرف ایک نظر تمہیں دیکھنے کی آرزو تھی۔ تمہیں دیکھ لیا اگر میں اسلامی لشکر کا سردار نہ ہوتا تو ضرور تمہارے حکم کی تعمیل کرتا تم ایک روز کہتی ہو میں دو روز ٹھہر جاتا لیکن کیا کروں سخت مجبور ہوں جنگ کا زمانہ ہے مجھے .علبک پر یورش کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اس لشکر کے پیچھے سارا اسلامی لشکر آرہا ہے۔ اگر میں ایک روز بلا وجہ ٹھہر جاؤں تو مجھ سے باز پرس کی جائے۔ عجب نہیں فوراً سرداری سے معزول کر دیا جاؤں۔ حوروش فلپانہ! اب تو مجھے اجازت دو' اگر زندگی ہے تو پھر کسی وقت حاضر ہوں گا"

فلپانہ نے بھولے پن سے سعید کو دیکھ کر کہا۔ "اچھا ایک وعدہ کرو"

سعید فلپانہ کی اس ادائے جانانہ پر لوٹ گیا۔ اس نے جواب دیا۔ "کیا وعدہ کروں"

فلپانہ نے رک رک کر شرم افزا لہجہ میں کہا۔ "تم ــــ کبھی ــــ کسی رومی عورت سے ــــ محبت ــــ نہ کرو گے"

"کبھی نہ کروں گا" سعید نے جواب دیا۔

"اور فرصت ملنے پر گرجہ میں آؤ گے" فلپانہ نے اسی شرم آلودہ لہجہ میں کہا۔ سعید نے محبت بھری نظروں سے فلپانہ کو دیکھ کر جواب دیا۔ ضرور آؤں گا"

اب آفتاب حجلہ مغرب کے اس قدر قریب پہنچ گیا تھا کہ دن چھپنے والا تھا۔ سعید نے کہا۔ "دیکھئے آفتاب غروب ہونے والا ہے' اب مجھے اجازت دیجئے۔ مسلمان میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ زندگی ہے تو انشاء اللہ بہت جلد حاضر ہوں گا"

فلپانہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ انگورا نے کہا۔ "لیکن آپ .علبک سے اگر کسی اور طرف تشریف لے گئے تو یہاں کیسے آنا ہو گا"

سعید ـ .علبک کی مہم سے فارغ ہو کر پہلے میں یہاں آؤں گا۔ خواہ ایک ہی شب کے لئے آؤں۔

فلپانہ نے کہا۔ "یہ بھی تمہارا وعدہ ہے"

سعید ـ ہاں میں وعدہ کرتا ہوں اور انشاء اللہ اس وعدہ کو ایفا کروں گا' اچھا خدا حافظ۔

انگورا اور فلپانہ نے ایک ہی ساتھ کہا۔ "فی امان اللہ"

اب سعید گھوڑے پر سوار ہوا اور ایک محبت بھری نظر فلپانہ پر ڈال کر آہستہ آہستہ اپنے لشکر کی طرف روانہ ہو گیا۔ کچھ دیر تو فلپانہ اور انگورا اسے دیکھتی رہیں جب وہ دو نکل گیا تو فلپانہ نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔ "خدا' حضرت مسیح' روح القدس اور پاک ماں (حضرت مریم) کی سعید پر برکت نازل کریں"

انگورا نے فلپانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "سعید خوبصورت ہے' وجیہہ ہے خوش اخلاق ہے۔ کاش وہ عیسائی ہو جائے"

فلپانہ نے جواب دیا۔ "ظالم سعید نے میرا صبر و شکیب لوٹ لیا۔ کاش میں اس غارتگر دین و ایمان کو نہ دیکھتی۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں مسلمان ہو جاؤں اور اسلامی لشکر میں رہ کر اس کی خدمت کروں"

انگورا نے تعجب خیز نظروں سے فلپانہ کو دیکھ کر کہا۔ فلپانہ! ایک عیسائی لڑکی کا خیال

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ تم حسین ہو، تمہارا حسن لاجواب ہے۔ سعید خود تمہاری طرف جھکے گا یقین ہے وہ عیسائی ہو کر تمہاری اور گرجہ کی خدمت کرے گا"

فلپانہ نے یاس آمیز لہجہ میں جواب دیا۔ کر چکا۔ اگر وہ ایسا ہوتا تو صرف نماز کی وجہ سے اس قدر جلد نہ چلا جاتا"

انگورا _ خدا میں سب کچھ قدرت ہے، اگر حضرت مسیح کو منظور ہے تو وہ ضرور عیسائی ہو گا۔ دیکھو آفتاب غروب ہو رہا ہے۔ گرجہ یہاں سے دور ہے آؤ واپس چلیں"

فلپانہ افسردہ ہوئی۔ اس نے جواب تو کچھ نہ دیا البتہ انگورا کے ہمراہ گرجہ کی طرف روانہ ہوئی۔

گیارھواں باب

نیکی کا بدلہ

فلپانہ اور انگور آہستہ آہستہ چل کر گرجہ کے احاطہ میں پہنچیں، جس وقت یہ دونوں احاطہ کے اندر داخل ہوئیں۔ اسوقت آفتاب غروب ہو چکا تھا، نیلے آسمان پر ستارے چمکنے لگے تھے، روشنی زائل ہو کر تاریکی کا تسلط ہو گیا تھا، یہ دونوں آہستہ آہستہ اپنے کمرہ کی طرف جا رہی تھی، جب وہ گرجہ کے سامنے پہنچیں تو انہوں نے روماس کو گرجہ سے نکلتے ہوئے دیکھا، اسوقت روماس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا، اس کی آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی، وہ زیرلب کچھ بڑبڑاتا ہوا آ رہا تھا، فلپانہ اور انگور اس کی یہ کیفیت دیکھ کر حیران رہ گئیں، انہوں نے سنا، روماس کہہ رہا تھا، "یہ نہیں ہو سکتا، کسی طرح نہیں ہو سکتا، میں اس کو کس طرح دیدوں، میری زندگی کا انحصار اسی پر ہے۔ وہ آتا ہے آنے دو، میں اسے صاف صاف جواب دیدونگا ...."

پادری سر جھکائے بڑبڑاتا ہوا آ رہا تھا، اگرچہ فلپانہ اور انگور اس سے بہت بچیں، لیکن وہ ان دونوں سے ٹکرا ہی گیا، وہ چونک پڑا۔ اس نے غور سے ان لڑکیوں کو دیکھا، وہ کھڑا ہو گیا، اس نے کہا۔ "بیٹی فلپانہ! آج ٹھیک بارہ بجے رات کو مجھ سے ایک آدمی ملنے آئے گا، وہ پورے چودہ برس کے بعد آ رہا ہے، تم دونوں کھانا کھا کر آرام کرنا، میں اس آدمی کے ساتھ کھانا کھاؤنگا"

اسوقت روماس کی حالت دگرگوں تھی، اس کے چہرہ کی طرح اسکی آواز بھی غم درد میں ڈوبی ہوئی تھی، فلپانہ جس سے آج تک پادری کو ایسی حالت میں نہ دیکھا تھا، غمزدہ ہو گئی، اس نے کہا۔ "مقدس باپ! تم اسوقت غمزدہ کیوں ہو؟"

پادری نے فلپانہ کی خوبصورت پیشانی چوم کر کہا۔ "جان پدر اسوقت کچھ نہ پوچھو صبح میں تم سے خود ہی سب کچھ بیان کردوں گا۔"

فلپانہ نے بھولے پن سے کہا۔ "میرے عزیز باپ! تم اس وقت سخت متفکر اور مغموم ہو، کیا میں تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتی؟"

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

پادری کے چہرہ پر اور بھی غم و فکر کے آثار ظاہر ہوئے۔ اس نے کہا۔ "میری نور چشمی! میری لخت جگر! تم کچھ فکر نہ کرو' کوئی اہم معاملہ نہیں ہے جو شخص مجھ سے ملنے کے لئے آ رہا ہے میں اسے مردہ تصور کر چکا تھا' اس کی یکایک آنے کی خبر نے مجھے کسی قدر متفکر کر دیا ہے' جاؤ تم دونوں کھانا کھا کر آرام کرو"

فلپانہ کو اور کچھ کہنے کی جرات نہ ہوئی' وہ انگورا کے ہمراہ اپنے کمرہ میں پہنچی' کچھ دیر ستا کر یہ دونوں کھانے کے کمرہ میں گئیں' یہاں مریم ان دونوں کا انتظار کر رہی تھی' مریم نے کھانا چن دیا' ان دونوں نے کھانا کھانے سے فارغ ہو کر انگورا نے مریم سے مخاطب ہو کر کہا "کیا تم نے شام کے وقت مقدس باپ کو دیکھا ہے؟"

مریم :- ہاں دیکھا ہے' وہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی یہاں آئے تھے۔ سخت مغموم و متفکر معلوم ہوتے تھے' میں نے آج تک کبھی انہیں اس قدر غمزدہ نہیں دیکھا' انہوں نے خود ہی کہا تھا کہ کوئی شخص آج رات کو بارہ بجے ان سے ملنے کے لئے آنیوالا ہے' ان کی ہدایت ہے کہ تم دونوں کھانا کھا کر اپنے کمروں میں چلی جاؤ۔"

مریم :- میں نہیں جانتی' اب تم جا کر آرام کرو۔

انگورہ اور فلپانہ دونوں اٹھ کر باہر آئیں اور آہستہ آہستہ چل کر اپنے اپنے کمروں میں چلی گئیں۔

اب رات زیادہ آ گئی تھی' تقریباً "گیارہ بج گئے تھے' ہر طرف خاموشی طاری تھی' تاریکی پھیلی ہوئی تھی' آسمان پر ستارے چمک رہے تھے فلپانہ اپنے کمرہ میں پہنچ کر کوچ پر پڑ گئی' اس کے دل میں الجھن پیدا ہو رہی تھی' وہ معلوم کرنا چاہتی تھی' کہ آج کون شخص آدھی رات کو پادری سے ملنے کیلئے آ رہا ہے اور اس شخص کی آنے کی خبر سنکر پادری اسقدر متفکر و مغموم کیوں ہو گیا ہے۔ وہ ان کے خیالات میں مستغرق تھی۔ کہ برابر کے کمرہ والا دروازہ کھلا اور انگورہ اس کمرہ میں داخل ہوئی' اس نے آہستہ سے کہا فلپانہ سو گئی یا جاگ رہی ہے۔"

فلپانہ اٹھ کر بیٹھ گئی' اس نے جواب دیا۔ "میں جاگ رہی ہوں اچھا ہوا تم آ گئیں' آؤ آگے آ جاؤ' بہن انگورا! آج مجھے نیند نہیں آتی میرے دل میں الجھن سی ہو رہی ہے۔"

انگورا بڑھ کر فلپانہ کے پاس آ گئی' اس نے کوچ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "آج میری طبیعت بھی پریشان ہے' ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی اہم واقعہ پیش آنیوالا ہے' مجھے بھی نیند نہیں آتی' خدا جانے کیا ہونیوالا ہے؟"

فلپانہ :- انگورہ اب بارہ بجنے والے ہیں' وہ شخص آ گیا ہو گا۔ آؤ چل کر دیکھیں' مقدس

باپ کیا کر رہے ہیں؟

انگورہ :- نہیں اس سے مقدس باپ خفا ہو جائیں گے۔

فلپانہ :- ہم انہیں خبر ہی کیوں ہونے دیں' چھپ کر دیکھ لیں گے۔ اس سے ذرا طبیعت کو اطمینان ہو جائے گا' اور پھر نیند آ جائے گی۔ اب یہ دونوں کمرہ سے باہر چلی آئیں' اور جس کمرہ میں پادری سویا کرتا تھا اس کے قریب پہنچیں' ان دونوں نے دیکھا' کہ پادری کے کمرہ کا دروازہ کھلا پڑا ہے' انگورہ نے دبے پاؤں بڑھ کر جھانکا۔ کمرہ بالکل خالی تھا' صرف آتشدان پر ایک بتی جل رہی تھی' انگورا نے کہا۔ "یہاں تو کوئی بھی نہیں' کمرہ بالکل خالی پڑا ہے' آؤ گرجہ میں چلیں شاید وہاں ہوں۔"

فلپانہ :- بس گرجہ ہی میں ہونگے۔ آؤ چلیں۔

اب یہ دونوں گرجہ کی طرف روانہ ہوئیں' اسوقت آدھی رات گذر چکی تھی' ہر طرف اس درجہ خاموشی طاری تھی' کہ پتہ گرنے کی آواز بھی صاف سنائی دیجاتی تھی' اندھیرا پھیلا ہوا تھا' قریب کے درخت بھی ہیبتناک دیو سے معلوم ہو رہے تھے' جس وقت یہ دونوں گرجہ کے دروازہ پر پہنچیں اسی وقت دو شخص گرجہ سے باہر نکلتے نظر آئے' یہ دونوں لڑکیاں جلدی سے دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئیں' اندھیرا ہونے کی وجہ سے انہیں کسی نے نہیں دیکھا' ان دونوں نے سنا کہ پادری کہہ رہا تھا۔ "یونس! تم نے میری زندگی تباہ کر دی' مجھے برباد کر دیا' جو پھول میری زندگی کا سا ہے تم چاہتے ہو کہ اسے بھی لیجاؤ' یہ نہیں ہو گا' ہرگز نہیں ہو گا۔"

اس وقت پادری کو کسی قدر جوش آ گیا تھا' دوسرے آدمی نے روماس نے جس کو یونس کہکر مخاطب کیا تھا۔ کہا "روماس! میں تمہیں بارہ سال سے تلاش کر رہا ہوں' تم دنیا دار آدمی تھے' میں تمہیں شہروں اور قصبوں میں تلاش کرتا رہا' مجھے خیال بھی نہ تھا کہ تم پادری ہو گئے ہو۔ جب تم نہیں ملے اور میں تمہارے ملنے سے مایوس ہو گیا' تو میں نے پادریوں سے اپنا احوال بیان کر کے اپنے لئے سکون اور اطمینان کی ان سے دعائیں کرائیں۔ اتفاقیہ ایک پادری نے مجھے تمہارا پتہ بتایا' میں یہاں آیا تم ملے' روماس! میری محنت اور جانفشانی کو دیکھو' پورے بارہ سال میں آج تم ملے ہو' جس پھول پر تمہاری زندگی کا انحصار ہے' اسی پر میری حیات کا بھی مدار ہے مجھ پر مہربانی کرو' اس پھول کو مجھے دیدو۔"

یونس اور روماس گفتگو کرتے ہوئے احاطہ کے دروازہ کی طرف جا رہے تھے' روماس نے کہا "اب تم جاؤ' مجھے سوچ لینے دو ...... تم ...... آنا اس جگہ ...... شاید میں ...."

چونکہ روماس اور یونس دونوں نکل گئے تھے' اس لئے روماس کی گفتگو کا کوئی لفظ ان لڑکیوں کی سمجھ میں [illegible] آیا اور کوئی [illegible] رفتہ رفتہ وہ اس قدر دور چلے گئے کہ آواز آنی بالکل

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

بند ہو گئی' اب انگورا اور فلپانہ دیوار سے آگے بڑھ کر راستہ پر آگئیں۔ فلپانہ نے کہا۔ بہن انگورا! کچھ سمجھ میں آیا۔ یہ یونس کیا مانگ رہا تھا؟

انگورا :۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ مجھے تو اور الجھن ہو گئی۔

فلپانہ :۔ دونوں پھول کا تذکرہ کر رہے تھے' خدا جانے وہ کون سا پھول ہے۔

انگورا اس طرح چونک پڑی جیسے اسے کوئی بات یاد آگئی ہو' اس نے کہا۔ "میں سمجھ گئی"

فلپانہ :۔ کیا سمجھیں' مجھے بھی بتاؤ۔

انگورا نے مسکرا کر کہا۔ "فلپانہ تو گلستان روم کا پھول ہے یہ تیرا ہی تذکرہ تھا۔"

فلپانہ :۔ بس تمہیں تو ہر وقت شرارت ہی کی سوجھتی ہے۔

انگورا :۔ میں ہنسی سے نہیں کہتی' ضرور یہ تمہارا ہی تذکرہ تھا۔

فلپانہ :۔ بس رہنے دو' آؤ اب اپنے کمروں میں چلیں' ایسا نہ ہو کہ پادری یونس کو رخصت کر کے آ جائیں' اور ہم دونوں کو اس جگہ دیکھ کر خفا ہوں۔

انگورا :۔ ہاں چلو' دیکھو وہ دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔

فلپانہ :۔ دروازہ بند ہونے کی کہاں' ابھی تو انہوں نے کھولا ہو گا' آؤ جلدی چلیں۔

اب یہ دونوں تیز قدمی سے چل کر اپنے اپنے کمرہ میں پہنچیں' اور کوچ پر پڑ کر دونوں غور و خوض کرنے لگیں۔

اس وقت رات کے دو بج گئے تھے' ہر طرف شہر خاموشاں کی سی تاریکی چھائی ہوئی تھی' رات زیادہ آ جانے کی وجہ سے حوروش فلپانہ کی آنکھ لگ گئی' وہ غفلت کی سی نیند سو گئی' ابھی اسے سوئے ہوئے مشکل سے ایک گھنٹہ ہوا ہو گا کہ کسی نے گرجہ کیطرف کا دروازہ کھولا' درواز کھلتے ہی روشنی نمودار ہوئی' تھوڑی دیر میں دو شخص اس کمرہ میں داخل ہو گئے۔

اسوقت ہر طرف خموشی طاری تھی' یہ دونوں آدمی ڈھاٹے باندھے ہوئے تھے' وہ بڑھ کر فلپانہ کے کوچ کے قریب آئے' ان میں سے ایک شخص نے ایک سیاہ رنگ کا رومال نکالا' اور آہستہ سے حوروش فلپانہ کے خوبصورت چہرہ پر ڈالدیا' فلپانہ نے کروٹ لی' اسے چھینک آئی اور وہ بے ہوش ہو گئی۔

ان دونوں نے آہستہ آہستہ سے اسے اٹھایا' ایک آدمی نے اسے اپنی گود میں لے لیا' اور یہ دونوں آہستہ آہستہ چل کر اسی دروازہ میں داخل ہوئے جس سے ابھی اس کمرہ میں

آئے تھے' اس دروازہ کو عبور کر کے یہ دونوں گرجہ سے باہر نکل کر آہستہ آہستہ روانہ ہوئے اور گرجہ کے احاطہ کے دروازہ پر آ کر ٹھہرے' ان میں سے ایک شخص نے آہستہ سے کہا "جولیس خدا کا شکر ہے' ہم کامیاب ہو گئے' اب تم جلدی سے گھوڑے لے آؤ' لیکن ٹھہرو! دیکھنا یہ احاطہ کا دروازہ کیسے کھلا ہوا ہے' کیا کوئی شخص باہر گیا ہے یا آج غلطی سے دروازہ بند ہی نہیں کیا گیا۔

غالباً" ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ یہ دونوں فتنہ پرداز لنطورس اور جولیس تھے' جولیس نے جواب دیا۔ "بیشک دروازہ کھلا ہوا ہے' معلوم ہوتا ہے کوئی شخص باہر گیا ہے' قیاس کہتا ہے' کہ باہر کو جانیوالا اس وقت سوائے پادری کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔"

لنطورس نے ادھر ادھر خوفزدہ نگاہوں سے دیکھ کر کہا۔ "تم نے سچ کہا" اس وقت پادری ہی کسی ضرورت کیلئے باہر گیا ہے' ہمیں جلدی کرنی چاہئے' کہیں ایسا نہ ہو' کہ وہ آ جائے' اور ہماری ساری محنت خاک میں مل جائے' جاؤ جلدی سے گھوڑے لے کر آ جاؤ۔"

فلپانہ کو جولیس نے گود میں اٹھا رکھا تھا' اس نے کہا۔ "آپ ذرا فلپانہ کو گود میں لے لیں' میں ابھی گھوڑے لیکر آیا۔"

فلپانہ ابھی تک بے ہوش تھی' لنطورس نے اسے اپنی گود میں اٹھا کر اس کا سر اپنے کندھے سے اس طرح لگا لیا۔ جیسے کوئی انا بچے کو لگا لیتی ہے۔ جولیس پھر احاطہ کے اندر گرجہ کی طرف چل کر رات کی تاریکی میں غائب ہو گیا۔

لنطورس چپ چاپ دروازہ کے اوپر کھڑا تھا' اس کی پشت باہر کی طرف تھی' منہ گرجہ کی طرف تھا' اسوقت وہ اپنی کامیابی پر دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا' البتہ کبھی کبھی اسے ایک نامعلوم خوف گھبرا بھی دیتا تھا' وہ جولیس کا انتظار کر رہا تھا' اسے ایک ایک لمحہ ایک ایک مہینہ معلوم ہو رہا تھا' اس کی خواہش تھی' کہ جولیس جلد سے جلد گھوڑے لیکر آ جائے' اور وہ حوروش فلپانہ کو لے کر ہوا ہو جائیں۔

لنطورس اس وقت مافیہا سے بے خبر تھا' ہو جولیس کا انتظار کر رہا تھا' کہ دفعتاً" کسی کا سر اس کی پشت پر لگا' یہ خوف زدہ ہو کر اچھل پڑا یہ پلٹا' پلٹتے ہی کسی آدمی سے ٹکرایا' اس نے گھبرا کر ٹکرانے والے کو دیکھا۔ بدبختی سے سامنے پادری کھڑا تھا' لنطورس نے بیساختہ کہا۔ "کون مقدس باپ"

روماس سر جھکائے مستغرق آ رہا تھا' وہ لنطورس سے ٹکرا گیا۔ غالباً" اس وقت وہ یونس کو رخصت کر کے آیا تھا' اس نے کہا۔ "لنطورس! تم اس وقت کیا کر رہے ہو؟"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

لنطورس کانپ گیا' وہ کچھ جواب نہ دے سکا۔ روماس نے پھر کہا "یہ تم گود میں کیا لئے ہوئے ہو؟"

لنطورس کیا جواب دیتا' وہ اس وقت بغلیں جھانک رہا تھا' پادری نے فلپانہ کو غور سے دیکھ کر کہا۔ "ارے یہ تو فلپانہ ہے۔ لنطورس! "تم اس وقت فلپانہ کو کہاں لے جا رہے تھے؟"

لنطورس نے سمجھ لیا۔ کہ مہم خاک میں مل گئی' اب اس کے لئے نازک وقت تھا' ابھی وہ جواب نہ دینے پایا تھا' کہ گھوڑوں کی آہستہ آہستہ آنیکی آواز اس کے کان میں آئی' وہ سمجھ گیا' کہ جولیس گھوڑے لا رہا ہے' اب اسے کسی قدر اطمینان ہوا' اس نے کہا۔ "مقدس باپ! میں فلپانہ پر فدا ہوں' بغیر اس کے زندہ نہیں رہ سکتا' تم اس کا نکاح میرے ساتھ کرنے پر تیار نہیں ہو' میں اب اس لئے اسے لئے جاتا ہوں۔"

روماس :۔ کیا میری خدمت گذاریوں کا یہی صلہ ملنا چاہیے تھا؟ کیا نیکی کا بدلہ بدی ہی ہے؟

لنطورس :۔ بہتر یہی تھا کہ تم مجھے مرنے کے لئے میدان جنگ ہی میں پڑا رہنے دیتے' تمہاری نیکی رحملی اور خوش اخلاقی کا نقش میرے دل پر ہے' مگر مقدس باپ مجھے محبت نے اندھا کر دیا ہے ...."

روماس نے قطع کلام کر کے کہا۔ "محبت! بالکل غلط' محبت کا نام کیوں بدنام کرتے ہو' یہ محبت نہیں ہے' بلکہ بوالہوسی ہے' شیطنت ہے"

اب جولیس گھوڑے لیکر ان دونوں کے قریب آ گیا' روماس نے اسے غور سے دیکھا' اس نے ایک لحظہ توقف کے بعد کہا۔ "جولیس! میں ان آنکھوں سے کیا دیکھ رہا ہوں' کیا تم فلپانہ کو لے ہی جاؤ گے۔"

"ضرور لے جائیں گے" جولیس نے جواب دیا۔

روماس :۔ کیا میری خدمات کا یہی صلہ ہونا چاہیے' جو تم دے رہے ہو" جولیس نے بگڑ کر کہا۔ "کیسی خدمات اور کیسا صلہ ایک طرف ہٹ جاؤ اور ہمیں جانے دو۔

روماس نے عاجزی سے کہا "جولیس! ایسا نہ کرو' میں بغیر فلپانہ کے زندہ نہیں رہ سکونگا' مجھ پر رحم کرو' میری ضعیفی پر ترس کھاؤ۔ فلپانہ کو میرے پاس چھوڑ دو۔"

جولیس نے وحشت لہجہ سے کہا۔ "یہ نہیں ہو سکتا۔ ہم فلپانہ کو لے جائیں گے۔"

اب پادری مردانہ وار کھڑا ہو گیا' اس نے کہا۔ "تم میری زندگی میں کسی طرح نہیں لے جا سکتے۔"

جولیس نے گھوڑوں کی باگیں چھوڑ دیں' وہ خنجر نکال کر پادری کی طرف بڑھا۔ اس نے کہا' "ہم راستہ کے کانٹے ہی کو کیوں نہ دور کر دیں۔"

جولیس نے غریب پادری کے خنجر مارا' پادری نے ایک دلدوز آہ کی۔ وہ لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا' جولیس نے لنطورس سے کہا۔ "حضور آپ سوار ہو جایئے۔"

پادری کی آہ کی آواز خاموش فضا میں گونجی' راستہ کے دوسرے طرف سے آواز آئی۔ "خبردار ...."

جولیس اور لنطورس اس آواز کو سن کر چونک پڑے' جولیس نے دیکھا۔۔۔ سے فلپانہ کو ہوش آ چلا تھا' اس کی مستانہ وار آنکھیں کھلنے لگی تھیں لیکن ابھی تک اس کا سر گھوم رہا تھا' وہ صورت واقعہ کو سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتی تھی' البتہ اپنی نیم باز آنکھوں سے خوف اور حیرت کی نظر سے دیکھ رہی تھی۔

لنطورس جلدی سے گھوڑے پر سوار ہو گیا' جولیس فلپانہ کو لنطورس کی سواری میں سوار کرانے ہی کو تھا' کہ کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی چند ہی لحہ میں ایک عرب سامنے کھڑا ہوا' اس عرب نے ڈانٹ کر کہا تم کون ہو؟ کیا کر رہے ہو؟ تمہارے ہاتھوں میں کیا ہے؟"

عرب ایک قدم جولیس کی طرف بڑھا' اس نے فوراً کہا۔ "یہ کون؟ ہے فلپانہ! ظالمو! تم اسے کہاں لے جا رہے ہو؟"

جولیس اس عرب کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا' وہ فلپانہ کو سوار نہ کر سکا اس عرصہ میں پادری کراہا۔ عرب نے پھر کہا۔ "یہ کیا؟ زخمی کون پڑا ہے کمبختو! کیا تم نے کسی کو مار ڈالا؟"

یہ آنیوالا عرب سعید تھا۔ وہ فوراً لوٹ کر پادری کے قریب پہنچا اس نے جھک کر پادری کو دیکھا۔ جولیس نے جلدی سے فلپانہ کو زمین پر رکھا' اور خنجر لے کر سعید کی طرف بڑھا۔ سعید پادری کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے قدموں کی چاپ سنی' وہ فوراً کھڑا ہو گیا' جولیس اس کے قریب پہنچ چکا تھا' اسنے خنجر سعید کی طرف بھونک دیا' سعید نے نہایت چابکدستی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر مروڑا اور خنجر چھین لیا سعید نے غضبناک لہجہ میں کہا۔ "مردود ازلی! تم کون ہو؟ کیوں تم نے اس مظلوم کو مار ڈالا۔"

جولیس نے کچھ جواب نہیں دیا۔ وہ آہستہ سے جھک کر اپنے گھوڑے کے قریب آیا اور زقند بھر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا' اس نے کسی قدر گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "بھاگئے

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

حضور! اس خونخوار عرب کے سامنے بھاگئے۔

لنتورس نے سنبھل کر گھوڑے کے مہمیز لگائی' اور نہایت تیزی سے روانہ ہو گیا' جولیس بھی اس کے پیچھے ہی بھاگ پڑا۔ سعید پھر پادری کے اوپر جھک گیا' اس نے اس کے زخموں کا معائنہ کرنا شروع کیا۔

بارھواں باب

روانگی

سعید پادری کے اوپر جھکا ہوا اس کے زخموں کو ٹٹول رہا تھا رات کی تاریکی غالب آ رہی تھی' ہر طرف اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ خاموشی اس درجہ طاری تھی' کہ درخت سے پتہ گرنے کی آواز بھی صاف سنائی دیتی تھی۔ ابھی تک لنتورس اور جولیس کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دے رہی تھی' اگر دم بدم دور ہوتی جاتی تھی۔

سعید نے بہت جلد معلوم کر لیا کہ پادری روماس کے پہلو میں زخم آیا تھا' اس زخم سے خون کثرت سے نکل گیا تھا' ضعیف العمر پادری کے خون زیادہ نکلا تھا' وہ برابر کراہ رہا تھا' اس کا تنفس بیقاعدہ طور پر ہو چلا تھا۔

سعید نے جلدی سے اپنا عمامہ اتارا' اور اس میں پٹیاں پھاڑ کر ایک پٹی کو تہ کر کے زخم کے منہ پر رکھ دی' اور تین پٹیوں سے کس کر باندھ دیا اگرچہ اس کارروائی سے سیلان خون بالکل بند نہ ہوا تھا' لیکن کمی ضرور ہو گئی' اب سعید پادری روماس کو چھوڑ کر حوروش فلپانہ کی طرف بڑھا۔

فلپانہ ابھی تک زمین پر پڑی ہوئی تھی' اس وقت اسے اچھی طرح ہوش آ گیا تھا' مگر ابھی تک دوران سر ہو رہا تھا' وہ اٹھ نہ سکتی تھی' سعید اس کے قریب پہنچا' وہ فلپانہ پر جھک گیا۔ اس نے کہا۔ "فلپانہ!"

فلپانہ نے نہایت آہستگی سے جواب دیا۔ کون سعید! "تو تم ہو؟ ...."

سعید نے سہارا دیکر فلپانہ کو اٹھایا' فلپانہ اٹھ کر بیٹھ گئی' اس وقت فلپانہ کو خیال ہوا۔ کہ پادری کو زخمی کر کے اسے زبردستی لے جانے کے لئے اس اندھیری رات میں آنیوالا سعید ہی تھا' اسے اسوقت پادری کی وہ بات یاد آئی' جو اس نے دریا کے کنارے پر آفتاب غروب ہونے کے بعد کہی تھی' کہ عرب رومی عورتوں اور بچوں کو پکڑ کر لیجاتے ہیں' اس نے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

بیساختہ پن سے کہا۔ "سعید یہ کیا ہے؟ تم چور کی طرح کیوں آئے۔"

سعید فلپانہ کے اس سوال پر حیران ہوا۔ اسے کیا خبر تھی اسوقت فلپانہ کے نازک دماغ میں کس قسم کے خیالات ہیں' اس نے سادگی سے جواب دیا۔ "میں اتفاقیہ پہنچ گیا۔ اگر میں اور تھوڑی دیر نہ آتا تو رومی کتے تمہیں لیجاتے۔"

فلپانہ اس جواب کو سنکر حیرت زدہ ہو گئی' وہ اپنے بیجا شکوک کی وجہ سے شرمندہ سی ہونے لگی' لیکن اس نے اپنی حیرت و شرمندگی کو بالائے طاق رکھ کر آہستگی سے کہا "تم کیا کر رہے ہو؟"

سعید نے غور سے فلپانہ کی چاند سی صورت دیکھتے ہوئے کہا۔

فلپانہ! میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے کیمپ سے باہر نکلا اور ٹہلتا ہوا اس طرف نکل آیا' جب میں احاطہ کے قریب پہنچا' تو میں نے ایک آہ کی آواز سنی' میں نے دور سے ڈانٹا' اور جھپٹ کر اس جگہ آیا' یہاں دو رومی بدمعاش کھڑے تھے' ایک تمہیں اپنی گود میں اٹھائے ہوئے تھا' میں اس واقعہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا' ابھی میں حیرت زدہ کھڑا ہی تھا کہ پاس ہی سے کراہنے کی آواز آئی میں اس طرف متوجہ ہوا' میں نے جھک کر دیکھا یہ پادری تھا' جو زمین پر پڑا ہوا تھا' ابھی میں اسے دیکھ ہی رہا تھا' کہ ان دونوں میں سے ایک بدمعاش خنجر لیکر مجھ پر حملہ آور ہوا میں نے سنبھل کر اس کا خنجر چھین لیا' وہ دونوں بھاگ گئے' میں نے پادری کے زخم پر پٹی باندھی' اب تمہیں دیکھنے کے لئے آیا ہوں' کہو اب تمہاری کیسی طبیعت ہے"

فلپانہ نہایت غور سے سعید کی گفتگو سن رہی تھی' رفتہ رفتہ اس کے شکوک زائل ہوتے جاتے تھے' یہاں تک کہ ادھر سعید کی گفتگو تمام ہوئی ادھر گلعذار فلپانہ کے تمام شبہات مٹ گئے اس نے شرمیلے پن سے کہا۔ "آپ اپنے کیمپ سے اس وقت باہر کس طرح چلے آئے؟"

سعید :۔ میں سو رہا تھا' دفعتہً میری آنکھ کھل گئی' آنکھ کھلتے ہی مجھے بے چینی سی ہونے لگی۔ مجھے خیال ہوا کہ کہیں اسلامی لشکر پر رومی شبخون مارنے کا تو ارادہ نہیں رکھتے' میں فوراً بستر سے اٹھا اور مسلح ہو کر اپنے خیمہ سے باہر نکل آیا' اس وقت تمام لشکر گاہ غفلت کی نیند سو رہا تھا صرف اطلایہ گرودستہ بیدار باش کی آواز لگاتا ہوا لشکرگاہ میں گھوم رہا تھا' میں تنہا لشکر سے باہر نکل کر چاروں طرف دور دور تک اپنا شک مٹانے کیلئے گیا' مگر میں نے کسی طرف بھی کوئی کھٹکا محسوس نہیں کیا۔ لیکن میرے دل کی وہی کیفیت تھی جو اٹھتے وقت

تھی بلکہ اب اور بھی اضطراب بڑھ گیا تھا' میں حیران تھا کہ میرے دل کی کیفیت یہ کیوں ہے؟ دفعتہً مجھے خیال پیدا ہوا' تمہارے آتے ہی میرا دل اور بھی مضطرب ہو گیا میں اس اضطرابی کی حالت میں چل پڑا' اور احاطہ کے قریب آیا یہاں وہ واقعات پیش آئے جو میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔ اب فلپانہ اچھی طرح سنبھل گئی تھی' ابھی تک وہ سعید کے سہارے سے بیٹھی ہوئی تھی' اب وہ سنبھل کر علیحدہ بیٹھ گئی' اسے پادری کا خیال پیدا ہوا اس نے مضطرب ہو کر کہا۔ "میرا عزیز باپ! کیا وہ ابھی زندہ ہے" سعید نے تشفی آمیز لہجہ میں جواب دیا۔ گھبراؤ نہیں وہ زندہ ہے۔ لیکن اسے طبی امداد کی ضرورت ہے' کیا اس گرجہ میں کوئی اور بھی ہے ....

.... ہاں وہ لڑکی جو شام کے وقت تمہارے ساتھ تھی وہ کہاں ہے؟"

فلپانہ :۔ گرجہ میں کئی آدمی موجود ہیں' مریم ہے' انگورا ہے لنٹورس ہے اور جولیس ہے' مسیح کے لئے جلد میرے ضعیف باپ کی مدد کرو۔

بیچاری فلپانہ کو کیا خبر تھی' کہ محسن کش شیطان سیرت لنٹورس اور جولیس ہی اسے لے جانے کی کوشش کر رہے تھے' سعید نے کہا۔ "کیا تم میرے ساتھ گرجہ کے احاطہ تک چل سکتی ہو۔"

فلپانہ :۔ میرا سر گھوم رہا ہے' میں سہارا لے کر چل سکتی ہوں۔

سعید :۔ آؤ تم میرے سہارے سے چلو' ہمیں پادری کی خبرگیری کے لئے اور آدمیوں کو بلانا چاہیے۔

فلپانہ سعید کا ہاتھ پکڑ کر اٹھی' اس نے سعید کے شانہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ دونوں آہستہ آہستہ چل کر احاطہ کے اندر پہنچے۔ فلپانہ سعید کو انگورا کے کمرہ قریب لائی' اس نے کمرہ پر دستک دی۔ تھوڑی دیر میں دروازہ کھلا۔ انگورا کمرہ سے باہر نکل آئی' وہ سعید و فلپانہ کو ساتھ دیکھ کر حیران رہ گئی' اس نے حیرت زدہ لہجہ میں کہا۔ "کیا فلپانہ! تم سعید کے ہمراہ جا رہی ہو"

فلپانہ نے جلدی سے جواب دیا۔ "نہیں انگورا! غضب ہو گیا' کسی شقی نے مقدس باپ کو زخمی کر دیا' وہ احاطہ کے باہر زخمی پڑے ہوئے ہیں......

انگورا نے متعجب ہو کر قطع کلام کرتے ہوئے کہا "مقدس باپ کو زخمی کر دیا۔ یہ یونس کا کام معلوم ہوتا ہے۔ میں اسی وقت کھٹکی تھی' جب مقدس باپ اور یونس گفتگو کرتے ہوئے احاطہ سے باہر جا رہے تھے۔ چلو انہیں گرجہ میں اٹھا کر لائیں۔

allurdupdfnovels.blogspot.com
ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

فلپانہ :۔ انگورا ! ٹھہرو میں اور تم کچھ نہیں کر سکتے' اسوقت انہیں بر وقت امداد کی ضرورت ہے' تم لنتورس اور جولیس کو بلا لو۔ وہ دونوں مقدس باپ کو آسانی سے اٹھا لائیں گے۔

انگورا :۔ ہاں تو سچ کہتی ہو' میں جلدی میں ان دونوں کو تو بھول ہی گئی تھی' اچھا ٹھہرو' میں ابھی انہیں بلا کر لاتی ہوں۔

انگورا تیز قدمی سے گرجہ کے پشت کی طرف روانہ ہوئی۔

فلپانہ نے سعید سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اب کسقدر رات باقی ہو گی؟"

سعید :۔ زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے' کہو اب تمہاری طبیعت کیسی ہے؟"

فلپانہ :۔ اچھی نہیں ہے' میرا سر ابھی گھوم رہا ہے' آج سے پہلے میری حالت کبھی ایسی نہیں ہوئی۔

سعید :۔ تم نے انگور کا عرق (شراب) تو نہیں پی تھی۔

فلپانہ :۔ بالکل نہیں مجھے اس عرق سے سخت نفرت ہے۔

سعید :۔ جب تمہیں ان بدذاتوں نے اٹھایا' تو تمہیں بالکل خبر نہ ہوئی

فلپانہ :۔ بالکل نہیں میں بیہوشی کی حالت میں تھی۔

سعید :۔ معلوم ہوتا ہے' ان شیطانوں نے تمہیں کوئی ایسی چیز سنگھائی ہے جس سے تم بیہوش ہو گئیں۔

فلپانہ :۔ یقیناً ایسا ہی ہوا۔

اب انگورا واپس آ گئی' اس نے قریب آ کر کہا۔ "فلپانہ ! لنتورس اور جولیس دونوں موجود نہیں ہیں' خدا جانے کہ کہاں چلے گئے۔"

فلپانہ کے دماغ میں بجلی کی تیزی کے ساتھ یہ خیال گذرا کہ اسے بھگا کر لے جانے والے اور پادری کو زخمی کرنے والے لنتورس اور جولیس ہی تھے اس نے انگورا سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اب میری سمجھ میں سب کچھ آ گیا۔ انگورا! لنتورس اور جولیس ہی نے مقدس باپ کو زخمی کیا ہے۔" یہ کہکر اس نے جو کچھ سعید سے سنا تھا' مختصر طور پر انگورا کو سنا دیا۔

انگورا نے کہا۔ "قیاس کہتا ہے یہ دونوں وہی بدذات تھے' چلو اب ہم تم ہی مقدس باپ کو اٹھا کر لائیں۔"

سعید نے فلپانہ سے مخاطب ہو کر کہا "کیا اسوقت گرجہ میں کوئی اور نہیں ہے"

فلپانہ :۔ صرف ایک ضعیف العمر خادمہ مریم ہے۔

سعید :۔ اچھا مریم ہی کو بلاؤ۔

فلپانہ نے انگورا سے مریم کو بلانے کے لئے کہا۔ انگورا چلی گئی اور جلدی سے ہمراہ لیکر آ گئی' انگور نے راستہ ہی میں مریم سے سارا وقعہ سنا دیا۔ مریم نے آ کر غم بھرے لہجہ میں فلپانہ سے کہا۔ "فلپانہ! آخر وہی ہوا جس کا مجھے اندیشہ تھا۔ میں ان دونوں شیطانوں سے پہلے ہی کھٹک رہی تھی' ظالموں نے مقدس باپ کو زخمی کر ہی دیا اگر یہ شریف عرب نہ آ جاتا تو وہ شقی تجھے بھی لیجاتے۔"

سعید نے فلپانہ سے کہا۔ "اب دیر کرنی مناسب نہیں تم مریم سے کہو۔ جلدی پانی گرم کرے۔ تم دوران سر کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہیں جا سکتی ہو۔ اپنے کمرہ میں آرام کرو۔ میں اور انگورا پادری کو یہاں لاتے ہیں۔"

فلپانہ نے مریم سے پانی گرم کرنے کو کہا۔ مریم چلی گئی' فلپانہ اسی جگہ زمین پر بیٹھ گئی اس نے کہا۔ "سعید میں یہاں بیٹھی ہوں' تم جلد جا کر مقدس باپ کو لے آؤ۔

انگورا نے تھوڑے ہی عرصہ میں کسی قدر عربی پڑھ لی تھی' وہ کچھ کچھ سعید کی گفتگو سمجھنے لگی تھی' اور ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بول بھی لیتی تھی' اس نے سعید کا مطلب سمجھ لیا تھا' وہ سعید کے ہمراہ روانہ ہوئی' یہ دونوں گرجہ کے احاطہ سے باہر آئے' پادری ابھی تک نیم بیہوشی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ سعید نے آہستہ سے پادری کو اٹھا لیا اور اسے گود میں لے کر چل پڑا' وہ آہستہ آہستہ چل کر فلپانہ کے پاس پہنچا۔

فلپانہ تنہا ابھی تک زمین پر بیٹھی تھی۔ وہ ان لوگوں کو آتا دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی' جب یہ فلپانہ کے قریب پہنچے' تو اس نے کہا۔ "سعید مقدس باپ کو میرے کمرہ میں لے چلو۔"

فلپانہ نے اپنا کمرہ بتایا۔ سعید نے اس کمرہ میں پہنچ کر پادری کو کوچ پر لٹا دیا۔ اسی عرصہ میں مریم پانی گرم کر کے لے آئی' انگورا نے شمع روشن کی۔ سعید جانتا تھا کہ فلپانہ نازک طبع ہے' اسے اندیشہ ہوا کہ وہ پادری کا زخم دیکھ کر گھبرا نہ جائے' اس لئے اس نے فلپانہ کو اس جگہ سے ہٹا دیا' جب فلپانہ وہاں سے چلی گئی' تو سعید نے پادری کے زخم کی پٹی کھولی' اور روشنی میں زخم کو دیکھا۔ زخم کچھ زیادہ گہرا نہ تھا' اس نے زخم کو گرم پانی سے دھو کر خوب صاف کر دیا' اور اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکال کر پٹی کس دی۔

اس وقت پادری کو ہوش آ گیا تھا۔ وہ سعید کو ہمدردی اور محبت بھری نگاہوں سے مرہم پٹی کرتے دیکھ رہا تھا' اس نے آہستہ سے عربی زبان میں دریافت کیا۔ برخوردار تمہارا کیا نام ہے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

سعید :- میرا نام سعید ہے۔

روماس :- بخدا! تم اسم بامسمیٰ ہو' سعید! تمہاری اس ہمدردی اور محبت کو دیکھ کر جو تم نے میرے ساتھ کی مجھے سخت تعجب ہوا' عرب جاہل' وحشی خونخوار اور ناخدا ترس ہوتے تھے۔ تم اسقدر شریف ایسے ہمدرد اور اس درجہ خدا ترس کیسے ہو"۔

سعید نے جواب دیا۔ "ہم ایام جاہلیت میں ایسے ہی تھے جیسا آپ فرماتے ہیں' بتوں کو پوجتے تھے' آپس ہی میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے لیکن جب سے ہم مسلمان ہوئے ہیں' اس وقت سے ہم میں انسانیت آ گئی ہے' ہماری حالتیں بدل گئیں' ہم بدل گئے ہیں' اب ہم خدا پرست ہیں' خدا کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور مہربانی سے پیش آتے ہیں...... کہئے اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"

روماس :- اچھی ہے' زخم میں پہلے جو کسک تھی' جس نے مجھے سخت تکلیف دے رکھی تھی' اب نہیں میری فلپانہ کہاں ہے۔"

سعید :- فلپانہ دوسرے کمرے میں موجود ہے' میں نے اس خیال سے اسے ہٹا دیا تھا' کہ کہیں زخم دیکھ کر اس کی طبیعت نہ بگڑ جائے۔

روماس :- خوب کیا' اب کوئی اندیشہ نہیں۔ بیٹی انگورا! تم فلپانہ کو بلاؤ۔

انگورا فلپانہ کو بلانے کے لئے چلی گئی' اب سپیدۂ صبح نمودار ہو گیا تھا صبح صادق کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے۔ آسمان مسکرا رہا تھا' اس کے تبسم خیز عکس سے روشنی ہونے لگی تھی' آسمان کس لئے مسکرا رہا تھا' اس کو کوئی نہیں بتا سکتا۔ آیا اس لئے کہ انسان چند روزہ زندگی پر اس قدر خواب غفلت میں سرشار ہو جاتا ہے' کہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا کہ وہ کس لئے پیدا ہوا ہے' اور اسے کیا کرنا چاہیے۔ وہ اپنی ہستی کے سامنے خدا کی ہستی کو بھول جاتا ہے۔ ہزاروں انسان روز مرتے ہیں' لیکن وہ یہی سمجھتا ہے کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے گا کبھی بھولے سے بھی خدا کو یاد نہیں کرتا۔ یا اس لئے کہ انسان جو ایک دوسرے کی ہمدردی کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے' بجائے ہمدردی کرنے کے ایک دوسرے کو خون کا پیاسا ہو کر قتل و غارت گری شروع کر دیتا ہے' اور اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے ذلیل سے ذلیل اور کمینی سے کمینی حرکتیں کرنے لگتا ہے' جو اس کے شایان شان نہیں بہر حال کوئی نہیں جانتا' کہ آسمان ہر روز صبح کے وقت کیوں مسکراتا ہے یہ ایک راز ہے' جو خواب غفلت میں پڑے ہوئے انسانوں پر قیامت تک ظاہر نہ ہو گا لیکن وہ لوگ جو دنیا کو چند روزہ سمجھتے ہیں۔ خود کو دنیا میں مثل مسافر کے خیال کرتے ہیں' اپنی ناچیز ہستی کو بھول جاتے

ہیں۔ خدا کی خدائی کے قائل ہیں مصیبت ہو یا راحت اسے نہیں بھولتے' انہوں نے آسمان کے مسکرانے کا راز سمجھ لیا ہے ایسے ہی انسان انسان کہلانے کے مستحق ہیں۔

انگورا فلپانہ کو ہمراہ لے کر آ گئی' پادری نے فلپانہ کو اپنے قریب بلایا فلپانہ بڑھ کر پادری کے بالیں پر جا بیٹھی' پادری نے کمزور آواز میں کہا۔ "بیٹی خدا کا شکر ہے۔ حضرت مسیح کا احسان ہے' کہ تو شیطانوں کے پھندے سے بچ گئی ...."

فلپانہ نے قطع کلام کر کے کہا۔ "مقدس باپ! مجھے خبر نہیں کہ کیا ہوا اور کیسے ہوا۔ میں کس طرح گرجے کے احاطہ کے باہر پہنچی؟"

"سعید بیٹھ جاؤ' میں تمہیں رات کا واقعہ سناتا ہوں' بیٹی انگورا! تو بھی بیٹھ جا' آؤ دونوں اسی کوچ پر بیٹھ جاؤ' دیکھو اسطرف بہت جگہ پڑی ہے"

سعید اور انگورا قریب کونے پر بیٹھ گئے' روماس نے کہا۔ "بیٹی فلپانہ! میں نے رات تم سے کہا تھا کہ ایک شخص رات کو بارہ بجے مجھ سے ملنے آئے گا' وہ وقت مقررہ پر آیا۔ ہم دونوں نے نصف گھنٹہ باتیں کیں۔ جب وہ رخصت ہونے لگا تو اسے رخصت کرنے کیلئے گرجے کے احاطہ تک گیا۔ ہم دونوں باتوں میں کچھ ایسے مصروف تھے۔ کہ میں باتیں کرتا ہوا احاطہ سے دور نکل گیا' جب میں واپس آیا' تو میں نے نسطورس کو دروازہ پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ وہ فلپانہ کو گود میں اٹھائے ہوئے تھا۔ میرے دریافت کرنے پر اس نے صاف کہدیا۔ کہ وہ فلپانہ کو زبردستی لئے جاتا ہے۔ ابھی میں نسطورس سے باتیں ہی کر رہا تھا' کہ جولیس بھی آ گیا وہ دو گھوڑوں کی باگیں پکڑے ہوئے تھا' میں نے اس سے رحم کی التجا کی' اس بے درد نے میرے خنجر بھونک دیا۔ میں تیورا کر گرا' جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اس شریف عرب کو اپنا زخم باندھتے ہوئے دیکھا' میں پھر بیہوش ہو گیا' اور جب مجھے اس نیک دل عرب نے اپنی گود میں اٹھایا۔ اسوقت میں پھر ہوش میں آ گیا تھا۔ بیٹی فلپانہ! یہ بہادر شریف اور نیک دل عرب تیری مخلصی اور میری زندگی کا باعث ہوا ہے' ہم جسقدر بھی اس کا شکریہ ادا کریں کم ہے' کسقدر افسوس ہے کہ ہماری قوم کے ان لوگوں نے جنہیں ہم نے موت کے منہ سے بچایا تھا اور رات دن ان کی تیمارداری کی تھی ہماری ہمدردی اور خدمت گذاری کا یہ صلہ دیا' کہ ہمیں موت کے کنارہ پہنچا دیا اور ایک غیر ملک اور غیر قوم کے اس شخص نے جس کے ہم دشمن ہیں۔ ہماری قوم جس کی قوم کے خون کی پیاسی ہے' ہمیں موت کے گڑھے سے گرنے میں بچا لیا خدا اور خدا کا بیٹا اس پر اپنی برکتیں نازل کرے' کاش یہ نوجوان عرب عیسائی ہوتا۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

روماس نے یہ تمام گفتگو رومی زبان میں کی تھی' سعید رومی زبان سے ناواقف تھا' اس گفتگو کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھا' فلپانہ نے شرم آمیز لہجہ میں ترنم خیز آواز سے مخاطب ہو کر کہا۔ سعید! ہم تمہارا شکریہ ادا نہیں کر سکتے' تم نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے' تمہیں رات بھر ہماری وجہ سے تکلیف اٹھانی پڑی ہے' چلو میں تمہیں دوسرا کمرہ بتا دوں' تم تھوڑی دیر آرام کر لینا۔"

دل ازوست دادہ سعید فلپانہ کی اس ادائے جانستاں پر لوٹ گیا اس نے مشکل سے اپنے دل پر قابو کر کے جواب دیا۔ "میں نے کوئی احسان نہیں کیا صرف اپنا انسانی فرض ادا کیا ہے' میں شکریہ کا مستحق نہیں ہوں نہ میں نے شکریہ کے قابل خدمات انجام دی ہیں' اب صبح ہو گئی ہے' میں اسلامی لشکر کے ہمراہ ہوں' سورج نکلتے ہی عساکر اسلامیہ کوچ کریگا' میں بغیر کسی سے کچھ کہے اتفاقیہ رات یہاں آ گیا' مسلمان میری عدم موجودگی سے غمگین و پریشان ہو جائیں گے۔ مجھے جلد ...."

روماس نے قطع کلام کر کے کہا۔ "قیافہ کہتا ہے کہ تم عربی لشکر کے سردار ہو۔"

سعید نے سر جھکا کر جواب دیا۔ "جی ہاں اس وقت اسلامی لشکر میری ہی قیادت میں ہے اور اسی لئے مجھے جلد لشکر میں پہنچ جانا چاہئے' لیکن میں ایک فکر میں مبتلا ہو گیا ہوں وہ یہ ہے کہ اس وقت گرجہ میں صرف تین عورتیں ہیں' اور ایک آپ ہیں' ان عورتوں میں بھی دو کمسن اور ناتجربہ کار لڑکیاں ہیں' اور آپ زخمی ہیں' اگر کسی وقت ان دونوں بدذاتوں نے جنہوں نے آپ کو زخمی کیا ہے۔ پھر حملہ کر دیا تو کون ان کا مقابلہ کر سکے گا۔"

روماس :۔ مجھے بھی یہی فکر ہے۔

سعید :۔ اگر آپ کو مجھ پر اعتماد ہو۔ تو اسلامی لشکر میں چلئے۔ مسلمان آپ کی خدمت کریں گے۔

روماس :۔ کیا سب مسلمان ایسے ہی نیک دل ہوتے ہیں' جیسے تم ہو۔"

سعید :۔ آپ مسلمانوں میں چل کر خود ہی دیکھ لیں گے کہ مسلمان کیسے نیک رحمدل اور خلیق ہیں۔

روماس :۔ تمہارا لشکر کہاں جا رہا ہے؟

سعید :۔ اگرچہ یہ فوجی قانون کے خلاف ہے' لیکن میں بتائے دیتا ہوں کہ ہم .علبک جا رہے ہیں۔

روماس :۔ میں بھی .علبک جانا چاہتا ہوں' لیکن زخمی ہوں کس طرح .علبک جا سکوں گا۔

کچھ مشکل نہیں' اس کا انتظام میں کر لونگا۔

سعید :۔

روماس :۔ بیٹا سعید مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے' خدا کے بعد میں تم پر بھروسہ کرتا ہوں' اگر تم میرے چلنے کا انتظام کر سکتے ہو' تو کرو۔ میں بڑی خوشی سے تمہارے ہمراہ چلنے کو تیار ہوں۔

سعید اس نوید جاں بخش کو سن کر خوش ہو گیا۔ اس نے کہا۔ "میں لشکر میں جا کر تمہارے لئے آرام دہ سواری کا انتظام کرتا ہوں' تم تیار ہو جاؤ۔

روماس :۔ شریف اور نیک انسان جاؤ۔ لیکن جلد آنا۔ میں تمہیں تیار ملوں گا۔

"بہت جلد حاضر ہونگا۔ سعید نے کہا اور کمرہ سے باہر نکل کر چلا گیا۔ روماس نے مریم سے مخاطب ہو کر کہا۔ "مریم! تمام کمروں کو بند کر کے چابی لگا دو۔ گرجہ کو بھی بند کر دو۔ قربانگاہ پر آبنوس کی صلیب رکھی ہے' وہ اٹھا لانا۔ اپنے میرے اور فلپانہ کے کپڑے اور چند برتن دو تین صندوقچوں میں ہمراہ لے لو جاؤ جلدی کرو۔ سعید کے آنے سے پہلے روانگی کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔

مریم چلی گئی۔ روماس نے کہا۔ سعید جسقدر خوبصورت اسی قدر نیک اور شریف بھی ہے' اگر وہ عیسائی ہوتا........."

بڈھا پادری خاموش ہو گیا' انگورا نے شوخی سے فلپانہ کو دیکھ کر کہا۔ "مگر سعید عیسائی ہوتا تو فلپانہ کیلئے شوہر نہ تلاش کرنا پڑتا۔"

فلپانہ شرما گئی' اس نے تہدید آمیز نظروں سے انگورا کو دیکھا روماس نے کہا۔ "خدا کی قسم تم نے سچ کہا۔ اگر سعید عیسائی ہو جائے ......"

ضعیف العمر پادری نے پھر فقرہ ناتمام چھوڑ دیا' انگورا نے شرارت آمیز نظروں سے فلپانہ کو دیکھتے ہوئے پھر کہا۔ "تو آپ فوراً فلپانہ کی شادی اس کے ساتھ کر دیں۔"

روماس :۔ "ہاں حضرت مسیح کے پاک خون کی قسم فوراً کر دوں"

فلپانہ نے ازدیاد شرم سے اپنا نازک سر جھکا لیا۔ انگورا نے پھر کہا۔ مجھے یقین ہے سعید عیسائی ہو جائے گا۔

روماس :۔ بیٹی! تو ان مسلمانوں سے واقف نہیں ہے' یہ لوگ مر جاتے ہیں لیکن اپنا مذہب نہیں چھوڑتے' جب میں مسلمانوں کے حالات سنتا ہوں تو مجھے رشک ہوتا ہے۔ کاش! عیسائی بھی مسلمانوں کی طرح اپنے مذہب کے پابند ہوتے۔ بیٹی انگورا! جب تک عیسائی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

اپنے مذہب پر قائم رہے کوئی سلطنت ان کا مقابلہ نہ کر سکی۔ لیکن جب سے انھوں نے مذہب کو چھوڑ دیا' اسی وقت سے ذلیل ہونے شروع ہو گئے اسی طرح جب تک مسلمان اپنے مذہب پر قائم رہیں گے' کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکے گا' فتح و نصرت ان کے ہمرکاب رہیگی۔ لیکن جب وہ بھی مذہب کو چھوڑ دیں گے' تو عیسائی سے زیادہ ذلیل و خوار ہو جائینگے۔ بیٹی فلپانہ! تجھے تو ان مسلمانوں کے ساتھ رہنے میں کوئی اعتراض نہیں۔

انگورا نے شوخی سے فلپانہ کو دیکھا اور مسکرا کر کہا۔ "جی انہیں کیوں اعتراض ہوتا۔ فلپانہ نے گھور کر مصنوعی غصہ بھری نظروں سے انگورا کو دیکھا اور جلدی سے متین صورت بنا کر پادری سے کہا۔ "جب آپ ہی کو کوئی اعتراض نہیں تو مجھے کیا اعتراض ہوتا۔

روماس۔ بیٹی!:۔ اب یہاں رہنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ لنٹورس اور جولیس کی طرف سے اندیشہ ہے' ضرور وہ شیطان ہمیں نقصان پہنچانے کی فکر کریں گے' سعید شریف' نیک اور رحمدل معلوم ہوتا ہے' یقین ہے اس کی موجودگی میں کوئی مسلمان ہمیں تکلیف نہ پہنچا سکے گا۔

انگورا:۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے لئے یہاں رہنا اندیشہ ناک ہو گیا ہے ہمیں فوراً اس جگہ کو چھوڑ دینا چاہئے' اب رہا سعید کا معاملہ۔ سعید نے واقعی جس شرافت' انسانیت اور رحمدلی کا ثبوت دیا' اس کا اقتضا یہی ہے کہ ہم اس پر بھروسہ کریں۔

روماس:۔ بیٹی تم نے سچ کہا ہے' میرے دل پر سعید کی محبت کا نقش ہو گیا ہے اگر سارے عرب ایسے ہی نیک ہیں' تو واقعی وہ قابل رشک قوم ہے میں دعا کرونگا کہ خدا سعید کو ہدایت دے اور وہ عیسائی ہو جائے۔

اب آفتاب نکل آیا تھا' اس کی زرد زرد کرنیں درختوں کی چوٹیوں پر لوٹنے لگی تھیں' مریم نے اسباب قرینہ سے رکھ کر تمام کمرے مقفل کر دیئے تھے اس نے کپڑے اور کچھ برتن چھوٹے چھوٹے تین صندوقچوں میں رکھ کر بند کر دیئے وہ تمام کاموں سے فارغ ہو کر پادری کے پاس آئی' اور کہا۔ "میں نے تمام سامان احتیاط سے رکھ کر کمرے بند کر دیئے ہیں' گرجہ میں تالا ڈال دیا ہے' کپڑے اور برتن صندوقچوں میں رکھ کر باہر برآمدہ میں رکھ دیئے ہیں۔ پادری نے جلدی سے پوچھا۔ "اور مقدس صلیب۔"

مریم:۔ مقدس صلیب بھی صندوقچے میں رکھ دی ہے۔

روماس:۔ بہت خوب کیا۔ بیٹی فلپانہ! تم اور انگورا حوائج ضروری سے فارغ ہو لو۔ سعید آتا ہی ہو گا' ہمیں پہلے ہی سے تیار ہو جانا چاہئے انگورا اور فلپانہ اٹھ کر باہر چلی گئیں'

روماس نے اشارہ سے مریم کو قریب بلا کر ایک چھوٹی سی چابی دیتے ہوئے کہا۔ "مریم یہ چابی لو' قربان گاہ کے قریب جو الماری ہے اس میں ایک چھوٹی صندوقچی رکھی ہے۔ اس صندوقچی کو بھی کسی صندوقچہ میں لا کر بند کر دو۔

مریم چابی کو لے کر چلی گئی' اور تھوڑی ہی دیر میں اس نے واپس آ کر بیان کیا کہ پادری کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے' اب فلپانہ اور انگورا بھی حوائج ضروری سے فارغ ہو کر آ گئیں' ابھی یہ دونوں بیٹھنے بھی نہ پائی تھیں کہ سعید کمرہ میں داخل ہوا۔

اس وقت سعید نے مکمل عربی پوشاک پہن رکھی تھی' چوڑی چوڑی آستینوں کی ڈھیلی عبا تھی' گھوم دار شلوار سر پر خوشنما عمامہ تھا عمامہ کے اوپر ایک رومال لپیٹ لیا تھا جو نہایت بھلا معلوم ہو رہا تھا' کمر میں چمڑہ کی چوڑی پیٹی تھی اس پیٹی میں ایک تلوار لٹک رہی تھی' سامنے خنجر پڑا تھا۔ بائیں بازو کی پشت پر ترکش پڑا تھا' ترکش کے اوپر ڈھال تھی' ڈھال کے اوپر کمان تھی' سیدھے بازو میں لمبا نیزہ تھا' پیروں میں چمڑے کے موزے چڑھے ہوئے تھے' اس وقت وہ نہایت دلفریب نوجوان معلوم ہو رہا تھا' سچ پوچھو' تو وہ عشق و محبت کا دیوتا (کیوپڈ) معلوم ہوتا تھا' فلپانہ پر اس کے اس لباس نے گہرا اثر کیا' وہ اپنے محبوب کو دیکھ کر تڑپ گئی' انگورا بھی متعجب ہوئی۔ مریم نے بھی حیرت سے دیکھا پادری روماس نے بھی استعجاب اور مسرت کی نظریں اس پر ڈالیں۔

سعید نے متبسم ہو کر کہا۔ "کہئے آپ تیار ہو گئے؟"

روماس نے جواب دیا۔ "جی ہاں۔ ہم بالکل تیار ہیں"

"اچھا تو میں ایک اور مسلمان کو بلا لوں' تاکہ ہم دونوں مل کر آپ کو سہولت سے لے جائیں۔" سعید نے کہا اور کمرہ سے باہر چلا گیا' اس کے جاتے ہی مریم نے کہا۔ "کس قدر دلفریب نوجوان ہے۔"

روماس نے جو کسی گہرے خیال میں مستغرق تھا۔ چونک کر کہا۔ "نہایت پیارا لڑکا ہے۔"

انگورا نے فلپانہ کی طرف دیکھ کر شوخی سے متبسم ہو کر کہا۔ کیا خاک پیارا ہے۔ مجھے تو کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔"

انگورا نے جو روش فلپانہ کو چھیڑنے کے لئے کہا تھا' فلپانہ اپنے محبوب کی برائی سن کر بگڑ گئی اس نے کسی قدر بے حجابی سے کہا۔ "کیا دنیا میں ایک تم ہی خوبصورت ہو' تمہیں کوئی اور کیوں اچھا معلوم ہونے لگا۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

روماس نے حیرت سے فلپانہ کو دیکھا' اسے شبہ ہوا کہ کہیں فلپانہ سعید کو پیار تو نہیں کرنے لگی' فلپانہ روماس کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ کر شرمسار ہو گئی' اس نے اپنا نازک سر جھکا لیا۔ انگورا بھی مسکرانے لگی۔ پادری کچھ کہنے والا تھا' سعید آ گیا' اس کے پیچھے ایک اور مسلمان تھا' ان دونوں نے وہ کوچ جس پر پادری لیٹا ہوا تھا' اٹھا لیا' اور آہستہ آہستہ چل پڑے انگورا فلپانہ اور مریم بھی ساتھ ہو لیں' یہ سب کمرہ سے باہر نکل کر گرجہ کے احاطہ کو عبور کر کے دروازہ سے باہر نکلے۔ یہاں چند مسلمان دو اونٹ لئے کھڑے تھے' ان دو اونٹوں پر محمل تھے' سعید نے پادری کی کرسی اونٹوں کے قریب لا کر آہستہ سے رکھ دی' اس نے اونٹوں کے بٹھانے کا اشارہ کیا' اونٹ بٹھائے گئے' ایک محمل میں نہایت ہوشیاری اور ایسی احتیاط سے جس سے پادری کے زخم کو ٹھیس نہ لگے' اسے سوار کرا دیا۔ اس محمل میں زیادہ کپڑے ڈال کر گدگدا کر دیا گیا تھا' پادری نہایت آرام سے محمل کے اندر لیٹ گیا۔ سعید نے دو مسلمانوں کو اشارہ کیا۔ وہ کوچ اٹھا کر گرجہ کے اندر لے گئے۔ مریم ان کے ساتھ گئی' اس نے کمرہ میں کوچ رکھا کر اور صندوقچہ کو اٹھوا کر کمرہ میں تالا ڈال دیا' اور گرجہ کے دروازے۔ مقفل کر کے سعید کے پاس واپس آئی' سعید نے صندوقچوں کو پادری کے اونٹ پر بار کرا دیا۔

دوسرے محمل پر انگورا پہلے سوار ہوئی' پھر مریم چڑھ گئی' اب حوروش فلپانہ رہ گئی' اس نے بہت کچھ کوشش کی' لیکن وہ نزاکت کے باعث محمل تک پہنچ سکی' اونٹ پر سوار ہونے کی کوشش کرنے سے اس کے گال تمتمانے لگے اس کے نازک رخساروں پر خون نے چھلک کر اس کے عارض تاباں کو ایسا دلفریب کر دیا' کہ اسے دیکھنے والے کی نظر اس کے پیارے چہرہ سے ہٹنے کا نام ہی نہ لیتی تھی سعید محبت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا' جب اس نے دیکھا کہ حوروش فلپانہ کو جدو جہد کرتے کرتے عرق آ گیا ہے تو وہ بے چین ہو کر بڑھا' اس نے اس آفت روزگار کے قریب جا کر آہستہ سے کہا۔ "اگر اجازت ہو تو میں آپ کو گود میں بٹھا کر محمل میں بٹھا دوں۔"

فلپانہ شرما گئی' اس کی بڑی بڑی مستانہ آنکھیں جھک گئیں' انگورا نے سعید کی درخواست سن لی تھی' اس نے شوخی سے مسکرا کر کہا۔ "جی ہاں آپ ہی انہیں سوار کرا دیں۔"

سعید نے فلپانہ کو اپنی آغوش میں لے لیا' فلپانہ شرما گئی اور شرم و حیا سے پسینہ پسینہ ہو گئی۔ سعید نے اسے نہایت آہستگی سے محمل میں سوار کرا دیا۔

اب اونٹ آہستہ سے کھڑے کئے گئے سعید گھوڑے پر سوار ہوا اور سب مسلمان بھی اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے' یہ سب آہستہ آہستہ راستہ کی طرف چلے تھوڑی ہی دور چل کر عورتوں نے عربوں کے لشکر کو راستہ پر صف بستہ کھڑے ہوئے دیکھا' ان عربوں کو دیکھ کر ان کے نازک دل فرط خوف سے سینہ کے اندر کانپنے لگے' لیکن جب انہوں نے سعید کو اپنے ہمراہ دیکھا تو ان کا خوف دور ہونے لگا۔

سعید نے لشکر کے وسط میں اونٹوں کو پہنچایا۔ اس نے چاروں طرف یہ دیکھنے کے لئے نظر ڈالی' تمام لشکر کوچ کرنے پر تیار ہو گیا یا نہیں' اسے تمام لشکر کوچ پر آمادہ نظر آیا۔ اس نے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اسلامی لشکر نہایت شان کے ساتھ ضبط و انتظام کے تحت میں آہستہ آہستہ. بعلبک کی طرف روانہ ہوا۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

تیرھواں باب

رومی قافلہ کی شکست

اسلامی لشکر نہایت شان و وقار کے ساتھ سفر کر رہا تھا' کچھ لوگ گھوڑوں پر سوار تھے' کچھ اونٹوں سے تھے' کچھ اونٹوں کی نکیل پکڑے ہوئے پیدل چل رہے تھے' یہ سب لوگ نہایت خوش و خرم تھے' ان کے چہرے ہشاش بشاش تھے۔ اس وقت آفتاب کسی قدر بلند ہو گیا تھا' دھوپ ہر چہار طرف پھیل گئی تھی' آفتاب کی کرنیں عربوں کے منور چہروں اور نورانی داڑھیوں پر پڑ رہی تھیں' یہ مختصر لشکر نہایت اطمینان اور بے فکری سے کوچ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ دن ڈھل گیا اور ظہر کی نماز کا وقت آ گیا۔

اسلامی لشکر کے وسط میں سعید گھوڑے پر جا رہا تھا' اس کے ہاتھ میں اسلامی علم تھا' جو ہوا میں لہرا رہا تھا اس کے قریب ہی فلپانہ کا محمل تھا حوروش فلپانہ اور پریزاد انگورا نہایت اطمینان اور آرام سے محمل میں بیٹھی ہوئی تھیں' فلپانہ کی نظر سعید پر تھی' وہ محبت کی نظروں سے سعید کو دیکھ رہی تھی' اس محمل کے برابر میں پادری کا محمل تھا' پادری چونکہ مضمحل ہو رہا تھا اور وہ رات بھر سویا نہ تھا' اس لئے اس وقت نہایت بے فکری سے سو رہا تھا۔

شوخ و شریر انگورا کو مریم کا اپنے پاس بیٹھنا ناگوار تھا' وہ مریم کی وجہ سے آزادانہ گفتگو نہ کر سکتی تھی' لیکن چونکہ اس سے خاموش بیٹھا رہنا بھی دشوار تھا اس لئے اس نے سلسلہء گفتگو شروع کیا' وہ مریم سے مخاطب ہوئی اور کہا۔ "آپ نے سعید کو دیکھا؟"

مریم نے غور سے انگورا کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "دیکھا۔ ماشاء اللہ ہنس مکھ نوجوان ہے' وجیہہ اور خوبصورت ہے' مجھے اس کی بھولی صورت بہت ہی پیاری معلوم ہو رہی ہے۔"

انگورا نے شوخی سے فلپانہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "اور یہ فلپانہ کیسی ہے؟"

مریم :۔ نہایت خوبصورت ہے' مقدس باپ اسے ارم کا پھول کہا کرتے ہیں۔

انگورا :۔ اگر ان دونوں کی شادی ہو جائے تو کیسا۔

مریم :۔ نہایت اچھا۔ انگورا! اس وقت تم نے میرے دل کی بات کہی۔ فلپانہ شرما گئی'

اس کی سرگیں متوالی آنکھیں فرط حیا سے جھک گئیں۔ اس نے حیا پرور آنکھوں سے انگورا کو دیکھ کر کہا۔ "میرا کیوں نام لیتی ہو؟ سعید کے ساتھ شادی کرنے کو جی تو تمہارا چاہتا ہے۔"

انگورا مسکرائی' اس نے کہا۔ "جی کیوں نہیں' سعید کو ندیدوں کی طرح میں ہی تو دیکھ رہی ہوں' مجھے ہی تو سعید نے گود میں اٹھا کر محمل میں سوار کرایا تھا۔"

فلپانہ شرم و حیا کے عرق میں تر ہو رہی تھی' اس نے شرمیلی نظروں سے شوخ و شریر انگورا کو دیکھ کر کہا' اس سے کیا ہوتا ہے' مجھ سے محمل پر سوار نہ ہوا گیا' انہوں (سعید) نے سہارا دیکر سوار کرا دیا' ہاں یہ ضرور کہوں گی وہ ہیں رحمدل' دیکھ انہوں نے مقدس باپ کی مرہم پٹی کس محبت سے کی ہے۔

شوخ و شریر انگورا شوخی سے ہنسی' اس نے شرارت آمیز لہجہ میں کہا۔ "اچھا تم تو سعید کو برا سمجھتی ہو۔"

"برا کیوں سمجھتی' فلپانہ نے جلدی سے جواب دیا۔

انگورا نے شرارت سے مسکرا کر کہا۔ "نہیں تم برا ہی سمجھتی ہو' اچھا میں سعید کو بلا کر کہتی ہوں کہ فلپانہ تمہیں برا سمجھتی ہے۔ تم اس کی نگاہوں سے الگ ہو جاؤ۔"

شوخ و شریر انگورا نے کسی قدر آواز سے سعید کا نام لے کر پکارا۔ فلپانہ نے جلدی سے اپنا نازک ہاتھ اس کے منہ پر رکھ کر بھولے پن سے کہا۔ "واہ یہ کیا دل لگی ہے' تم بڑی شریر ہو۔"

سعید نے انگورا کی آواز سن لی اور گھوڑا بڑھا کر محمل کے قریب آ گیا۔ اس نے کہا۔ "کیا آپ نے مجھے بلایا تھا۔"

انگورا نے مسکرا کر کہا۔ "میں نے نہیں بلایا بلکہ تمہاری .... فلپانہ نے بلایا ہے۔"

فلپانہ نے شرم آلودہ نگاہوں سے انگورا کو دیکھا' انگورا ابھی تک مسکرا رہی تھی' فلپانہ نے اس کی چٹکی لی' وہ اچھل پڑی' اس نے کہا۔ "میرے کیوں چٹکیاں لے رہی ہو' جو کچھ تمہیں کہنا ہے خود ہی کہہ لو۔"

فلپانہ نے آہستہ سے کہا۔ "بڑی شوخ ہو' شرم و حیا تو بالکل اڑ گئی۔"

انگورا نے کسی قدر آواز سے کہا۔ "بات کرتے شرم آتی ہے' تو پھر بلایا ہی کیوں تھا' بیکار بیچاروں کو پریشان کیا۔"

فلپانہ نے بھولے پن سے انگورا کو دیکھ کر کہا۔ "میں نے بلایا تھا؟"

انگورا نے جھک کر حوروش فلپانہ کے پھول سے رخساروں کو چوم کر کہا تم کیوں شرما

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

رہی ہو' میں نے بلایا ہے' جو کچھ مجھے پوچھنا ہے' میں ہی پوچھوں گی۔

سعید گھوڑے پر سوار محمل کے قریب ہی چل رہا تھا' چونکہ وہ گھوڑے پر تھا اور محمل گھوڑے سے اونچا تھا' اس لئے وہ کچھ دیکھ تو نہ سکتا تھا' البتہ ان دونوں مہوشوں کی چھیڑ چھاڑ ضرور سن رہا تھا' اس نے کہا۔ کیا کسی چیز کی ضرورت ہے؟"

انگورا نے کہا۔ "نہیں ضرورت تو کسی چیز کی نہیں' یہ تمہاری۔۔۔۔۔۔ فلپانہ"

فلپانہ نے پھر انگورا کے چٹکی لے کر کہا۔ "پھر وہی۔"

انگورا اچھل پڑی' اس نے کہا۔ "اف تم نے چٹکیاں لے لے کر میرا بدن سجا دیا۔"

فلپانہ نے مسکرا کر کہا۔ "یہ تم میرا نام کیوں لے رہی ہو۔ اپنی طرف سے پوچھو"

انگورا نے کسی قدر آواز سے کہا۔ "اچھا صاحب میں اپنی ہی طرف سے پوچھتی ہوں۔ (سعید سے) مجھے یہ دریافت کرنا ہے کہ آپ قیام کب کریں گے' چلتے چلتے سارا دن ہو گیا۔ ہم تو تھک گئے۔"

سعید:۔ یہاں سے قریب ہی ایک چشمہ ہے' اس چشمہ کے کنارہ پر قیام کرنے کا ارادہ ہے' اور اگر آپ حکم دیں تو اسی جگہ قیام کر دیا جائے۔"

انگورا نے جلدی سے کہا۔ "میں حکم دینے والی کون ہوں' حکم دے تو فلپانہ دے' وہ چشمہ کتنی دور ہے۔"

سعید:۔ بہت قریب۔ زیادہ سے زیادہ دو ڈیڑھ میل۔

انگورا:۔ مجھے فلپانہ نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کی مہربانیوں کا پھر شکریہ ادا کروں۔

فلپانہ نے بناوٹی غصہ کی نظروں سے انگورا کو دیکھ کر کہا۔

"آج تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

سعید نے کہا۔ "کیسے کہوں کہ کوئی میرا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے' اگر کوئی میرا مشکور ہوتا تو اپنی زبان سے شکریہ ادا کرتا۔"

انگورا:۔ بہن فلپانہ شرمیلی زیادہ ہیں' انہیں آپ سے باتیں کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔

"

فلپانہ نے شرم افزا لہجہ میں کہا۔ "میں واقعی آپ کی مشکور ہوں۔"

سعید:۔ زہے قسمت! "کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ وہ دونوں رومی کون تھے' جنہوں نے پادری کو زخمی کر دیا۔"

انگورا:۔ ان میں سے ایک تو قنسرین کے بادشاہ لوقا کا مصاحب لنطورس تھا اور دوسرا

لنطورس کا دوست جولیس تھا۔"

سعید:۔ یہ دونوں گرجہ میں کیسے آ گئے تھے۔

انگورا:۔ یہ دونوں لوقا کے ہمراہ جبلہ کے استقبال کو آئے تھے۔ لوقا مارا گیا' جبلہ بھاگ گیا' یہ دونوں زخمی ہو کر میدان جنگ میں پڑے تھے۔ مقدس باپ ان دونوں کو گرجہ میں لے گئے انہوں نے ان دونوں کا علاج کیا اور انہیں آرام ہو گیا' شیطان نے ورغلایا انہوں نے محسن کشی کی۔

سعید:۔ توبہ توبہ کیسا زمانہ آ گیا ہے' لوگ بھلائی کا بدلہ برائی سے دینے لگے۔

اب لشکر چلتے چلتے رک گیا' سعید نے نظر اٹھا کر دیکھا داہنی طرف ایک چشمہ بل کھاتا ہوا بہہ رہا تھا' دور سے پانی دھوپ میں سفید سفید ایسا چمک رہا تھا۔ جیسے سفید سانپ دوڑ رہا ہو' سعید نے لشکر کو قیام کرنے کا حکم دیا۔ فوراً لوگ دریا کی وادی میں متفرق ہوئے انہوں نے جلد جلد خیمے استادہ کرنے شروع کر دیئے۔

ایک بلند ٹیلہ پر سعید کا خیمہ کھڑا ہو گیا۔ اس خیمہ پر اسلامی پرچم نصب کر دیا گیا۔ سعید نے ٹیلہ کے قریب اونٹوں کو بٹھایا' اس نے پہلے مریم' انگورا فلپانہ کو سہارا دیکر اتارا' پھر پادری کو آہستہ سے اتار کر اپنے خیمہ میں لے گیا اور نہایت آہستگی سے خیمہ کے ایک گوشہ میں گدہ پر لٹا دیا۔ مریم انگورا' فلپانہ بھی خیمہ میں چلی گئیں' سعید نے پادری کا سامان بھی اتروا کر خیمہ میں پہنچا دیا' مسلمانوں نے بہت جلد خیمے استادہ کر لئے چونکہ ظہر کی نماز کا وقت تنگ ہوا جاتا تھا' اس لئے مسلمان جلدی سے دریا کے کنارہ پر پہنچے اور جلد جلد وضو کرنے لگے' ایک عرب نے جلدی سے وضو کر کے صاف سی جگہ کھڑے ہو کر اذان دینی شروع کی۔

مسلمان دور تک دریا کے کنارہ بیٹھے ہوئے وضو کر رہے تھے' وہ بہت جلد وضو سے فارغ ہو گئے اور ایک کھلے میدان میں جہاں سبز مخملی گھاس کا فرش ہو رہا تھا' سنتیں پڑھنی شروع کیں' جب سب سنتیں پڑھ چکے تو فرض ادا کرنے کے لئے جماعت کھڑی ہو گئی' سعید امام ہوا' عربی سرداروں نے صفوں سے آگے بڑھ بڑھ کر صفیں درست کرنی شروع کیں' جب صفیں بالکل سیدھی ہو گئیں' تو نماز شروع ہوئی' نماز پڑھ کر مسلمانوں نے کھانے کا انتظام کیا انہوں نے بہت جلد کھانا تیار کر لیا' ابھی وہ کھانا کھا کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ عصر کی اذان ہوئی' عصر کی نماز پڑھ کر سعید نے کہا۔ "اس ملک میں سردی زیادہ ہوتی ہے' رات کو آگ سلگانے کے لئے لکڑیوں کی ضرورت ہے' میرے خیال میں صرف سو آدمی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

لکڑیاں فراہم کرنے کے لئے چلے جائیں باقی لوگ اپنے ہتھیاروں کو صیقل کریں۔"

فوراً سو آدمی منتخب ہو کر لکڑیاں فراہم کرنے چلے گئے باقی مسلمان خیموں کے باہر زمین پر بیٹھ کر ہتھیاروں کو صیقل کرنے لگے۔

اب سعید اپنے خیمہ میں پہنچا۔ پادری وغیرہ سب کھانا کھا کر فارغ ہو چکے تھے' سعید نے پادری کے قریب بیٹھ کر دریافت کیا۔ "کہئے راستہ میں کچھ زیادہ تکلیف تو نہیں ہوئی۔"

پادری نے مشکورانہ نظروں سے سعید کو دیکھ کر جواب دیا۔ "مجھے بالکل تکلیف نہیں ہوئی' نہایت آرام سے رہا' حضرت مسیح تمہیں خوش رکھیں تم نے ہم پر بڑا احسان کیا۔"

سعید نے سر جھکا کر جواب دیا' احسان کا ذکر نہ کیجئے' میں نے کوئی احسان نہیں کیا' میں تو انسانی ہمدردی کا پورا فرض بھی نہیں ادا کر سکا۔"

روماس :۔ صاحبزادہ! تم بڑے خوش خلق نیک اور باحوصلہ نوجوان ہو۔ میری دعا ہے کہ تم ہمیشہ خوش رہو۔

سعید نے حوروش فلپانہ سے مخالب ہو کر کہا۔ کہئے آپ کو تو کچھ تکلیف نہیں ہوئی۔" "فلپانہ سعید کو محبت بھری نظروں سے اپنی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ کر شرما گئی' اس نے باریک ترنم آواز میں جواب دیا۔ "نہیں مجھے بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی' ہم آپ کے مشکور ہیں۔"

سعید :۔ (پادری سے مخاطب ہو کر) اب مغرب کی نماز کا وقت آ گیا ہے' میں نماز پڑھ کر واپس آؤں گا' اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو فرما دیجئے۔

پادری :۔ کسی چیز کی ضرورت نہیں' تم شوق سے نماز پڑھ آؤ۔ سعید خیمہ سے باہر نکل آیا' اس وقت آفتاب غروب ہونے کے قریب ہے اس کی زرد زرد کرنیں خیموں اور درختوں کی چوٹیوں اور کھلے میدان میں سرسبز گھاس پر پڑ پڑ کر طلائی غازہ پھیر رہی تھیں' یہ مقام جہاں اسلامی لشکر خیمہ زن تھا' نہایت پر فزا تھا' دریا کے کنارہ پر سبز گھاس کا فرش ہو رہا تھا' اس قدرتی فرش پر مسلمان چار چار پانچ پانچ آدمیوں کی ٹولیوں میں جگہ جگہ بیٹھے یا لیٹے ہوئے باتیں کر رہے تھے جس وقت سعید خیمہ سے نکل کر باہر آیا اور مسلمانوں نے اسے دیکھا وہ سب کے سب جلد جلد اٹھ کر دریا کے کنارہ پر پہنچے اور وضو سے فارغ ہوئے تو آفتاب غروب ہو چکا تھا' یہ لوگ اسی کھلے ہوئے میدان میں پہنچے جہاں انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی تھی' ایک شخص نے اذان دی' اذان کی آواز سنتے ہی سب مسلمان سر جھکا جھکا کر دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔

فلپانہ اور انگورا بھی اذان کی آواز سن کر خیمہ سے باہر نکل آئیں وہ ٹیلہ کے پرے کھڑی ہو کر مسلمانوں کو دیکھنے لگیں۔

اذان کے ہوتے ہی لوگوں نے دعا پڑھی' دعا پڑھ پڑھ کر سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور صفیں قائم کر کے نماز کے لئے تیار ہو گئے' سعید امام ہوا۔ عربی سرداروں نے صفوں سے نکل نکل کر صفیں سیدھی کرنی شروع کیں۔ انہوں نے بہت جلد ساری صفیں سیدھی کر لیں' اب موذن نے تکبیر کہی۔ سعید نے اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھی سب مسلمان ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے۔

خدائے وحدہ' لاشریک کی عبادت کرنے والوں کا دور تک متعدد صفوں میں شانہ بشانہ مل کر کھڑے ہونا نہایت ہی فرحت کن نظارہ تھا اور انگورا اور فلپانہ حیرت و مسرت خیز نظروں سے مسلمانوں کو نماز پڑھتا ہوا دیکھ رہی تھیں۔

ایک ہزار مسلمان تھے' دور تک صفیں استادہ تھیں' امام کی آواز سب مسلمانوں تک نہیں پہنچ سکتی تھی' اس لئے بہت لوگ تکبیریں کہہ کہہ کر ارکان نماز ادا کر رہے تھے۔

جماعت ختم ہوئی' لوگوں نے متفرق ہو کر سنتیں اور نوافل پڑھنے شروع کر دیئے' چونکہ فرش نہ تھا' نماز خدا کے خاکی فرش پر ادا کی گئی تھی' اس لئے تمام مسلمانوں کی پیشانیاں گرد آلودہ ہو گئی تھیں۔

نماز سے فارغ ہو کر مسلمان اپنے اپنے خیموں میں پہنچے لکڑیاں فراہم کرنے والے لوگ مغرب سے پہلے ہی لکڑیاں لے کر آ گئے تھے' سب مسلمانوں نے اپنے اپنے خیموں کے سامنے آگ روشن کی اور کھانا پکانے کا انتظام کرنے لگے۔

سعید اپنے خیمہ کے قریب پہنچا' اس کے غلام نے بھی آگ روشن کر کے کھانا پکانا شروع کر دیا تھا' مسلمانوں کے کسی قسم کی روشنی نہیں تھی حتیٰ کہ سعید کے خیمہ میں بھی کسی قسم کی روشنی نہ تھی' البتہ خیموں کے باہر جو آگ جل رہی تھی اس کے پرتو نے کسی قدر اجالا کر دیا تھا۔

مسلمانوں کے خیموں میں فرش بھی نہ تھا کسی نے کمبل بچھائے تھے اور کسی نے گھاس ڈال کر فرش کر لیا تھا۔ اس وقت سردی زیادہ ہو گئی تھی' بعض مسلمان آگ کے گرد بیٹھے تاپ رہے تھے بعض کمبل اوڑھے چل پھر رہے تھے' بعض کھانا پکا رہے تھے اور بعض کھانا پکانے والوں کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے' زیادہ تر گزشتہ لڑائیوں کے تذکرے کر رہے تھے۔ لیکن ہر مسلمان بشاش اور خوش تھا' اگرچہ غیر ملک تھا' یہ لوگ لڑائی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

پر جا رہے تھے' مگر کسی مسلمان کے چہرہ سے فکروتشویش توکبیدہ خاطر ہونے کے بھی آثار ظاہر نہ تھے' ان لوگوں کے چہروں سے بے فکری اور اطمینان کی علامتیں ظاہر تھیں۔

سعید غلام کو جلد کھانا تیار کرنے کی ہدایت کر کے اپنے خیمہ کے اندر پہنچا وہ پادری کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کے مقابل میں انگورا اور فلپانہ بیٹھی تھیں۔ پادری نے شفقت آمیز نظروں سے سعید کو دیکھ کر کہا۔ "سعید تم نماز پڑھ آئے؟"

سعید ۔ جی ہاں۔ "ابھی نماز ہی پڑھ کر آ رہا ہوں"

روماس ۔ تمہارے پاس مرہم بہت اچھا ہے' میرے خیال میں اس مرہم نے میرے زخم کو ایک ہی روز میں مندمل کر دیا ہے۔

سعید ۔ جی ہاں یہ مرہم بہت اچھا ہے' اس سے زخم بہت جلد مندمل ہو جاتے ہیں' اسے حضرت بلالؓ بنایا کرتے ہیں۔

روماس ۔ میرا خیال ہے کہ اگر کل سفر ملتوی کر دیا تو میں بالکل تندرست ہو جاؤں گا اور چل پھر بھی سکوں گا۔

سعید :۔ مشکل یہ ہے کہ مختصر لشکر کے عقب میں تمام اسلامی لشکر آ رہا ہے اگر میں ایک دن یہاں ٹھہر جاؤں تو سپہ سالار اعظم کی خفگی کا اندیشہ ہے۔

روماس :۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ جب میں تمہارے سالار اعظم سے اپنی کیفیت بیان کروں گا تو وہ ناخوش نہ ہوں گے۔

سعید :۔ بیشک ہمارے سالار اعظم بڑے نیک دل اور رحم دل انسان ہیں اچھا میں روانگی ملتوی کر دوں گا۔

اب سعید کا خادم خیمہ کے اندر داخل ہوا اس نے کہا۔ "یا سیدی کھانا تیار ہو گیا۔

سعید :۔ اچھا تم مہمانوں کو پہلے کھانا کھلا دو۔ مریم کو ساتھ لے جا کر کھانا دیدو۔

روماس :۔ تم بھی میرے ساتھ ہی کھانا کھا لینا۔

سعید :۔ مجھے کچھ عذر نہ تھا لیکن میں اپنے غلام کے ساتھ کھانا کھایا کرتا ہوں۔ تم شاید اسے پسند نہ کرو۔

"تم غلام کے ساتھ کھانا کھا لیتے ہو؟" روماس نے متعجب ہو کر کہا۔

سعید :۔ جی ہاں۔ ہم غلاموں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں' ان سے کسی قسم کا پرہیز نہیں کرتے۔

روماس نے مریم سے مخاطب ہو کر کہا۔ "مریم جاؤ کھانا لے آؤ۔"

مریم نے برتن نکالے اور غلام کے ساتھ کھانا لینے روانہ ہوئی۔

سعید نے روماس سے کہا۔ "آپ کو از خود اٹھ کر بیٹھنے کی تکلیف ہو گی میں آپ کے پیچھے بیٹھ جاؤں گا۔ آپ میرے سہارے سے بیٹھ کر آرام سے کھانا کھا لیں۔"

روماس نے انتہائی مشکورانہ نظروں سے سعید کو دیکھ کر جواب دیا۔ "مناسب ہے"

سعید پادری کے پاس بیٹھ گیا' اس نے سہارا دے کر پادری کو اٹھایا اور اسے اپنے سینہ سے لگا کر بٹھا دیا' انگورا اور فلپانہ پادری کے سامنے بیٹھ گئیں' تھوڑی ہی دیر میں مریم کھانا لائی اس نے کھانا چن لیا' پادری' انگورا اور فلپانہ کھانا کھانے لگیں' غنچہ دہن فلپانہ شرما شرما کر چھوٹے چھوٹے نوالے کھا رہی تھی' کبھی کبھی در دیدہ نظروں سے سعید کو بھی دیکھ لیتی تھی' انگورا اس کی نگاہ بازیاں دیکھ رہی تھی' اس کی بڑھی ہوئی شوخی اسے شرارت پر اکساتی تھی' لیکن وہ پادری کی موجودگی سے مجبور تھی۔

سعید حوروش فلپانہ کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا' فلپانہ محجوب ہوئی جا رہی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں یہ تینوں کھانا کھا کر فارغ ہو گئے' مریم نے برتن اٹھائے' سعید نے آہستہ سے پادری کو لٹا دیا۔ وہ اٹھ کر خیمہ سے باہر آیا اس نے مریم کو کھانا دلا یا اور خود غلام کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ کھانے سے فارغ ہو کر وہ اٹھا اور اسلامی لشکر میں گشت کرنے کے لئے روانہ ہوا اس وقت سب مسلمان کھانا کھا کر فارغ ہو گئے تھے' اور اپنے اپنے خیموں اور راوٹیوں کے سامنے آگ کے الاؤ کے گرد بیٹھے ہوئے گذشتہ لڑائیوں کے تذکرے کر رہے تھے' بعض مسلمان قرآن شریف پڑھ رہے تھے' بعض ایک دوسرے کو سورتیں یاد کرا رہے تھے۔

جب سعید گشت لگا کر واپس لوٹا تو اس نے عشا کی اذان سنی' وہ وضو کرنے کے لئے دریا کے کنارے کی طرف روانہ ہوا۔

اس وقت اچھی خاصی رات ہو گئی تھی' رات بالکل اندھیری تھی' ہر طرف خاموشی و تاریکی چھائی ہوئی تھی' سردی بھی زیادہ بڑھ گئی تھی' پالا پڑنے لگا تھا ہوائے سرد کے جھونکے بدن میں کپکپی پیدا کرنے لگے تھے آگ کے پاس سے اٹھنے کو جی ہی نہ چاہتا تھا' لیکن خدا پرست مسلمان اذان کی آواز سنتے ہی اٹھ کر دریا کی طرف وضو کرنے کے لئے اس طرح دوڑے' جیسے انہیں کسی زبردست قوت نے طلب کیا ہو' وہ بہت جلد سب کے سب دریا کے کنارے پہنچ گئے اور اپنی ڈھیلی ڈھالی آستینیں چڑھا چڑھا کر وضو کرنے لگے' باوجود کہ سردی زیادہ تھی' ایخ یخ بستہ ہو رہا تھا' ہوائے سرد کے کپکپا دینے والے جھونکے چل رہے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

تھے لیکن مسلمان کو ان میں سے کسی بات کی بھی پرواہ نہ تھی' وہ نہایت اطمینان سے بیٹھے ہوئے وضو کر رہے تھے' سعید بھی ایک طرف بیٹھا ہوا وضو کر رہا تھا یہ سب لوگ وضو کر کے اس میدان میں پہنچے۔ جہاں انہوں نے دن میں نماز پڑھی تھی' یہاں پہنچ کر پہلے انہوں نے سنتیں پڑھیں' پھر جماعت سے نماز ادا کی۔ نماز پڑھ کر سعید بیٹھ گیا' اس نے سب مسلمانوں کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب سب بیٹھ گئے تو سعید نے کہا۔ "مسلمانو!" ہمارے ساتھ جو پادری ہے اسے کسی مردود نے رات زخمی کر دیا تھا' ابھی اسے آرام نہیں ہوا' اندیشہ یہ ہے کہ اگر آج کی طرح اس نے کل بھی سفر کیا تو کہیں اس کے زخم کھل کر اس کی موت کا باعث نہ ہو جائیں' اس لئے اگر آپ سب سمجھیں تو کل روانگی ملتوی کر دی جائے۔

چند مسلمانوں نے جواب دیا۔ "اگر پادری کی حالت خطرناک ہے تو ضرور روانگی ملتوی کر دینی چاہئے۔"

سعید نے پھر کہا۔ "بظاہر تو خطرناک نہیں ہے' لیکن خطرناک ہو جانے کا اندیشہ ہے۔"

ایک مسلمان نے کھڑے ہو کر کہا۔ اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے سالار اعظم (ابوعبیدہ) کا حکم یہ ہے کہ ہم جلد سے جلد .علبک پہنچ جائیں لیکن پادری زخمی ہے' یہ بھی صحیح ہے کہ پادری ہمارا ہم مذہب بھی نہیں مگر وہ انسان ہے' انسانی ہمدردی کا تقاضا یہی ہے کہ ہم اس کو آرام پہنچائیں۔ میرے خیال میں کل روانگی ملتوی کر دی جائے۔ اور جب سالار اعظم آئیں تو ان سے اس مجبوری کو بیان کر دیا جائے۔"

چند مسلمانوں نے یک زبان ہو کر کہا۔ "بیشک کل روانگی ملتوی کر دینی چاہئے۔"

سعید :۔ بس تو کل روانگی ملتوی رہے گی' آج کی رات صرف پچاس آدمی طلا یہ گردی کریں۔ باقی سب اصحاب آرام کریں۔

اب سب مسلمان متفرق ہو کر اپنے اپنے جائے قیام پر پہنچے۔ سعید بھی اپنے خیمہ میں آگیا' اس نے پادری سے مخاطب ہو کر کہا۔ "میں نے کل لشکر کی روانگی ملتوی کر دی ہے۔ اب آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو۔ فرما دیجئے۔"

پادری نے مشکورانہ نظروں سے سعید کو دیکھ کر جواب دیا۔ "سعید! تمہارا شکریہ!! مجھے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اب تم بھی آرام کرو تم رات بھر پریشان رہے ہو اور دن بھر سفر کیا ہے۔ کہیں دشمنوں کی طبیعت خراب نہ ہو جائے۔"

سعید نے سر جھکا کر جواب دیا۔ "آپ کی ہمدردی کا شکریہ۔ آپ سب اس خیمہ میں آرام کریں۔ میں خیمہ سے باہر آگ کی الاؤ کے گرد پڑا رہوں گا۔"

پادری نے جلدی سے کہا۔ "نہیں نہیں! صاحبزادہ! آج سردی زیادہ ہے۔ خیمہ سے باہر نہیں سونا چاہئے۔ تم بھی یہاں ہمارے پاس ہی سونا۔"

میرے یہاں سونے کی وجہ سے ان لڑکیوں کو تکلیف ہو گی۔"

سعید نے کہا۔

فلپانہ نے انگورا کو نوچا۔ اس کا مطلب تھا کہ انگورا سعید کو خیمہ ہی میں سونے کے لئے کہے لیکن شوخ و شریر انگورا ایسا کیوں کرنے لگی تھی' اس نے آہستہ سے فلپانہ سے کہا۔ "تم خود ہی کہدو۔"

فلپانہ نے شرم آلودہ لہجہ میں کہا۔ "ہمیں کچھ تکلیف نہ ہو گی۔ آپ خیمہ میں ہی آرام کریں۔"

پادری نے حیرت سے فلپانہ کو دیکھا' اس نے سعید کو مخاطب ہو کر کہا۔ "سچ تو ہے' ان لڑکیوں کو کیوں تکلیف ہو۔ آپ یہاں میرے برابر بستر کر لیں۔"

سعید نے جواب دیا۔ "نہیں صاحب قدرتی طور پر عورتوں کو غیر مردوں کے سامنے تکلیف ہوا کرتی ہے' میں خیمہ میں سو کر اپنے مہمانوں کو تکلیف نہیں دے سکتا' اگر سایہ ہی کی ضرورت ہوئی تو نیزوں پر کمبل تان لونگا۔ اب آپ آرام کیجئے۔ انشاء اللہ میں صبح حاضر ہونگا۔"

پادری نے شفقت آمیز نظروں سے سعید کو دیکھ کر کہا۔ "شریف اور نیک انسان خدا حافظ۔"

اب سعید خیمہ سے باہر آگیا۔ اس نے ٹیلہ پر کھڑے ہو کر اسلامی لشکر پر ایک نظر ڈالی' اس وقت اسلامی لشکر پر خاموشی طاری تھی' اکثر جگہ آگ روشن ہو رہی تھی' بعض جگہ آگ سرد ہو گئی تھی لیکن انگارے چمک رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا مسلمان آرام کر رہے ہیں۔ سامنے کسی قدر فاصلہ پر آگ کی روشنی میں سعید نے طلایہ گرد دستہ کو طلایہ کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ واپس لوٹ کر آگ کے الاؤ کے قریب آیا۔ صبیح! میرے لئے اس الاؤ کے قریب کمبل بچھا دو۔" میں بھی آج تمہارے پاس اس جگہ سوؤں گا۔"

صبیح نے جواب دیا۔ یا سیدی آج برف پڑ رہی ہے۔ آپ حکم دیں تو میں نیزوں پر کمبل تان کر سایہ کر دوں۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

سعید:۔ نہیں صبح اس کی ضرورت نہیں' میرے لشکر میں بیسوں ایسے آدمی ہیں جو آسمان کے نیچے سو رہے ہیں' آج میں بھی میدان میں سوؤں گا۔

صبح نے جلدی سے ایک کمبل آگ کے الاؤ کے قریب ہی بچھا دیا۔ سعید اس کمبل پر لیٹ گیا۔ صبح نے آگ پر خشک لکڑیاں جوڑ کر آگ لگائی آگ تیزی سے روشن ہو گئی اس نے دوسری طرف کمبل بچھا دیا اور پڑ گیا۔ چونکہ یہ دونوں دن بھر کے تھکے ہوئے تھے' اس لئے پڑتے ہی سو گئے جس وقت سعید کی آنکھ کھلی تو سپیدہء صبح نمودار ہو گیا تھا۔ رات کا قدرتی سکوت ٹوٹ گیا تھا' صبح کی آمد کے پیامبر طیور اپنی پیاری پیاری بولیوں میں بولنے لگے تھے۔ سعید کلمہ پڑھ کر اٹھ بیٹھا۔ اس وقت آگ بالکل سرد ہو چکی تھی راکھ کے نیچے دو چار انگارے رہ گئے تھے' اگرچہ سعید نے دو کمبل اوڑھ رکھے تھے مگر سردی نے پھر بھی اثر کر لیا تھا' وہ اٹھ کر حوائج ضروری سے فارغ ہونے کے لئے روانہ ہوا جب وہ حوائج ضروری سے فارغ ہو کر واپس آیا تو صبح کی اذان ہو رہی تھی۔

صبح کے وقت موذن کی خوش الحان آواز نہایت ہی پیاری معلوم ہو رہی تھی اذان کی آواز سنتے ہی مسلمان کلمہ پڑھ پڑھ کر اٹھ بیٹھے اور سب کے سب جلد جلد حوائج ضروری سے فارغ ہو کر وضو کر کے اسی میدان میں جمع ہونے لگے جہاں انہوں نے رات نماز پڑھی تھی' بہت جلد سب مسلمان آ گئے سب نے پہلے سنتیں پڑھیں۔ پھر جماعت کے ساتھ فرض پڑھے۔ فرض پڑھ پڑھ کر سب اپنی اپنی جائے قیام کی طرف روانہ ہو گئے۔ سعید بھی اپنے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جس عرصہ میں مسلمانوں نے نماز پڑھی' اس عرصہ میں انگورا' فلپانہ اور مریم بھی حوائج ضروری سے فارغ ہو گئی تھیں۔

سعید خیمہ میں پہنچا۔ اس نے پادری سے دریافت کیا۔ "کہئے اب کیسی طبیعت ہے؟"

"

روماس:۔ اچھی ہے' سعید! مجھے سہارا دے کر اٹھاؤ' میں خیمہ سے باہر چلوں گا۔"

سعید نے روماس کو سہارا دے کر اٹھایا جب پادری کھڑا ہوا تو اس کے پاؤں کانپنے لگے۔ اس نے کہا۔ "اگر مجھے ایک لاٹھی مل جائے تو میں اس کے سہارے سے کھڑا ہو جاؤں۔"

سعید نے اپنے غلام صبح کو آواز دی' صبح آیا۔ سعید نے اسے ایک بے پھل کا نیزہ لانے کو کہا۔ " صبح جلدی سے جا کر ایک بانس کا ڈنڈا لے آیا۔ اس نے وہ ڈنڈا پادری کو دیا۔ پادری اس ڈنڈے کے سہارے سے آہستہ آہستہ چل کر خیمہ سے باہر آیا' اس نے ٹیلہ

پر بیٹھ کر اسلامی لشکر کو دیکھا' سعید' انگورا اور فلپانہ بھی اس کے قریب ہی بیٹھ گئے۔

اس وقت آفتاب نکل آیا تھا' اس کی طلائی کرنیں حوروش فلپانہ کے بے نقاب چہرہ پر لوٹنے لگی تھی' ماہوش فلپانہ کا چہرہ جگمگا رہا تھا' کسی کو اس کی طرف آنکھ بھر کر دیکھنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ سعید نے اس حوروش کو دیکھا۔ اس نے دبی ہوئی ایک آہ کی' سعید کے قریب ہی بیٹھی تھی اس نے آہ کی آواز سن لی' وہ گھبرا گئی' اس نے سعید کو دیکھا' سعید محبت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ ان نگاہوں کو دیکھ کر محجوب ہو گئی۔ اس نے شرما کر اپنا نازک سر جھکا لیا۔

روماس مسلمانوں کو دیکھ رہا تھا۔ مسلمان اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے' بعض ہتھیاروں کو صیقل کر رہے تھے' بعض اپنے کپڑوں میں پیوند لگا رہے تھے اور بعض دریا کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے اپنے کپڑوں کو دھو رہے تھے۔

اللہ اکبر وہ کیسا زمانہ تھا' کیسے بے فکری اور اطمینان کے دن تھے اپنا ہر ایک کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے' ان کے دلوں میں صرف ایک خدا کا خوف تھا وہ نہایت پابندی کے ساتھ خدا کی عبادت کرتے تھے۔ خدا ان پر مہربان تھا' وہ جس طرف نکل جاتے تھے اس کی عزت ہوتی تھی' قیصرو کسریٰ ان سے کانپتے تھے۔

پادری مسلمانوں کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوا اس نے کہا خدا کی قسم یہ قوم جب تک ایسی رہے گی جیسی اب ہے کبھی ذلیل نہ ہو گی۔ وہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھا اور خیمہ کے اندر چلا گیا۔

اب مسلمانوں نے کھانا تیار کرنا شروع کیا۔ کھانا تیار کرنے میں دوپہر ہو گئی انہوں نے کھانا کھایا۔ کھانا کھا کر کچھ لوگ لکڑیاں فراہم کرتے چلے گئے' باقی لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے جب دن ڈھل گیا تو

مسلمانوں نے ظہر کی نماز پڑھی' نماز پڑھ کر وہ اپنے کاموں میں لگ گئے جب چار گھڑی دن باقی رہا تو انہوں نے عصر کی نماز پڑھی' جب وہ نماز پڑھ کر دعا مانگ رہے تھے تو انہوں نے سامنے فاصلہ پر غبار اڑتا ہوا دیکھا۔

مسلمان بعلبک کی حدود میں آ گئے تھے' بعلبک والوں سے ان کی صلح نہ تھی' یہ جگہ دارالحرب تھی' مسلمانوں کو اندیشہ ہوا کہ اس غبار کے پیچھے کوئی رومی لشکر ہے۔ جو بعلبک والوں کی مدد کے لئے آ رہا ہے۔ سعید نے کہا۔ "مسلمانو! فوراً مسلح ہو جاؤ"

مسلمان دوڑ کر اپنے اپنے خیموں میں پہنچے' وہ حیرت انگیز سرعت کے ساتھ مسلح ہو کر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

صف بستہ ہوگئے۔ سعید بھی مسلح ہو کر لشکر کے وسط میں جا کھڑا ہوا۔ اس نے بائیں ہاتھ میں اسلامی پرچم اٹھالیا۔

انگورا اور فلپانہ مسلمانوں کو مسلح دیکھ کر حیران ہوئیں' وہ خیمہ سے نکل کر ٹیلہ پر کھڑی ہوگئیں' انہوں نے سامنے گردوغبار کو اڑتے ہوئے دیکھا' غبار اسی طرف بڑھا چلا آرہا تھا' یہاں تک کہ بالکل قریب آگیا۔ غبار کا دامن چاک ہوتے ہی سوار نظر آنے لگے نیزوں کی انیاں اور تلواریں دھوپ میں چمکتی ہوئی دکھائی دینے لگیں۔

سعید اور اس کے ہمراہیوں نے ان سواروں کو غور سے دیکھا انہیں کچھ دور سے عمامے ہوا میں اڑتے ہوئے نظر آئے' سعید نے کہا۔ "خدا کی قسم یہ اسلامی لشکر معلوم ہوتا ہے۔

چند مسلمانوں نے جواب دیا۔ "بیشک یہ اسلامی لشکر ہی ہے' دیکھا ان کے عمامے صاف نظر آنے لگے۔ وہ دیکھو اس طرف سبز علم لہرا رہا ہے۔

آنیوالا لشکر بڑھا چلا آرہا تھا' وہ اس قدر قریب آگیا کہ اس کے سوار صاف طور پر نظر آنے لگے تھے' یہ عربی لشکر تھا' عربوں کے عمامے اور عبا کے دامن ہوا میں لہرا رہے تھے۔ سعید کے ہمراہیوں نے جوش مسرت سے بے خود ہو کر "اللہ اکبر" کا پرزور نعرہ لگایا۔ آنیوالے لشکر نے بھی "اللہ اکبر" کا فلک شگاف نعرہ بلند کرکے جواب دیا۔

ان نعروں کی ہیبت ناک آواز نے تمام وادی میں زلزلہ ڈال دیا قرب و جوار کے انسان لرز گئے' پرند گھبرا کر اپنے آشیانوں سے باہر اڑنے لگے اب آنیوالا لشکر بالکل قریب آگیا۔ ان میں سے چند آدمیوں نے "السلام علیکم" کہا۔ سعید کے ہمراہیوں نے وعلیکم اسلام کہہ کر جواب دیا۔

یہ میدان جس میں سعید کا لشکر خیمہ زن تھا' نہایت وسیع تھا' آنیوالا لشکر آگے بڑھ کر سعید کے لشکر کے قریب ہی اتر پڑا' سعید کے ہمراہی بھی گھوڑوں سے اتر پڑے اور آنے والے مسلمانوں سے نہایت جوش مسرت اور محبت سے بغل گیر ہوئے' انہوں نے بہت جلد پہرے قائم کرکے خیمے نصب کرنے شروع کئے۔

سعید نے کسی قدر فاصلہ پر سیاہ علم لہراتے ہوئے دیکھا' وہ اس طرف بڑھا اس علم کے نیچے ابوعبیدہ اسلامی لشکر کے سالار اعظم گھوڑے پر سوار کھڑے تھے' سعید نے قریب جا کر ابوعبیدہ کو سلام کیا۔ ابوعبیدہ نے سلام کا جواب دیکر حیرت خیز لہجہ میں کہا۔ "ہائیں سعید! تم یہاں کہاں۔ خیریت تو ہے یہاں قیام کرنے کی کیا وجہ ہوئی۔"

سعید نے مختصر طور پر پادری کا تمام واقعہ سنا دیا۔ ابوعبیدہ نے کہا۔ "تم نے اچھا کیا' انسانی ہمدردی کا اقتضا یہی تھا۔ چلو! میں بھی اس پادری کو دیکھوں

ابو عبیدہ سعید کے ہمراہ روانہ ہوئے یہ دونوں ٹیلہ کے قریب پہنچ کر گھوڑوں سے اتر پڑے' سعید کے غلام نے بڑھکر دونوں گھوڑوں کو پکڑ لیا۔ سعید ابو عبیدہ کو لے کر ٹیلہ پر چڑھ گیا' اور اپنے خیمہ میں داخل ہوا۔

فلپانہ اور انگورا پہلے ہی خیمہ میں پہنچ کر نئے اسلامی لشکر کے آنیکی کی خبر پادری کو سنا رہی تھیں' یہ دونوں لڑکیاں ابو عبیدہ و سعید کو دیکھ کر سروقد کھڑی ہوگئیں پادری نے ابوعبیدہ کی نورانی صورت دیکھی' وہ قیاس سے سمجھ گیا کہ یہی اسلامی لشکر کے سالار اعظم ہیں۔ اس نے تعظیم کے لئے اٹھنا چاہا۔ ابو عبیدہ نے جلدی سے بڑھکر اسے بیٹھے رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "آپ تکلیف نہ کریں۔ مجھے سعید کی زبانی آپ کے تمام واقعات معلوم ہوگئے ہیں۔ کہئے اب آپ کی کیسی طبیعت ہے؟"

ابو عبیدہ بڑھ کر پادری کے قریب بیٹھ گئے' اور ابو عبیدہ کے قریب ہی سعید بھی بیٹھ گیا۔ پادری نے کہا۔ "خدا کی مہربانی اور سعید کی عنایتوں سے اچھا ہوں۔ آج ان کا ارادہ قیام کرنے کا نہ تھا' لیکن میں نے انہیں مجبور کیا۔ یہ ٹھہر گئے۔

ابوعبیدہ۔ بہت اچھا کیا' آپ کو سفر میں ضرور تکلیف ہوتی' اگرچہ ان کا قیام کرنا فوجی آئین کے خلاف ہے' لیکن انسانی ہمدردی کے عین موافق ہے۔

اس لئے میں ان سے ناخوش نہیں ہوا۔ "یہ دونوں لڑکیاں کون ہیں؟"

روماس۔ یہ آپ ہی کی لڑکیاں ہیں' میں ان کے متعلق پھر کسی وقت عرض کرونگا۔

ابوعبیدہ۔ میرے ساتھ نہایت ہوشیار اور آزمودہ کار طبیب جراح ہیں۔ میں یہاں سے جا کر ابھی ان میں سے کسی کو آپ کے پاس بھیج دیتا ہوں وہ آپ کا علاج نہایت ہوشیاری سے کریں گے۔

روماس نے مشکورانہ نظروں سے ابوعبیدہ کو دیکھ کر جواب دیا۔ "آپ کا شکریہ میں نے آج پٹی کھول دی ہے۔ میرا زخم مندمل ہوگیا ہے' غالباً" اب کسی جراح یا طبیب کی ضرورت نہیں ہے۔ میں حیران ہوں کہ مسلمان کس قدر وسیع الاخلاق نیک اور خدا ترس انسان ہیں' عیسائیوں میں یہ باتیں مفقود ہوچکی ہیں"

ابوعبیدہ۔ "انسان کیلئے لازم ہے کہ دوست ہو یا دشمن مصیبت پڑنے پر اس کے ساتھ ہمدردی ضرور کرے۔ اگر آپ کل پھر سفر کرنے کے قابل نہ ہوں تو مجھے اطلاع کرادیجئے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

گا۔ میں کل بھی روانگی ملتوی کردوں گا۔"

روماس۔ یقین ہے کل میں ضرور سفر کرنے کے قابل ہو جاؤں گا۔

ابوعبیدہ نے سعید سے مخاطب ہو کر کہا۔ "سعید! دیکھو انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ جس چیز کی انہیں ضرورت ہو فوراً مہیا کی جائے یہ ہمارے مہمان ہیں' مہمانوں کی تواضع خاطر خواہ کرنی چاہیے۔"

روماس نے کہا۔ "میں سعید کا بہت زیادہ مشکور ہوں۔ انہوں نے مجھے آرام پہنچانے کے لئے اپنا آرام چھوڑ دیا ہے۔"

ابوعبیدہ۔ آئین مہمانداری یہی ہے' اچھا اب میں اجازت چاہتا ہوں دیکھنا ہے کہ لشکر خیمہ زن ہوگیا یا نہیں۔ سعید تم ان کے پاس ہی رہو انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو' اگر یہ کل بھی سفر کرنا نہ چاہیں تو مجھ سے صبح نماز کے وقت کہہ دینا۔

اب ابوعبیدہ اٹھ کھڑے ہوئے' وہ خیمہ سے نکل کر باہر آئے۔ سعید ان کے ساتھ آیا۔ ٹیلہ سے نیچے اتر کر ابوعبیدہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوگئے۔

آنیوالا لشکر خیمہ زن ہوگیا تھا' تمام میدان خیموں اور راوٹیوں سے بھر گیا تھا' مسلمان ادھر ادھر پھر رہے تھے' اس وسیع میدان میں ایک عظیم الشان شہر سا آباد ہوگیا تھا۔

اب آفتاب غروب ہوگیا تھا۔ مسلمانوں نے مغرب کی نماز پڑھی نماز پڑھتے ہی سارے لشکر میں آگ روشن ہوگئی مسلمانوں نے کھانا تیار کرکے کھایا۔ کھانے سے ابھی یہ لوگ فارغ ہی ہوئے تھے' کہ عشا کی اذان ہوگئی' انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی اور سو رہے' صبح سویرے موذن نے اذان دی' اذان کی آواز سنتے ہی مسلمان اٹھ بیٹھے' سب نے جلد جلد وضو کرکے صبح کی نماز پڑھی' نماز سے فارغ ہو کر ابو عبیدہ سے دریافت کرایا کہ پادری میں سفر کرنے کی قوت ہے یا نہیں۔ سعید نے پادری سے دریافت کیا۔ پادری روماس سفر کرنے پر آمادہ ہوگیا سعید نے کہلادیا کہ پادری سفر کرنے کے قابل ہے' ابو عبیدہ نے کوچ کا اعلان کردیا۔

فوراً خیمے راوٹیاں اور اسباب بار کیا جانے لگا۔ کچھ لوگوں نے کھانا تیار کیا۔ سب مسلمان کھانا کھا کر مسلح ہوئے اور صف بستہ ہو کر روانگی کیلئے تیار ہوگئے۔

سعید نے فلپانہ اور روماس کے لئے محملوں ہی کا انتظام کیا' ایک محمل میں پادری کو اور دوسرے میں فلپانہ' انگورا اور مریم کو سوار کرادیا۔

ابوعبیدہ لشکر کے وسط میں تھے' سعید ہراول کا سردار تھا' ابو عبیدہ نے لشکر کو روانہ ہونے کا اشارہ کیا' لشکر قدم قدم چلنے لگا۔ اسلامی مجاہدین کا یہ لشکر نہایت شان و وقار کے ساتھ .علبک کی طرف بڑھ رہا تھا' ایسا معلوم ہوتا تھا' جیسے انسانی سمندر میں لہریں اٹھنے لگی ہوں' ابھی یہ لشکر تقریباً" 5 میل ہی چلا تھا کہ انہیں راستہ کے داہنی طرف ایک مختصر سا قافلہ لشکر خیمہ زن نظر آیا۔

اس لشکر کے سوار نہایت اطمینان اور بے فکری سے خیموں کے اندر پڑے سو رہے تھے' بعض سپاہیوں نے شراب زیادہ پی لی تھی اور وہ نشہ میں مدہوش پڑے تھے' ان میں سے کسی کو بھی دین و دنیا کی خبر نہ تھی۔

اس مختصر رومی لشکر کے وسط میں غلہ' شکر اور دوسری اجناس کے لا انتہا بورے اوپر تلے رکھے ہوئے تھے' معلوم ہوتا تھا کہ لشکر غذا فراہم کرنے پر مامور تھا۔

مسلمانوں نے اس رومی لشکر کو دیکھا وہ ٹھہر گئے' ابو عبیدہ نے ٹھہرنے کی وجہ دریافت کی' جب ان سے اس مختصر رومی لشکر کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے سعید کو بلا کر حکم دیا' کہ وہ صرف پانچ سو مسلمانوں کو ہمراہ لیکر رومی لشکر پر یورش کردیں' اگر رومی ہتھیار ڈال کر اطاعت کرلیں تو انہیں گرفتار کرلیا جائے' اور اگر وہ لڑائی پر آمادہ ہوں تو جنگ کی جائے۔

سعید فوراً پانچ سو آزمودہ کار مسلمانوں کو لیکر روانہ ہوا۔ ابوعبیدہ نے باقی لشکر کو روک دیا' سارا اسلامی لشکر کھڑا ہو کر تماشہ دیکھنے لگا۔

رومی ابھی تک غفلت میں سرشار پڑے تھے' جب سعید کا لشکر بالکل سر پر پہنچ گیا تو ہوشیار ہو کر خیموں سے باہر نکل آئے' انہوں نے باہر آتے ہی اسلامی لشکر کو دیکھا' خوف و دہشت سے وہ کانپنے لگے' ان کے چہرے زرد پڑ گئے' انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور "لفون لفون"

(امان امان) چلانے لگے۔

سعید نے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا' کہ وہ بہت جلد رومیوں کو گرفتار کرلیں' مسلمانوں نے جلد جلد انہیں گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ جس وقت مسلمان رومیوں کو گرفتار کر رہے تھے' چند رومی موقعہ پاکر قریب والے جنگل میں کھسک گئے اور نہایت تیزی سے سر پر پیر رکھ کر .علبک کی طرف بھاگے۔

سعید نے رومیوں کو گرفتار کرکے ان کے خیمے اکھڑوا کر ان کی سواریوں پر بار کئے' جب انہوں نے رسد کو دیکھا۔ تو وہ اسی قدر رسد دیکھ کر خوش ہوگئے سعید نے رسد کو

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

بھی خچروں اور گھوڑوں پر بار کیا' اب وہ قیدی اور رسد کا سامان لے کر روانہ ہوئے۔

اسلامی لشکر کچھ زیادہ فاصلہ پر تو تھا نہیں' وہ بہت جلد اپنے لشکر میں پہنچ گئے۔ مسلمانوں نے اس معمولی مگر کامیاب فتح پر خوش ہو کر "اللہ اکبر" فلک شگاف نعرہ لگایا' ابو عبیدہ قیدیوں اور رسد کو دیکھ کر خوش ہوگئے انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ فوراً قیدی ان کے سامنے پیش کیے گئے' انہوں نے ان سے مسلمان ہونے کی استدعا کی' رومیوں نے مسلمان ہونے سے انکار کردیا تب ان سے جزیہ طلب کیا گیا۔ وہ جزیہ دینے پر تیار ہوگئے۔

ابو عبیدہ نے اس رسد کو تمام اسلامی لشکر پر تقسیم کردیا۔ اس کارروائی میں بہت وقت صرف ہوگیا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں نے ظہر کی نماز اسی میدان میں پڑھی اور پھر روانہ ہوئے۔

علبک کی حدود میں داخل ہو کر مسلمانوں کو یہی پہلی فتح ہوئی' وہ اس معمولی فتح کو نیک شگون سمجھ کر بہت زیادہ مسرور ہوئے۔

چودھواں باب

ہربیس

مسلمانوں نے جس رومی لشکر کو گرفتار کیا وہ اہل علبک کا تھا۔ جو علبک والوں کے لئے رسد فراہم کرنے پر متعین تھا' وہ دیہات سے غلہ اکٹھا کرکے علبک پہنچاتا تھا' یہ غلہ دیہاتی لوگوں سے نہایت سختی سے وصول کیا جاتا ہے' لوگ اس جبرو تشدد سے تنگ آئے ہوئے تھے' لیکن وہ جانتے تھے کہ مسلمان عنقریب علبک پر یورش کرنے والے ہیں اور مسلمانوں کے اس نواح میں آتے ہی انہیں دیہات چھوڑ چھوڑ کر قلعہ علبک میں پناہ گزیں ہونا پڑیگا جہاں انہیں یہی رسد جو آج ان سے بہ جبر لی جاتی ہے' کھانے کو دیجائے گی۔ اس لئے وہ اس تشدد کو برداشت کررہے تھے' اس مرتبہ بھی رومی لشکر غلہ فراہم کرکے لارہا تھا جو اتفاق سے مسلمانوں کے ہاتھ میں پڑگیا۔

جس زمانہ کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ اس وقت علبک کا بادشاہ ہربیس تھا ہربیس نہایت بہادر اور مدبر تھا' لیکن وہ ضدی اور جلد غصہ میں آجانیوالا تھا اس نے جب سے حدود شام میں مسلمانوں کی آمد کا حال سنا تھا' اسی وقت سے اس کا ارادہ مسلمانوں سے جنگ کرنے کا تھا' اسی لئے وہ آہستہ آہستہ لشکر اور رسد کی فراہمی میں مشغول تھا' جب سے اس نے سنا کہ مسلمانوں نے قنسرین بھی فتح کرلیا۔ تو وہ تمام آرام چھوڑ کر لشکر اور رسد کی فراہمی میں منہمک ہونے لگا' اسنے بہت جلد عظیم الشان لشکر فراہم کرلیا' رسد کا بھی کافی ذخیرہ مہیا ہوگیا۔ اس کا ارادہ تھا' کہ مسلمانوں کو علبک کی سرحد پر روکے' اس نے مسلمانوں کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لئے جاسوس مقرر کررکھے تھے' اس نے قنسرین کی فتح کا حال تو سن لیا تھا' لیکن ابھی تک اسے یہ اطلاع نہیں ملی کہ مسلمانوں نے علبک کی طرف پیش قدمی شروع کردی ہے۔

ایک روز ہربیس علبک کے نواح میں شکار کی تلاش میں سرگرداں پھر رہا تھا۔ اس نے دور سے چند عیسائی سواروں کو سخت پریشانی کی حالت میں بھاگ کر آتے ہوئے دیکھا۔ وہ ان سواروں کو دیکھ کر حیران ہوا' اس نے فوراً اپنے ہمراہی میں سے ایک رومی سے مخاطب

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ہو کر کہا۔ ”دیکھو یہ سوار جو بھاگے جا رہے ہیں انہیں بلا کر میرے پاس لاؤ۔“

اس عیسائی نے رومی سواروں کے پیچھے اپنا گھوڑا سرپٹ چھوڑ دیا مفرور رومی سواروں نے اسے اپنے پیچھے دوڑتا ہوا دیکھ کر اپنے گھوڑوں کو اور بھی تیز کر دیا۔ لیکن اس سوار نے بہت جلد انہیں جا پکڑا' اور انہیں اپنے ہمراہ لیکر ہربیس کے پاس واپس آیا۔ ان سواروں نے ہربیس کو دیکھا وہ فوراً گھوڑوں پر سے کود پڑے' انہوں نے زمیں بوس ہو کر ہربیس کو سلام کیا۔ ہربیس نے انہیں اٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہربیس نے دریافت کیا۔ ”تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اور کیوں اس قدر بے اوسان بھاگے ہوئے جا رہے ہو۔“

ایک سوار نے کسی قدر جرات کرکے کہا۔ عالیجاہ! ہم رسد کی فراہمی پر متعین تھے' ہم دیہات سے غلہ شکر اور کپڑا لیکر واپس آ رہے تھے' ہمارے پاس سامان زیادہ تھا' ہم آہستہ آہستہ آ رہے تھے۔ کل صبح جب ہم روانگی کا قصد کر رہے تھے' دفعتہ“ مسلمانوں نے ہم پر یورش کی ہمارے سب آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ رسد لوٹ لی۔ صرف ہم پانچ آدمی بچ کر آئے ہیں۔

ہربیس نہایت حیرت سے اس خبر کو سن رہا تھا۔ جب اس لشکر کی گرفتاری اور رسد کے لوٹے جانے کی خبر سنی۔ تو وہ بہت زیادہ برہم ہوا۔ اس نے غضبناک لہجہ میں کہا۔ ”یہ واقعہ میری سرحد میں ہوا۔“

شاہی سوار جی ہاں .علبک کی سرحد میں۔ یہاں سے تقریباً“ بیس میل کے فاصلہ پر۔

ہربیس۔ تعجب ہے' اس لشکر میں کس قدر مسلمان ہوں گے؟

شاہی سوار۔ حضور کچھ صحیح اندازہ تو نہیں بتایا جا سکتا۔ لیکن مسلمانوں کا لشکر کچھ زیادہ نہیں تھا' سنا ہے' زیادہ تر مسلمان سابق سردار خالد کے ہمراہ حمص کی طرف گئے ہیں۔

ہربیس نے غصہ سے دانت پیس کر کہا۔ ”مسلمانوں کو اس قدر جرات ہوگئی' کہ میرے حدود میں داخل ہو کر لوٹ مار شروع کر دی' خیر کچھ پرواہ نہیں انہیں آنے دو۔ میں ان سب کو قتل کر ڈالوں گا' ان کی عورتوں کو کنیزیں اور لڑکوں کو غلام بناؤں گا......

عزرائیل! تم فوراً جاؤ۔ اور بہت جلد سات ہزار آزمودہ کار رومی سپاہیوں کو لے آؤ۔ جرجس سے کہنا وہ بھی آجائیں میں اس جگہ سے مسلمانوں پر یلغار کروں گا۔ جاؤ! بہت جلد جاؤ! اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے واپس آؤ۔“

عزرائیل ایک عیسائی سردار کا نام تھا' وہ ایک رسالہ کا کپتان تھا اس نے سر تسلیم اظہار اطاعت کے لئے خم کیا۔ اور نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔

ہربیس نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”یہ مسلمان' بزدل عیسائیوں پر فتح

پا کر بہت کچھ دلیر اور نڈر ہوگئے ہیں' میں انہیں سبق دوں گا۔ ایسا سبق کہ ان کی قوم یاد کیا کرے گی۔“

اس وقت اس کی نظر سامنے راستہ پر جا پڑی' اس نے مخاطب ہو کر کہا۔ ”یہ رومی کیسے بھاگے ہوئے آ رہے ہیں۔“

سامنے سے سیکڑوں رومی خچروں۔ ٹٹوؤں اور گدھوں پر اسباب لادے ہوئے جلد جلد چلے آ رہے تھے' ان کے ہمراہ عورتیں اور بچے بھی تھے' بعض عورتیں اور بچے گھوڑوں' گدھوں اور خچروں پر اسباب کے اوپر بیٹھے ہوئے تھے' بعض بچوں کو مردوں نے اپنے کندھوں پر سوار کر رکھا تھا۔ جو کچھ عورتیں پیدال آ رہی تھیں' ان کی گود میں چھوٹے چھوٹے بچے تھے' ان سب کے چہروں میں سپید سپید گردہ چڑھا ہوا تھا' ان سب کے چہرے پژمردہ مضمحل ہو رہے تھے' وہ سخت خائف معلوم ہوتے تھے' کیونکہ خوفزدہ نگاہوں سے پیچھے پھر کر دیکھتے ہوئے جلد جلد قدم اٹھائے بڑھے چلے آ رہے تھے۔

ہربیس اور اس کے ہمراہی بڑھ کر راستہ کے کنارہ پر آکھڑے ہوئے جب رومیوں کا بے اوسان اور خوفزدہ قافلہ ہربیس کے قریب آیا' تو اس نے انہیں ہاتھ کے اشارہ سے روک کر پوچھا۔ ”تم کون ہو؟“ کہاں سے آ رہے ہو

یہ قافلہ ٹھہر گیا' ان میں سے ایک ضعیف العمر نے کہا۔ ”حضور ہم غریب الدیار ہیں۔ ہم دیہات سے آ رہے ہیں۔“

ہربیس۔ تم اپنے گاؤں کو چھوڑ کر کیوں چلے آئے۔ اسی بڈھے رومی نے جواب دیا ”حضور مسلمان .علبک کی سرحد میں گھس آئے ہیں' ہم ان کے خوف سے بھاگ آئے ہیں“

ہربیس۔ اب تم کہاں جا رہے ہو؟

بڈھا رومی۔ ہم .علبک جا رہے ہیں۔

ہربیس کو جوش آگیا۔ اس نے کہا جاؤ تم .علبک میں آرام کرو۔ میں بھی ان مسلمانوں کا قضیہ مٹا کر وہیں آتا ہوں“

ابھی تک رومیوں نے ہربیس کو نہیں پہچانا تھا' وہ اسے محض ایک معزز رومی سمجھ رہے تھے' لیکن اب وہ سب کے سب حیران رہ گئے' اسی بڈھے رومی نے حیرت سے ہربیس کو دیکھا اور کہا۔ حضور!........“

وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکا۔

ہربیس کے ہمراہیوں میں سے ایک عیسائی نے کہا۔ ”بڑے میاں! یہ (ہربیس کی طرف اشارہ کرکے) عیسائیوں کے پشت پناہ .علبک کے بادشاہ ضیغم اعظم ہربیس ہیں۔“

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ہربیس کا نام سنتے ہی سب عیسائی زمین بوس ہوئے' عورتوں نے اپنے سر جھکا دیئے' ہربیس نے کہا۔ "تم میرے پاس پناہ لینے آئے ہو' تمہارے لئے .علبک کا دروازہ کھلا ہوا ہے' جاؤ .علبک میں آرام کرو۔"

اب سب عیسائی اٹھ کھڑے ہوئے' اسی ضعیف العمر عیسائی نے کہا "حضور پر حضرت مسیح" اپنی برکت نازل کریں' اس پر آشوب زمانہ میں حضور ہی ہماری مدد کریں گے۔ عالیجاہ! ہمارے پیچھے ہزاروں عیسائی ہماری طرح بھاگے چلے آرہے ہیں۔"

ہربیس۔ سب کے لئے .علبک کا دروازہ کھلا ہوا ہے....... تم میں سے کسی کو مسلمانوں نے تو نہیں ستایا۔

وہی بڈھا رومی۔ عالیجاہ! نہیں۔ ہم نے تو مسلمانوں کی صورت بھی نہیں دیکھی۔ صرف ان کے آنے کی خبر سن کر ہی بھاگ آئے۔

ہربیس۔ اچھا کیا۔ تم .علبک میں جا کر آرام کرو۔

اس گروہ نے ہربیس کو دعا دی اور آہستہ آہستہ .علبک کی طرف روانہ ہوا ابھی یہ گروہ میل بھر بھی نہیں گیا تھا' کہ ایک دوسرا قافلہ نمودار ہوا۔ یہ پہلے قافلہ سے بڑا تھا' اس میں زیادہ تر نوجوان عیسائی تھے' جو زرہ بکتر پہنے گھوڑوں پر سوار تھے' یہ لوگ بھی گھوڑوں گدھوں اور خچروں پر اسباب لادے ہوئے جلد جلد بڑھتے چلے آرہے تھے' ان کے ساتھ بھی عورتیں اور بچے بھی جو یا تو پیدل تھے یا اسباب کے اوپر بیٹھے ہوئے تھے۔ جب یہ گروہ ہربیس کے پاس پہنچا تو اس نے اسے بھی روک کر پوچھا۔ "تم لوگ کیوں بھاگے چلے آرہے ہو۔"

ایک نوجوان عیسائی نے کہا مسلمان آگئے ہم ان کے خوف سے بھاگے چلے آرہے ہیں۔

ہربیس۔ تم نے مسلمانوں کا مقابلہ کیوں نہ کیا۔

اس نوجوان نے ہربیس کو حیرت سے دیکھ کر تعجب خیز لہجہ میں جواب دیا۔

ہم مسلمانوں کا مقابلہ کرتے؟ مسلمان شیطان ہیں' انسان شیطانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے' بھلا آج تک کسی رومی لشکر نے بھی فتح پائی ہے؟

ہربیس کو غصہ آگیا' اس نے برہم ہو کر کہا۔ "نامردو! تم ہی جیسے بزدلوں نے بھاگ بھاگ کر مسلمانوں کو دلیر کردیا ہے۔ جاؤ! تم .علبک میں بیٹھ کر تماشہ دیکھو' میں تنہا ہی مسلمانوں کو قتل کر ڈالوں گا۔"

نوجوان رومی مرعوب ہوگیا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ "کیا حضور ہی عیسائیوں کے

پشت پناہ .علبک کے بادشاہ........"

ہربیس کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے قطع کلام کرکے کہا۔ "ہاں یہی...... ہمارے بادشاہ ہیں۔"

رومی اتنا سنتے ہی کود کود کر گھوڑوں سے نیچے اتر آئے اور زمین بوس ہوگئے۔

ایک نوجوان رومی نے کہا۔ "عالیجاہ! ہم حضور کے جلو میں رہنا چاہتے ہیں۔"

ہربیس خوش ہوگیا' اس نے کہا۔ "اچھا تم میں سے وہ لوگ جو زرہ بکتر پہنے ہوئے ہیں' ہمارے ساتھ چلیں' باقی سب .علبک کی طرف چلے جائیں

تمام مسلح رومی ایک طرف کھڑے ہوگئے' باقی لوگ .علبک کی طرف روانہ ہوئے۔

اس وقت آفتاب ایک چوتھائی منزل طے کر چکا تھا۔ دھوپ ہر طرف پھیل گئی تھی' یہ میدان جہاں ہربیس کھڑا تھا' نہایت وسیع تھا۔ اس تمام میدان میں چھوٹی چھوٹی سبز گھاس کھڑی تھی' دھوپ گھاس پر لوٹتی ہوئی نہایت بھلی معلوم ہورہی تھی' آج دھوپ میں کسی قدر تمازت تھی' اس بڑھی ہوئی تمازت سے رومیوں کی پیشانیوں پر پسینے کے قطرے نمودار ہوگئے تھے۔

ہربیس نے .علبک کی طرف نظر کی اسے قریب ہی رومی لشکر آتا ہوا نظر آیا' ان رومیوں کے خود' زرہ بکتر' نیزے اور ڈھالیں آفتاب کی شعاعیں پڑنے سے چمک رہے تھے' یہ لشکر بہت جلد ہربیس کے قریب آگیا' ہربیس نے اشارہ سے اس لشکر کو روکا' اس لشکر کے آگے رومی جھنڈا لہرا رہا تھا' اس جھنڈے کے نیچے ایک گرانڈیل رومی تھا وہ بڑھ کر ہربیس کے قریب آیا' ہربیس نے کہا۔ "جرجیس! تم آگئے' بہت اچھا کیا۔ میں عرصہ سے جو خواب دیکھ رہا تھا' اب اس کی تعبیر کا وقت آگیا ہے' مسلمان میری حد میں گھس آئے ہیں' بزدل عیسائی مسلمانوں کے آنے کی خبر سنتے ہی اپنی جائے قیام سے بھاگ کھڑے ہوئے تمہیں راستہ میں بزدل رومیوں کے قافلے ملے ہونگے' اب وقت آگیا ہے کہ میں ان مسلمانوں کو شکست دے کر ان سے مفتوحہ ملک چھین لوں' اور صرف یہی نہیں بلکہ انکے ملک پر حملہ کرکے ہمیشہ کے لئے ان کا استیصال کردوں۔"

جرجیس .علبک میں نواب تھا' .علبک کے شمالی طرف اس کا علاقہ تھا وہ نہایت بہادر اور بڑا دور اندیش آدمی تھا' اس نے کہا۔ "جس بات کا مجھے اندیشہ تھا' وہی ہوئی' میں نے آپ کو منع کیا تھا' کہ والنٹیروں کی بھرتی موقوف کردو۔ مسلمانوں کو یہ خیال ہوا کہ آپ ان سے لڑنے کی تیاریاں کررہے ہیں اسی لئے وہ اٹھا کیہ جانے سے قبل اس طرف حملہ آور

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ہوئے۔ اگر آپ والنٹیر بھرتی نہ کرتے تو مسلمان کبھی اس طرف نہ آتے' اب دیکھئے رومی بھاگ بھاگ کر .علبک کی طرف آنے لگے' اس طرف سے لوگ بہت کم گئے ہیں' دوسری اطراف سے زیادہ آ رہے ہیں' اگر لوگوں کی آمد کا یہ سلسلہ برابر جاری رہا تو .علبک میں تل رکھنے کی جگہ نہ ملے گی۔ عجب نہیں کہ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے کوئی بیماری پھوٹ پڑے۔ میرے خیال میں مسلمانوں سے جنگ کرنا دانشمندی نہیں ہے ان سے صلح کر لینے ہی میں عافیت ہے۔"

ہربیس کو جرجس کی گفتگو نہایت ناگوار گذری۔ اسے طیش آگیا اس نے کسی قدر برہم ہو کر کہا۔ میں مسلمانوں سے صلح کرلوں؟ بھوکے' ننگے' فرومایہ اور ذلیل عربوں سے صلح کرکے اپنے نام کو بٹہ لگاؤں' جرجس! یہ آج تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیا تم پر بھی مسلمانوں کا خوف غالب آگیا؟"

جرجس۔ کیا آپ نے اجنادین کا واقعہ نہیں سنا' جس میں سے سترہ ہزار مسلمانوں نے نوے ہزار عیسائیوں کو شکست دی تھی' کیا آپ دمشق کے واقعہ کو بھول گئے ابھی کل کی بات ہے کہ صرف تیرہ مسلمانوں نے جبلہ اور عمودیہ کے بادشاہ کے سامنے ہزاروں رومیوں کی موجودگی میں قنسرین کے بادشاہ لوقا کو گرفتار کرکے مار ڈالا۔ جب عیسائیوں کی دلیری کی یہ حالت ہے تو آپ کس برتے پر مسلمانوں سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ہربیس۔ جرجس! میرے سپاہی بزدل نہیں ہیں' میں بزدل نہیں ہوں تم بزدل نہیں ہو' مجھے پورا یقین ہے کہ ہم ضرور مسلمانوں کا سابق سردار خالد جو واقعی بہادر ہے۔ مسلمانوں کا بہت سا لشکر لے کر حمص گیا ہے۔ یہ سردار جو .علبک کی طرف آرہا ہے' بڈھا ہے' اس کے ساتھ زیادہ لشکر بھی نہیں ہے' نہ سردار بہادر ہے' نہ اسکے ساتھ بہادر مسلمان ہیں' میرا دل کہتا ہے کہ ہم ضرور فتحیاب ہونگے۔

جرجس۔ اگر آپ کا ایسا خیال ہے' تو آپ جائیے۔ میں مسلمانوں سے نہیں لڑ سکتا۔

ہربیس نے حیرت سے جرجس کو دیکھ کر کہا۔ "کیا تم واپس .علبک جاؤ گے۔

جرجس۔ جی ہاں' میرے خیال میں مسلمانوں سے لڑنا دانشمندی اور مصلحت دونوں کے خلاف ہے۔

ہربیس نے طیش میں آکر کہا۔ "بہت خوب! تم .علبک کی عورتوں کے ساتھ بیٹھ کر جنگ کا تماشہ دیکھو اور اس کے نتیجہ کا انتظار کرو میں تنہا مسلمانوں پر حملہ کروں گا۔

جرجس نے طعنہ آمیزی سے کہا۔ "جائیے! آپ مسلمانوں سے لڑیئے اور ان پر فتح حاصل کرکے میرے لئے بھی دو چار عرب کنیزیں لیتے آیئے۔

ہربیس نے دانت پیس کر کہا۔ "جب میں مسلمانوں کی مہم سے فارغ ہو جاؤں گا۔ تب تمہیں اس گستاخی کی قرار واقعی سزا دوں گا۔"

جرجس نے فورا جواب دیا۔ "کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ تم مسلمانوں کے سامنے سے زندہ بھی واپس آؤ گے یا نہیں"

جرجس واپس لوٹ گیا' ہربیس لشکر کے وسط میں پہنچا' وہ عیسائی جھنڈے کے نیچے کھڑا ہوا۔ اور لشکر کو روانگی کا حکم دیا۔ رومی لشکر آہستہ آہستہ بڑھا۔

اب آفتاب نصف النہار پر پہنچ گیا تھا' مطلع بالکل صاف تھا' سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا' رومی لشکر نہایت شان و وقار کے ساتھ بڑھ رہا تھا' راستہ میں انہیں ہزاروں عیسائی مسلمانوں کے خوف سے بھاگ بھاگ آتے ہوئے ملے۔ اس وقت یہ لشکر ایک لق و دق میدان کو طے کررہا تھا' اس میدان میں دور تک کسی درخت کا نشان تک نہ تھا' چونکہ آج گرمی زیادہ تھی' اس لئے عیسائی سواروں کو پسینہ آرہا تھا' گھوڑے بھی پسینے میں شرابور ہوگئے تھے' اس لشکر کو راستہ میں جو رومی بھاگ بھاگ آتے ہوئے ملے' ان میں سے جوان اور مسلح تھے' وہ ہمراہ لے لئے گئے' اور جو غیر مسلح وہ .علبک کی طرف چلے گئے۔

یہ لشکر تیز قدمی سے چلا جارہا تھا۔ کہ انہیں سامنے افق پر کچھ غبار اڑتا ہوا نظر آیا۔ عیسائیوں نے گھوڑوں پر ابھر ابھر کر اس غبار کو دیکھا سارے لشکر کی نظریں اس غبار پر پڑنے لگیں۔ تھوڑی ہی دیر میں یہ غبار قریب آگیا اور اور صاف معلوم ہونے لگا۔ ہربیس نے کہا۔ "عیسائی دلیرو ہوشیار ہو جاؤ! معلوم ہوتا ہے کہ اس غبار کے پیچھے مسلمانوں کا لشکر ہے۔"

عیسائیوں نے فورا تلواروں پر ہاتھ ڈالا۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ وقت پر تلواروں کے نکالنے میں کچھ دقت تو نہ ہوگی۔

دیکھتے ہی دیکھتے غبار قریب آگیا۔ غبار کا دامن چاک ہوتے ہی عرب سواروں کے عمامے کے دامن ہوا میں لہراتے ہوئے نظر آنے لگے۔

ہربیس نے اسلامی لشکر دیکھتے ہی اپنے لشکر کو روکا اور نہایت سرعت کے ساتھ اسے میدان میں جنگ کے لئے سربستہ کردیا۔

اسلامی لشکر بھی ایک تیر کے فاصلہ پر آکر رک گیا' مسلمانوں نے جلد جلد اپنی صفیں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

قائم کیں اور بہت جلد جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

ہربیس نے رومیوں کو تیر اندازی کا حکم دیا' رومیوں نے ایک ساتھ ہزاروں تیر کمانوں میں رکھ کر ایک ساتھ چلائے۔ مسلمانوں نے ڈھالوں پر تیروں کو روکا۔ اور حیرت انگیز سرعت کے ساتھ خود بھی تیر اندازی شروع کی۔

اب دونوں طرف سے جلد جلد تیروں کی بارش ہونے لگی' جو شخص تیروں پر نظر رکھتا تھا' وہ ڈھال سامنے کر کے بچ جاتا تھا' لیکن جس کی آنکھ تیر کو آتا ہوا دیکھ کر جھپک جاتی تھی' تیر اس کے سینے میں ترازو ہو جاتا تھا' طرفین کے کچھ سپاہی زخمی ہو ہو کر گرے۔

مسلمانوں کو طیش آگیا' وہ ڈھالیں سامنے کر کر کے بڑھے رومیوں نے بھی پیش قدمی کی۔ دونوں لشکر مل گئے۔ سپاہیوں نے جلد جلد کمانیں شانوں پر ڈال لیں اور تلواریں نکال نکال کر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔

تلواریں تڑپ کر میانوں سے' نکلیں مصفا تلواریں سورج کی کرن پڑنے سے چمکیں' وہ انسانی سمندر میں غرق ہو کر جو ابھریں تو خون میں نمائی ہوئی تھیں

اب ہنگامہ دارو گیر بلند ہو گیا' جنگ زور و شور سے شروع ہو گئی' ہر شخص جوش شجاعت سے بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگا' سپاہی قتل ہو کر گرنے لگے انسانی جسم کے اعضاء کٹ کر گرتے' اور گر کر زمین پر تڑپنے لگتے' آلات حرب کی جھنکار۔ زخمیوں کی چیخ و پکار اور قومی نعروں کی آواز سے تمام میدان گونج اٹھا' اس وقت مسلمان لڑائی میں اس قدر مشغول تھے کہ انہیں دنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی' عربی سردار نہایت جوش سے لڑ رہے تھے' کچھ مسلمان سنبھل کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا' اس نعرے کی آواز سن کر سارے مسلمان چونک پڑے انہوں نے ہوشیار ہو کر ایک پر جوش حملہ کیا۔ رومیوں نے مسلمانوں کی یلغار کو روکنے کے لئے انتہائی کوشش کی' لیکن ان کی کوشش بیکار گئی' جوش میں آئے ہوئے مسلمانوں کی یلغار ان سے رک نہ سکی' رومیوں کی صفیں ٹوٹ گئیں' مسلمان رومیوں میں گھس گئے۔

سعید نہایت جوش اور دلیری سے بڑھ بڑھ کر حملے کر رہا تھا' اس کی بے پناہ تلوار نے بہت سے رومیوں کو خاک و خون میں ملا دیا تھا۔

حور وش فلپانہ اور پریزاد انگورا محمل میں بیٹھیں جنگ کا نظارہ کر رہی تھیں' وہ دونوں سعید کی دلیری اور چابکدستی کی تعریف میں رطب اللسان تھیں'

ہربیس اس وقت نہایت جوش میں بھرا ہوا تھا۔ وہ بڑھ بڑھ کر حملے کر رہا تھا۔ اسے لڑتے ہوئے دیکھ کر رومی بھی اپنی پوری قوت سے لڑ رہے تھے

سعید نے ہربیس کو دیکھا' اس نے قیاس سے سمجھ لیا کہ یہی رومیوں کا سردار ہے' وہ غضبناک شیر کی طرح ہربیس کی طرف بڑھا' رومیوں نے اسے دیکھا' وہ اس کے ارادہ کو سمجھ گئے' انہوں نے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ رومیوں سے لڑتا' انہیں مارتا کاٹتا ہربیس تک پہنچ ہی گیا۔

ہربیس نے سعید کو انہیں آتے ہوا دیکھا' وہ تلوار لیکر سعید پر ٹوٹ پڑا سعید نے اس کے حملوں کو روکا' چونکہ فلپانہ محمل پر سوار تھی' اس لئے اس کی نظر دور تک جاتی تھی' اس نے ہربیس کو سعید پر حملہ کرتے ہوئے دیکھا وہ بے چین ہو گئی ساتھ ہی کشمکش میں پڑ گئی' ایک طرف اس کا ہم مذہب ہربیس تھا اور دوسری طرف اس کا منظور نظر سعید تھا۔ وہ حیران تھی کہ کس کی فتح یابی کی دعا مانگے' وہ بہت تھوڑی دیر اس شش و پنج میں مبتلا رہی آخر محبت نے فتح پائی' اس نے صدق دل سے دعا مانگی۔ "خدایا! سعید کو فتح دے" اس کے نازک گلاب کی پتی جیسے لبوں سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ سعید نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے ہربیس پر حملہ کیا' ہربیس نے ڈھال سامنے کر دی۔ سعید کی برق وش تلوار زرہ توڑ کر شانہ میں اتر گئی' ہربیس زخمی ہو گیا۔ اس نے اپنے گھوڑے کو واپس لوٹایا۔ اب سعید اور ہربیس کے درمیان بہت سے رومی آ گئے' سعید نے ان رومیوں پر حملہ کر دیا۔

حور وش فلپانہ ہربیس کے لوٹتے ہی سمجھ گئی کہ اس کی دعا قبول ہوئی وہ مسکرائی' اس کے پھول سے چہرے پر مسرت کے آثار ظاہر ہوئے اس نے خدا کا شکریہ ادا کیا۔

اب سعید کو رومیوں نے ہر طرف سے نرغہ میں لے لیا' وہ تنہا نہایت پھرتی سے جنگ کر رہا تھا' مسلمان نے سعید کو محصور دیکھا' وہ تڑپ کر بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اس کی مدد کو دوڑے' انہوں نے جلد جلد رومیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔

ہربیس زخمی ہو کر واپس لوٹا تھا' یوں تو اس کے سات زخم آئے تھے لیکن سعید کا وار کاری پڑا تھا' اس کا شانہ سخت زخمی ہو گیا تھا' شانہ سے خون جاری تھا' اس زخم کی تکلیف سے اسے میدان جنگ میں ٹھہرنا دشوار ہو گیا' اس نے رومیوں کو واپس لوٹنے کا اشارہ کیا' رومی واپس ہوئے مسلمانوں نے اسے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھ کر سختی سے حملہ کیا' اس حملہ نے رومیوں کو متفرق کر دیا' وہ سراسیمہ ہو گئے' اور کچھ ایسے گھبرائے کہ جس کا جس طرف منہ اٹھا بھاگ کھڑا ہو' تھوڑی دیر میں تمام میدان رومیوں سے صاف ہو گیا' صرف انکے سپاہیوں کی بے گور و کفن لاشیں میدان جنگ میں پڑی رہ گئیں' علبک کی مقابل ہو کر مسلمانوں کو پوری فتح حاصل ہوئی۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

اب مسلمانوں نے تلواروں کو میان میں کیا' انہوں نے شہدا کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ایک جگہ جمع کر دیا' کل تیرہ مسلمان شہید ہوئے تھے مسلمانوں نے ان شہیدوں کے جنازہ کی نماز پڑھی' اور انہیں دفن کر دیا اس سے فارغ ہو کر اب مسلمانوں نے رومی مقتولین کو شمار کیا' ایک ہزار رومی قتل ہوئے تھے' مسلمانوں نے گڑھے کھود کھود کر ان رومیوں کو بھی دفن کر دیا' ان سب کاموں سے فارغ ہو کر مسلمانوں نے اپنی صفیں قائم کیں اور وہ آہستہ آہستہ .علبک کی طرف روانہ ہوئے۔

پندرھواں باب

بعلبک

مسلمانوں کو حدود .علبک میں داخل ہوتے ہی اس وقت تک دو فتوحات ہو چکی تھیں' وہ ان فتوحات سے نہایت خوش تھے' مسرت و انبساط کے آثار ان کے چہروں سے ظاہر ہوئے۔ وہ نہایت جوش شوق اور مسرت سے .علبک کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے' چند ہی گھنٹے سفر کر کے وہ .علبک کے سامنے پہنچ گئے۔

.علبک نہایت پرانا شہر تھا' مشہور ہے کہ اسے حضرت سلیمانؑ نے آباد کیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ اسی شہر میں رہتے تھے' ان کا خزانہ اسی جگہ تھا ۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ .علبک کو جنوں نے تعمیر کیا تھا' شاید یہ خیال اس وجہ سے پیدا ہوا کہ .علبک کی دیواریں نہایت مضبوط' مستحکم اور بلند تھیں۔

.علبک کا قلعہ نہایت کشادہ تھا' وہ اس قدر وسیع تھا کہ کئی شہر اس کے اندر آباد ہو سکتے تھے' اس قلعہ کی دیواریں بھی نہایت ہی مضبوط اور بہت ہی بلند تھیں' اس قلعہ کے چاروں طرف بڑے بڑے چار دروازے تھے' یہ دروازے نہایت بلند اور رفیع الشان تھے' ان دروازوں پر موٹے موٹے کواڑ جڑے ہوئے تھے' کواڑوں پر لوہے کی چادریں آویزاں تھیں اور نیچے سے لیکر قد آدم سے کسی قدر اوپر تک موٹی موٹی آہنی خار دار میخیں نصب تھیں' چاروں گوشوں پر بڑے بڑے چار برج تھے۔ یہ برج نہایت بلند اور کشادہ تھے' بہ ہیئت مجموعی یہ قلعہ نہایت مہیب معلوم ہوتا تھا' اس کی مضبوط اور سربفلک دیواروں اور بڑے بڑے بلند دروازوں کو دیکھ کر خوف معلوم ہوتا تھا' اس قلعہ کے چاروں طرف ایک میل میدان پڑا ہوا تھا' تین طرف ان میدانوں کے سرے پر پہاڑی سلسلہ تھا۔ اس پہاڑی کے قریب کی وجہ سے اس قلعہ میں ہمیشہ سردی رہتی تھی۔

مسلمانوں نے .عبک کے قلعہ کو دیکھا' انہوں نے ملک شام میں داخل ہو کر اس وقت تک جتنے قلعے بھی دیکھے تھے' یہ قلعہ ان سب سے زیادہ مضبوط' زیادہ وسیع بلند اور زیادہ مہیب تھا' قلعہ کے قریب پہنچ کر مسلمانوں نے اللہ اکبر کا کوہ شکن نعرہ لگایا' اس نعرہ

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

سے زمین لرز گئی' قلعہ میں زلزلہ آ گیا۔ رومی فصیل پر چڑھ چڑھ کر مسلمانوں کو دیکھنے لگے۔ اس وقت تمام رومی مسلح تھے وہ اس کثرت سے فصیل پر چڑھ آئے کہ تمام فصیل اور سامنے کے دونوں برج ان سے پٹ گئے۔

ابو عبیدہ نے قلعہ کے سامنے والے میدان میں پہنچ کر قلعہ سے کسی قدر فاصلہ پر مسلمانوں کو قیام کرنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے جلد جلد خیمے اور راؤٹیاں نصب کرنے شروع کر دیئے' رومی حیرت سے کھڑے مسلمانوں کی چستی اور جلد جلد کام کرنے کو دیکھ رہے تھے' ان کے دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں نے قطار در قطار خیمے نصب کر دیئے۔ خیموں کی ہر قطار کے سامنے کشادہ راستے چھوڑ کر گھوڑوں اور اونٹوں کو کھڑا کر دیا گیا۔ لشکر کے وسط میں پہاڑی کے قریب سرا پردہ قائم کر کے عربی پردہ نشیں خواتین اور بچوں کو اتارا گیا۔ اس سراپردہ کے متصل ابوعبیدہ کا خیمہ نصب ہوا' اس خیمہ پر اسلامی پرچم آویزاں کر دیا گیا' مختلف سنتروں پر مختلف سرداروں کے خیمے نصب کر دیئے گئے ہر خیمے پر اسلامی علم لہرانے لگے' سعید کا خیمہ پہاڑی کے نیچے ہی نصب کیا گیا۔ حوروش فلپانہ' انگورا اور مریم' پادری اس خیمہ کے اندر پہنچے' ان سب نے متواتر دو دن سفر کیا تھا' اس لئے شکستگی اور اضمحلال کے آثار ان کے چہروں سے ظاہر تھے' لیکن پادری کو سوائے تکان کے اور کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی تھی' سارے راستہ ابوعبیدہ اس کی خیریت کی خیر مناتے رہے تھے' پادری مسلمانوں کا بہت زیادہ مداح اور مشکور تھا۔

اب آفتاب غروب ہو گیا تھا' شفق نمودار ہو کر معدوم ہو چلی تھی اس وقت قلعہ کا منظر اور خوفناک بھی ہو چلا تھا' رات کی سیاہی نے اس کی سیاہ دیواروں کو اور بھی سیاہ کرنا شروع کر دیا تھا' ابوعبیدہ نے اپنے لشکر کے قریب پہاڑی کے نیچے ایک صاف اور کشادہ میدان منتخب کیا موذن نے اس میدان میں کھڑے ہو کر اذان دی' مسلمانوں نے اذان کی آواز سنی' وہ سب کام چھوڑ چھوڑ کر نماز کے لئے دوڑ پڑے' انہوں نے جلدی جلد وضو کیا اور اس میدان میں جہاں اذان ہوئی تھی پہنچے' آن واحد میں تمام میدان مسلمانوں سے لبریز ہو گیا۔

مسلمانوں نے جلد جلد صفیں قائم کیں' مقتدر عربوں اور فوجی سرداروں نے صفیں سیدھی کرائیں' چھوٹے چھوٹے بچوں کی صفیں سب سے آخر میں تھیں' بچوں نے خود ہی اپنی صفیں سیدھی کر لیں جب سب صفیں سیدھی ہو گئیں تو موذن نے تکبیر کہی' ابوعبیدہ نے نماز پڑھانی شروع کی۔

رومی قلعہ کی فصیل پر کھڑے ابھر ابھر کر حیرت و استعجاب سے مسلمانوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

نماز پڑھ کر خورد سال بچوں نے جوش مسرت سے بیخود ہو کر "اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا۔ ان معصوم بچوں کے نعرہ کی آواز پہاڑی سے ٹکرائی' آواز بازگشت پیدا ہوئی' ایک بچہ نے نہایت خوش الحانی سے ایک رکوع تلاوت کیا سب نے نہایت غور اور توجہ سے سنا۔

نماز پڑھ کر مسلمان اپنے اپنے جائے قیام پر پہنچے' کچھ مسلمان نماز پڑھتے ہی پہاڑ پر چڑھ گئے اور خشک لکڑیاں جلانے کے لئے فراہم کرنے لگے۔

ابوعبیدہ نے اپنے خیمہ میں پہنچ کر روسائے عرب کو طلب کیا۔ جب وہ لوگ آ گئے تو مجلس شوریٰ شروع ہوئی' ابوعبیدہ نے کہا "مسلمانو! یہ قلعہ نہایت مضبوط اور وسیع ہے یہ اس قدر رفیع الشان ہے کہ اس کے اوپر سے پرندہ بھی پرواز نہیں کر سکتا۔ نیچے سے پھینکے ہوئے تیر فصیل پر کھڑے ہوئے رومیوں تک نہیں پہنچ سکتے' میرا خیال ہے کہ اگر ہم سال بھر تک بھی اس قلعہ کا محاصرہ کئے پڑے رہیں' تب بھی فتح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی' سب سے تکلیف دہ بات یہ ہے کہ اس ملک میں سردی زیادہ ہے' ہم گرم ملک کے رہنے والے اس قدر سردی برداشت نہیں کر سکتے' اب مشورہ دو کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"

اب 45 سال مضبوط جسم کے عرب نے جس کا نام معاذ تھا' کہا "یا امین یہ قلعہ واقعی مضبوط اور وسیع ہے' لیکن اس میں اس کثرت سے رومی پناہ گزین آ گئے ہیں کہ ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس قلعہ میں رومی پیر پھیلا کر سو بھی نہیں سکتے' اگر ہم اس قلعہ کا محاصرہ کر لیں تو رومی اپنی کثرت کی وجہ سے پریشان ہو کر صلح کے آرزو مند ہوں گے۔"

ابوعبیدہ نے متعجب ہو کر کہا "معاذ! تمہیں کیسے علم ہوا کہ رومیوں کی کثرت کی وجہ سے پریشان ہو کر صلح کے آرزو مند ہوں گے۔"

معاذ :۔ جب رومیوں نے شکست اٹھائی اور وہ بھاگے تو میں ازدیاد جوش و غضب سے ان کے تعاقب میں ان کے پیچھے ہی لگا چلا آیا' میں نے سمجھا تھا کہ اور مسلمان میری طرح ان کا تعاقب کئے چلے آ رہے ہیں' رومی نہایت خوفزدہ تھے' ان کا خیال تھا کہ مسلمان ان کا تعاقب کئے چلے آ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ قلعہ میں داخل ہونے شروع ہو گئے' میں بھی قلعہ کے دروازہ پر پہنچ گیا' میں نے دیکھا کہ قلعہ کے چاروں دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ہر دروازہ سے رومی اس کثرت سے داخل ہو رہے ہیں۔ جیسے پانی کا بند ٹوٹ کر ریلے سے پانی بہنا شروع ہو جائے' رومیوں کی کثرت سے تمام صحن بھر گیا جب میں نے وہاں کسی مسلمان کو نہ دیکھا تو آہستہ سے کھسک آیا۔

ابوعبیدہ :۔ تم نے بڑی غلطی کی' تمہیں دیکھ لینا چاہئے تھا کہ مسلمان تعاقب کر رہے

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ہیں یا کہ نہیں۔

معاذ : واقعی میں نے سخت غلطی کی' اس وقت میں اس قدر جوش میں تھا کہ ان کے تعاقب سے کسی طرح باز نہ رہ سکا' ان پر حملہ کرتا ہوا قلعہ تک جا پہنچا۔ قلعہ کے دروازہ پہ جا کر ہوشیار ہوا' لیکن رومی بھی ایسے خوفزدہ ہو رہے تھے کہ انہوں نے بھی پیچھے پھر کر نہیں دیکھا۔ اگر اس وقت سو مسلمان بھی میرے ساتھ ہوتے تو میں ضرور قلعہ کے اندر گھس جاتا اور پھر یا تو قلعہ فتح ہو جاتا یا ہم سب شہید ہو جاتے۔

ابو عبیدہ : آئندہ احتیاط رکھو' ضرار تم نے قلعہ قریب سے جا کر دیکھا ہے۔

ضرار : جی نہیں' میں قلعہ کے قریب نہیں گیا۔ بظاہر تو قلعہ نہایت مضبوط معلوم ہوتا ہے' میرے خیال میں ہمیں محاصرہ کر لینا چاہئے جب معاذ نے خود دیکھا ہے کہ رومی قلعہ کے اندر کثرت سے ہیں تو وہ تنگ ہو کر ضرور صلح کی درخواست کریں گے۔

ابو عبیدہ نے سعید سے مخاطب ہو کر دریافت کیا "تمہاری کیا رائے ہے؟"

سعید نے جواب دیا "یہ تو واقعہ ہے کہ ہمیں اس قلعہ کا محاصرہ کرنا پڑے گا لیکن میرے خیال میں اتمام حجت کے لئے محاصرہ سے قبل ایک خط ہربیس کے نام بھیج کر اسے صلح کی ترغیب دیجائے' چونکہ آج اس نے مسلمانوں کی قوت کا اندازہ کر لیا ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ وہ مصالحت کرنے پر آمادہ ہو جائے۔"

ابو عبیدہ : تم نے ٹھیک کہا۔ میرا بھی یہی خیال ہے' اگر اس نے صلح نہ کی تو پھر قلعہ کا محاصرہ کر لینا چاہئے۔ اچھا مرقس کو بلاؤ۔

ایک شخص مرقس کو بلانے کے لئے روانہ ہوا' ابو عبیدہ نے دریافت کیا۔ کیا ابھی تک مسلمان لکڑیاں فراہم کر کے واپس نہیں لوٹے۔"

ضرار نے جواب دیا۔ "جی کچھ لوگ آ گئے' کچھ آ رہے ہیں۔ دیکھئے لشکر میں آگ روشن ہونے لگی ہے۔"

ابو عبیدہ : غلاموں کو ہدایت کر دینی چاہئے کہ لکڑیاں زیادہ لایا کریں۔ یہ ملک بہت زیادہ سرد ہے' اور یہ مقام تو بالکل زمہریر معلوم ہوتا ہے یہاں ہر وقت لکڑیاں جلانے کی ضرورت ہے۔

اب وہ عرب جو مرقس کو بلانے گیا تھا' واپس آ گیا' اس کے ساتھ ایک 47 سالہ بھاری بدن کا رومی تھا' یہ رومی نہایت وجیہہ اور سرخ و سپید رنگ کا تھا' وہ رومی لباس پہنے ہوئے تھا' اس نے آتے ہی ابو عبیدہ کو سلام کیا' ابو عبیدہ نے سلام لیکر اسے اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو ابو عبیدہ نے اس سے کہا۔ "مرقس! تم بعلبک کے بادشاہ ہربیس کے نام ایک خط لکھو۔"

مرقس نے قلم دوات نکالا اور ایک باریک چمڑا 1 ۔ خط لکھنے کے لئے نکالا۔ اس نے خط لکھنا شروع کیا۔ ابو عبیدہ عربی میں اسے بتاتے جاتے تھے وہ رومی زبان میں ترجمہ کر کے لکھتا جاتا تھا' جب خط ختم ہو گیا تو ابو عبیدہ نے اس پر مہر لگائی اور ایک معاہدی کے سپرد کر کے کہا۔ "تم صبح سویرے قلعہ کے نزدیک جاؤ اور خط ہربیس تک پہنچا دو' لیکن یہ خیال رہے کہ تم خود اس خط کو ہربیس کے ہاتھ میں دینا اور اس کا جواب جو کچھ وہ دے لے کر آنا۔"

معاہدی نے خط لے لیا اور واپس چلا گیا۔

اب رات کسی قدر زیادہ آ گئی تھی' موذن نے اذان دی' یہ سب لوگ نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کمرہ سے باہر نکل آئے' یہاں تمام اسلامی لشکر میں ہر خیمہ اور راوٹی کے سامنے آگ روشن ہو رہی تھی' سردی زیادہ ہونے کی وجہ سے لوگ آگ کے سامنے بیٹھے تاپ رہے تھے' لیکن جب انہوں نے اذان کی آواز سنی' وہ فوراً" اٹھ کھڑے ہوئے' اور نماز پڑھنے کے لئے اس میدان کی طرف روانہ ہو گئے جسے ابو عبیدہ نے نماز کے لئے منتخب کیا تھا' ان سب لوگوں نے جلدی جلدی وضو کیا۔ بچے بھی آ کر وضو کرنے لگے۔ وضو کر کے نماز پڑھی' نماز پڑھ پڑھ کر سب اپنی اپنی قیام گاہ پر چلے گئے اور کھانا پکانے کا انتظام کرنے لگے' جن لوگوں کے پاس غلام نہیں تھے' وہ خود کھانا پکانے کا انتظام کرنے لگے اور جن کے پاس غلام تھے وہ غلاموں کے پاس بیٹھ کر انہیں مدد دینے لگے۔

اگرچہ رات اندھیری تھی' ہر طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی' لیکن اس وقت عساکر اسلامیہ میں ہر خیمہ اور لاوٹی کے سامنے آگ روشن ہو رہی تھی۔ اس آگ کی روشنی نے دور دور تک میدان کو روشن کر رکھا تھا' مسلمان یا تو کھانا پکا رہے تھے' یا آگ کے الاؤ کے گرد بیٹھے تاپ رہے تھے' تمام لشکر گاہ میں کچھ عجب طرح کی چہل پہل ہو رہی تھی' چھوٹے چھوٹے بچے کمبل اوڑھے ہوئے ادھر ادھر چل پھر رہے تھے' انہیں اس چلنے پھرنے ہی میں لطف آ رہا تھا۔

قلعہ بعلبک کی فصیل پر بھی جگہ جگہ آگ روشن ہو رہی تھی' اس آگ کی روشنی میں رومی چلتے پھرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

سعید نماز پڑھ کر اپنے خیمہ میں پہنچا۔ صبح آگ کے سامنے بیٹھا کھانا پکا رہا تھا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ناظرین کو یاد ہو گا کہ صبیح کو جبلہ کے ہمراہیوں نے بری طرح زخمی کیا تھا لیکن اس کا علاج نہایت دلسوزی سے کیا گیا تھا۔ اب اسے بالکل آرام ہو گیا تھا۔

سعید نے صبیح سے دریافت کیا۔ "صبیح! کھانا تیار ہونے میں کتنی دیر ہے؟"

صبیح نے جواب دیا۔ یا سیدی! نصف ساعت میں تیار ہو جائے گا اب سعید اپنے خیمہ میں آیا۔

پادری روماس مریم، حوروش فلپانہ اور پریزاد انگورا بیٹھے ہوئے سعید کی بہادری کا تذکرہ کر رہے تھے، آگ کی روشنی کا عکس ان کے چہروں پر پڑ رہا تھا، روماس کو اب آرام ہو گیا تھا، وہ بلا سہارے کے چل پھر سکتا تھا۔

خیمہ کے اندر سعید داخل ہوا اسے دیکھ کر حوروش فلپانہ کا چہرہ چمک اٹھا۔ سعید پادری کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ پادری نے کہا "سعید! بہت دیر لگا دی، کیا کچھ مشورہ ہو رہا تھا؟"

اگرچہ مجلس شوریٰ کی باتیں بتانے کی سخت ممانعت تھی، لیکن سعید پادری کا احترام کرتا تھا وہ کوئی بات پادری سے چھپانا نہ چاہتا تھا، اس نے جواب دیا "جی ہاں۔ قلعہ .علبک کے متعلق مشورہ کیا جا رہا تھا۔"

روماس :- پھر کیا طے ہوا؟

سعید :- یہ قرار پایا ہے کہ پہلے ہربیس کو خط کے ذریعہ سے ترغیب دی جائے۔

"ہربیس کبھی صلح نہ کرے گا" روماس نے جلدی سے کہا۔

سعید :- بس تو پھر قلعہ کا محاصرہ کیا جائے گا یا جنگ ہو گی۔

روماس نے نرمی سے کہا "سعید! میں .علبک کے قلعہ کو اچھی طرح سے جانتا ہوں، یہ قلعہ نہایت مضبوط، بلند اور کشادہ ہے اور اس کا فتح کرنا آسان نہیں۔"

سعید نے سر جھکا کر جواب دیا۔ "محترم بزرگ! ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ خدا ہماری مدد کرتا ہے، ہمیں خدا کی ذات سے امید ہے کہ یہ ناقابل تسخیر قلعہ ایک نہ ایک دن ضرور فتح ہو گا۔"

روماس نے تعجب خیز نظروں سے سعید کو دیکھا اور کہا "تمہیں یقین ہے کہ یہ قلعہ فتح ہو جائے گا۔"

سعید :- بیشک کوئی غیبی طاقت میرے کان میں کہہ رہی ہے کہ یہ قلعہ ضرور فتح ہو گا۔"

حوروش فلپانہ جو محبت بھری نظروں سے سعید کو دیکھ رہی تھی اور اس سے گفتگو کرنے کا موقع تلاش کر رہی تھی" مسکرائی اس نے کہا "گویا آپ کو غیب کا بھی علم ہے۔"

سعید نے فلپانہ کو دیکھا، اس وقت روشنی کے انعکاس نے اس کے خوبصورت چہرہ کو رشک ماہتاب بنا رکھا تھا، اس کی مستانہ آنکھوں میں شوخی سے چمک پیدا ہو گئی تھی اس کے سیاہ گھونگریالے بال پرنور پیشانی پر منتشر ہو کر جاذب نظر بن رہے تھے، یاقوتی نازک لبوں پر تبسم نمودار ہو کر برق پاشی کر رہا تھا، سعید اس غارت گر دین و ایمان کو دیکھ کر تڑپ گیا لیکن وہ فوراً" سنبھلا، اس نے محبت بھری نظروں سے فلپانہ کو دیکھ کر جواب دیا۔ "میں نے غیب داں ہونے کا تو دعویٰ نہیں کیا۔"

حوروش فلپانہ بیساختہ ہنس پڑی، ہنسنے سے اس کا پیارا چہرہ اور بھی بھلا معلوم ہونے لگا یاقوتی لب کھل کر سفید موتیوں جیسی بتیسی چمک کر بجلیاں گرانے لگی اس کی ملیح چہرہ پر صباحت دوڑ گئی، وہ حسن و جمال کی تصویر نظر آنے لگی۔ سعید اسے دیکھ کر مسحور ہو گیا۔

فلپانہ نے شوخی سے کہا۔ "اچھا اور غیب دانی کسے کہتے ہیں؟"

سعید کوئی جواب نہ دے سکا، وہ اس غارت گر ہوش و حواس کو دیکھتا ہی رہ گیا، پری وش انگورا کی شوخ طبیعت نے اس وقت اس گفتگو میں شریک ہونے کے لئے اسے مجبور کیا، اس نے تیکھی چتون سے سعید کو دیکھ کر کہا "اے ہاں اور غیب دانی کسے کہتے ہیں۔ بتاؤ نہ۔ سعید اب بھی خاموش تھا۔

روماس نے کہا "اسے غیب دانی نہیں کہتے۔ یہ القا ہے۔ خدا اپنے نیک بندوں کے دلوں میں ہونے والی بات ڈال دیتا ہے۔"

شوخ و شریر انگورا نے کہا "تو یہ کہئے کہ سعید نیک ہیں۔"

فلپانہ نے دلربایانہ انداز سے سعید کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "جی نیک بھی اور خدا رسیدہ بھی۔

سعید اب بھی خاموش تھا، وہ حوروش فلپانہ کو میٹھی میٹھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ فلپانہ بھی ایسی محبت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی، جس سے سرسری نظر سے دیکھنے والا بھی یہ سمجھ لیتا کہ وہ حوروش سعید کو چاہتی ہے۔

روماس نے ان دونوں کی نظروں سے ان کی محبت کا حال معلوم کر لیا اسے کسی قدر مسرت ہوئی۔ اس نے سعید سے مخاطب ہو کر کہا۔ "سعید! تمہیں ان شوخ لڑکیوں نے [illegible] دیا۔ تم اس قدر شرمیلے کیوں ہو؟"

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

سعید ندامت خیز ادا سے مسکرایا' فلپانہ پر اس کی اس ادا کا ایسا اثر ہوا۔ وہ کلیجہ پکڑ کر رہ گئی' روماس نے پھر کہا۔ سعید! تم واقعی نیک ہو مہمان نواز ہو۔ اور خدا ترس ہو' ہم سب تمہاری مہربانیوں کے مشکور ہیں'عرصہ سے میری آرزو .علبک آنے کی تھی' تمہاری عنایت سے میں .علبک آگیا۔ یہ سامنے جو پہاڑ ہے۔ ایک زمانہ میں میرا مسکن تھا۔ میں صبح اپنے دیرینہ مسکن پر چلا جاؤنگا...............''

سعید نے حیرت سے روماس کو دیکھ کر بے ساختہ قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ ''اور یہ دونوں لڑکیاں بھی؟''

روماس :۔ ہاں۔ یہ دونوں لڑکیاں بھی میرے ساتھ چلیں گی۔ جب تم .علبک کی مہم سے فراغت پا لو تو میرے پاس آ جانا۔ میں تمہیں ایک درِ بے بہا دونگا' تم اسے لیکر اس قدر خوش ہو گے کہ شاید اپنی عمر میں کبھی نہ ہوئے ہو۔

سعید :۔ لیکن آپ کو اس قدر جلد جانے کی کیا ضرورت ہے' ابھی اچھی طرح سے آپ کو آرام بھی نہیں ہوا ہے' ایسا ہی جانا ہے تو اور دو چار روز میں چلے جانا...............''

روماس :۔ سعید تم نہیں جانتے کہ اس سرزمین سے مجھے اس قدر محبت کیوں ہے' یہی میرا راز ہے' جو مدت سے میرے سینہ میں مقفل ہے۔ جب آئندہ تم مجھ سے ملو گے تو میں تم سے اپنا راز بیان کرونگا۔ سعید! مجھے تم سے ایسی محبت ہو گئی ہے جیسے کسی باپ کو اپنے اکلوتے بیٹے سے ہوتی ہے' خود میرا دل بھی تمہارے پاس سے جانے کو نہیں چاہتا' لیکن مجھے جانا ضرور ہے۔ تم بھی اس وقت اصرار نہ کرو۔ مجھے صبح جانے دو۔

سعید نے بادل ناخواستہ مجبور ہو کر دبی زبان سے کہا۔ ''جیسی آپ کی مرضی۔''

اب سعید کا غلام خیمہ میں داخل ہوا۔ اس نے کھانا تیار ہونیکی اطلاع دی۔ سعید نے اسے کھانا لانے کے لئے کہا۔ صبح کھانا لایا۔ سب نے کھایا۔ کھانا کھا کر سعید اٹھا' اس نے اپنے لئے آج ایک اور خیمہ اس خیمہ کے قریب ہی نصب کرا لیا تھا' وہ اس خیمہ میں پہنچ کر بستر پر پڑ گیا اور آئندہ آنیوالی مفارقت کی گھڑیوں کے خوف سے بڑا بیڑا کروٹیں بدلنے لگا۔

صبح سویرے یہ سب لوگ اٹھے ان کے اٹھنے سے پہلے ہی خدا پرست مسلمان بیدار ہو چکے تھے اس وقت صبح کی اذان ہو رہی تھی۔ سعید اٹھا اس نے حوائج ضروری سے فارغ ہو کر صبح کی نماز جماعت سے پڑھی۔ وہ نماز پڑھ کر آیا تو اس نے روماس کو روانگی پر تیار

دیکھا۔ روماس نے سعید کو اپنے سینہ سے لگا کر کہا ''بیٹا سعید! میں جا رہا ہوں'یقین ہے تم ہمیں بھول نہ جاؤ گے ہم اس پہاڑ پر تمہارا انتظار کریں گے۔ تم ضرور ہمارے پاس آنا''

سعید پر اس وقت ایک خاص کیفیت طاری تھی' وہ غمگین ہو رہا تھا۔ اس نے کہا '' میں تمہیں کبھی نہیں بھول سکتا' فرصت ملتے ہی انشاء اللہ تمہاری خدمت میں حاضر ہوں گا لیکن اگر میں شہید ہو گیا۔۔۔۔۔''

روماس نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا بد فال منہ سے نہ نکالو تم میری دعا کے سایہ میں رہو گے۔''

اس وقت حوروش فلپانہ کی نرگسی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے اس نے سعید کے بالکل قریب جا کر سریلی آواز میں کہا ''سعید! کیا اچھا ہوتا جو تم بھی ہمارے ساتھ چلتے''

سعید اس وقت مرقعہء غم و حسرت بنا ہوا تھا' اس نے جواب دیا۔ ''پیاری فلپانہ! میں مجبور ہوں' میرا مذہب اجازت نہیں دیتا کہ میں جہاد کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ چلوں اگر جہاد کے علاوہ اور کوئی چیز ہوتی تو میں ضرور تمہارے حکم کی تعمیل کرتا۔

فلپانہ نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا ''سعید! خدا کے لئے مجھے بھول نہ جانا''

اس مختصر فقرہ کو سن کر سعید کی طبیعت بھی بھر آئی' اس نے بہ جبر اپنی بگڑی ہوئی طبیعت پر قابو کر کے کہا ''میں کسی طرح بھی تمہیں نہیں بھول سکتا۔''

اس وقت حوروش فلپانہ کی موتی چور آنکھوں سے موٹے موٹے آنسوؤں کے چند قطرے لڑھک کر اس کے پھول سے رخساروں پر آ پڑے۔ اس نے اپنی یہ حالت چھپانے کے لئے دوسری طرف منہ کر لیا۔

انگورا پر بھی اس جدائی کا اثر ہوا۔ اس نے غم افزا لہجہ میں کہا۔ ''سعید! ہم غریب الوطنوں کو بھول نہ جانا' ہماری آنکھیں تمہاری ہی طرف لگی رہیں گی۔''

سعید نے جواب دیا۔ ''میں تم میں سے کسی کو بھی نہیں بھول سکتا۔''

اب روماس نے کہا۔ ''سعید! تم پہاڑ کے دامن تک ہمارے ساتھ چلو۔

''چلیے'' سعید نے جواب دیا۔ اب یہ سب خیمہ سے باہر نکل آئے۔ ابھی آفتاب طلوع نہیں ہوا تھا۔ صبح کا سہانا سماں تھا۔ اسلامی لشکر میں چہل پہل شروع ہو گئی تھی' مجاہدین اسلام مسلح ہو رہے تھے۔ گھوڑوں پر زین کسے جا رہے تھے' روماس اور سعید مع پریزاد لڑکیوں اور مریم کے آہستہ آہستہ چل کر پہاڑی کے نیچے پہنچے۔ یہاں پہنچ کر روماس نے کہا۔ ''شریف اور نیک سعید! خدا حافظ''

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

سعید :- فی امان اللہ۔

فلپانہ نے گرم جوشی سے سعید کا ہاتھ دبا کر آہستہ سے کہا۔ "خدا کے لئے مجھے بھول نہ جانا۔"

سعید نے جواب دیا۔ "کبھی نہیں پیاری فلپانہ۔ میں تمہیں کبھی نہیں بھول سکتا۔"

اب یہ سب لوگ پہاڑ پر چڑھنے لگے' سعید حسرت بھری نگاہوں سے انہیں دیکھا رہا۔ فلپانہ بھی پھر پھر کر اپنے دلدادہ کو دیکھتی ہوئی چلی جا رہی تھی جب یہ لوگ دور نکل گئے تو سعید نے ٹھنڈا سانس لیا اور واپس لوٹ آیا۔

اب آفتاب طلوع ہو چکا تھا' سورج کی زرد زرد کرنیں پہاڑ کی چوٹی پر پڑنے لگی تھیں' اس وقت اسلامی لشکر قلعہ کے سامنے صف بستہ ہو گیا۔ تھا' سعید کے ہمراہی بھی کمربستہ ہو کر قلعہ کے سامنے جا کھڑے ہوئے تھے۔ سعید بھی جلد جلد مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا' اور اسلامی علم ہاتھ میں لے کر اپنے ہمراہیوں کے آگے جا کھڑا ہوا۔

رومی بھی بعلبک کے قلعہ کی فصیل پر مسلح کھڑے تھے۔ دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ پر خاموش تھے' ابھی تک جنگ کا آغاز نہیں ہوا تھا' ایک شخص اسلامی لشکر سے نکلا اور گھوڑا دوڑا کر قلعہ کی فصیل کے نیچے پہنچا' اس نے کسی قدر بلند آواز سے کہا۔ "رومیو! میں مسلمانوں کا قاصد ہوں۔"

یہ شخص وہی معاہدی تھا' جسے ابوعبیدہ نے خط دیا تھا۔ رومیوں نے قلعہ کی فصیل کے اوپر سے جھک کر دیکھا' ہزاروں رومیوں کے سر فصیل پر نظر آنے لگے' ایک معزز رومی نے کہا۔ "تم کیا پیغام لائے ہو۔"

معاہدی نے اوپر نظر اٹھا کر جواب دیا۔ "میرے پاس مسلمانوں کا ایک خط ہے۔ میں اس خط کو تمہارے بادشاہ ہربیس کے پاس پہنچانا چاہتا ہوں۔"

اس رومی نے کہا۔ "ہم ڈور لٹکاتے ہیں' تم خط اس میں باندھ دو۔"

معاہدی نے جواب دیا۔ "مجھے حکم ہے کہ میں یہ خط خود ہربیس کے سامنے پیش کروں۔"

رومی نے جوابدیا۔ "اچھا ٹھہرو۔ ہم ضیغم اعظم سے تمہاری اطلاع کر دیں۔"

رومی چلا گیا۔ اور تھوڑی ہی دیر کے بعد واپس آ کر کہا۔ "ہم ٹوکری لٹکاتے ہیں۔ تم اس ٹوکری میں بیٹھ جاؤ۔ ہم تمہیں اوپر کھینچ لیں گے۔"

معاہدی گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ اس نے گھوڑے سے مخاطب ہو کر کہا۔ "میرے وفادار! میں قلعہ کے اوپر جاتا ہوں۔ تو میری واپسی تک اسی جگہ کھڑا رہنا۔"

گھوڑے نے ہنہنا کر اظہار اطاعت کا اقرار کیا۔

اب معاہدی قلعہ کی دیوار کے نیچے پہنچا۔ رومیوں نے ایک ٹوکرا ریشم کی مضبوط ڈوریوں میں باندھ کر لٹکایا۔ معاہدی ٹوکرے میں بیٹھ گیا۔ رومیوں نے آہستہ آہستہ اسے اوپر کھینچ لیا۔ جب وہ قلعہ کی فصیل پر پہنچا تو اس نے شہد کی مکھیوں کی طرح رومیوں کو فصیل پر' برج میں' قلعہ کے اندر صحن میں کھڑے اور بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس قدر آدمیوں کو دیکھ کر اس کا دم گھبرانے لگا۔ اس نے جلدی سے کہا۔ "مجھے بہت جلد ہربیس کے حضور میں لے چلو۔"

فصیل پر رومی اس کثرت سے کھڑے تھے کہ راستہ ملنا دشوار تھا۔ وہ رومی جس نے اس معاہدی سے گفتگو کی تھی' اس کو اپنے ساتھ لے کر بھیڑ کو چیرتا ہوا دروازہ کے اوپر والی عمارت کی طرف بڑھا۔ بڑی جدوجہد کے بعد یہ دونوں اس عمارت تک پہنچے۔ پہرہ والوں نے ان دونوں کو اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ یہ دونوں اندر داخل ہوئے یہاں آدمیوں کا ہجوم کم تھا۔

جس عمارت میں یہ دونوں داخل ہوئے' یہ ایک مستطیل وسیع کمرہ تھا۔ اس کمرہ میں دیبائے چین کا فرش ہو رہا تھا' سامنے ٹھوس چاندی کا چھوٹا سا تخت پڑا تھا' اس تخت پر سونے سے مینا کاری ہو رہی تھی' اوپر کے حصہ میں ہیرے اور جواہرات کی جھالر لگ رہی تھی۔ اس تخت پر ہربیس بیٹھا تھا وہ ریشم کی بیش قیمت پوشاک پہنے ہوئے تھا۔ اس پوشاک کے حاشیوں پر سچے موتی اور جواہرات جڑے ہوئے تھے' سر پر سونے کا تاج تھا۔ تاج میں ہیرے جگمگا رہے تھے۔ سامنے دو بڑے بڑے لعل آویزاں تھے۔

تخت کے دونوں طرف کرسیاں بچھی ہوئی تھیں' ان کرسیوں پر رومی سردار اور معزز شہری لوگ بیٹھے ہوئے تھے' اس کمرہ میں دریچے لگے ہوئے تھے۔ ان دریچوں سے اسلامی لشکر صاف نظر آ رہا تھا۔

یہ معاہدی رومی تھا۔ اس نے رومیوں کی طرح سے سر بسجود ہو کر ہربیس کو سلام کیا۔ ہربیس نے سلام کا جواب دیکر کہا۔ "تم مسلمانوں کا خط لائے ہو پیش کرو۔"

معاہدی نے خط نکال کر اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر رکھ کر ہربیس کے سامنے پیش کیا۔ ہربیس نے خط نکال کر کھولا۔ اور بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا۔ اس میں لکھا تھا۔

از طرف سالار اعظم عسکر اسلامیہ عامل ملک شام ابوعبیدہ بن جراح

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

بنام

ہرقیس والیءِ علبک

"تعریف اور حمد کرتا ہوں' میں اس خدا کی جو واحد ہے اور جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک پرستش کے قابل ہے اسی نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا اور درود بھیجتا ہوں میں سردار دو عالم ' فخرِ بنی آدم شفیع المذنبین' خاتم النبیین سیدنا حضرت محمدؐ صلعم پر خدا کی قسم احسان اور بزرگی اللہ ہی کے واسطے ہے' وہ جس کو چاہتا ہے اپنی زمین کا مالک بناتا ہے۔ میں آپ کو اور آپ کی قوم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے' تو ہم اور تم بھائی بھائی ہو جائیں گے۔ ہم تمہارے دکھ سکھ کے ساتھ ہوں گے۔ تم ہمارے اور اگر تم مسلمان ہونا نہ چاہو' تو ہم تم سے مصالحت کرنے پر بھی تیار ہیں۔ تمہیں اس صورت میں جزیہ دینا ہوگا۔ جزیہ ایک قسم کا ٹیکس ہے۔ جو غیر مسلموں سے وصول کیا جاتا ہے۔ اس سے تم ہماری ذمہ داری میں آ جاؤ گے' پھر کوئی تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے گا' ہم ہر طرح تمہارے معاون و مددگار ہوں گے اور اگر تم نے ان دونوں باتوں سے انکار کیا تو پھر سوائے جنگ کے چارہ نہیں۔ اگر جنگ ہوئی تو اس کی ذمہ داری تم پر ہو گی۔ تم اس پر ناز نہ کرنا کہ تمہارا قلعہ مضبوط اور وسیع ہے یا پاس لشکر زیادہ ہے۔ تم اس سے پہلے قلعہ اور قلعہ والوں کا انجام دیکھ اور سن چکے ہو۔ مجھے امید ہے کہ تم ہماری دونوں شرطوں میں سے کوئی سی شرط منظور کر کے صلح کر لو گے ۔ ہم نے اپنی طرف سے اتمام حجت کر لی۔ کیونکہ ہم خونریزی کو پسند نہیں کرتے۔ اب ذمہ داری اس پر ہے جو نہ مانے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے :۔

انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب و تولی

ترجمہ :۔ ہم پر (حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علی وسلم) کے ذریعہ سے وحی کی گئی ہے کہ عذاب اس شخص پر ہے جس نے تکذیب کی اور پیٹھ پھیری۔"

ہرقیس نے خط تمام کیا۔ تمام رومی خاموش بیٹھے ہوئے خط سن رہے تھے ۔ ہرقیس کو طیش آ گیا۔ اس نے برافروختہ ہو کر کہا ۔ "مقتدر رومیو ! تم نے اس خط کو سنا۔ ذلیل و خوار' بھوکے اور ننگے عرب تمہیں مسلمان ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ اگر تم مسلمان نہ ہو تو جزیہ طلب کیا جاتا ہے' اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ کی جائیں تو لڑنے کی دھمکی دی گئی ہے' ان عربوں کو اس قدر جرات کیوں ہوئی۔ محض بزدل رومیوں کے شکست اٹھانے کی وجہ سے کس قدر تعجب ہے کہ ایک بے برگ و گیاہ ریتیلے ملک میں نبی مبعوث ہوئے۔

اگر (حضرت) محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہوتا تو کیا خدا اسے کسی سرسبز و شاداب ملک میں پیدا نہ کرتا یا بادشاہ اس نبی کی اطاعت نہ کرتے یہ سب فضول ہے۔ ہمارا مذہب پختہ اور مسلمانوں سے پہلا ہے۔ ہم کسی طرح اپنا مذہب نہیں چھوڑ سکتے۔ اب رہا جزیہ دینا یہ انتہائی ذلت ہے۔ کوئی خود دار شخص اس ذلت کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ میں آپ سب صاحبان سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی منظور کر سکتے ہیں۔"

ہرقیس اس وقت جوش میں تھا۔ اسے سخت غصہ آ رہا تھا۔ ازدیاد غصہ سے اس کی آنکھیں ابلی پڑتی تھیں' وہ پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ اس کی عقل غصہ نے زائل کر دی تھی۔ اگر وہ غصہ میں بھرا ہوا نہ ہوتا اور حضرت عیسیٰ کی سوانح عمری یاد کرتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ پیغمبروں کی تقلید ہمیشہ پہلے مفلس لوگوں ہی نے کی ہے' چنانچہ حضرت عیسیٰ کے پیرو بھی اول اول مفلس ہی لوگ ہوئے تھے۔ بلکہ حضرت عیسیٰ کی پیروی کرنیوالوں میں بعض ایسے غریب اور مفلس اور لالچی بھی تھے ۔ جنھوں نے تھوڑے ہی زر سرخ کے لالچ میں اپنے محترم نبی کو یہودیوں کے ہاتھوں میں گرفتار کرا دیا تھا' اس وقت غیظ و غضب کی حالت میں ہرقیس ان تمام واقعات کو بھولا ہوا تھا' چونکہ وہ طیش میں آ رہا تھا اور اس نے اپنی تقریر میں یہ بات اچھی طرح واضح کر دی کہ نہ ہم مسلمان ہو سکتے ہیں اور نہ جزیہ دے سکتے ہیں۔ اس لئے اس کے اس فیصلہ کے خلاف کسی کو کچھ کہنے کی جرات ہی نہ ہوئی۔ البتہ چند خوشامدی سرداروں نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا ۔ "ہرگز نہیں ہم ان دونوں باتوں کو ہرگز منظور نہیں کر سکتے۔"

جرجس بھی ایک طرف خاموش بیٹھا تھا' ہرقیس نے اس سے مخاطب ہو کر دریافت کیا۔ "آپ نے کچھ نہیں سنا۔ آپ کی کیا رائے ہے؟"

ناظرین جرجس کو بھولے ہوئے نہ ہوں گے۔ یہ وہی جرجس ہے جسے ہرقیس اپنے ہمراہ مسلمانوں پر یورش کرنے کے لئے لیجانا چاہتا تھا۔ لیکن اس نے انکار کر دیا تھا۔ جرجس نے کہا ۔ "میں اپنی رائے محفوظ ہی رکھنا چاہتا تھا' لیکن جب کہ آپ نے دریافت کیا ہے۔ تو میرا فرض ہو گیا ہے کہ میں صاف گوئی سے اپنی رائے کا اظہار کروں۔ آپ اجنادین میں رومیوں کا انجام دیکھ چکے ہیں۔ ازکہ 1سہ اور حوران کی خبریں سن چکے ہیں۔ بصرہ اور دمشق کا تباہ کن انجام مشاہدہ کر چکے ہیں۔ قنسرین کے واقعات بھی سن لئے ہیں۔ آج تک کہیں بھی مسلمانوں کو شکست ہوئی ہے' آج ان پر خدا کا ہاتھ ہے۔ خدائی طاقت ان کے ساتھ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ہے' انہیں ہر جگہ فتح نصیب ہوتی ہے۔ پھر ہم خود ہی کیوں میری تو رائے میں بہتر یہی ہے کہ مصالحت کرنی چاہیے۔"

ہربیس کو اور بھی طیش آ گیا۔ اس کی پیشانی کی رگیں پھول گئیں۔ اس نے غضب ناک لہجہ میں کہا۔ "افسوس ہے تم پر تم ذلت کی صلح کرنے کا مشورہ دیتے ہو۔ جرجس! تمہاری بہادری کو کیا ہوا۔ تم پر مسلمانوں کا رعب کیوں طاری ہو گیا۔ تم ان عربوں سے صلح کرنے کا مشورہ دیتے ہو جن سے زیادہ ذلیل قوم دنیا میں کوئی نہیں۔"

جرجس نے کہا۔ "میں کبھی ایسا مشورہ نہ دیتا۔ اگر مجھے انجام تباہ کن نظر نہ آتا۔ یہ واقعہ ہے کہ عربوں کے افعال کسی زمانہ میں کمینہ تھے۔ لیکن وہ شریف قوم ہے' حضرت ابراہام (ابراہیم) زبردست نبی اس قوم میں گزرے ہیں' اب ان کی صلاح ہو گئی ہے' ان کی شرافت عود کر آئی ہے۔ اس لئے ان سے صلح کرنا ذلت نہیں ہے۔"

ہربیس :- سخت ذلت ہے' میں کیوں عربوں سے صلح کر لوں؟

جرجس :- اس لئے کہ عرب بہادر ہیں' ان پر فتح پانا مشکل ہے۔

ہربیس :- عرب بہادر ہیں؟ میں کبھی نہیں مان سکتا۔ ان کی شہرت ہی شہرت ہے۔ بہادری نام کو بھی نہیں' میں نے ان کے میسرہ اور قلب پر حملہ کیا تھا۔ اگر تم میرے ساتھ ہوتے اور ان میمنہ پر حملہ کر دیتے تو کل ہی مسلمانوں کا صفایا ہو گیا تھا۔

جرجس :- جی کیوں نہیں۔ شاید قلب اور میسرہ کے مسلمان آپ سے ڈرنے لگے تھے۔

ہربیس :- اس میں کچھ شک بھی نہیں ہے جس وقت میں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا۔ وہ سراسیمہ ہو گئے' اگر میری جمعیت کم نہ ہوتی تو میں ضرور فتح یاب ہوتا۔

جرجس :- کل کی جنگ میں آپ کے کتنے زخم آئے۔

ہربیس :- میرے پورے سات زخم آئے ہیں' لیکن میں مسلمانوں سے ڈرا نہیں۔

جرجس :- آپ مسلمانوں سے نہیں ڈرتے۔ نہ ڈریئے اور خوب دل کھول کر ان سے جنگ کیجئے' لیکن میں گوشہ نشینی میں ہی عافیت سمجھتا ہوں۔ میں نہ لڑوں گا۔

ہربیس کو انتہائی طیش آ گیا۔ ازدیاد غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس نے غضبناک ہو کر معاہدی کی طرف دیکھا' اور ابوعبیدہ کے خط کو چاک کرتے ہوئے کہا۔ "جاؤ مسلمانوں کے سالار اعظم سے کہدو۔ کہ میں آخری وقت تک جنگ کرونگا۔

معاہدی نے کسی قدر جرات کر کے کہا۔ "میرے خیال میں اس فیصلہ میں غلطی

ہوئی۔ یہ فیصلہ غصہ کی حالت میں کیا گیا ہے۔ پھر غور کر لیجئے۔ مسلمانوں سے جنگ کرنا کھیل نہیں ہے۔"

ہربیس کو اور بھی طیش آ گیا۔ اس نے دانت پیس کر کہا۔ "اگر تو قاصد نہ ہوتا تو حضرت مسیح کی قسم ابھی تیرا سر اڑا دیتا۔ تو نے اس وقت گستاخی کی ہے۔ جا میں تیری جان بخشی کرتا ہوں۔"

اب معاہدی سلام کر کے واپس لوٹا' وہ فصیل کے قریب آیا۔

رومیوں نے اسے ٹوکرہ میں بٹھا کر نیچے اتار دیا۔ اس کا گھوڑا فصیل کے نیچے کھڑا تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر تیزی سے چلا اور بہت جلد ابوعبیدہ کے قریب گیا۔ اس نے انہیں جرجس اور ہربیس کی تمام گفتگو لفظ بہ لفظ سنا دی اور آخر میں جو کہ ہربیس نے جواب دیا تھا۔ وہ بھی سنا دیا۔ ابو عبیدہ نے اسلامی لشکر میں اعلان کرا دیا کہ ہربیس نے صلح کرنے سے انکار کر دیا۔ اسلامی لشکر صف بستہ کھڑا ہی تھا۔ مسلمانوں کے دامن اور عمامے ہوا میں لہرا رہے تھے' ابوعبیدہ نے مسلمانوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اسلامی لشکر کو حرکت ہوئی' انہوں نے "اللہ اکبر" کا پرزور نعرہ بلند کیا۔ آہستہ آہستہ قلعہ کی طرف بڑھے۔

رومیوں نے فصیل کے اوپر سے مسلمانوں کو قلعہ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے زور زور سے ڈھول اور نقارے پیٹنے شروع کیے۔

اب ہربیس بھی قلعہ کی فصیل کے اوپر آ گیا۔ اس نے آتے ہی رومیوں کو تیر برسانے کا حکم دیا۔ رومیوں نے تیروں کی بارش شروع کی۔

مسلمان ڈھالوں پہ تیروں کو روکتے ہوئے آہستہ قدمی سے بڑھ رہے تھے' وہ ایسے استقلال اور اطمینان سے بڑھ رہے تھے کہ گویا جنگ ہی نہیں ہو رہی ہے۔ رومی مسلمانوں کو دیکھ کر متعجب ہو رہے تھے کچھ عربی پیدل لشکر پیچھے آہستہ آہستہ آ رہے تھے' وہ فصیل کے اوپر تیر پھینک رہے تھے' لیکن فصیل بلند تھی' ان کے تیر دیوار سے ٹکرا جاتے تھے البتہ جو تیر فصیل کے اوپر پہنچ جاتا تھا' وہ کسی نہ کسی رومی کے لئے پیغام اجل ہوتا تھا' چونکہ قلعہ کے اندر رومیوں کی کثرت تھی' اس میں مردہ تو مردہ زندہ رومیوں کے لئے بھی گنجائش نہ تھی' اس لئے مردہ رومیوں کو کھینچ کر فصیل کے نیچے پھینک دیا جاتا تھا۔

رومی نہایت زور شور سے تیر برسا رہے تھے' لیکن مسلمانوں کا سیلاب کسی طرح رکنے میں نہ آتا تھا' وہ بدستور قدم قدم بڑھ رہے تھے۔ ہربیس مسلمانوں کی اس جرات کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے رومیوں کو جلد جلد تیر برسانے کا حکم دیا۔ رومیوں نے تیروں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کے ساتھ ہی خار دار پتھروں کی بھی بارش شروع کر دی' اب مسلمانوں سے آگے بڑھنا دشوار ہو گیا' وہ بھی کھڑے ہو کر تیر برسانے لگے۔

اب آفتاب نصف النہار پر پہنچ گیا تھا' سارے میدان میں دھوپ پھیل رہی تھی' ٹھیک دوپہر کا وقت ہونے کی وجہ سے اس وقت سردی دور ہو گئی تھی' کس قدر گرمی نے اپنا قبضہ کر لیا تھا۔

سعید کا دستہ سب سے آگے تھا' وہ نہایت دلیری سے تیروں اور پتھروں کا مقابلہ کر رہا تھا' سعید اس وقت جوش میں بھرا ہوا تھا' اس نے اپنے علم کو حرکت دیکر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا' تمام مسلمانوں نے زور سے نعرہ بلند کیا۔ اس پرزور نعرہ سے قلعہ کی دیوار لرز گئی' رومی کانپ گئے' وہ محو حیرت ہو کر مسلمانوں کو دیکھنے لگے' انہوں نے تیرا فگنی موقوف کر دی۔

مسلمانوں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا' وہ نہایت تیزی سے بڑھے' اور قلعہ کی فصیل کے نیچے پہنچ گئے۔

رومیوں نے مسلمانوں کی اس جرات کو دیکھا' انہوں نے ہوشیار ہو کر شور و غل بلند کیا' زور زور سے طبل جنگ بجایا اور اس کثرت سے تیروں اور پتھروں کی بارش شروع کی کہ مسلمانوں کو قلعہ کی فصیل کے نیچے کھڑا رہنا دشوار ہو گیا۔ پھر بھی مسلمانوں نے نہایت جوانمردی اور دلیری سے تیروں اور پتھروں کی بارش میں کھڑے ہو کر اوپر پہنچنے کی تدبیر پر غور کرنا شروع کیا لیکن قلعہ کی دیوار نہایت بلند اور مستحکم تھی اور انہیں کوئی صورت کے اوپر پہنچنے کی نظر نہ آئی۔ اب مسلمان آہستہ آہستہ واپس لوٹے اور اپنی سابقہ جگہ پر کھڑے ہو کر رومیوں کے تیروں کا جواب دینے لگے۔

اس وقت آفتاب مغرب کی طرف جھک گیا تھا۔ دھوپ میں زردی آ گئی تھی۔

مسلمان سارے دن بغیر کچھ کھائے پیئے لڑتے رہے تھے۔ آج ظہر کی نماز قضا ہو گئی تھی اور عصر کا وقت بھی نکلا جا رہا تھا' اس لئے ابوعبیدہ نے مسلمانوں کو واپسی کا حکم دیا' مسلمان محاذ جنگ سے لوٹے - جنگ بند ہو گئی مسلمانوں نے اپنے کیمپ میں آ کر جلد جلد ہتھیار اور جنگی لباس اتارے اور وضو کر کر کے نماز پڑھنے لگے۔ جب سب نماز سے فارغ ہو گئے' تو ابوعبیدہ نے کہا "مسلمانوں! ہم آج تمام دن بھوکے پیاسے لڑتے رہے ہیں' اس طرح ہماری قوتوں کا قائم رہنا دشوار ہے' اس لئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صبح سویرے کھانے سے فارغ ہو کر جنگ کے لئے تیاری کی جائے۔

اب آفتاب غروب ہو گیا تھا' مسلمانوں نے مغرب کی نماز پڑھی نماز پڑھ کر اپنے اپنے جائے قیام پر پہنچے اور کھانا تیار کرنے لگے' آگ اس کثرت سے روشن کی گئی' کہ تمام لشکر گاہ میں روشنی پھیل گئی۔

قلعہ .علبک کی فصیل پر بھی آج کثرت سے روشنی کی گئی تھی رومی اس روشنی میں فصیل پر چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔

مسلمانوں نے کھانا کھا کر عشا کی نماز پڑھی' نماز پڑھ کر ایک دستہ لشکر کی حفاظت پر متعین کر کے سب کے سب نہایت آرام اور بے فکری سے سو گئے جب صبح ہوئی تو مسلمانوں نے بیدار ہو کر صبح کی نماز پڑھی اور ابوعبیدہ کے حکم بموجب کھانا تیار کرنے لگے۔

مسلمان نہایت اطمینان سے بیٹھے کھانا پکا رہے تھے ، ابھی کھانا تیار نہیں ہوا تھا کہ دفعتہً "**النفیر النفیر یا انصار الدین**" ترجمہ:- دین کے مددگارو چلو چلو "کی آواز بلند ہوئی۔

مسلمانوں نے سر اٹھا اٹھا کر قلعہ .علبک کی طرف دیکھا۔ انہیں ٹڈی دل رومی قلعہ سے نکل نکل نہایت تیزی سے گھوڑے دوڑاتے مسلمانوں کی طرف آتے ہوئے نظر آئے۔

مسلمان اس وقت غیر مسلح تھے' وہ رومیوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر محو حیرت ہو گئے۔

ابوعبیدہ اپنے خیمہ میں بیٹھے ہوئے تھے' غلام نے ان کے سامنے کھانا لا کر رکھا ہی تھا کہ انہوں نے النفیر کی آواز سنی' وہ کھانا چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور گھبرا کر خیمہ سے باہر نکل آئے' انہوں نے دیکھا کہ تمام میدان رومیوں سے پٹا پڑا ہے ، اور رومی گھوڑے دوڑائے ہوئے مسلمانوں کی طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں۔

ابوعبیدہ بے تاب ہو گئے۔ انہوں نے کہا - "خدا کی قسم میں نے سخت غلطی کی' کیوں میں نے مسلمانوں کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ اب کیا ہو گا مسلمان بالکل غیر مسلح ہیں' دشمن سر پر آ گیا ہے' اتنے مسلمان مسلح ہوں گے اتنے دشمن انہیں قتل کر ڈالے گا۔ خدایا مسلمانوں کی مدد کر انہیں دشمن کی دستبرد سے بچا لے۔"

ابوعبیدہ کے آنسو نکل آئے۔ وہ جلدی سے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو گئے اور تنہا نہایت تیزی سے رومیوں کی طرف بڑھے۔ انہوں نے بلند آواز سے کہا۔ "مسلمانو! چلو چلو - دشمن سر پر آ گیا ہے۔"

مسلمان ہوشیار ہوئے' رومی بالکل سر پر آ گئے تھے۔ اب مسلح ہونے یا گھوڑوں پر

ندیم

allurdupdfnovels.blogspot.com

زین کسنے کا وقت نہیں رہا تھا' وہ جلد جلد نیزے ' تلواریں اور ڈھالیں لے لے کر گھوڑوں کی ننگی پیٹھوں پر سوار ہو گئے اور بے ترتیبی سے رومیوں کے مقابلہ پر جا ڈٹے۔

رومی نہایت تیزی اور نظام کے ساتھ آ رہے تھے' رومیوں نے مسلمانوں کے قریب پہنچتے ہی نہایت جوش اور پوری قوت سے حملہ کیا۔ مسلمان نہ تو مسلح تھے نہ باقاعدہ صف بستہ تھے' وہ رومیوں کے ریلے میں آ کر کسی قدر پیچھے ہٹے۔

رومی سر تا پا لوہے کے لباس میں غرق تھے۔ سوائے آنکھ کی پتلیوں کے ان کے جسم کا اور کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا' انہوں نے تلواریں بلند کیں مسلمانوں نے ڈھالیں سامنے کر دیں۔ جنگ شروع ہو گئی۔

مسلمان اپنے کیمپ میں تھے' رومی انہیں ان کے کیمپ سے دھکیلنا چاہتے تھے' مسلمان ایک قدم پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہ تھے' اس لئے جنگ نہایت خونریزی سے ہونے لگی تھی' خون کے چھینٹے اڑنے لگے تھے۔ انسانی اعضا کٹ کٹ کر گر رہے تھے' زخمیوں کی شور و فریاد اور دلیروں کے قومی نعروں سے تمام میدان گونج اٹھا تھا۔

سب سے زیادہ شور و غل قلعہ .علبک کی فصیل پر کھڑے ہوئے رومی کر رہے تھے۔

رومی لشکر میں طبل جنگ زور زور سے بج رہا تھا۔ مسلمان یا محمد یا اللہ اور اللہ اکبر کے پرزور نعرے لگا رہے تھے۔

جانباز قتل ہو ہو کر گرتے تھے اور گھوڑوں کی ٹاپوں میں روندے جاتے تھے' خون زمین پر بہنے لگا تھا' اسلامی کیمپ کی تمام زمین لالہ زار ہو گئی تھی۔

ہربیس گھوڑے پر سوار لشکر کے وسط میں تھا۔ وہ زرہ بکتر کے اوپر بیش قیمت ریشم کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ اس کے سر پر سونے کا تاج تھا' وہ رومیوں کو جوش دلا رہا تھا' رومی بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے۔

اگرچہ مسلمانوں نے مدافعت میں جان لڑا دی لیکن وہ رومیوں کے یلغار کو روک نہ سکے پھر بھی دوپہر تک انہوں نے نہایت جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ دوپہر کے بعد ان میں شکستگی کے آثار ظاہر ہوئے' رومیوں نے زور زور سے طبل جنگ بجا کر اپنی پوری قوت سے حملہ کیا۔ مسلمانوں نے رومیوں کے اس ریلے کو روکا۔ وہ سینہ سپر ہو گئے لیکن ان کی صفیں قائم نہ تھیں وہ منتشر ہو رہے تھے' اس لئے وہ کسی قدر پیچھے ہٹے۔ رومی بڑھ کر اسلامی کیمپ میں پہنچے اس وقت جنگ نہایت خونریز ہو رہی تھی' تلوار جلد جلد انسانی

زندگیوں کا فیصلہ کر رہی تھی' خون زمین پر پڑ پڑ کر منجمد ہو گیا تھا۔

ہربیس نے رومیوں کو جوش دلا کر اور بڑھایا۔ مسلمان کسی قدر اور پیچھے ہٹے۔

سعید نہایت جوش اور دلیری سے لڑ رہا تھا' وہ جس طرف حملہ کرتا تھا رومیوں کا صفایا کر دیتا تھا' خون کی چھینٹوں نے پڑ پڑ کر اسے ارغوانی رنگ میں رنگ دیا تھا' وہ ہربیس تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا' لیکن رومیو کی کثرت کی وجہ سے کوئی صورت اس تک پہنچنے کی نظر نہ آتی تھی۔

ضرار جوش شجاعت سے غضبناک شیر کی طرح بپھرے ہوئے تھے۔ وہ ننگے بدن تھے' صرف تہ بند باندھے ہوئے تھے' ان کا بے پناہ نیزہ رومیوں کے سینوں کو چھید رہا تھا' رومیوں نے انہیں ہر طرف سے نرغے میں لے رکھا تھا' وہ دشمنوں میں محصور تھے' مگر نہایت سرفروشی سے لڑ رہے تھے۔

ابوعبیدہ اگرچہ ضعیف العمر تھے' مگر وہ بھی صبح سے اس وقت تک نہایت جوش دلیری اور جوانمردی سے لڑ رہے تھے' ان کی تلوار رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار رہی تھی' اسی طرح سب مسلمان سردار جنگ کر رہے تھے' لیکن وہ مختلف جگہ تھے۔ نہ ان کے قریب ان کے جانباز سپاہی تھے' نہ وہ کسی کی مدد کر سکتے تھے اور نہ کوئی ان کی مدد کر سکتا تھا۔ یہ مسلمانوں ہی کا حوصلہ تھا کہ اس صورت میں بھی جبکہ ان کے سرداران سے الگ تھے' سپاہی متفرق ہو رہے تھے' ایک دوسرے کی خبر نہ تھی' نہایت جانبازی سے لڑ رہے تھے۔

ہربیس نے اپنے سپاہیوں کو پھر جوش دلا کر بڑھایا' رومی بڑھے۔ مسلمانوں نے جم کر مقابلہ کرنا چاہا لیکن جس طرح سیلاب دیوار کو ہٹا لے جاتا ہے اسی طرح رومیوں نے مسلمانوں کے قدم اکھاڑ دیئے۔ مسلمان کسی قدر اور پسپا ہوئے۔ اب رومی مسلمانوں کی رسد تک پہنچ گئے' انہوں نے فوراً رسد پر قبضہ کر لیا۔

اب تخمیناً" دن کے تین بجے تھے' رومی اس وقت تک آدھے اسلامی کیمپ پر قابض ہو چکے تھے' انہوں نے مسلمانوں کے تمام خیمے لوٹ لئے تھے' مسلمان اپنے کیمپ کو لٹتا دیکھ رہے تھے۔ وہ کچھ نہ کر سکتے تھے' ان کو تو........

صبح سے اس وقت صف بندی کا موقعہ ہی نہ مل سکا' اگر وہ نظام سے لڑتے تو شاید اس قدر نقصان نہ اٹھاتے' جب رومیوں نے ہر حملہ میں مسلمانوں کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا تو ان کے حوصلے بڑھ گئے انہوں نے مسلمانوں کو اس قدر دبایا کہ وہ سراپردہ سے بھی پیچھے ہٹ گئے' رومی مسلمان عورتوں کے خیموں کے قریب پہنچ گئے' اسلامی سپوت یعنی مسلمانوں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

کے چھوٹے چھوٹے بچے اپنی چھوٹی چھوٹی کمانیں اور تیر لے کر خیموں سے باہر نکل آئے۔

ان بچوں میں جو کسی قدر ہوشمند تھے' انہوں نے جلدی سے سب لڑکوں کو ایک صف میں کھڑا کر کے اپنے چھوٹے چھوٹے تیر رومیوں پر برسانے شروع کئے' عورتیں اپنے بچوں کو جنگ کی آگ میں کودتے ہوئے دیکھ کر تڑپ گئیں۔ انہوں نے جلد جلد اپنے سروں سے چادریں کھینچ کھینچ کر ڈھاٹے باندھے اور خیموں کو گرا کر چوبیں نکالیں' وہ چوبیں لیکر اپنے بچوں سے آگے بڑھیں اور رومیوں پر حملہ آور ہوئیں۔

ان لڑکوں پر افسوس ہے جو اپنے والدین کی قدر و منزلت نہیں کرتے وہ نہیں جانتے کہ والدین کو اپنے بچوں کیساتھ کس قدر محبت ہوتی ہے۔ والدین اپنے بچوں کو ذرا بھی تکلیف یا مصیبت میں دیکھتے ہیں تو بے چین ہوجاتے ہیں وہ خود مصیبت اور تکلیف میں پڑ کر اپنے بچوں کی تکلیف کو دور کرتے ہیں۔

اس وقت مسلم عورتیں صرف اپنے بچوں کی حفاظت کے لئے ہی رومیوں پر حملہ آور نہ ہوئی تھیں' بلکہ وہ شہادت کی طلبگار تھیں' اس لئے بیک کرشمہ دوکار کے مصداق جنگ کی آگ میں کود پڑی تھیں۔

رومیوں نے مسلمان بچوں اور عورتوں کے اس بہادر پن کو دیکھا۔ حیرت زدہ ہو گئے۔ عورتوں نے بڑھ بڑھ کر رومیوں کے گھوڑوں کو زخمی کر دیا۔ اور بہت سے رومیوں کو مار ڈالا۔ جب وہ کسی رومی کے گھوڑے کے منہ پر چوبیں مارتی تھیں تو گھوڑا الف ہو کر اپنے سوار کو گرا دیتا تھا' سوار کے گرتے ہی عورتیں لپک کر سوار کا سر چوبوں سے توڑ ڈالتی تھیں' اکثر جب کوئی رومی کسی عورت پر حملہ کرتا تھا تو بہت سی عورتیں ملکر اس سوار کو جلد جلد چوبیں مار مار کر مار ڈالتی تھیں۔ بچے بدستور تیر برسا رہے تھے اکثر رومیوں کو ان کے تیروں نے زخمی کر دیا تھا۔

اب مسلمانوں نے عورتیں اور بچوں کو لڑتے ہوئے دیکھا انہیں غیرت آئی وہ سنبھلے انہوں نے جوش میں آ کر نہایت جوانمردی سے رویوں پر حملہ کیا۔

ابوعبیدہ ابھی تک اسلامی پرچم ہاتھ میں لئے نہایت جوش اور دلیری سے لڑ رہے تھے' وہ عورتوں اور بچوں کو لڑتا دیکھ کر بے چین ہو گئے' انہوں نے بلند آواز سے کہا۔ "مسلمانو! غیرت کرو۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ عورتیں اور چھوٹے چھوٹے بچے آگے بڑھ کر لڑ رہے ہیں' اگر رومی تمہارے اہل و عیال کو گرفتار کر کے لے گئے تو تم دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گے۔ خدا کا نام لیکر بڑھو اور اپنے اہل و عیال کو رومیوں سے

چھڑاؤ۔"

مسلمان پہلے ہی سے شرمندہ ہو رہے تھے۔ انہوں نے "اللہ اکبر" کا پرزور نعرہ لگا کر نہایت جوش اور دلیری سے رومیوں پر حملہ کیا۔ رومیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن وہ مسلمانوں کی یلغار کو روک نہ سکے۔ رومی کسی قدر پیچھے ہٹے' مسلمان بڑھے انہوں نے اپنی پوری قوت سے ایک اور حملہ کیا رومی سینہ سپر ہو گئے' نہایت خونریز جنگ شروع ہو گئی' تلواریں جلد جلد لگیں' کشتوں کے انبار لگ گئے۔ گھوڑے مردوں سے ٹھوکریں کھانے لگے' زمین پر خون کا دریا بہہ گیا۔ تھوڑی ہی دیر کی خونریز جنگ کے بعد رومی لشکر کو حرکت ہوئی اور وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوا۔

اس وقت مسلمان نہایت جوش میں تھے' وہ سرکف ہو کر حملے کر رہے تھے جنگ کی آگ ہر لحظہ تیز ہوتی جا رہی تھی' جانباز کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ موت نہایت سرعت سے اپنی کھیتی کاٹ رہی تھی۔ رومی پیچھے ہٹتے ہٹتے اسلامی کیمپ سے باہر نکل گئے۔

اب آفتاب غروب ہونے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ سورج کی آخری شعاعیں ماند پڑتے پڑتے معدوم ہونے لگی تھیں۔ اس وقت رومیوں کی شکستگی کے آثار ظاہر ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کی بد دلی کو دیکھا۔ انہوں نے جوش میں آ کر اپنی پوری قوت سے حملہ کیا۔ کچھ تھوڑی دیر تو رومی ڈٹے رہے' لیکن آخر کار ان کے قدم اکھڑ گئے' وہ نہایت تیزی سے پسپا ہوئے اور قلعہ کی طرف بھاگے۔

مسلمانوں نے ان کا تعاقب کرنا چاہا لیکن ابوعبیدہ نے تعاقب کرنے سے روک دیا۔

مسلمان رک گئے۔ وہ آہستہ آہستہ اپنے کیمپ کی طرف لوٹے۔

ندیم

1۔ مرقس بن جرجس ایک عیسائی تھا' یہ شخص ملک شام کا باشندہ تھا۔ ابوعبیدہ نے اسے ملازم رکھ لیا تھا۔ کتابت کا کام اس کے سپرد تھا۔ ابوعبیدہ کے حکم سے وہی رومی بادشاہوں کے نام خط لکھا کرتا تھا۔ (ازفتوح الشام)

1۔ اس زمانہ میں جھلی کی قسم کا باریک چمڑا ہوتا تھا اس پر خطوط۔ کتابیں۔ عہدنامے اور دوسری تحریرات لکھی جاتی تھیں۔ صادق

1۔ یہ تمام وہ مقامات ہیں جن کو مسلمانوں نے فتح کر لیا تھا۔ صادق

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

سولھواں باب

ایک نیا رومی

روماس دونوں پریزاد لڑکیوں اور مریم کو ہمراہ لیکر پہاڑ کے اوپر پہنچ گیا۔ یہ پہاڑ نہایت سرسبز و شاداب تھا۔ پتھروں پر سبزہ زار فرش ہو رہا تھا' قسم قسم کے درخت کھڑے تھے' یہ مقام نہایت دلکشا تھا' یہ سب ایک پگڈنڈی پر شمال کی طرف بڑھے۔ جس پگڈنڈی پر یہ سفر کر رہے تھے' وہ سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی چلی گئی تھی' وہ تقریباً" دو گھنٹے چل کر یہ ایک ایسے مقام پر پہنچے۔ جہاں کثرت سے درختوں کے جھنڈ کھڑے تھے' ان درختوں کے قریب ہی ایک بڑا شگاف تھا' اس شگاف کے دوسری طرف ایک نہایت کشادہ حصار تھا۔ یہ حصار چاروں طرف سربفلک پہاڑوں سے گھرا ہوا تھا۔ گویا قدرت نے پہاڑ کے اندر زمین دوز قلعہ تعمیر کر دیا تھا' اس پہاڑی قلعہ میں داخل ہونے کا راستہ صرف شگاف کے ذریعہ سے تھا۔ روماس نے کہا - "بہت عرصہ ہوا جب علبک والوں نے دشمن کے خوف سے اس حصار میں پناہ لی تھی' بیٹی فلپانہ! میں اس پہاڑ پر عرصہ تک رہا ہوں۔ تیرا اور میرا وطن علبک ہے' علبک کا ایک رئیس بولس نامی میرا دوست تھا' ہم دونوں اکثر اس پہاڑ پر شکار کھیلنے آیا کرتے تھے۔ آہ! وہ بھی کیا زمانہ تھا۔ میں جوان تھا بولس جوان تھا' ہم دونوں میں بہت زیادہ محبت تھی' نہایت بے فکری اور آرام سے ایام گزاری ہوتی تھی' اب وہ سب باتیں خواب و خیال ہو گئیں۔"

روماس خاموش ہو گیا اسے گزشتہ ایام کی یاد نے آزردہ خاطر کر دیا۔ فلپانہ اس کی آزردگی کو سمجھ گئی' اس نے دل بہلانے کے خیال سے کہا۔ "مقدس باپ! یہ پہاڑ کس قدر سرسبز و شاداب ہے' اس کے مناظر کس قدر دلچسپ اور فرحت بخش ہیں۔"

روماس نے آہ سرد بھر کر کہا - "یہ پہاڑ میرے لئے محبوب ترین جگہ ہے کوئی نہیں جانتا مجھے یہ جگہ سب سے زیادہ عزیز کیوں ہے؟"

روماس پھر خاموش ہو گیا۔ فلپانہ نے کہا - "اب کتنی دور اور چلیے گا؟"

روماس نے - "بس تھوڑی ہی دور اور چلنا ہے' ہمت کر کے چلی چلو۔ دیکھو - میں تو ضعیف العمر ہوں' کمزور ہوں' زخم خوردہ ہوں' میں ابھی تک نہیں تھکا"

یہ سب قدم اٹھائے چلے جا رہے تھے' یہ حصار سے بھی دو میل آگے بڑھ گئے تھے۔ اب پہاڑ کا ایسا فرحت بخش سلسلہ شروع ہو گیا تھا جس کے منظر نہایت دلکش تھے یہاں قدرت نے ایسے سین پیدا کر دیئے تھے' جن کے دیکھنے سے طبیعت کو سیری ہی نہ ہوتی تھی' پادری نے فلپانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "بیٹی فلپانہ! اس جگہ کو دیکھو کیسی دلکش جگہ ہے' پتھروں نے سبز خلعت پہن رکھا ہے۔ خوشبودار رنگ برنگ کے پھول کیسے بھلے معلوم ہو رہے ہیں۔ یہی جگہ وہ ہے جہاں میں برسوں رہا ہوں۔ اب آؤ۔ میں تمہیں اس جگہ لے چلوں جہاں میں رہا کرتا تھا۔"

یہ سب تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ ایک نہایت پر بہار خطہ شروع ہو گیا۔ قدرت نے اس خطہ پر سبز سبز گھاس کا فرش کر دیا تھا۔ یہ گھاس بالکل سبز مخمل معلوم ہوتی تھی۔ اس خطہ میں اکثر جگہ بڑے بڑے درختوں کے جھنڈ تھے' ان درختوں پر پھولوں سے لدی ہوئی بیلیں لپٹی ہوئی تھیں' چھوٹے چھوٹے پھولوں کے پودے اس کثرت سے تھے کہ صحیح معنوں میں یہ خطہ گلزار کہلانے کا مستحق تھا' طرح طرح کے خوش رنگ پھول کھلے ہوئے تھے' پھولوں کی خوشبو نے اس تمام خطہ کو مہکا رکھا تھا۔

چلتے چلتے حوروش فلپانہ کو پسینہ آ گیا تھا۔ اس کے سرخ و سپید رخسار پسیج کر دمکنے لگے تھے' جس طرح گلاب کا پھول شبنم پڑنے سے دھل کر نکھر جاتا ہے۔ اسی طرح حوروش فلپانہ کے عارض تاباں نکھر گئے تھے' فلپانہ نے کہا۔ "یہ مقام کس قدر دلکش ہے؟"

روماس نے جواب دیا۔ "یہ جگہ دنیا کی جنت ہے۔"

اب یہ اس پر بہار خطہ کو طے کر رہے تھے' انہوں نے تھوڑی دیر چل کر ایک چھوٹی سی لاٹ دیکھی' یہ لاٹ کسی عیسائی کی قبر معلوم ہوتی تھی' اس کا پلاستر بالکل سیاہ ہو گیا تھا۔ اس کے چاروں طرف خوشرنگ پھولوں کے پودے کھڑے ہوا میں لہرا رہے تھے' لاٹ کے اوپر پھولوں کی بیلیں اس کثرت سے چڑھ گئی تھیں کہ پھولوں اور پتوں نے اسے ہر طرف سے ڈھک لیا تھا' اس لاٹ سے تقریباً 50 قدم آگے بڑھ کر پہاڑ اس طرح بلند ہو گیا تھا' جیسے قدرت نے پہاڑ کی دیوار قائم کر دی ہو۔ پہاڑ کے اس حصہ میں متعدد غار تھے ان میں بعض غار کمرہ نما تھے۔ روماس ان غاروں کے قریب جا کر ٹھہرا۔ اس نے کہا "یہی قیام کرنے کی جگہ ہے' تم ٹھہرو' میں ان غاروں کو صاف کر دوں۔"

فلپانہ نے کہا۔ "پیارے باپ! تم بیٹھ جاؤ۔ میں اور انگورا ان غاروں کو صاف کر لیں گے۔"

روماس نے شفقت آمیز نظروں سے دیکھ کر جواب دیا - "جان پدر! تم اس قدر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

مشقت برداشت نہ کرو۔ میں اور مریم صاف کر لیں گے۔"

انگورا نے کہا۔ "نہیں نہیں۔ آپ کمزور ہیں' بیمار ہیں۔ آپ کو تو ہاتھ بھی نہیں لگانا چاہئے اور بہن فلپانہ! تم بھی ایک طرف بیٹھ جاؤ۔ میں اور مریم ہی غاروں کو صاف کئے لیتی ہے۔"

مریم نے فلپانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "میری بیٹی! تو نے سفر کیا ہے تو بیٹھ جا آرام کر لے۔ میں اور انگورا اس کام کو کریں گے۔"

فلپانہ ایک طرف صاف سے پتھر پر بیٹھ گئی' مریم اور انگورا نے جلد جلد دو غاروں کو صاف کر کے کوڑا کرکٹ باہر نکال کر پھینک دیا۔ اس عرصہ میں روماس نے خشک گھاس اکٹھی کر لی۔ جب غار اچھی طرح صاف ہو گئے تو پادری نے غاروں کے اندر خشک گھاس بچھا دی۔ اس کام سے فارغ ہو کر روماس باہر آیا اور قریب کے درختوں سے کچھ پھل توڑے اور سب نے بیٹھ کر کھائے۔ کھا پی کر روماس نے کہا۔ "مریم! میں پھر اسلامی لشکر میں جا رہا ہوں' وہاں سے سامان لانا ہے تم ان لڑکیوں کے پاس رہنا۔ یہاں کسی بات کا خوف نہیں ہے۔ میں رات سے پہلے ہی آ جاؤں گا۔ بیٹی فلپانہ! ڈرنا نہیں۔ انگورا! تم فلپانہ کی دلدہی کرتے رہنا۔ آؤ میں تمہیں پانی کا چشمہ بتا دوں۔ شاید میرے بعد تمہیں پانی کی ضرورت ہو۔"

روماس اٹھا۔ مریم اور دونوں لڑکیاں بھی اٹھیں' پادری مشرق کی طرف بڑھا۔ وہ چند قدم چل کر ٹھہر گیا۔ اس نواح میں ہر طرف لمبی لمبی گھاس کھڑی تھی۔ پادری نے یہاں بیٹھ کر گھاس ہٹائی' گھاس کے ہٹتے ہی ایک صاف شفاف پانی کا چشمہ بہتا ہوا نظر آیا' روماس نے کہا۔ "یہ خوشگوار اور شیریں پانی کا چشمہ ہے جب ضرورت ہو یہاں سے پانی لے لینا۔ تم سب تھک رہی ہو۔ اب جا کر غار میں آرام کرو۔ میں اسلامی لشکر میں جا کر سامان لدوا لاؤں۔"

فلپانہ نے شرماتے ہوئے کہا۔ "مقدس باپ! اگر آپ سعید سے کہتے تو وہ اپنے کسی آدمی کے ہاتھ سامان بھیج دیتے۔"

روماس :- بیٹی! اس وقت مجھے خیال ہوا تھا کہ شاید میں قیام گاہ کا پتہ نہ لگا سکوں یہ مروت سے بعید معلوم ہوا کہ اپنے ساتھ سعید کے آدمی کو بھی پریشان کروں۔ یہاں سے اسلامی لشکر دور ہی کتنا ہے۔ میں بہت جلد آ جاؤں گا۔"

روماس روانہ ہوا۔ مریم اور دونوں لڑکیاں واپس آئیں۔ مریم غار کے سامنے کی جگہ

صاف کرنے لگی اور انگورا اور فلپانہ غار کے اندر گھاس پر جا بیٹھیں۔ یہ گھاس نہایت ملائم تھی' اس کے اوپر بیٹھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے گدوں پر بیٹھ گئے۔ یہ دونوں لڑکیاں گھاس پر لیٹ گئیں' چونکہ انہوں نے پیادہ پا سفر کیا تھا۔ اس لئے تھک گئی تھیں۔ پڑتے ہی انہیں نیند آ گئی۔ وہ دیر تک نہایت آرام اور بے فکری سے سوتی رہیں۔ جب ان کی آنکھ کھلی تو چار بج گئے تھے۔ آفتاب مغرب کی طرف جھک گیا تھا' دھوپ میں زردی آ گئی تھی۔ یہ دونوں بیدار ہو کر غار سے باہر آئیں' مریم نے اس عرصہ میں غار کے باہر اچھی طرح صفائی کر دی تھی۔ یہ دونوں آہستہ آہستہ چل کر چشمہ کے کنارہ پر پہنچیں۔ دونوں نے منہ ہاتھ دھویا۔ منہ ہاتھ دھو کر غار کے پاس واپس آئیں۔ مریم ایک چٹان پر بیٹھ تھی' یہ دونوں بھی اس کے پاس جا بیٹھیں۔

اب آفتاب کی کرنیں سمٹ سمٹا کر اونچے نیچے درختوں کی چوٹیوں پر پہنچ گئیں جس جگہ یہ تینوں عورتیں بیٹھی تھیں' اس جگہ سے قریب ہی ان کے سامنے نہایت پرفزا منظر تھا' خوشرنگ پھول کھل رہے تھے' بیلوں اور پودوں کا گہرا سبز رنگ نہایت ہی دلفریب معلوم ہو رہا تھا۔ مگر حوروش فلپانہ اور پریزاد انگورا کو اس دلچسپ منظر سے کوئی تعلق نہ تھا' انہیں رات کے آنے کا دھڑکا لگا ہوا تھا۔

رات کو آتے دیکھ کر تنہائی کی وجہ سے ان کے نازک دل گداز سینوں میں دھڑک رہے تھے۔ وہ خوفزدہ نگاہوں سے ڈری ہوئی ہرنیوں کی طرح اپنی صراحی گردن اٹھا اٹھا کر چاروں طرف دیکھ رہی تھیں' فلپانہ نے کہا۔ "دن بالکل چھپ گیا۔ مقدس باپ ابتک بھی نہ آئے۔"

انگورا نے دلدہی کے طور پر جواب دیا۔ "دن چھپ گیا۔ چھپ جانے دو۔ خوف کیا ہے۔ خدا مالک ہے۔"

اگرچہ فلپانہ ہمیشہ جنگل میں رہی تھی۔ گرجہ جس میں اس نے پرورش پائی تھی جنگل میں بنا ہوا تھا لیکن اس کے پاس ہروقت یا تو پادری رہتا تھا یا پادری کا خادم جرفاس' وہ تنہا کبھی نہیں رہی تھی' اس کے علاوہ گرجہ کے چپہ چپہ سے واقف تھی' وہاں اسے تنہائی میں بھی خوف نہیں معلوم ہوتا تھا۔ یہ جگہ نئی تھی۔ پہاڑ کے اوپر مقام تھا۔ اس ہولناک مقام پر صرف تین عورتیں تھیں۔ فلپانہ کو خوف معلوم ہونے لگا۔ اس نے کہا۔ "اگر مقدس باپ نہ آئے تو کس طرح رات بسر کریں گے۔"

مریم نے محبت سے اس کے نازک سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "بیٹی! تو بے خوف ہو کر

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

سوتا۔ تیری یہ ضعیف خادمہ رات بھر تیرے پاس بیٹھی جاگتی رہے گی۔"

فلپانہ کچھ اور کہنا چاہتی تھی کہ دفعتہً وہ خوفزدہ ہو گئی' اس کے چہرہ کا گلابی رنگ اڑ گیا۔ اس نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا "بہن انگورا! دیکھنا وہ سامنے سے کون آ رہا ہے؟"

انگورا اور مریم نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا۔ انہیں ایک بڈھا رومی ان کی طرف آتا ہوا نظر آیا۔ مریم نے کہا۔ "گھبراؤ نہیں۔ کوئی مسافر معلوم ہوتا ہے۔"

یہ تینوں پر خوف نگاہوں سے آنے والے رومی کو دیکھنے لگیں۔ رومی آہستہ آہستہ آ رہا تھا' اس نے ان عورتوں کو دیکھ لیا تھا' وہ ان ہی کی طرف بڑھا آ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ان عورتوں کے پاس آ کر ٹھہر گیا۔ یہ رومی بہت بڈھا تھا۔ اس کی داڑھی لمبی اور سفید تھی۔ وہ صوف کے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ پیروں میں سیاہ تسمہ دار جوتا تھا۔ اس کے پیروں پر گردہ چڑھا ہوا تھا۔ وہ شکستہ حال ہو رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہیں دور سے سفر کئے چلا آ رہا ہے' اس نے ان عورتوں کے قریب کھڑا ہو کر کہا۔ "اے نیک ہستیو! تم اس جگہ کب سے ہو؟"

مریم نے جواب دیا۔ ہم آج ہی آئے ہیں۔

رومی نے شفقت بھری نظروں سے فلپانہ کو دیکھا۔ دیر تک اسے بزرگانہ محبت سے دیکھتا رہا۔ کچھ وقفہ کے بعد اس نے مریم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا تم تنہا ہی آئے ہو؟"

مریم :- نہیں ہمارے ساتھ پادری ہیں۔

"کون پادری - کیا روماس؟" رومی نے جلدی سے کہا۔

مریم نے تعجب خیز نظروں سے رومی کو دیکھ کر کہا - "ہاں پادری روماس"

رومی :- اس وقت رومال کہاں ہیں؟

مریم وہ ایک ضرورت سے بعلبک گئے ہیں۔ اب آتے ہی ہوں گے۔

رومی نے متعجب ہو کر کہا؟ وہاں تو مسلمانوں کی رومیوں سے جنگ ہو رہی ہے۔"

مریم پادریوں کو جنگ سے کیا واسطہ؟

رومی :- کیا مسلمان رومال کو گرفتار نہ کر لیں گے؟

مریم :- مسلمان عورتوں بچوں اور پادریوں کو کچھ نہیں کہتے۔

رومی تعجب سے (فلپانہ اور انگورا کی طرف اشارہ کر کے) یہ دونوں لڑکیاں کون ہیں؟

مریم :- یہ انگورا ہماری مہمان ہے اور یہ فلپانہ پادری کی لڑکی ہے۔

رومی فلپانہ کی طرف آغوش کشادہ کر کے بڑھا۔ اس نے کہا - "آہ! فلپانہ میری بیٹی۔ خدایا تیرا شکر ہے' ہزار ہزار شکر۔ آج پورے چودہ برس کے بعد میری آرزو پوری ہوئی۔ بیٹی آؤ - اپنے بڈھے............"

فلپانہ خوفزدہ ہو گئی' وہ ڈر کر مریم کے پیچھے ہو گئی۔ ابھی رومی کا فقرہ تمام نہیں ہوا تھا کہ کسی نے کہا "یونس! ٹھہرو مجھے آ لینے دو"

سب نے اس آواز دینے والے کی طرف دیکھا۔ یہ پادری رومال تھا جو آہستہ آہستہ آ رہا تھا' اس کے پیچھے صبیح سر اور کمر پر بوجھ اٹھائے لا رہا تھا۔ عورتیں پادری کو دیکھ کر خوش ہو گئیں' رومال نے قریب آ کر کہا۔ " مریم! تم اس سامان کو لے جا کر غار میں اترواؤ۔ لڑکیو! تم بھی جاؤ میں یونس سے تنہائی میں کچھ گفتگو کروں گا۔"

مریم صبیح کو ہمراہ لے کر غار کی طرف روانہ ہوئی' انگورا اور فلپانہ بھی چلی گئیں'

رومال نے یونس سے کہا "یونس! تم پھر آئے"

یونس نے عاجزی سے کہا - "ہاں میں آیا۔ رومال! مجھ پر رحم کرو! میری بیٹی کو مجھ سے ملنے دو۔ میرا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا' آج میں نے اسے دیکھ لیا آہ کس قدر اپنی والدہ سے مشابہ ہے۔"

رومال نے طیش میں آ کر کہا - "یونس! وہ وقت یاد کرو۔ جب تم نے مجھے تیغ ستم سے گھائل کیا تھا۔ تمہیں وہ وقت یاد ہے جب حوروش جولیانہ نے تم سے رحم کی درخواست کی تھی۔"

یونس :- مجھے سب کچھ یاد ہے' تم میرے کمینہ پن پر نہ جاؤ۔ اپنی شرافت کا خیال کرو۔

رومال کچھ غور کرنے لگا۔ یونس گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا' اس کے آنسو نکل آئے اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا - "رحمدل رومال! مجھ پر رحم کرو۔ میں دنیا میں چند روزہ مہمان ہوں' میرا آخری وقت ہے۔ خدارا! مجھے میری لڑکی سے ملنے دو۔"

رومال کے چہرہ سے حلم و مروت کے آثار ظاہر ہوئے' اس نے کہا۔ "یونس! اٹھو تم سنگدل تھے' میں سنگدل نہیں بن سکتا۔ اگرچہ تم پر نہ میرے آنسوؤں نے اثر کیا اور نہ حوروش جولیانہ کے قیمتی آنسوؤں نے۔ لیکن مجھے تمہاری عاجزی نے موم کر دیا ہے۔ آؤ میں تمہیں تمہاری بیٹی سے ملا دوں۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

یونس اٹھا۔ اس نے مشکورانہ نظروں سے روماس کو دیکھ کر کہا۔ "تمہارا شکریہ! حقیقت میں تم نیک اور شریف انسان ہو۔"

روماس نے کہا۔ "یونس! میں ایک شرط سے تمہیں تمہای بیٹی سے ملنے کی اجازت دے سکتا ہوں.................."

یونس نے جلدی سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے تمہاری ہر ایک شرط منظور ہے۔"

روماس :- تم شرط سننے سے پہلے منظور کرتے ہو۔ یہ تمہاری غلطی ہے پہلے سن لو پھر سوچ سمجھ کر منظور کرو۔

یونس :- مناسب ہے' فرمایئے وہ کیا شرط ہے؟

روماس :- سنو! ماشاء اللہ فلپانہ جوان ہو گئی ہے' میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنے آئندہ زندگی کے ساتھی کو خود منتخب کرے۔

یونس :- میں بڑی خوشی سے ان کی اسے اجازت دے دوں گا۔

روماس :- اس کو فلپانہ پر چھوڑیئے کہ وہ کسی عیسائی کو پسند کرے یا کسی مسلمان کو۔

یونس نے متعجب ہو کر کہا۔ "نہیں روماس یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ایک عیسائی لڑکی کو مسلمان سے شادی کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ آپ خیال تو کریں کہ یہ جوڑ کس قدر بھدا اور کس درجہ باعث ننگ ہو گا۔"

روماس نے سنجیدگی سے کہا۔ "یونس! تمہاری ان ضدوں نے ہی تمہیں برباد کیا اور مجھے بھی تباہ کر دیا۔ اب میرا اور تمہارا آخری وقت ہے ہمیں اب ضد نہیں کرنی چاہئے۔ فلپانہ کو بالکل اس کی مرضی پر چھوڑ دینا چاہئے۔

یونس غور کرنے لگا کچھ دیر سوچ کر اس نے جھکا ہوا سر اٹھا کر کہا۔ "سچ یہ ہے کہ قضا و قدر سے لڑ نہیں سکتے۔ جو خدا کو منظور ہے وہی ہو گا۔ میں فلپانہ کو بالکل اس کی مرضی پر چھوڑ دوں گا۔"

روماس نے تشکر آمیز نظروں سے یونس کو دیکھ کر کہا۔ خدا کا شکر ہے' تم نے اپنی عادت بدلی۔ اب آؤ میں تمہیں تمہاری بیٹی سے ملا دوں۔"

اب روماس اور یونس غاروں کی طرف روانہ ہوئے۔"

سترھواں باب

جنگ

مسلمان رومیوں کو شکست دے کر اپنے کیمپ میں واپس آئے اگرچہ آج بھی وہ سارے دن بھوکے پیاسے لڑتے رہے تھے مگر انہوں نے واپس آتے ہی پہلے نماز پڑھی۔ نماز پڑھ کر تمام لشکر میں آگ روشن کی گئی۔ اور کچھ آدمی زخمیوں کی مرحم پٹی کرنے لگے۔ اور کچھ لوگوں نے کھانا تیار کرنا شروع کیا چونکہ آج دن بھر جنگ مسلمانوں کے کیمپ ہی میں ہوتی رہی تھی' اس لئے مقتولین کی لاشیں کیمپ ہی میں پڑی ہوئی تھیں۔ یہ تو ممکن نہیں تھا کہ مسلمان کیمپ دوسری جگہ تبدیل کر دیتے کیونکہ نہ تو ایسی جگہ تھی جہاں مسلمان خیمہ زن ہو جاتے اور نہ اس قدر وقت تھا۔ یہ بھی مناسب تھا کہ لاشیں اسلامی کیمپ میں بے گور و کفن پڑی رہ کر سڑا کیں۔ اس لئے کچھ مسلمان مردوں کے دفن کرنے کے انتظام میں لگا دیئے گئے۔ انہوں نے مقتولین کو لشکر کے باہر اکٹھا کیا۔ مقتولین کے ہاتھ' پاؤں اور سروں کے تلاش کرنے میں بہت دیر لگ گئی۔ جب انہوں نے سب کو ایک جگہ جمع کر لیا تو انہیں شمار کیا۔ صرف سترہ مسلمان شہید ہوئے تھے۔ رومی پانچ سو سے زیادہ مارے گئے تھے۔ مسلمانوں نے شہیدوں کے جنازہ کی نماز پڑھ کر پہلے انہیں دفن کیا۔ پھر لمبے چوڑے اور گہرے گڑھے کھود کر رومیوں کو دفن کردیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر پہلے مسلمانوں نے کھانا کھایا اور پھر عشا کی نماز پڑھی۔

اگرچہ آج بھی رومیوں کو ہی شکست ہوئی تھی' رومی سپاہی' زیادہ تعداد میں قتل ہوئے تھے' لیکن مسلمان زخمی زیادہ ہوئے تھے اور ان کا مالی نقصان زیادہ ہوا تھا۔ رومی زرنقد' کپڑے اور خوراک لوٹ کر لے گئے تھے۔ رسد بہت کم مسلمانوں کے پاس رہ گئی تھی۔

عشا کی نماز پڑھ کر ابو عبیدہ نے روؤسائے عرب اور سرداران لشکر کو طلب کیا۔ جب سب لوگ آ گئے تو ابوعبیدہ نے کہا۔ آپ نے آج رومیوں کی جرات کو دیکھا۔ کس دلیری سے انہوں نے ہمارے کیمپ پر حملہ کر دیا۔ مجھے تعجب ہے کہ مسلمانوں نے کیوں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ہزیمت کھائی۔ اگر ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے اور اسلامی عورتیں جنگ میں نہ کود پڑتیں تو شاید مسلمان شکست کھا کر بھاگ پڑتے۔ آج مسلمان بچوں اور عورتوں کی بدولت ہماری لاج رہ گئی۔ مجھے مسلمانوں کی اس حرکت پر سخت افسوس ہے۔

ضرار نے جواب دیا: "یا امین الامتہ! آج رومیوں نے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دیا۔ کسی مسلمان کو مسلح ہونے کا موقعہ ہی نہ مل سکا۔ حالانکہ رومی لوہے میں سر تاپا غرق تھے، میں کہوں گا پھر بھی مسلمانوں نے نہایت جوانمردی کی، اگر اور قوم ہوتی تو ایسی حالت میں کبھی جنگ نہ کرتی اور دشمن کی اطاعت قبول کر لیتی۔ یہ بھی مسلمانوں کا ہی دل گردہ تھا کہ اس حالت میں بھی نہایت دلیری سے لڑے البتہ مسلمان بچوں اور عورتوں نے ہی رومیوں کے یلغار کو نہایت دلیری سے روکا انہیں لڑتے ہوئے دیکھ کر ہی مسلمانوں کو غیرت آئی، وہ سنبھلے اور انہوں نے جوش میں آ کر رومیوں پر حملہ کر کے انہیں دھکیل کر اپنے کیمپ سے باہر نکال دیا اگرچہ نقصان رومیوں ہی کا زیادہ ہوا۔ ان کے بے شمار آدمی قتل ہو گئے مگر وہ کمبخت ہماری رسد لوٹ کر لے گئے، ہمیں رسد لٹ جانے کا زیادہ نقصان پہنچا۔"

ابو عبیدہ نے تفکر آمیز نظروں سے دیکھ کر کہا۔ "مجھے رومیوں کی جرات نے تذبذب میں ڈال دیا ہے۔ اب غور کرنا یہ ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

سعید نے کہا۔ "تمام اسلامی لشکروں قلعہ کے ایک ہی طرف خیمہ زن ہے اسی لئے رومیوں کو قلعہ سے نکل کر ہم پر حملہ کرنے کی جرات ہوئی، اگر ہم نے قلعہ سے باہر محاصرہ کیا ہوتا تو ان کو باہر نکلنے کا حوصلہ ہی نہ ہوتا۔ کیونکہ انہیں اندیشہ رہتا کہ اگر وہ اس طرف قلعہ سے نکل کر حملہ کریں گے۔ تو دوسری طرف مسلمان حملہ کر کے قلعہ کے اندر داخل ہو جائیں گے۔ اس لئے میرے خیال میں ہمیں قلعہ کا محاصرہ کر لینا چاہیے کہ آئندہ رومیوں کو قلعہ سے باہر نکلنے کی جرات ہی نہ ہو۔"

سعید کے قریب ہی ایک دراز قد عربی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اس قدر دراز قد تھے کہ جب وہ گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو ان کے پیر زمین سے مل جاتے تھے، ان کا نام مالک اشتر تھا۔ وہ نہایت بہادر اور دور اندیش تھے۔ رومی ان کو دیکھتے ہیں خوفزدہ ہو جایا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا۔ "خدا کی قسم سعید نے سچ کہا۔ میں رات ہی اس تجویز کو پیش کرنے والا تھا۔ لیکن چونکہ خدا نے ہمارے مقدر میں نقصان اٹھانا لکھا تھا۔ اس لئے میری زبان گنگ ہو گئی اور دل کی بات زبان پر آتے آتے رہ گئی۔ میرے خیال میں بھی یہی مناسب ہے کہ ہم قلعہ کا محاصرہ کر لیں۔"

ضرار:- اگرچہ ہم سردار کے حکم کی تعمیل کریں گے، لیکن جب مشورہ لیا جا رہا ہے تو میری بھی یہی رائے ہے کہ ہمیں ضرور قلعہ کا محاصرہ کر لینا چاہیے۔

ابو عبیدہ:- جب یہ بات ہے تو ہم اس وقت قلعہ کا محاصرہ کیوں نہ کر لیں۔

ضرار:- نہایت مناسب ہے ہمیں رات کی تاریکی میں نہایت خاموشی سے محاصرہ کر لینا چاہیے۔

ابو عبیدہ:- بس تو سعید! تم اپنے ہمراہ پانچ سو سوار اور تین سو پیدل لو اور دروازہ جبل (قلعہ بعلبک کے ایک دروازہ کا نام ہے) پر جا کر ٹھہرو اور ضرار! تم اپنے ہمراہ تین سو سوار اور دو سو پیدل لو۔ اور دروازہ شام (قلعہ بعلبک کے دوسرے دروازہ کا نام) پر جا کر اترو۔ تم دونوں ابھی روانہ ہو جاؤ۔ اور ایسی خاموشی سے جاؤ۔ جس سے قلعہ والوں کو تمہاری نقل و حرکت خبر نہ ہو۔ دیکھو رات کو ذرا سی آواز بھی دور تک جاتی ہے۔ تم قلعہ سے فاصلہ پر اور آہستہ آہستہ جانا۔ صبح آفتاب طلوع ہوتے ہی دونوں دروازوں پر یورش کر دینا۔ میں اس طرف سے حملہ کروں گا۔ یقین ہے صبح رومیوں کو قلعہ سے باہر نکلنے کی جرات نہ ہو گی۔

سعید نے جواب دیا۔ "نہایت مناسب ہے۔"

ابو عبیدہ نے کہا: "اب سب لوگ جا کر آرام کریں۔ اور صبح نماز پڑھتے ہی مسلح ہو کر میدان جنگ میں پہنچ جائیں۔"

اب سب لوگ اٹھے اور اپنے اپنے جائے قیام پر چلے گئے۔ سعید اور ضرار اپنے خیموں پر پہنچے۔ انہوں نے لشکر کو تیار ہونے کا حکم دیا۔ بہت جلد سب لوگ مسلح ہو کر لشکر سے باہر صف بستہ ہو گئے۔ ضرار اور سعید بھی مسلح ہو کر آ گئے۔ اب یہ لشکر قلعہ سے فاصلہ پر گرداوہ کی صورت میں روانہ ہوا۔

اس وقت ایک ثلث رات گزر چکی تھی، رات بالکل اندھیری اور خاموشی تھی، ہر طرف تاریکی اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ آج قلعہ کی فصیل پر نہایت کثرت سے آگ روشن ہو رہی تھی، اس آگ کی روشنی میں رومی چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے تمام قلعہ مسرت خیز صداؤں سے گونج رہا تھا، رومی زور زور سے قہقہے لگا رہے تھے۔ آج وہ بہت زیادہ مسرور تھے۔ اس خوشی کی بظاہر ہر دو وجوہات تھیں ایک تو یہ کہ انہوں نے اس قدر جرات کی تھی کہ مسلمانوں کے کیمپ پر حملہ کیا تھا دوسری یہ کہ مسلمانوں کی رسد لوٹ لی تھی۔

سعید اور ضرار آہستہ آہستہ نہایت خاموشی کے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ وہ دروازہ شام پر پہنچے۔ حضرت ضرار اور ان کے ہمراہی اس دروازے پر رہ گئے، سعید آگے

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

بڑھے' خوش قسمتی سے اس طرف نہ زیادہ آگ روشن تھی اور نہ زیادہ رومیوں کے بولنے یا ہنسنے کی آوازیں آ رہی تھیں' معلوم ہوتا تھا کہ اس طرف کے رومی سو گئے ہیں' پھر بھی احتیاط کی ضرورت تھی۔ سعید نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے آہستہ آہستہ چل کر جبل پر پہنچے' انہوں نے اپنے ہمراہیوں کو قیام کرنے کا حکم دیا۔ مسلمان اپنے ہمراہ خیمے نہ لائے تھے۔ انہوں نے کمبل بچھائے گھوڑے برابر میں کھڑے کر لئے زین سرہانے رکھی اور کمبل اوڑھ کر پڑ گئے۔ آج برف پڑ رہی تھی۔ سردی کڑاکے کی ہو رہی تھی' ہوائے سرد کے جھونکے چل رہے تھے۔ مسلمانوں کو سردی سے تکلیف ہو رہی تھی لیکن وہ اس تکلیف کو برداشت کرتے رہے۔

خدا خدا کر کے صبح ہوئی۔ مسلمانوں نے صبح کی نماز پڑھی۔ ابوعبیدہ نے مسلمانوں کو مسلح ہو کر بہت جلد میدان جنگ میں پہنچنے کا حکم دیا' مسلمان جلد مسلح ہو کر قلعہ کے سامنے صف بستہ ہو گئے۔

ابھی طلوع آفتاب نہیں ہوا تھا' مشرق کی طرف آفتاب نکلنے کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے' کہ قلعہ بعلبک کا دروازہ کھلا اور ٹڈی دل رومی لشکر اس کثرت سے نکلنا شروع ہوا' جیسے پانی کا بند ٹوٹ کر زور شور سے پانی بہنے لگے' دیکھتے ہی دیکھتے تمام میدان رومیوں سے ڈھک گیا۔ رومی حیرت انگیز سرعت کے ساتھ صف بستہ ہو گئے۔ ہربیس لشکر کے وسط میں زرق برق پوشاک زیب تن کئے کھڑا تھا' اس کے اشارہ کرنے پر طبل جنگ بجا۔ رومیوں نے تیراندازی شروع کی۔ مسلمان بھی تیر پھینکنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد رومی لشکر کو حرکت ہوئی وہ قدم قدم بڑھنا شروع ہوا۔ مسلمانوں نے بھی پیش قدمی شروع کی۔ دونوں لشکر مل گئے۔ رومیوں نے زور زور سے طبل جنگ بجایا اور شور و غل کر کے مسلمانوں پر حملہ کیا۔

مسلمانوں نے فوراً تلواریں نکالیں' اور اللہ اکبر کا پرزور نعرہ لگا کر خود بھی حملہ کر دیا۔ برق وش تلواریں کوندیں۔ اور دشمنوں کے خون میں تیر کر بلند ہوئیں۔ خون کے چھینٹے اڑنے لگے۔ سر اور دھڑ کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ موت نے اپنی کھیتی کاٹنی شروع کر دی' قومی نعروں کی آوازوں اور زخمیوں کی چیخ و پکار سے تمام میدان گونج اٹھا۔

اس وقت جنگ نہایت زور شور سے ہو رہی تھی' تلواریں جلد جلد چل رہی تھیں ہر طرف جدل کا بازار گرم تھا۔ فریقین کی تقریباً" نصف میل لانبی صفیں قائم تھیں' جس طرف نظر جاتی تھی' خون آشام تلواریں کاٹ چھانٹ کرتی نظر آتی تھیں۔ مسلمان رومیوں

اور رومی مسلمانوں پر پلے پڑے تھے' ایک دوسرے کو پیچھے ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن فریقین میں سے کوئی بھی ایک انچ پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھا۔

اب آفتاب نکل آیا تھا۔ اس کی کرنیں اس خونریز منظر پر پڑنے لگی تھیں۔ سرخ تلواروں پر آفتاب کی کرنوں کا عکس پڑ کر عجب ہیبتناک منظر پیدا کر رہا تھا۔ اس وقت ہربیس نے رومیوں کو جوش دلا کر بڑھنے کا اشارہ کیا۔ رومی نہایت جوش سے بڑھے لیکن مسلمان بھی سد سکندری کی طرح ڈٹ گئے' وہ ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹے' جنگ اور بھی خونریزی سے ہونے لگی۔

ابو عبیدہ اسلامی لشکر کے وسط میں کھڑے نہایت غور سے لڑائی کے منظر کو دیکھ رہے تھے۔ مسلمانوں کو بے جگری سے لڑتے ہوئے دیکھ کر انہیں جوش آ گیا انہوں نے علم کو حرکت دی اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر اپنے گھوڑے کو رومی لشکر کی طرف بڑھایا۔ سالار اعظم کو حملہ کے ارادہ سے بڑھتے ہوئے دیکھ کر مسلمانوں کے جوش میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ انہوں نے نہایت سختی سے حملہ کر دیا۔ رومیوں نے مسلمانوں کے اس حملے کی مدافعت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا جانباز ایک ایک انچ زمین کے لئے سر فروشی کرنے لگے۔ ہربیس نے رومیوں کو ثابت قدم رہنے کی ہدایت کی۔ لیکن رومیوں کے قدم اکھڑ گئے۔ ہربیس نے رومیوں کو ثابت قدم رہنے کی ہدایت کی۔ لیکن رومیوں کے قدم اکھڑ گئے۔ وہ پیچھے ہٹے۔ مسلمانوں کے دل بڑھ گئے' وہ رومیوں پر یلغار کرتے ہوئے بڑھے یہاں تک کہ قلب لشکر کے مسلمانوں نے رومیوں کو بہت پیچھے دھکیل دیا۔

مالک اشتر میسرہ کے کمانڈر تھے' انہوں نے دور سے ابوعبیدہ کو قلب لشکر پر حملہ کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا' ان کے خون میں حرارت پیدا ہوئی' انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر نہایت جوش سے حملہ کر دیا۔

میسرہ کے مسلمان قلب کے مسلمانوں کی فتح یابی دیکھ چکے تھے' انہیں اس بات پر شرم آئی۔ کہ قلب کے مسلمان تو رومیوں کو شکست دے کر بڑھ گئے۔ وہ پیچھے رہ گئے' انہوں نے جوش میں آ کر نہایت سرفروشی سے حملہ کیا' رومی قلب کے رومیوں کو پیچھے ہٹتے دیکھ چکے تھے۔ اگرچہ انہوں نے مدافعت میں بہت کچھ کوشش کی۔ لیکن بالآخر انہیں بھی پیچھے ہٹنا پڑا۔

میمنہ کے سردار مسروق تھے۔ یہ نہایت دلیر اور جوشیلے تھے۔ جب انہوں نے میسرہ اور قلب کے مسلمانوں کو بڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو انہوں نے بھی جوش دلا کر مسلمانوں کو

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

بڑھایا۔ مسلمانوں نے کوہ شکن حملہ کیا۔ رومی پیچھے ہٹے۔

اس وقت جنگ قیامت خیز ہو رہی تھی' خون کے چھینٹے اڑ رہے تھے۔ سواروں کے سر گیندوں کی طرح ہوا میں اچھل رہے تھے' جن گھوڑوں کے سوار قتل ہو گئے تھے وہ دولتیاں جھاڑتے پھر رہے تھے۔

ہربیس نے تمام رومی لشکر کو پیچھے ہٹتے دیکھا۔ وہ سخت غضبناک ہوا اس نے رومیوں کو جھڑکا۔ اور خود بھی حملہ کر دیا۔ رومیوں کو غیرت آئی اس وقت ان کی تعداد مسلمانوں سے سہ گنی تھی۔ انہوں نے شرم و غیرت میں آ کر نہایت جوش سے مسلمانوں پر حملہ کیا' وہ سمندر کی کوہ شکن لہروں کی طرح بڑھے مسلمانوں نے مدافعت میں جان لڑا دی وہ سنگی چٹان کی جم گئے اور نہایت سرفروشی سے لڑنے لگے۔

اب آفتاب بہت کچھ بلند ہو گیا تھا۔ دھوپ سارے میدان میں پھیل گئی تھی۔ اس وقت جنگ نہایت زور و شور سے ہو رہی تھی' ہر سپاہی خونریزی میں مشغول تھا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے' گھوڑے مقتولین سے ٹھوکریں کھانے لگے تھے۔ خون اس کثرت سے بہا تھا کہ اچھی خاصی کیچ ہو گئی تھی۔ جگہ جگہ خون کے دھبے جم کر سیاہ پڑ گئے تھے۔ اگرچہ رومی بہت کچھ کوشش مسلمانوں کو پیچھے ہٹانے کی کر رہے تھے۔ لیکن مسلمانوں کے قدم جیسے زمین میں گڑ گئے تھے وہ ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹے۔

اس وقت قلعہ .علبک کا دروازہ کھلا اور تازہ دم رومی نکل نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے' ہربیس نے ان آنے والے رومیوں کو دیکھ لیا۔ اس نے جوش دلا کر رومیوں کو بڑھایا۔ رومی زور زور سے طبل جنگ بجا کر بڑھے۔ مسلمان اس حملہ کو برداشت نہ کر سکے۔ وہ کسی قدر پیچھے ہٹے' رومیوں نے شور و غل مچا مچا کر ریلا کر دیا۔ تلواریں پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے چلنے لگیں' صدائے دارو گیر زور و شور سے بلند ہو گئی' تازہ دم رومی فوج نے اس بے جگری سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کے بنائے کچھ نہ بنی' وہ پیچھے ہٹتے ہٹتے اپنے کیمپ کے قریب پہنچ گئے۔

اگرچہ ہر مسلمان نہایت سرفروشی سے لڑ رہا تھا' مگر رومیوں کا یلغار کسی طرح رکنے میں نہ آتا تھا۔ رومی مسلمانوں کو دھکیلتے چلے آ رہے تھے۔ ابو عبیدہ بھی نہایت جوش و خروش سے لڑ رہے تھے۔ مگر وہ بھی رومیوں کے ریلے سے پیچھے ہٹتے جاتے تھے۔ ابو عبیدہ نے کہا۔ "کاش! اس وقت کوئی مسلمان پہاڑ پر چڑھ کر دھواں کر دیتا۔ جس سے سعید اور ضرار کو معلوم ہو جاتا کہ ہمیں اس وقت ان کی امداد کی ضرورت ہے۔"

ابو عبیدہ نے یہ فقرہ تمام ہی کیا تھا کہ پہاڑ کے اوپر دھواں نمودار ہو کر بل کھاتا ہوا آسمان کی طرف بلند ہوا۔ ابو عبیدہ نے حیرت سے اس دھوئیں کو دیکھا۔

اس وقت جنگ نہایت زد و شور سے ہو رہی تھی' ہزاروں خون آشام سرخ سرخ تلواریں بلند ہوتیں اور جلدی جلدی سے انسانی سمندر میں غرق ہو جاتیں' پھر اٹھتیں' خون کی چھینٹیں اڑاتیں اور پھر غرق ہو جاتیں' سیاہ رنگ کی ڈھالیں بھی خون پڑنے سے سرخ ہو رہی تھیں' رومی مسلمانوں کو دھکیلنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مسلمان اسلامی کیمپ کے قریب جم کر لڑ رہے تھے۔ مسلمان "اللہ اکبر" "اللہ اکبر" اور "یا اللہ یا اللہ" کے نعرے لگا رہے تھے۔

ہربیس نے رومیوں کو جوش دلانے کے لئے کہا۔ "اے باشندگان .علبک تم نے چند لڑائیوں میں مسلمانوں کو آزما لیا ہے۔ مسلمان تم سے زیادہ بہادر نہیں ہیں۔ نہ تمہاری طرح ان کے پاس زرہ بکتر اور ہتھیار ہیں۔ مسلمان ہم سے چوتھائی ہیں' مسلمانوں پر ہمارا رعب غالب آ گیا ہے' وہ پیچھے ہٹتے چلے جا رہے ہیں۔ اگر تم پورے جوش سے ایک حملہ اور کرو تو مسلمانوں کے قدم اکھڑ جائیں اور وہ شکست کھا کر فرار ہو جائیں۔ مسیحی جاں نثارو ایک حملہ اپنی پوری قوت سے کرو فتح یقیناً تمہاری ہے۔"

رومیوں نے سنبھل کر نہایت جوش سے حملہ کیا۔ وہ پانی کے سیلاب کی طرح بڑھے۔ مسلمانوں نے مقدور بھر مدافعت میں کوشش کی لیکن وہ اس سیلاب میں بہہ گئے اور پیچھے ہٹ کر اپنے کیمپ میں پہنچ گئے۔

رومیوں نے مسلمانوں کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا۔ ان کے حوصلے بڑھ گئے انہوں نے ایک اور حملہ کیا۔ قریب تھا کہ مسلمانوں کے قدم اکھڑ جاتے کہ قدرت نے مدد کی۔ دفعتہ" قلعہ کی فصیل والے رومیوں نے خوفزدہ آواز میں شور و غل کیا۔ ہربیس نے گھبرا کر اپنی پشت کی طرف دیکھا اسے اسلامی علم لہراتا ہوا نظر آیا۔ گویا مسلمان رومیوں کی پشت پر آ گئے تھے۔ وہ قلعہ اور رومیوں کے درمیان حائل ہو گئے تھے۔ ہربیس مسلمانوں کو دیکھ کر حیرت میں رہ گیا' اسے یہ تعجب تھا کہ اس طرف مسلمان کہاں سے آ گئے' اس نے افسوسناک لہجہ میں کہا۔ "مسلمانوں نے ہمارے ساتھ فریب کیا' وہ ہمارے پس پشت آ کر ہمارے اور قلعہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ اگر مسیح نہ کریں ہمیں شکست ہو گئی تو ہم قلعہ کے اندر نہیں پہنچ سکتے۔

ہربیس کے چہرہ پر فکر و تردد کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں۔ اس نے خیال کیا کہ

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

مسلمان شکست کھا کر پیچھے نہیں ہٹ رہے تھے بلکہ وہ فریب دے کر ہمیں قلعہ سے دور لانا چاہتے تھے۔ حالانکہ مسلمانوں کو اس آنے والے لشکر کا ابھی تک علم نہیں تھا۔

ابو عبیدہ اور ان کے ہمراہی نہایت سرفروشی سے جنگ کر رہے تھے رومی لشکر نے مسلمانوں کو اپنی پس پشت دیکھ لیا تھا۔ وہ سخت خائف ہو گئے تھے۔ انہوں نے جنگ سے ہاتھ اٹھا لیا تھا مسلمانوں کو رومیوں کے اس فعل سے حیرت ہوئی' ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ رومی کس لئے جنگ سے گریز کرنے لگے ہیں۔ ابھی مسلمان حیرت و استعجاب ہی میں تھے کہ انہوں نے رومیوں کے خائف ہو کر جنگ سے دست بردار ہونے کی وجہ سمجھ میں آ گئی عبیدہ اور تمام لشکر نے پہاڑ پر بلند ہونے والے دھویں کو دیکھا تھا وہ سمجھ گئے کہ سعید اور ضرار نے آ کر رومیوں کی پشت پر حملہ کر دیا ہے۔

مسلمانوں نے فوراً جوش میں آ کر اللہ اکبر کا پرزور نعرہ لگایا اور نہایت سختی سے حملہ کر دیا۔

رومیوں کی پشت کی طرف حملہ کرنے والے سعید' ضرار اور ان کے ہمراہی ہی تھے۔ انہوں نے نعرہ لگاتے ہی نہایت جوش سے رومیوں پر حملہ کیا۔ پہلے ہی حملہ میں ہزاروں رومی ڈھیر ہو گئے۔

رومی اس ناگہانی حملہ سے گھبرا گئے۔ وہ ایسے خوفزدہ ہو گئے۔ جیسے انہوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہو۔ وہ مسلمانوں کو موت کے فرشتے سمجھنے لگے۔ غم و فکر کے ساتھ ہی حسرت ویاس نے ان کے چہروں پر بسیرا کر لیا۔ ہربیس کا چہرہ ازدیاد خوف سے سیاہ پڑ گیا۔ اس نے حسرت خیز نظروں سے چاروں طرف دیکھا۔ اس عرصہ میں مسلمان برابر انہیں قتل کرتے رہے۔ اس وقت غم و فکر نے رومیوں کی عقلیں حلب کر لی تھیں۔ ان کے اوسان جاتے رہے۔ اگر وہ ذرا بھی اپنی عقل سے کام لیتے تو تھوڑا سا لشکر سعید اور ضرار کے مقابلہ میں لوٹا کر باقی لشکر سے ابوعبیدہ پر ٹوٹ پڑتے اس طرح ممکن تھا کہ کوئی صورت مخلصی کی نکل آتی۔

سچ یہ ہے کہ جب انسان کا برا وقت آتا ہے تو سب سے پہلے اس کی عقل جاتی رہتی ہے۔ چنانچہ رومیوں کی عقل بھی کھوئی گئی تھی' ہربیس نے رومیوں کو قتل ہوتے ہوئے دیکھ لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اگر دو گھنٹے بھی یہی حال رہا تو ایک رومی بھی زندہ باقی نہ بچے گا۔ اس کے پہاڑ کی طرف دیکھا۔ فوراً اس کے دماغ میں پہاڑ پر چڑھ کر پناہ لینے کا خیال پیدا ہوا۔ اس نے جلدی سے کہا "رومیو! ہم نرغہ میں آ گئے ہیں۔ چلو پہاڑ پر چڑھ جاؤ۔ اب اسی میں

بہتری ہے۔"

رومی فوراً بائیں جانب گھوم کر نہایت تیزی سے پہاڑ پر چڑھنے لگے۔ مسلمانوں نے ہزیمت خوردہ رومیوں کا تعاقب کر کے قتل کرنا شروع کر دیا رومیوں کے تعاقب میں ابوعبیدہ کے ہمراہیوں کا ارادہ پہاڑ پر چڑھ جانے کا ہوا لیکن ابوعبیدہ نے ان کو منع کر دیا۔ وہ تعاقب سے باز رہ گئے۔ مگر سعید اور ان کے ہمراہی ابو عبیدہ سے دور تھے' انہوں نے اس حکم کو نہ سنا وہ رومیوں کو قتل کرتے ہوئے ان کے پیچھے ہی پیچھے ہی پہاڑ پر چڑھ گئے۔

رومی نہایت بدحواس ہو کر سر پر پیر رکھ کر بھاگ رہے تھے' وہ اس درجہ خوفزدہ تھے کہ انہوں نے پلٹ کر یہ بھی نہ دیکھا کہ کس قدر مسلمان ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔ ازدیاد خوف سے اس وقت انہیں پہاڑ کا ہر درخت عرب ہی معلوم ہو رہا تھا' وہ نہایت تیزی سے بھاگے چلے جا رہے تھے۔

ہربیس ان بھاگنے والوں میں سب سے آگے تھا۔ وہ نہایت خوفزدہ اور سہما ہوا تھا۔ وہ اس درجہ خائف تھا۔ جیسے چاروں طرف سے عرب اسی پر حملہ کرتے ہوئے آ رہے ہوں' وہ سب سے آگے گھوڑا دوڑائے ہوئے بھاگا جا رہا تھا۔

سعید اور اس کے ہمراہی پانچ سو سوار رومیوں کے تعاقب میں پہاڑ پر چڑھ گئے تھے اور مفرور رومیوں کو نہایت چستی اور تیزی سے قتل کر رہے تھے۔

ہربیس اس طرف بھاگا جا رہا تھا' جس طرف گزشتہ روز روماس گیا تھا۔ بھاگتے بھاگتے وہ اس شگاف پر پہنچا جس میں سے ہو کر کوئی حصار کو راستہ گیا تھا وہ شگاف کے دہانے پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے چلا کر کہا۔ "رومیو! یہی پناہ کی جگہ ہے اس شگاف میں داخل ہو کر پہاڑی قلعہ میں گھس جاؤ۔"

سب سے پہلے ہربیس نے اپنا گھوڑا شگاف میں ڈال دیا۔ اس کے عقب میں تمام رومی لشکر جو کچھ باقی رہا تھا۔ شگاف میں داخل ہونا شروع ہوا۔ بہت جلد تمام رومی شگاف میں داخل ہو کر اس طرح غائب ہو گئے۔ جس طرح ٹڈی دل چیونٹیاں ایک سوراخ میں داخل ہو کر غائب ہو جاتی ہیں۔

سعید بھی دوڑ کر شگاف کے دہانہ پر پہنچا۔ اس نے شگاف کے اندر داخل ہونے کی اس لئے جرات نہ کی کہ رومی اس کے ہمراہی سے چہار چند زیادہ تھے۔ وہ شگاف کے اوپر پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اس نے مسلمانوں کو ٹھہرنے کا اشارہ کیا۔ مسلمان بھی ٹھہر گئے۔ اب سعید شگاف کے داہنی چل کر پہاڑ کے اونچے حصہ پر پہنچا۔ اس نے قلعہ کے اندر ایک حصار

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

دیکھا تھا۔ جو چاروں طرف سے سربفلک پہاڑوں میں گھرا ہوا تھا' اسے اس حصار کے اندر مفرور رومی یوحا کی حالت میں کھڑے ہوئے نظر آئے۔ اس نے سمجھ لیا کہ اس حصار کا صرف وہی راستہ ہے جس سے رومی اس حصار میں داخل ہوئے ہیں وہ یہ اطمینان کر کے پہاڑ سے نیچے اتر کر شگاف کے قریب آیا۔ اس نے مسلمانوں کو حصار کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔ مسلمان اس حصار کے چاروں طرف پھیل گئے۔ اس طرح مسلمانوں کو .علبک میں تیسری فتح ہوئی۔

اٹھارواں باب

روماس کی سرگذشت

روماس یونس کو ہمراہ لے کر غاروں کے قریب آیا۔ مریم نے مجمع سے سامان لے کر احتیاط سے رکھ دیا۔ حوروش فلپانہ اور پریزاد انگورا غار کے باہر کھڑی تھیں مجمع بھی ایک طرف کھڑا تھا۔ روماس نے اس جگہ پہنچ کر مریم سے دریافت کیا۔ "مریم! تم نے سامان کہاں رکھا؟"

مریم نے غار کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اس غار کے اندر۔

روماس غار کے اندر گھس گیا' وہ تھوڑی دیر میں کمبل اندر سے واپس لے کر آیا' اس وقت آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ ہر طرف تاریکی پھیل گئی تھی' رات اندھیری تھی' غاروں کے اوپر بلند ہونے والا آفتاب نہایت مہیب ہونے لگا تھا' روماس نے غار کے قریب کمبل بچھا دیئے۔ کمبل کے قریب خشک گھاس پر لکڑیاں جل رہی تھیں' اب روماس نے کہا "یونس! بیٹھ جاؤ۔ لڑکیو تم بھی بیٹھ جاؤ ـــــ مجمع! تم اس طرف بیٹھو۔ مریم! تم کھانا تیار کرو۔

مریم کھانا تیار کرنے چلی گئی۔ یونس اور لڑکیاں روماس کے قریب آ کر بیٹھ گئیں۔ مجمع بھی ایک طرف بیٹھ گیا۔ روماس نے کہا "بیٹی فلپانہ! آج میں وہ راز ظاہر کرتا ہوں' جو مدت سے میرے سینہ میں مقفل ہے' اس راز نے مجھے بدل دیا میری حالت کو بدل دیا اور میرے نزدیک سارے زمانے کو بدل دیا۔ بیٹی! میری داستان غم نہایت توجہ سے سننا' اس داستان سے سب سے زیادہ تعلق تیرا ہی ہے ـــــ

روماس ٹھہر گیا۔ غم و افسوس کی علامتیں اس کے چہرہ سے ظاہر ہونے لگیں۔ اس نے کسی قدر وقفہ کے بعد ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ "بیٹی فلپانہ! اب سے تیس سال پہلے کا ذکر ہے۔ میں .علبک رہتا تھا' .علبک ہی میں پل کر جوان ہوا۔ میرا باپ نہایت متمول سوداگر تھا۔ تمام ملک میں اس کی عزت تھی۔ وہ اکثر انطاکیہ بھی جایا کرتا تھا' اس کا اس قدر وقار تھا' کہ ہرقل اعظم نے کئی مرتبہ اسے شرف ملاقات بخشا۔ غرض ہمارا گھر دولت مند اور ذی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

عزت تھا۔ میں اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ جس وقت کا میں ذکر کر رہا ہوں' اس وقت میری عمر تیس سال کی تھی' میں نہایت ناز و نعم اور عیش و آرام سے اپنی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اس تیس سال کی عمر میں مشکل سے میں دو چار ہی مرتبہ گرجہ میں گیا ہوں گا۔ عیسائی روسا کا شان امتیاز ہی یہ ہے کہ وہ گرجہ میں نہ جائیں چنانچہ میں بھی دو چار ہی دفعہ گیا تھا۔ ایک مرتبہ جو میں گرجہ میں گیا تو میں نے وہاں ایک حوروش دوشیزہ لڑکی دیکھی' اس کی عمر 22 سال کے قریب تھی۔ وہ نہایت حسین تھی' اس کے ملایک فریب حسن کو دیکھ کر میں ہزار جان سے اس پر فریفتہ ہو گیا۔ جب ہم نماز پڑھ کر گرجہ سے باہر آئے۔ تو میں اس پیکر حسن وجمال سے ملا۔ اس کا نام جولیانہ تھا' اس کے والدین کا انتقال ہو چکا تھا۔ وہ اپنے بھائی بولس کے پاس رہتی تھی۔

میں بولس کو جانتا تھا۔ بولس بھی متمول تھا' میں اکثر اس سے ملا تھا۔ مگر کبھی اس کے گھر جانے یا جولیانہ کو دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔

جولیانہ کو بھی اول ہی روز مجھ سے محبت ہو گئی' اس نے مجھے اپنے مکان پر مدعو کیا' میں خوش ہو کر اس کے مکان پر پہنچا۔ جولیانہ اور بولس دونوں نے میرا خیر مقدم کیا۔ بولس کو معلوم تھا کہ میں ناکتخدا ہوں' ان دونوں نے میری بہت زیادہ تواضع کی میں اپنی عمر میں بھی کبھی اس قدر خوش نہیں ہوا تھا جس قدر اس روز ہوا۔ اس کے بعد اکثر ہم دونوں ملتے رہے۔ کبھی میں ان دونوں بہن بھائی کی دعوت کرتا کبھی وہ مجھے مدعو کرتے۔ اس طرح ہر روز کے ملنے جلنے سے محبت روز افزوں ترقی کرتی رہی۔ یہاں تک کہ جولیانہ کو میرے بغیر اور مجھے جولیانہ کے بغیر کھانا اچھا معلوم نہ ہوتا تھا۔

ایک روز جولیانہ کے ایما سے میں نے بولس کو عقد کا پیغام دے دیا۔ وہ رضامند ہو گیا۔ شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی' ہم دونوں ایک ایک دن کیا ایک ایک گھنٹہ اور ایک ایک منٹ گننے لگے۔

جب ہماری شادی میں صرف ایک ہفتہ رہ گیا تو ایک روز شام کے وقت بولس گھبرایا ہوا آیا۔ اس نے کہا "روماس! جولیانہ سے تمہاری شادی نہیں ہو سکتی۔"

اس روح فرسا خبر کو سنتے ہی میرے کلیجہ میں گھونسا سا لگا۔ میں نے دریافت کیا۔ "کیوں نہیں ہو سکتی؟"

اس وقت بولس کا رنگ خوف و ہراس سے سفید ہو رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "ایک زبردست رکاوٹ حائل ہوئی ہے' میری موت اور زندگی کا سوال پیدا ہو گیا ہے۔"

میں سخت بے چین ہوا میں نے پھر دریافت کیا۔ "کونسی رکاوٹ حائل ہو گئی۔ مجھے

بھی تو بتلایئے۔"

میں سخت بے چین ہوا۔ میں نے پھر دریافت کیا۔ "کونسی رکاوٹ حائل ہو گئی۔ مجھے بھی تو بتلایئے۔"

بولس نے کہا۔ "روماس! میں بتا نہیں سکتا۔ عرصہ ہوا جب مجھ سے ایک غلطی سرزد ہو گئی تھی۔ میں آج تک اسے راز ہی سمجھتا رہا' لیکن دوست اب تو وہ ظاہر ہو گیا۔ ایک شخص یونس نامی نے اس راز کا پتہ لگا لیا' اب وہ اس راز کو ظاہر کر کے مجھے موت کے منہ میں دھکیلنے کو تیار ہے۔ اگر جولیانہ کی شادی اس سے کر دی جائے تو وہ خاموش رہے گا۔ اس وقت میں سخت مصیبت میں ہوں' تم میرے دوست ہو' تمہیں مجھ سے محبت ہے' اس وقت حق دوستی ادا کرو' میری عزت' میری دولت اور میری جان بچا لو' تم جولیانہ سے دست بردار ہو جاؤ۔"

اس بات کے سننے سے مجھے سخت صدمہ ہوا۔ میری حالت بولس سے بھی زیادہ خراب ہو گئی' بولس نے پھر کہا۔ دوست! مجھے خبر ہے کہ تمہیں جولیانہ سے بہت زیادہ محبت ہے۔ میں اسے بھی مانتا ہوں۔ کہ جولیانہ بھی تمہیں پیار کرتی ہے۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ میں تم دونوں طالب و مطلوب میں مفارقت کرانا چاہتا ہوں' مگر روماس میری مجبوری کا خیال کرو۔ اگر میری زندگی کا سوال نہ ہوتا تو میں کبھی تمہیں مجبور نہ کرتا۔

ندیم

میری حالت خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی تھی۔ میرے ساعت میں فرق آنے لگا تھا۔ زبان گنگنانے لگی تھی۔ میں غم و درد کی تصویر بن کر حیرت و استعجاب سے بولس کو دیکھ رہا تھا' بولس میرے سامنے دو زانو ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ "روماس بولو' میری زندگی تمہارے ہاتھ میں ہے۔ مجھے مایوس نہ کرو۔ اگر تم جولیانہ سے دستبردار نہ ہوئے تو میں ابھی خود کشی کر لوں گا۔"

میں سخت تذبذب میں مبتلا ہو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد میں نے کہا۔ جولیانہ کی کیا مرضی ہے۔"

بولس نے جلدی سے کہا۔ "میں نے جولیانہ کو رضا مند کر لیا ہے۔ وہ میری زندگی پر اپنی ہستی قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ میری بہن مجھے بچانا چاہتی ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں چاہتی' کہ تم اسے بے وفا کہو۔ اب صرف تمہاری رضامندی کی ضرورت ہے۔"

میرے دل میں انسانی ہمدردی تھی اس قدر جذبہ پیدا ہوا کہ محبت کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ مجھے بولس پر رحم آیا۔ میں اس کی درخواست منظور کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن چونکہ میں جولیانہ کو احسان مند بنانا چاہتا تھا' اس لئے میں نے کہا۔ "اگر جولیانہ رضا مند ہے۔ تو میں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

بھی راضی ہوں۔ اگرچہ اس کی محبت میرے ہر موئے تن میں اس قدر سرایت کر گئی ہے۔ کہ میں بغیر اس کے زندہ نہیں رہ سکتا' لیکن مجھے اپنی زندگی کی پرواہ نہیں۔ جولیانہ آپ کی زندگی پر قربان ہونے کو تیار ہے۔ اور میں جولیانہ اور آپ پر نثار ہونے کو تیار ہوں۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ خود جولیانہ مجھ سے اپنی رضا مندی کا اظہار کرے۔"

بولس خوش ہو گیا۔ اس کا چہرہ چمکنے لگا۔ اس نے کہا "تمہارا شکریہ دوست آج تم نے مجھے جلا لیا۔ میں جولیانہ کو تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ وہ خود آ کر تمہیں میری مجبوری اور اپنی رضامندی کا حال بتادے گی۔ اچھا دوست رخصت۔"

بولس چلا گیا۔ میری حالت دگرگوں ہو گئی۔ غم و درد نے مجھے بے چین کرنا شروع کر دیا۔ میں منہ لپیٹ کر پڑ رہا۔ شام کو جولیانہ میرے پاس آئی وہ بیٹھ گئی' اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں' معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ سارے دن روتی رہی۔ میں اسے دیکھ کر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ میرے سینہ سے لگ کر رونے لگی۔ وفور غم سے میرا کلیجہ پھٹ گیا' میرے بھی آنسو جاری ہو گئے' میں نے بھرائی ہوئی آواز سے کہا۔ جولیانہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ کیا تو بدل گئی۔ یا میں بدل گیا یا زمانہ بدل گیا۔

جولیانہ زار و قطار رو رہی تھی' اس نے گلوگیر آواز سے جواب دیا۔ "روماس! نہ میں بدلی۔ نہ تم بدلے نہ زمانہ بدلا۔ میری قسمت بدل گئی۔ مجھے اس دن کی خبر نہ تھی۔ میں تمہارے بغیر کیسے زندہ رہوں گی۔ کاش! میں مرجاتی۔ آج سارے دن میں زہر تلاش کرتی رہی' لیکن نہیں ملا۔ اگر مل جاتا تو میں اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیتی۔"

میں نے محبت خیز امید بھری نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔ "جولیانہ! جب یہ کیفیت ہے پھر کیوں اپنے بھائی کا کہا مانتی ہو ______ کیوں نہیں اسے جواب دے دیتیں۔"

جولیانہ سنبھل کر بیٹھ گئی۔ اس نے جواب۔ "پیارے روماس! میں کیا کہوں۔ مجھے اپنے بھائی سے اس قدر محبت ہے کہ میں اپنی زندگی اپنے بھائی پر قربان کر دوں۔ یہ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ تمہاری محبت مجھے گھلا گھلا کر مار ڈالے گی' تمہارے بغیر میں بہت تھوڑے دن زندہ رہوں گی۔ لیکن کیا کروں مجبور ہوں بھائی کی محبت نے مجھے اس قربانی پر آمادہ کر دیا۔"

میں نے جولیانہ کے افسردہ چہرہ کو دیکھ کر کہا۔ "جولیانہ! آؤ ایک آخری کوشش اور کریں۔ چلو میں تم دونوں یونس کو اپنی کیفیت سنائیں شاید وہ ہم دونوں اسیران محبت پر رحم کرے۔"

جولیانہ نے سرہلا کر کہا۔ "مجھے امید نہیں۔ لیکن کوشش ضرور کر لینی چاہئے۔"

میں نے کہا: "اچھا تو چلو اسی وقت قسمت آزمائی کر لیں۔"

جولیانہ :- چلو۔ خدا کرے اسے رحم آ جائے۔

میں اور جولیانہ یونس کے پاس پہنچے' ہم دونوں نے اپنی محبت کی روئیداد سنائی۔ اس نے اظہار ہمدردی کیا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مصداق ہمیں نا امیدی میں امید کی جھلک نظر آئی۔ میں نے اس کے اخلاق اور شرافت کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ "یونس! تم شریف ہو' خلیق ہو' یقین ہے تم ہمارے دگرگوں حالتوں کو دیکھ کر جولیانہ سے دست بردار ہو جاؤ گے۔"

یونس اتنا سنتے ہی آپے سے باہر ہو گیا۔ اس نے پرغضب ہو کر کہا۔

"روماس ! تم نے بہت کچھ شنع خراشی کر لی۔ کان کھول کر سن لو۔ یا تو جولیانہ مجھ سے شادی کر لے گی یا اپنے بھائی کو پھانسی کے تختہ پر دیکھے گی۔"

میں غم و درد سے بدحواس ہو گیا۔ جولیانہ غم و رنج سے دوہری ہو گئی۔ اس کا چہرہ بالکل ہی زرد پڑ گیا۔ وہ زمین پر دوزانو ہو کر کھڑی ہو گئی' اس نے اپنے نازک ہاتھوں کو جوڑ کر کہا۔ "یونس! مجھ پر رحم کرو۔ مجھے روماس سے محبت ہے۔ میں کسی اور سے محبت نہیں کر سکتی۔ شریف انسان! میں اپنے بھائی کی زندگی کی خیرات مانگنے آئی ہوں۔

مجھے یونس کی اس گفتگو سے سخت افسوس ہوا۔ میں نے جولیانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ جولیانہ! اٹھو۔ تم اپنے بھائی کو بچا لو۔ میں تم سے دست بردار ہوتا ہوں۔"

ازدیاد غم سے جولیانہ سفید پڑ گئی' اس کے آنسو خشک ہو گئے' وہ اٹھ کھڑی ہوئی' ہم دونوں یونس کے پاس سے چلے آئے' اور جولیانہ کے مکان پر پہنچے۔ میں نے جولیانہ سے کہا۔ پیاری جولیانہ! ہمیشہ کے لئے رخصت عمر بھر میرے دل پر تمہاری محبت اور وفاداری کا نقش رہے گا۔ میں جانتا ہوں تمہیں مجھ سے محبت ہے' لیکن اس وقت تمہارے بھائی کی زندگی کا سوال ہے۔ تم اپنے بھائی کو بچاؤ۔ میں صبح .علبک سے چلا جاؤں گا۔ اب میرے لئے یہاں ایک منٹ بھی رہنا ناممکن ہے۔

جولیانہ رونے لگی۔ میں نے اسے تشفی دی۔ ہم دونوں جدا ہو گئے۔ میں صبح ہی .علبک سے روانہ ہو گیا۔ میں نے سیاحت شروع کر دی' اس آوارہ گردی سے میرا یہ مطلب تھا کہ کسی طرح جولیانہ کی محبت کا نقش میرے دل سے مٹ جائے' لیکن میں اپنی اس کوشش میں ناکامیاب رہا' جس قدر میں اسے بھولنے کی کوشش کرتا۔ اسی قدر اس کی یاد میرے دل میں چٹکیاں لیتی تھی۔ دو برس کی جہاں گردی کے بعد میں گرجہ میں داخل ہو

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

کر باوری ہو گیا' میں نے مذہبی تعلیم حاصل کی' عربی پڑھی' ہروقت عبادت و ریاضت کرنے لگا۔ اس طرح کچھ کچھ میری طبیعت کو سکون ہوا۔ چار برس کے بعد میں پھر .علبک گیا۔ ان چار برس میں بہت کچھ تبدیلیاں ہو چکی تھیں' اس وقت جولیانہ کی گود میں تین برس ایک لڑکی تھی' میں جولیانہ سے ملا' وہ بیمار تھی اور اس قدر لاغر ہو گئی تھی۔ کہ اس کے بچنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ وہ مجھے دیکھ کر رونے لگی۔ مجھے بھی سخت صدمہ ہوا۔ میں نے اسے تسلی دی' یونس کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ وہ چھ مہینے سے .علبک میں نہیں تھا۔ بولس نے میری بہت زیادہ خاطر مدارت کی۔ میں نے جولیانہ کے علاج میں کوشش شروع کی۔ بڑے بڑے نامور طبیب اور ڈاکٹر بلائے' نہایت اعلیٰ پیانہ پر علاج کیا۔ لیکن جولیانہ کو افاقہ نہ ہوا۔ اس کی حالت بد سے بدتر ہو گئی۔ مجھے .علبک میں پہنچے ہوئے چوتھا روز تھا۔ میں جولیانہ کا سر اپنے زانو پر رکھے بیٹھا تھا' جولیانہ پر غفلت طاری تھی' اس نے تھوڑی ہی دیر کے لئے آنکھیں کھولیں اور آہستہ سے کچھ کہا۔ اس کی آواز اس قدر کمزور ہو گئی تھی' کہ میں سن نہ سکا۔ میں نے جھک کر اپنے کان اس کے لبوں سے لگا کر کہا۔ "جولیانہ! کیا کہتی ہو۔"

جولیانہ نے نہایت دھیمی آواز سے رک رک کر جواب دیا۔ "روماس! تمہاری محبت نے ____ میرا خاتمہ کردیا میں اب ____ بچ نہیں سکتی۔ جب میں مرجاؤں تو میری قبر ____ پہاڑ کے اوپر ____ کسی سبزہ زار مقام پر بنانا ____ اور اس لڑکی کو تم پرورش کرنا"

میرے آنسو جاری ہو گئے تھے۔ میں رو رہا تھا' میں نے جولیانہ کو تسلی دی ابھی میں اسے تسلی ہی دے رہا تھا۔ کہ موت کے زبردست ہاتھ نے اسے ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا کر دیا۔ اس نے میرے زانو پر سر رکھے ہی رکھے جان دے دی۔

روماس اس داستان کو بیان کرتا ہوا زار و قطار رو رہا تھا۔ آنسوؤں کے موٹے موٹے قطرے اس کی سفید داڑھی پر لڑھک رہے تھے۔ وہ اس قدر غمزدہ تھا۔ جیسے یہ واقعہ اس کے سامنے ابھی ہو رہا ہو۔ دونوں لڑکیاں اور یونس بھی رو رہے تھے۔ روماس نے اپنی طبیعت کو قابو میں کرکے کہا۔ "جولیانہ کی موت سے میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا' میں ازدیاد غم سے نیم مردہ ہو گیا۔ آخر میں نے اپنی طبیعت پر جبر کیا' اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا۔ سیکڑوں آدمی جولیانہ کے مرنے کی خبر سن کر جمع ہو گئے' نہایت دھوم دھام سے اس کا جنازہ اٹھایا گیا اور اس شہید محبت کو اس جگہ لاکر دفن کردیا۔ وہ سامنے چھوٹی سی لاٹ جو نظر آتی ہے وہ اس حوروش کی قبر ہے۔

یونس' انگورا اور فلپانہ نے نظریں اٹھا اٹھا کر سامنے دیکھا اس وقت ان سب کو اس قبر پر نور برستا نظر آیا۔

روماس نے اپنی داستان کو جاری رکھتے ہوئے کہا "ہم اس در بے بہا کو دفن کرکے .علبک گئے' میرا دل .علبک سے بالکل اچاٹ ہو گیا تھا۔ میں نے بولس سے اس لڑکی کو لینے کی خواہش کی' بولس کو اسکی بہن نے وصیت کی تھی اس نے وہ لڑکی مجھے دیدی' میں اس لڑکی کو لے کر قنسرین کے قریب والے گرجہ میں چلا گیا۔ میں نے تلاش کرکے ایک عورت کو ملازم رکھا۔ یہ عورت مریم ہے۔ مریم نے ماں سے زیادہ محبت و شفقت سے اسے پرورش کیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ مرحوم جولیانہ نے اس کا نام کیا رکھا تھا' لیکن میں نے اس لڑکی کا نام فلپانہ رکھا۔"

فلپانہ نے نہایت تعجب خیز نظروں سے روماس کو دیکھا' روماس نے اس سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "فلپانہ نہایت خوبصورت' ذکی' فہیم اور ہونہار لڑکی تھی' میں اور مریم اس پر پروانہ وار فدا تھے۔ وہ پرورش پاتی رہی۔ یہاں تک کہ جب اس نے ہوش سنبھالا' تو میں نے اسے تعلیم دی۔ وہ جلد لکھ پڑھ گئی۔ میں نے مذہبی تعلیم کے علاوہ اسے عربی بھی پڑھائی۔ چونکہ مجھے ہروقت یہ خوف رہتا تھا کہ کہیں یونس آکر فلپانہ کو مجھ سے چھین کر نہ لے جائے۔ اس لئے میں اسے گرجہ سے باہر نکلنے کی اجازت بہت کم دیتا تھا۔ لیکن اب جبکہ قدرت نے باپ اور بیٹی کو ملا دیا ہے۔ میں اس قدر سنگدل نہیں ہو سکتا تھا کہ ان دونوں کو ملنے کی اجازت نہ دوں۔ "بیٹی فلپانہ! یہی یونس تمہارے باپ ہیں' اٹھ کر اپنے باپ سے ملو۔"

فلپانہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ یونس بھی اٹھا۔ اس نے فلپانہ کو اپنی آغوش میں لے کر پیار کیا۔ فلپانہ اور یونس کے آنسو جاری ہو گئے' یہ آنسو مسرت کے آنسو تھے۔ یہ دونوں دیر تک بغلگیر رہے۔ روماس ابھی تک رو رہا تھا۔ انگورا کی نرگسی آنکھوں میں بھی آنسو بھرے ہوئے تھے۔ روماس اٹھا اس نے کہا۔ "اب آؤ حوروش جولیانہ کی قبر پر چل کر اس کی بخشش کے لئے دعا کریں۔"

انگورا بھی اٹھی' اب یہ سب جولیانہ کی قبر کی طرف روانہ ہوئے اگرچہ صبیح نے اس گفتگو کا ایک لفظ بھی نہ سمجھا تھا' کیونکہ روماس نے اپنی داستان غم رومی زبان میں بیان کی تھی' لیکن آداب مجلس کا لحاظ کرکے وہ بھی اٹھ کر ان کے ساتھ ہو لیا۔ یہ سب جولیانہ کی قبر پر پہنچے اور ہاتھ اٹھا کر مرحوم جولیانہ کے دعا مانگنے میں مصروف ہوئے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

انیسواں باب

محاصرہ

جب رومیوں کو شکست ہوئی، اور ہربیس بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا تو ابوعبیدہ نے مسلمانوں کو رومیوں کا تعاقب کرنے سے منع کر دیا تھا' لیکن سعید نے ان کے حکم کو نہیں سنا' وہ دور تھا۔ اس نے رومیوں کا تعاقب کیا اور ان کے پیچھے ہی وہ بھی پہاڑ پر چڑھ گیا۔

ابوعبیدہ نے سعید کو تعاقب کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ انہوں نے مسلمانوں کو قیام کرنے کا حکم دیا۔ مسلمان اپنے کیمپ میں واپس پہنچے چونکہ ظہر کا وقت ہو گیا تھا' اس لئے انہوں نے جلد جلد وضو کر کے نماز پڑھی۔ نماز پڑھ کر زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے لگے۔

ابوعبیدہ اسلامی کیمپ سے باہر پہاڑ کے نیچے کھڑے اوپر پہاڑ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہیں اوپر سے ایک مسلمان سوار اترتا ہوا نظر آیا وہ آہستہ آہستہ آ رہا تھا' جب وہ قریب آ گیا تو اسے دیکھ کر حیرت سے ابوعبیدہ نے کہا۔ "سعید! تم تنہا ہو۔ تمہاری ہمراہی کیا ہوئے؟"

سعید قریب آیا۔ وہ گھوڑے سے اتر پڑا۔ اس نے جواب دیا۔ "یا امین الامتہ! میرے ہمراہیوں نے پہاڑ پر ہربیس اور اس کے ہمراہیوں کا محاصرہ کر رکھا ہے۔"

ابوعبیدہ کو اطمینان ہوا۔ ان کے چہرہ سے مسرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ انہوں نے کہا۔ "خدا کا شکر ہے ہزار ہزار شکر۔ میں نے خیال کیا تھا۔ خدانخواستہ تمہارے سب ہمراہی شہید ہو گئے لیکن سعید! یہ بتاؤ۔ تم نے میری نافرمانی کیوں کی' اول تو میں نے تمہیں اور ضرار کو باب جبل اور باب شام پر ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ تم اپنی جگہ پر کیوں نہیں ٹھہرے رہے۔ دوسرے میں نے رومیوں کا تعاقب نہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ تم نے رومیوں کا تعقب کیوں کیا؟"

سعید نے حیرت سے ابوعبیدہ کو دیکھ کر جواب دیا۔ ہماری مجال نہیں کہ ہم نافرمانی کریں۔ ہم دونوں اپنے اپنے دروازوں پر مع اپنے ہمراہیوں کے صف بستہ کھڑے تھے۔ دفعتہ" ہم نے پہاڑ کے اوپر دھواں اٹھتے ہوئے دیکھا' ہم سمجھے کہ سالار اعظم نے ہمیں

طلب کیا ہے۔ ہم دونوں چل پڑے اور آہستہ آہستہ آ کر رومیوں کی پشت پر حملہ آور ہوئے۔ رومی شکست کھا کر بھاگے میں نے اور میرے ہمراہیوں نے ان کا تعقب کیا۔ ہم میں سے کسی نے بھی آپ کا حکم نہیں سنا۔ کیا آپ نے دھواں کرنے کا حکم نہیں دیا تھا؟"

ابوعبیدہ۔ میں نے کسی کو حکم نہیں دیا۔ مجھے خود تعجب ہے کہ کس نے پہاڑ پر چڑھ کر دھواں کیا؟ البتہ رومیوں کی یورش کو دیکھ کر یہ میری آرزو ضرور ہوئی تھی' کہ کوئی پہاڑ پر چڑھ کر دھواں کر دیتا۔ آؤ لشکر میں چل کر دریافت کریں۔ کہ یہ کام کس نے کیا؟

ابوعبیدہ لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔ سعید ہمراہ ہو لیا۔ ابوعبیدہ نے لشکر میں پہنچ کر بلند آواز سے کہا۔ "مسلمانو! تم میں سے جس نے پہاڑ پر چڑھ کر دھواں کیا ہے۔ وہ میرے پاس آ جائے۔"

اس آواز کو سنتے ہی ایک نو عمر عرب ابوعبیدہ کے قریب آیا۔ یہ عرب زخمی تھا۔ اس کا بازو بندھا ہوا تھا۔ اس نے قریب آ کر کہا۔ "یا امین الامتہ یہ قصور مجھ سے ہوا ہے۔"

اللہ اکبر کیا زمانہ تھا۔ لوگ اپنی غلطیوں اور قصوروں کا اعتراف خود ہی کر لیا کرتے تھے۔ کوئی کسی ذرا سی بات کو بھی نہ چھپاتا تھا۔ اگر کسی سے کوئی گناہ دانستگی سے سرزد ہو جاتا تھا۔ تو وہ خود سردار کے پاس آ کر اپنے گناہ کا اظہار کر کے جزا و سزا کا طالب ہوتا تھا۔ اس زمانہ کے مسلمان شرعی حد کو اس لئے برداشت کیا کرتے تھے کہ قیامت کی باز پرس سے بچ جائیں۔

ندیم

ابوعبیدہ سے اس نوجوان عرب کا نام سہیل تھا۔ اس نے جواب دیا "یا سردار المسلمین! جب رومیوں نے یورش کی۔ اور جنگ کی آگ مشتعل ہو گئی' میں بھی جنگ میں مشغول ہو گیا۔ میں نے دس رومیوں کو قتل کیا اتفاق سے میں زخمی ہو گیا۔ زخم کی وجہ سے میں لڑنے کے قابل نہ رہا۔ مجھے سخت افسوس ہوا۔ جنگ نہایت زور شور سے ہو رہی تھی۔ جب مسلمان کسی قدر پیچھے ہٹے۔ تو مجھے خیال ہوا کہ اگر اس وقت سعید اور ضرار تمہاری مدد کو آ جائیں۔ تو نہایت اچھا ہو۔ چنانچہ میں پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور خشک لکڑیوں میں آگ لگا کر گیلی لکڑیاں اوپر رکھ دیں۔ دھواں بلند ہوا تھوڑی ہی دیر میں سعید اور ضرار نے آ کر رومیوں کی پشت پر حملہ کر دیا یا امین الامتہ مجھے اعتراف ہے۔ کہ میری یہ کاروائی خود سرانہ تھی میں اس کے لئے جو سزا مجھے دی جائے برداشت کرنے کو تیار ہوں۔"

ابو عبیدہ نے کہا۔ "سہیل! آئندہ احتیاط رکھو۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ جو کام کریں۔ پہلے اپنے سردار سے مشورہ کر لیا کریں۔ اگر ذرا سی غلطی بھی تباہی کا پیش خیمہ بن جاتی ہے۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ابھی ابوعبیدہ کا فقرہ تمام ہی ہوا تھا۔ کہ ایک عرب سوار پہاڑ کی چوٹی پر نمودار ہوا۔ وہ نہایت تیزی سے گھوڑا دوڑائے چلا آرہا تھا۔ اس نے پہاڑ سے نیچے آتے ہی بلند آواز سے کہا۔ "مسلمانو! چلو چلو اپنے بھائیوں کی مدد کرو۔ رومیوں نے انہیں گھیرلیا ہے۔"

ابوعبیدہ اس آواز کو سن کر مضطرب ہوگئے۔ انہوں نے جلدی سے کہا۔ "ضرار کو بلاؤ۔"
ضرار قریب ہی کھڑے تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر کہا۔ "میں حاضر ہوں۔"

ابوعبیدہ :- ضرار! تم تین سو سواروں کو لے کر جلدی سے پہاڑ پر چڑھ جاؤ اور مسلمانوں کی مدد کرو۔ سعید! تم بھی ان کے ساتھ جاؤ اپنے ہمراہ ایک سو تیر اندازوں کو اور لے لو۔ جاؤ جلدی کرو۔"

ضرار نے اپنے ہمراہیوں کو مسلح ہونے کا حکم دیا۔ سعید نے ایک سو تیر اندازوں کو منتخب کیا۔ ضرار کے ہمراہی بہت جلد مسلح ہوگئے۔ ضرار نے اپنی پوستین اتار ڈالی۔ ایک زرہ بند باندھا۔ سر پر عمامہ رکھا۔ دو نیزے اٹھالئے۔ اور گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔ سعید بھی تیراندازوں کو لے کر ان کے ساتھ چلے۔ یہ پہاڑ پر چڑھ کر انتہائی تیزی سے دوڑ رہے تھے' ان کے گھوڑے بڑے بڑے پتھروں کو پھلانگتے جارہے تھے۔ اب وہ شگاف کے اس قدر قریب پہنچ گے تھے۔ کہ ان کے کانوں میں لڑنےوالوں کے قومی نعروں کی آوازیں آنے لگی تھیں' ان آوازوں کو سن کر انہوں نے بھی اپنے گھوڑوں کو تیز کر دیا۔

ہمیں سلسلہ واقعات قائم رکھنے کے لئے اس وقت کے حالات بیان کرنے ضروری ہیں۔ جب سعید نے رومیوں کا محاصرہ کیا تھا سعید مسلمانوں کو محاصرہ کا حکم دے کر خود سالار اعظم ابوعبیدہ کی خدمت میں حاضر ہوگیا تھا۔ مسلمان حصار کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ دفعتا" انہوں نے رومیوں کو صف بستہ کرتے ہوئے کہتے سنا۔ مسیحی نثار واجب ہم ہزیمت اٹھا کر بھاگے تھے۔ تو ہمارا خیال تھا کہ تمام اسلامی لشکر نے ہمارا تعاقب کیا ہے۔ لیکن جب ہم محصور ہوگئے۔ اور ہم نے مسلمانوں کو دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ ہمارا محاصرہ کرنے والے ہم سے چوتھائی بھی نہ تھے ہمیں اپنی اس حرکت پر شرم آئی' چنانچہ اب ہم ان مٹھی بھر مسلمانوں کو کچلنے کیلئے حصار سے نکل آئے ہیں۔ اگر ہم نے ان مسلمانوں کو مارڈالا یا بھگادیا۔ تو مسلمانوں پر ہمارا رعب غالب آجائے گا اور ہم کسی نہ کسی طرح پھر قلعہ میں داخل ہو جائیں گے۔ دلیرو بڑھو اور ان مسلمانوں کا بہت جلد خاتمہ کر دو۔"

رومیوں نے فورا" مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اگرچہ مسلمان بہت کم تھے لیکن وہ سینہ سپر ہوگئے۔ جنگ زور شور سے شروع ہوگئی۔ جانبازوں کے خون سے پتھر سرخ ہونے لگے۔ ہر

سپاہی نہایت جانبازی سے لڑنے لگا دلیروں کے سر گیند کی طرح پتھروں پر لڑھکنے لگے۔ موت کا بازار گرم ہوگیا تھا' رومیوں نے مسلمانوں کو نرغہ میں لینے کے لئے اپنے احاطہ کو وسیع کرلیا۔ وہ آہستہ آہستہ دائرہ کی شکل میں بڑھنے لگے۔ ایک عرب نے رومیوں کی اس کارروائی کو دیکھ کر اندازہ کر لیا۔ کہ رومی انہیں محصور کرکے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ پیچھے ہٹا۔ اور کسی قدر فاصلہ پر آکر نہایت تیزی سے اسلامی لشکر کی طرف روانہ ہوا۔ وہ بہت جلد پہاڑ سے اتر کر اسلامی لشکر میں اس وقت پہنچا۔ جب ابوعبیدہ سہیل سے دھواں کرنے کے بابت استفسار کررہے تھے۔

اس عرب کے آتے ہی ابوعبیدہ نے ضرار اور سعید کو مع تین سو سواروں اور ایک سو تیر اندازوں کے مسلمانوں کی مدد کو روانہ کر دیا تھا۔ ضرار اور سعید اپنے ہمراہیوں کو لیکر پہاڑ پر نہایت تیزی سے روانہ ہوگئے تھے۔

پہاڑ پر حصار کے قریب مسلمان اب تک رومیوں سے نہایت سر فروشی سے لڑ رہے تھے' خون آشام تلواریں بلند ہو ہو کر سر فروشوں پر پڑتیں اور انسانوں کو بیدردی سے کاٹ کاٹ کر خون آلودہ ہو ہو کر اٹھتیں۔ اور خون کی بارش کرکے پھر اپنے کام میں مصروف ہو جاتیں۔ خون پتھروں پر اس کثرت سے بہ رہا تھا۔ کہ گردونواح کے پتھروں کو گلنار کر دیا تھا۔

مسلمان

ترجمہ :- "صبر کرنے ہی سے فتح ہوتی ہے" کا نعرہ لگا رہے تھے۔

اس وقت آفتاب مغرب کی طرف جھک گیا تھا' دھوپ کی تیزی زائل ہوگئی تھی' سردی کا وقت ہو چلا تھا' لیکن لڑنے والوں کو اب بھی گرمی ہی معلوم ہو رہی تھی' ان کی پیشانیوں سے پسینہ کے قطرے ٹپک رہے تھے' مسلمانوں کو رومیوں نے نرغہ میں لے لیا تھا' اگرچہ مسلمان نہایت دلیری اور جوانمردی سے لڑرہے تھے' لیکن انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا تھا' ایک مسلمان نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا۔ "خدایا تو نے امداد کا وعدہ فرمایا ہے' اس وقت مسلمان مبتلائے مصیبت ہیں' تیری مدد کہاں ہے۔

ابھی اس مسلمان کا یہ فقرہ اچھی طرح ختم بھی نہ ہوا تھا' کہ رحمت خداوند جوش میں آئی۔ اس پر زور آواز نے پہاڑ کو ہلا دیا۔ رومی لرز گئے' مسلمانوں نے گھوڑوں پر ابھر ابھر کر بعلبک کی طرف دیکھا' انہیں سامنے سے مسلمان گھوڑے دوڑاتے ہوئے آتے نظر آئے' وہ ان امدادی مسلمانوں کو دیکھ کر خوش ہوگئے ان کے دل بڑھ گئے انہوں نے جوش میں آکر رومیوں پر حملہ کر دیا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

دعا اگر دل سے مانگی جائے۔ اور اس میں خلوص اور خوش اعتقادی بھی شامل ہو۔ تو ضرور شرف قبولیت حاصل کرتی ہے۔

آنے والے مسلمانوں نے قریب آکر نہایت جوش سے رومیوں پر حملہ کردیا۔ یہ لوگ ضرار سعید اور ان کے ہمراہی تھے' ضرار رومیوں میں پھنس گئے انہوں نے جلد جلد نیزے سے رومیوں کو چھیدنا شروع کیا سعید کے ہمراہ آنے والے تیرانداز ایک بلند چٹان پر کھڑے ہوگئے

اور وہ ...... ہر طرف رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ رومی کثرت سے کشتہ ہو ہو کر گرنے لگے۔ صدائے دار و گیر سے تمام پہاڑ گونج اٹھا' رومی مسلمانوں کے اس حملہ کی تاب نہ لا سکے' ان کا حصار ٹوٹ گیا' اگرچہ ہربیس نے بہت کچھ رومیوں کو جوش دلایا۔ لیکن ان کا جوش ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ وہ لڑنے سے جی چرانے لگے۔

ضرار کے ہمراہیوں نے کوہ شکن حملہ کیا۔ رومیوں کے قدم اکھڑ گئے وہ بھاگ کر شگاف کے دہانہ پر آئے اور نہایت تیزی سے حصار میں داخل ہونے شروع ہوگئے۔

مسلمانوں نے ہزیمت خوردہ رومیوں کو جلد جلد قتل کرنا شروع کردیا تھوڑی دیر میں تمام رومی یا تو قتل کردیئے گئے یا حصار میں داخل ہوگئے مسلمانوں نے پھر حصار کا محاصرہ کر لیا۔ شگاف پر سو مسلمان متعین کردیئے گئے۔ اس پہاڑی جنگ میں ستر مسلمان شہید ہوئے' رومی ڈیڑھ ہزار سے زیادہ مارے گئے۔

سعید نے تیر اندازوں کو حصار کے چاروں طرف متعین کرکے ہدایت کردی۔ کہ جو رومی اپنا سر ابھارے فوراً" اسے تیروں کا نشانہ بنادیا جاوے۔ رومی خوفزدہ ہوگئے تھے' وہ حصار کے اندر گھوڑوں سے اتر اتر کر پتھروں کی آڑ میں بیٹھ گئے تھے۔

اب آفتاب غروب ہوگیا تھا۔ تاریکی بڑھنے لگی تھی' یہ مقام سب سے زیادہ سرد تھا' اس وقت سردی زیادہ ہوگئی تھی' مسلمانوں نے خشک لکڑیاں فراہم کیں۔ اور حصار کے چاروں طرف تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آگ روشن کرکے آگ کے گرد بیٹھ کر تاپنے لگے۔

رومیوں نے مسلمانوں کے خوف کی وجہ سے آگ روشن نہیں کی۔ وہ مسلمانوں کے خوف سے پتھروں کی آڑ میں سکڑے ہوئے سردی سے کانپ رہے تھے۔

بیسواں باب

یونس کی سرگذشت

روماس' یونس' انگورا' اور فلپانہ مرحوم جولیانہ کی قبر پر کھڑے ہوئے خلوص دل سی اس کی بخشش کے لئے دعا مانگ رہے تھے۔ اس آن سب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری تھا۔ حوروش فلپانہ قبر سے لگی ہوئی کھڑی رورہی تھی' روتے روتے اس کی ہچکی بندھ گئی تھی' انگورا نے اپنے آنسو پونچھ کر فلپانہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"پیاری بہن! اس قدر نہ روؤ۔ تمہارے رونے سے تمہاری والدہ کو صدمہ ہوگا۔

روماس بھی زارو قطار رورہا تھا۔ اس وقت مرحوم جولیانہ کی تصویر اس کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی تھی' وہ فلپانہ کونڈھال دیکھ کر سنبھلا اس نے اپنے موٹے اونی جبہ کے دامن سے اپنے آنسو خشک کرتے ہوئے فلپانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "بیٹی فلپانہ! اس قدر غم نہ کرو۔ مرحوم جولیانہ کو تم سے اس قدر محبت تھی' کہ اس نے اپنی زندگی میں کبھی تمہیں روتے ہوئے دیکھ کر ضبط نہیں کیا۔ تم رو رو کر مرحومہ کو صدمہ نہ پہنچاؤ۔ جہاں مجھے غم ہے وہاں ایک خوشی بھی ہے۔ وہ یہ آج پورے بارہ سال بعد مرحوم جولیانہ کے لواحقین اس کی قبر پر کھڑے ہوئے آنسوؤں کی بارش کے ساتھ اس کے لئے دعائیں مانگ رہے ہیں وہ اس وقت ضرور مسرور ہوگی' آؤ ہم رو رو کر اس کی خوشی کو زائل نہ کریں۔

اب یہ سب لوگ واپس لوٹ کر غار کے قریب آگ کے گرد کمبل پر بیٹھ گئے۔ ابھی انہیں بیٹھے ہوئے' تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی' کہ مریم کھانا لے کر آگئی۔ اس نے کھانا چنا۔ یہ سب لوگ کھانا کھانے لگے۔

اس وقت اچھی خاصی رات ہوگئی تھی' قمری مہینہ کی آخری تاریخیں تھیں اس لئے رات بالکل تاریک تھی' ہر طرف اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ قریب کی چیز بھی صاف نظر نہ آتی تھی۔ ان غاروں کے اوپر بلند ہونیوالا پہاڑ نہایت مہیب ہوگیا تھا' سردی بھی زیادہ تھی' سر بفلک' پہاڑ کا موقعہ رات کا وقت سردی ہونی لازمی تھی' جب یہ سب کھانا کھا چکے۔ تو روماس نے ایک بڑے غار کے اندر کمبل بچھادیئے' یہ سب کے سب اونی کمبل اور چادریں اوڑھ اوڑھ کر کمبلوں پر لیٹ گئے۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

صبح غار کے دھانہ پر ایک پتھر کے سایہ میں بیٹھ گیا۔ اس نے آگ روشن کی اور تاپنے لگا۔ آگ کی روشنی کے عکس نے غار کے اندر اجالا کردیا' تھوڑی دیر تاپ کر صبح بھی آگ کے سامنے کمبل بچھا کر لیٹ گیا۔

اب رات زیادہ ہوگئی تھی' گہرے نیلے آسمان پر ستارے اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے' اس وقت خدا کی مخلوق آرام کررہی تھی روماس اور اس کے ہمراہی گہری نیند میں سو رہے تھے' صبح بھی غار کے دہانہ پر پڑا خواب شیریں کے مزے لے رہا تھا۔ رات کا قدرتی سکوت ہر طرف طاری تھا۔ رات کے تقریباً" تین بجے ہونگے' اس وقت روماس اٹھا' وہ آہستہ اٹھکر غار سے باہر آیا۔ اور آہستہ آہستہ چل کر جولیانہ کی قبر پر پہنچا اس نے قبر پر کھڑا ہو کر دعا مانگی' "اے خدا! جولیانہ بے گناہ اور بالکل معصوم تھی' وہ صرف محبت کی گنہگار تھی' اسے مجھ سے محبت تھی' لیکن جب وہ اپنی مرضی کے خلاف ایک شخص کے عقد میں دیدی گئی' جس سے اسے بالکل محبت نہ تھی' تو اس نے تیرے اور صرف تیرے خوف سے مرتے دم تک قربانگاہ کے سامنے کئے ہوئے اقرار کو نباہا۔ وہ آخر دم تک اپنے شوہر کی وفا دار رہیں' اس نے محبت میں گھل گھل کر جان دیدی۔ لیکن بیوفائی نہیں کی وہ اپنی عفت و عصمت پر خود ہی قربان ہوگئی۔ خدایا! حوروش جولیانہ کو جنت میں پاک ماں (حضرت مریم) کے پاس جگہ دیجو۔ اسے دنیا میں آرام نہیں ملا۔ وہ اس جہاں میں رنج و غم اور درد کرب میں مبتلا رہی' اب اس کی معصوم روح کو اس جہان میں تسکین دیجو اور اس پر اپنی برکت نازل کیجو۔"

روماس کے آنسو جاری تھے' وہ رورہا تھا' اس وقت تمام گذشتہ واقعات اس کے سامنے آگئے تھے' اس کا دل ہجوم غم سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا تھا۔ بار غم سے اسے کھڑا رہنا دشوار ہوگیا تھا۔ وہ جولیانہ کی قبر سے سہارا لے کر کھڑا ہوگیا۔ اس وقت اس کے چہرے پر زردی چھاگئی تھی' وہ برسوں کا بیمار سا معلوم ہونے لگا تھا۔ ابھی اسی طرح کھڑے ہوئے تھے بہت تھوڑی دیر ہوئی تھی۔ کہ کسی کے قدموں کی آہٹ معلوم ہوئی' وہ سنبھل کر کھڑا ہوگیا۔

ابھی کسی قدر رات باقی تھی' ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ تاریکی بدستور ہورہی تھی۔ روماس نے سنبھل کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا۔ اسے غاروں کی طرف سے ایک شخص آتا ہوا نظر آیا۔ روماس غور سے آنیوالے کو دیکھنے لگا۔ جب وہ قریب آگیا تو روماس نے پہچان لیا۔ یہ یونس تھا۔ جو آہستہ آہستہ آرہا تھا۔

یونس بڑھ کر روماس کے قریب آیا۔ وہ گھٹنوں کے بل زمین پر کھڑا ہوگیا۔ اس نے روماس کے ہاتھوں کو چوم کر کہا۔ "شریف اور نیک دل روماس! میں ذلیل ہوں' کمینہ ہوں' میں نے تمہارے دل کو دکھایا۔ مرحوم جولیانہ پر ظلم کیا۔

ہوئے۔ جولیانہ زندہ نہیں ہے' تم زندہ ہو مجھے معاف کردو۔ میری روح بار ندامت سے دبی جارہی ہے۔ معاف کردو۔ حضرت مسیح کے لئے مجھے معاف کردو۔

اس وقت روماس کا چہرہ سفید ہو رہا تھا' اس کے ہونٹ کانپ رہے تھے' وہ اس سیم تن کی قبر کا سہارا لئے کھڑا تھا' جس کو وہ پیار کرتا تھا یونس ترحم خیز نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اس نے گہرا ٹھنڈا سانس لیکر کہا۔ "یونس! میری جولیانہ مرگئی۔ اس کی موت کا میری روح پر صدمہ ہوا۔ مجھے تعجب ہے کہ میں اس صدمہ سے مرکیوں نہ گیا۔ غالباً" خدا نے فلپانہ کی خبرگیری کے لئے زندہ رکھا۔ خدا کا شکر و احسان ہے کہ فلپانہ پرورش پاگئی' اب وہ جوان ہوگئی ہے تم اس کے باپ ہو'قدرت نے باپ اور بیٹی کو ملا دیا ہے۔ میں خوش ہوں کہ میری موت کا وقت قریب آتا جارہا ہے۔ رات میں نے جولیانہ کو خواب میں دیکھا ہے۔ وہ نہایت بیش قیمت ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھی۔ میں اس کی طرف بڑھا۔ اس کا چہرہ چاند سے زیادہ چمک رہا تھا'وہ اشارہ سے مجھے بلا رہی تھی' بد قسمتی سے میرا پیر پھسل گیا۔ میری آنکھ کھل گئی۔ یونس! میں نے اس خواب کی تعبیر سمجھ لی ہے۔ میری موت کا وقت قریب آگیا ہے۔ میں فلپانہ کو تمہارے سپرد کرتا ہوں' تم اس کی خبرگیری........"

یونس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے' اس نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "روماس! ایسی باتیں نہ کرو۔ میری خواہش ہے۔ کہ جس طرح تم نے حوروش جولیانہ کو سپرد خاک کیا ہے' ایسے ہی میری مٹی بھی ٹھکانے لگا دو۔ فلپانہ میری بیٹی ہے۔ لیکن تمہاری کنیز ہے۔ میں تمہارا خادم ہوں' میری تمنا ہے کہ میں اور فلپانہ تمہاری خدمت کریں........"

اب روماس سیدھا کھڑا ہوگیا۔ اس کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی' اس نے قطع کلام کرکے کہا۔ "یونس! تم سنگدل تھے۔ تمہارے دل پر جولیانہ کے آنسوؤں نے اثر نہیں کیا تھا' آج تم اس کی قبر پر کھڑے رو رہے ہو' مجھے خوشی ہوئی کہ تمہارے آنسو میری جولیانہ کی قبر پر نکلے' تم محبت اور دستور محبت سے نا آشنا تھے' میں تمہیں ملامت نہیں کرتا۔ نہ اب ملامت کرنے کا وقت ہے' دیکھو صبح کے آثار ظاہر ہوگئے۔ فلپانہ اور انگورا اٹھ گئی ہونگی۔ کہیں وہ دونوں غار سے باہر نہ نکل آئیں ہمیں آپنے آنسوؤں کو پونچھ ڈالنا چاہئے' فلپانہ نازک ہے' اس کا دل نازک تر ہے' وہ ذرا سا غم بھی برداشت نہیں کرسکتی' مجھے اکثر جولیانہ کی یاد نے بے چین کیا ہے' لیکن میں نے کبھی فلپانہ کے سامنے آنسو کا ایک قطرہ بھی نہیں گرایا' مجھے ہمیشہ خیال رہا کہ فلپانہ کے نازک دل کو ٹھیس نہ لگے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

تم بھی اس کا خیال رکھو اپنے آنسو پونچھ ڈالو۔ آؤ اب اٹھ کھڑے ہو، میں تم سے کہہ چکا ہوں، میری موت کا وقت قریب ہے۔ اب میری تم سے ایک استدعا ہے۔"

روماس نے اپنی بگڑی ہوئی طبیعت کو قابو میں کرکے اپنے آنسو پونچھے، یونس اٹھ کھڑا ہوا، اس نے جبہ کے دامن سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ "استدعا نہ کہو۔ کہو کیا حکم ہے؟"

روماس :- تم مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہو؟

یونس :- مسلمان غیرمہذب، وحشی اور ناخدا ترس ہیں۔

روماس :- پہلے میرا بھی یہی خیال تھا، لیکن تجربہ نے بتلادیا کہ یہ خیال سراسر لغو اور تعصب پر مبنی ہے۔ مسلمان نہایت نیک۔ بڑے خلیق اور بہت زیادہ خدا ترس انسان ہیں، مجھے میرے ہم مذہبوں نے زخمی کیا، مسلمانوں نے میری خدمت کی، میں صرف دو روز ہی مسلمانوں کے پاس رہا ہوں، اس تھوڑے عرصہ میں میں نے ان کے طرز معاشرت کو بنظر غور دیکھ کر سمجھ لیا کہ مسلمان خدا پرست ہمدرد بنی نوع انسان ہیں وہ فضول لہو و لعب سے کوسوں دور بھاگتے ہیں، نہایت پابندی کے ساتھ خدا کی عبادت کرتے ہیں، جھوٹ اور دغا بازی سے سخت متنفر ہیں، ان میں نا اتفاقی نام کو بھی نہیں، آپس میں ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسے وہ ایک ہی باپ کی اولاد ہوں۔ ادنے و اعلےٰ سب ان میں برابر ہیں، یہ تمام باتیں دیکھ کر مجھے مسلمانوں سے اور ان کے مذہب سے اس قدر محبت ہوگئی ہے۔ کہ میرا دل چاہتا ہے کہ مسلمان ہو جاتا اور اپنے ساتھ اسے بھی مسلمان کرتا۔ لیکن اب جبکہ جولیانہ زندہ ہوتی تو خدا کی قسم میں خود بھی مسلمان ہو جاتا اور اپنے ساتھ اسے بھی مسلمان کرتا۔ لیکن اب جبکہ جولیانہ مرگئی ہے، وہ مسیحی مذہب پر ہی مری ہے آئین وفاداری یہی ہے، کہ میں بھی مسیحی مذہب پر ہی مروں میں کسی طرح مسلمان نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ میری زبردست خواہش ہے کہ میں مسلمان ہوجاؤں........"

یونس حیرت سے روماس کی گفتگو سن رہا تھا، جب اس سے ضبط نہ ہوسکا۔ تو اس نے قطع کلام کر کے کہا۔ "تم اس قدر مسلمانوں کے گرویدہ ہوچکے ہو۔"

روماس :- ہاں یونس! تم مسلمانوں میں نہیں رہے۔ خدا کی قسم مسلمان شرافت و انسانیت اور خدا پرستی کی زندہ تصویر ہیں، غیر ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص مسلمانوں کے پاس رہے اور مسلمان نہ ہوجائے۔

یونس :- تعجب ہے

روماس :- کچھ تعجب نہیں، اگر تم مسلمانوں کو دیکھو، اور اتفاق سے ایک رات بھی ان کے پاس رہ جاؤ، تو تم مجھ سے بھی زیادہ ان کے مداح ہو جاؤ، دیکھو، اب صبح ہوگئی ہے، پرند چہچہانے لگے ہیں۔ سنو میری طرح فلپانہ بھی مسلمانوں کی ثناخواں ہے، اگر وہ کسی طرح مسلمان ہونا چاہے۔ تو تم اس کی مرضی کے خلاف اس پر جبر نہ کرنا........ یونس نے حیرت خیز نظروں سے روماس کو دیکھ کر قطع کلام کرکے کہا "کیا فلپانہ مسلمان ہونا چاہتی ہے؟"

روماس :- ہاں۔ میرا خیال ہے، اسے مذہب اسلام سے ایک گونہ لگاؤ ہوگیا ہے، وہ مسلمان کو بہت اچھا سمجھتی ہے، ہم سب سعید کے پاس مہمان رہے ہیں، سعید ایک نوجوان عرب ہے۔ وہ خوبصورت ہے، نیک ہے، اسلامی لشکر میں ایک دستہ کا سردار ہے سعید کو فلپانہ سے اور فلپانہ کو سعید سے محبت ہوگئی ہے........" یونس کے چہرہ پر ناگواری کی علامتیں ظاہر ہوئیں، اس نے قطع کلام کرکے کہا۔ "کیا فلپانہ کو ایک مسلمان سے محبت ہوگئی ہے"

روماس :- یونس! محبت اختیاری نہیں ہے، جس سے ہوگئی ہوگئی ہمیں تمہیں دخل نہیں دینا چاہئے، تم نے گزشتہ روز کہا تھا۔ کہ تم فلپانہ کو اس کی مرضی پر چھوڑ دو گے۔ اب کیوں اس اقرار کے خلاف کرنا چاہتے ہو۔"

یونس مجبور ہوگیا، اس نے کہا۔ "بیشک میں نے اقرار کیا تھا اور میں اقرار کو پورا کروں گا۔ لیکن فلپانہ کی مرضی کس طرح دریافت کی جائے گی۔"

روماس :- میں آج ہی انگورا کے ذریعہ سے معلوم کرلوں گا۔ اب خاموش رہو، دیکھو فلپانہ اور انگورا آرہی ہیں۔

اب صبح ہوگئی تھی۔ سپیدہ صبح نمودار ہوگیا تھا، مجمع صبح کی نماز پڑھ چکا تھا، فلپانہ اور انگورا غار کے دہانہ پر کھڑی مشرق کی طرف دیکھ رہی تھیں، روماس اور یونس ان دونوں کے پاس پہنچے۔ فلپانہ نے روماس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ روماس نے فلپانہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ میری بیٹی! میری نور نظر! "میں تجھے دیکھ کر باغ باغ ہو جاتا ہوں، آج مطلع صاف ہے۔ نہایت سہانا سماں ہے۔ جاؤ سیر کرو۔"

یونس نے بڑھ کر فلپانہ کی نازک سی ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ لگا کر اس کا چاند سا منہ اوپر اٹھا کر کہا۔ جان پدر! صبح مبارک، پورے چودہ برس بعد تیری نورانی صورت دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں"

حوروش فلپانہ شرمائی جارہی تھی، اس کی ہوشربا آنکھیں جھکی جاتی تھیں، یونس نے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

محبت پدری کے جوش میں آ کر اس کی خوبصورت پیشانی چوم کر کہا۔ "میری قرۃ العین! جاؤ سیر کرو۔ لیکن زیادہ دور نہ نکل جانا۔"

دونوں پریزاد لڑکیاں خراماں خراماں روانہ ہوئیں' ابھی پندرہ بیس قدم ہی گئی تھیں' کہ روماس نے آگے بڑھ کر انگورا کو آواز دی انگورا جلدی سے واپس ہوئی' وہ پادری کے پاس آئی' پادری نے نہایت آہستہ سے اس سے دریافت کیا۔ "انگورا! تم فلپانہ کی راز دار ہو۔ کیا تم بتا سکتی ہو' فلپانہ سعید کو کیا سمجھتی ہے؟"

:- انگورا نے سر جھکا کر جواب دیا۔ "مقدس باپ! فلپانہ کو سعید سے محبت ہے"

روماس نے مصنوعی تعجب کا اظہار کر کے کہا۔ "محبت! ایسا نہیں ہو سکتا' بلکہ سعید نے چونکہ ہم پر احسان کیا ہے' اس لئے فلپانہ اس کی مشکور ہوگی۔"

انگورا :- جی نہیں۔ فلپانہ کو سعید سے محبت ہے' اور محبت بھی ایسی جو آج تک کسی سے نہ ہوئی

روماس :- اور سعید کو فلپانہ سے انس ہے؟

انگورا :- جی انس نہیں بلکہ عشق کہئے۔

روماس :- کیا فلپانہ سعید کو عیسائی بنا لے گی۔

انگورا :- اگر سعید عیسائی نہ ہوا' تو وہ خود مسلمان ہو جائے گی۔

روماس :- کیا اس قدر محبت بڑھ چکی ہے

انگورا :- جی ہاں۔ ایک دوسرے پر پروانہ وار فدا ہیں۔

روماس :- اچھا جاؤ سیر کرو۔

انگورا چلی گئی۔ روماس یونس کے قریب آیا' دونوں آہستہ آہستہ چل کر غاروں کے پاس پہنچے۔ یہاں صبیح کھڑا تھا' اس نے کہا مقدس پادری! اب مجھے اجازت دیجئے۔ میرے مولا (آقا) کو میری واپسی کا انتظار ہوگا۔"

روماس نے کہا' صبیح! ہم خانہ بدوش ہیں' تمہاری مدارات اچھی طرح سے نہ کر سکے' تم دو چار روز میں سعید کو لے کر میرے پاس آؤ مجھے ان سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔"

"بہت خوب۔" صبیح نے کہا۔ اور سلام کر کے بعلبک کی طرف روانہ ہوا۔

یونس اور روماس غار کے قریب ایک چٹان پر بیٹھ گئے' اس وقت آفتاب طلوع ہو چکا تھا' وہ سبز طباق سا معلوم ہو رہا تھا' ابھی اس میں نظروں کو خیرہ کرنے والی چکا چوند پیدا نہ ہوئی تھی' پہاڑی کی چوٹی پر دھوپ نے سنہرا غازہ پھیر دیا تھا' پودے جھوم رہے تھے' خوش

رنگ پھول نکھر کر دیدہ زیب ہو گئے تھے' پھولوں کی خوشبو نے اس تمام کوہسار کو مہکا دیا تھا' روماس اور یونس ہمہ تن محو ہوئے' سبز سبز گھاس اور خوش رنگ پھولوں کو دیکھ رہے تھے' ابھی انہیں اس چٹان پر بیٹھے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ فلپانہ اور انگورا واپس آ گئیں۔

روماس نے حیرت خیز نظروں سے ان دونوں کو دیکھ کر فلپانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "جان پدر! اس قدر جلد کیوں واپس چلی آئیں؟"

فلپانہ نے کچھ جواب نہیں دیا اس نے شرما کر اپنا نازک سر جھکا لیا انگورا نے کہا ہم دونوں چشمہ کے کنارے تک گئیں تھیں کہ ہم نے چشمہ کے دوسرے کنارہ پر لنطورس اور جولیس کو کھڑے ہوئے دیکھا ہم دونوں ان کمبختوں کے خوف سے واپس چلی آئیں۔

لنطورس کا نام سن کر یونس چونک پڑا' وہ حیرت خیز نظروں سے انگورا اور فلپانہ کو دیکھنے لگا۔ روماس نے کہا۔ "وہ ظالم یہاں بھی آ گئے۔ اب یہ جگہ بھی خطرناک ہو گئی۔" "یہ لنطورس کون ہے؟" یونس نے دریافت کیا اور بے چینی سے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

اب پریزاد انگورا کے شرمانے کی باری تھی' اس نے شرما کر اپنا سر جھکا لیا۔ روماس نے جواب دیا۔ "لنطورس قنسرین کا رہنے والا ہے وہ مرحوم شاہ لوقا کا مصاحب تھا۔"

یونس نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔ میں نے بھی یہی سمجھا تھا۔"

روماس نے تعجب خیز نظروں سے یونس کو دیکھ کر دریافت کیا۔ "کیا آپ اسے جانتے ہیں؟"

یونس :- ہاں میں اسے جانتا ہوں' مجھے تعجب ہے کہ آپ سب اس سے کیوں ڈرتے ہیں؟

روماس :- وہ نہایت متفنی' شریر اور ظالم انسان ہے۔ مجھے تو اس نے بالکل مار ہی ڈالا تھا۔

روماس نے مختصر طور پر لنطورس کے تمام واقعات جو ناظرین باب ہائے ماسبق میں ملاحظہ کر چکے ہیں' بیان کئے' یونس حیرت سے اس داستان کو سنتا رہا۔ جب اس نے یہ سنا کہ لنطورس زبردستی فلپانہ کو لیجانا چاہتا تھا۔ تو اسے غصہ آ گیا' اس نے برا فروختہ ہو کر کہا۔ "آؤ۔ اس ظالم اور گستاخ لنطورس کو تلاش کریں۔"

روماس کچھ کہنے والا تھا' کہ اس کی نظر چشمہ کی طرف جا پڑی۔ اس نے کہا۔ "دیکھو! وہ لنطورس اور جولیس اسی طرف آ رہے ہیں"

فلپانہ اور انگورا نے ان دونوں شریروں کو وہاں سے ٹل جانے کا ارادہ کیا۔ یونس نے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ان دونوں کو روک کر کہا۔ تم دونوں کہاں چلیں۔ آؤ اس چٹان پر بیٹھ جاؤ۔ میں لنتورس کے آجانے پر اپنی زندگی کے کچھ واقعات بیان کروں گا۔

فلپانہ اور انگورا چٹان پر بیٹھ گئیں۔

سامنے سے لنتورس اور جولیس آہستہ آہستہ آرہے تھے، جب وہ چٹان کے قریب آئے، تو لنتورس نے غور سے یونس کو دیکھا اور بیساختہ پن سے کہا "پیارے باپ!" وہ دیوانہ وار بڑھ کر یونس کے قدموں پر جھک گیا۔

فلپانہ انگورا اور روماس نے حیرت سے اس واقعہ کو دیکھا یونس نے پدرانہ شفقت سے لنتورس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے اٹھایا اور اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ لنتورس فلپانہ کے قریب بیٹھ گیا۔ جولیس بھی دوسری طرف روماس کے پاس جا بیٹھا۔ یونس نے کہا۔ "میرے بچو! اب میں تمہیں اپنی سوانح عمری مختصر طور پر یہ سناؤں گا کہ لنتورس اور فلپانہ کا کیا رشتہ ہے۔ ایک وقت تھا کہ جب میں جوان تھا۔ آہ! وہ بھی کیسا زمانہ تھا۔ میں اپنی ساری زندگی اس زمانہ کے گھنٹہ پر قربان کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن اب میری زندگی میں یہ وہ زمانہ نہیں آسکتا، سچ ہے۔

دنیا بھی عجب سرائے فانی دیکھی
ہر چیز کی آنی جانی دیکھی
جو آ کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا
جو جا کے نہ آئے ہو جوانی دیکھی

یونس کے چہرہ سے حزن و ملال کے آثار ظاہر ہوئے۔ اس کا شگفتہ چہرہ غم کے سمندر میں ڈوب گیا، اس کی آنکھوں سے غم و افسوس ظاہر ہونے لگا اس نے ایک لمبی آہ بھر کر کہا۔ میرے عزیزو! میں ۔علبک کا رہنے والا ہوں تجارت ہمارا آبائی پیشہ تھا۔ میرے والد بزرگوار ایک متمول تاجر تھے، روماس کے خاندان کی طرح ہمارے خاندان کی تجارت بھی دور دور ملکوں میں پھیلی ہوئی تھی، میں اکثر تجارت کی وجہ سے بڑے بڑے شہروں میں جایا کرتا تھا، ایک مرتبہ میں قسرین گیا۔ مجھے وہاں کی آب و ہوا اچھی معلوم ہوئی، میں وہاں ٹھہر گیا، وہاں مجھے ایک خاتون سے محبت ہوگئی، میں نے اس سے نکاح کرلیا۔ دو سال تو ہم دونوں نہایت بے فکری اور آرام سے زندگی بسر کرتے رہے، دوسرے سال کے اختتام پر میری بیوی کو حمل رہ گیا، ہم دونوں بہت خوش ہوئے اور ایک ایک دن گننے لگے۔ خدا خدا کرکے وہ دن بھی آگیا۔ کہ میں نے دائی اور ڈاکٹر کا انتظام کیا۔ درد زہ شروع ہوا، پورے

تین گھنٹے میری بیوی درد کی تکلیف سے تڑپتی رہی، آخر کار خدا نے مشکل آسان کی شام کے وقت بچہ پیدا ہوا، ڈاکٹر نے مجھے لڑکا ہونے کی خوشخبری سنائی میں اس نوید جان بخش کو سن کر بہت زیادہ مسرور ہوا۔ لیکن میری یہ مسرت عارضی تھی، کیونکہ لڑکا تولد ہونے کے نصف گھنٹہ بعد ہی میری پیاری بیوی کا انتقال ہوگیا۔ مجھے سخت صدمہ ہوا۔ وفور غم سے میں نیم مردہ ہوگیا، میرے دوستوں نے میری غمگساری کی، مجھے سمجھایا میں نے صبر کیا، بیوی کو تجہیز تکفین کر کے سپرد خاک کردیا۔ اور لڑکے کی پرورش کرنے لگا، ابھی لڑکا دوبرس کا تھا۔ کہ میرے باپ کے انتقال کی خبر آئی۔ میرے باپ کا انتقال ۔علبک میں ہوا تھا۔ میں ۔علبک آیا اور سارے کاروبار کو دیکھ بھال کر پھر قسرین گیا اور لڑکے کی غور و پرواخت کرنے لگا۔ اب میرے کاروبار میں ابتری پیدا ہونے لگی، ہر تجارت میں نقصان ہونے لگا۔ ۔علبک کے کار پردازوں نے اطلاعات دینی شروع کیں، میں گھبرا گیا۔ اس وقت لڑکے کی عمر پانچ سال کی ہوگئی تھی، میں اسے رشتہ داروں کے سپرد کرکے ۔علبک آیا اور اپنے کاروبار کو سنبھالا۔ یہاں میں نے جولیانہ سے شادی کی۔ قسمت کی خوبی دیکھو۔ کہ جولیانہ بھی ایک لڑکی چھوڑ کر مرگئی۔ اب دل ٹوٹ گیا، میں دنیا سے بیزار ہوگیا، اگر مجھے اپنے بچوں کا خیال نہ ہوتا تو وفور غم سے ضرور خود کشی کرلیتا۔ اب مجھے ۔علبک میں رہنا دشوار ہوگیا، اگرچہ یہ سچ ہے۔ کہ میری پیاری بیوی جولیانہ نے روماس کے زانو پر سر رکھ کر جان دی اس وقت میں باہر گیا ہوا تھا اور اس روح فرسا خبر کو سن کر فورا ۔علبک آیا۔ لیکن ۔علبک آتے ہی قسرین چلا گیا۔ اب لڑکے کی عمر دس سال کے قریب ہوگئی تھی وہ لکھنے پڑھنے لگا تھا۔ جب اس لڑکے کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی۔ تو میں نے اسے فوج میں بھرتی کرادیا، چونکہ لڑکا نہایت ہوشیار و ہونہار تھا، وہ بہت جلد شاہ لوقا کا مصاحب بن گیا۔ اس عرصہ میں اکثر میں ۔علبک گیا۔ مجھے معلوم ہوچکا تھا کہ میری لڑکی کو روماس لے گیا ہے میں نے روماس کو تلاش کرنا شروع کیا، بڑی جدوجہد کی، تمام شہروں کو چھان ڈالا۔ لیکن روماس کا کچھ پتہ نہ لگا۔ آخر بہت کچھ سعی کی بعد روماس کا پتہ چلا۔ میں اس سے ملا، مجھے معلوم ہوا کہ لڑکی زندہ ہے اور ماشاء اللہ جوان ہوگئی ہے۔ لیکن روماس نے لڑکی مجھے دینے سے انکار کردیا۔ میں واپس چلا گیا۔ اور کل آکر اپنی قرۃ العین سے ملا۔ وہ لڑکا یہی لنتورس ہے اور لڑکی فلپانہ ہے۔ "لنتورس! تم اور فلپانہ حقیقی بہن اور بھائی ہو"

لنتورس نے ایسی حیرت سے جیسے انکشاف راز کے وقت ہوا کرتی ہے۔ فلپانہ کو اور فلپانہ نے لنتورس کو دیکھا، جولیس اور انگورا بھی متعجب ہوئے، یونس نے لنتورس سے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

مخاطب ہو کر کہا۔ "بیٹا! تم نے فلپانہ کو تکلیف دی ہے' مقدس باپ روماس کو ستایا ہے' ان دونوں سے معافی چاہو۔"

لنتورس اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے روماس کے قدموں پر سر جھکا کر کہا۔ "مقدس باپ! مجھے معاف کردو' میں نالائق گستاخ اور ظالم ہوں۔ مسیح کیلئے میرے قصور معاف کردو۔"

روماس نے اپنے جھری پڑے ہوئے کمزور ہاتھوں سے لنتورس کو اٹھا کر اپنے گلے سے لگالیا۔ اور کہا "بیٹا لنتورس! میں نے معاف کردیا لیکن میری ایک آرزو ہے......"

"میں آپ کی آرزو کو دل و جان سے پورا کرونگا۔" لنتورس نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا۔

روماس نے سنجیدگی سے کہا۔ "پہلے سن لو"

لنتورس۔:- فرمایئے۔

روماس :- تم نے انگورا سے بیوفائی کی ہے۔ حالانکہ وہ نہایت نیک خوبصورت اور وفادار لڑکی ہے' میں چاہتا ہوں کہ تم اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنالو۔"

لنتورس :- مقدس باپ! میں انگورا سے شرمندہ ہوں۔ واقعی میں نے اپنی نالائقی کے سبب اس وفا دار سے بیوفائی کی ہے۔ اگر وہ مجھے معاف کردے۔ تو میں اسے اپنے سر اور آنکھوں پر بٹھانے کو تیار ہوں' لیکن سب سے پہلے مجھے بہن فلپانہ سے معافی مانگنی چاہیے۔

:- اب لنتورس فلپانہ کی طرف بڑھا' اور اس نے کہا "پیاری بہن! اپنے گنہگار بھائی کا قصور معاف کردو۔" وہ یہ کہکر حوروش فلپانہ کے قدموں پر جھک گیا۔ فلپانہ بے قرار ہوگئی' اس نے اپنے نازک ہاتھوں پر اسے روک کر کہا۔ "بھائی! پیارے بھائی! خدا کے لئے مجھے گنہگار نہ کرو۔"

اب فلپانہ بھی کھڑی ہوگئی تھی' لنتورس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "میری اچھی بہن! مجھے معاف کردو۔"

فلپانہ نے کہا "میں نے معاف کردیا۔"

لنتورس نے اپنے سینے سے فلپانہ کو لگا کر کہا۔ "خدا کی قسم تم بڑی نیک ہو۔"

لنتورس انگورا کی طرف بڑھا۔ انگورا اسے اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر کھڑی ہوگئی' اس کی آنکھوں میں ازدیاد مسرت سے آنسو چھلک آئے' لنتورس نے دست بستہ ہو کر کہا "وفا شعار انگورا مجھے معاف کردو۔"

انگورا کی آنکھوں سے انسوؤں کا سیلاب جاری ہوگیا۔ اس نے جلدی سے اپنے نازک

نازک ہاتھوں سے لنتورس کے ہاتھوں کو علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔ "میرے سرتاج! میں تمہاری خادمہ ہوں۔ میرے سامنے ہاتھ جوڑ کر مجھے گنہگار نہ کرو۔"

لنتورس نے انگورا کو اپنی آغوش میں لے کر بھینچا' اور کہا۔ "انگورا تم اس قدر نیک اور بہادر ہو۔ افسوس میں نے قدر و منزلت نہ کی۔ پیاری اب میں تم پر اپنی جان تک قربان کرونگا۔

انگورا کی آنکھوں سے ابھی تک آنسو جاری تھے۔ اس نے کہا۔ "کاش! میری جان تمہارے کام آئے"

اس وقت یہ سب کے سب خوش ہورہے تھے' مسرت و شادمانی کی علامتیں ان سب کے چہروں سے ظاہر ہورہی تھیں' اب آفتاب کسی قدر بلند ہوگیا تھا' دھوپ چٹانوں اور بلند درختوں سے اتر کر ہر طرف پھیل رہی تھی' روماس نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ لنتورس! تم سفر کررہے ہو' تمہیں آرام کرنے کی ضرورت ہے آؤ۔ غار میں چل کر آرام کرنا۔"

روماس اٹھ کر غار کی طرف چلا۔ اور سب بھی اس کے پیچھے ہولئے یہ سب غار کے اندر چلے گئے۔ مریم نے ناشتہ تیار کر رکھا تھا۔ سب نے بیٹھ کر ناشتہ کیا' ناشتہ کرکے آرام کرنے لگے۔ جب دن ڈھل گیا تو یہ سب غاروں سے نکل کر باہر آئے' لنتورس اپنی سوتیلی والدہ کی قبر پر پہنچا۔ اس نے ظاہرداری کے لئے نہیں بلکہ خلوص دل سے اسکی بخشش کی دعا مانگی اور اپنے موٹے موٹے آنسوؤں سے اس کی قبر کو بھگودیا۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ جگہ نہایت سرسبز و دلفریب تھی ہر طرف سبز سبز گھاس۔ بیلے اور پھولوں کے پودے کھڑے تھے۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ قدرت نے پتھروں پر سبز مخمل کا فرش بچھا دیا ہے' رنگ برنگ کے خوشرنگ پھول نہایت ہی بھلے معلوم ہورہے تھے۔ اور پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو نے اس کو مہکا دیا تھا۔

لنتورس قبر کے پاس واپس آیا۔ وہ اور جولیس چہل قدمی کرتے ہوئے مغرب کی طرف چلے گئے' انگورا کو مریم نے بلالیا۔ حوروش فلپانہ قبر کے نزدیک سبز سبز گھاس پر بیٹھ کر ہوا سے جھومنے والے پھولوں کو دیکھ رہی تھی' تھوڑی دیر میں کسی کے قدم کی چاپ سنائی دی اس نے اپنی بڑی بڑی نشلی آنکھیں اٹھا کر دیکھا' اسے سامنے سے جرفاس آتا ہوا نظر آیا' وہ جرفاس کو دیکھ کر خوش ہوگئی۔

جرفاس اس طرح آہستہ آہستہ آرہا تھا۔ جیسے وہ دور سے سفر کیئے آرہا ہو۔ خستگی کے آثار اس کی رفتار سے ظاہر ہورہے تھے اس کے پیر گرد میں آٹے ہوئے تھے۔ کمر کسی قدر

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

جھکی ہوئی تھی۔ چہرہ پر پسینہ آرہا تھا' وہ فلپانہ کے قریب آکر ٹھہر گیا۔ فلپانہ اٹھ کھڑی ہوئی اس نے کہا۔ جرفاس! تم کہاں رہے' اب کہاں سے آرہے ہو؟"

جرفاس نے جواب دیا۔ "میں قنسرین گیا تھا۔ عرصہ تک وہیں رہا اب وہیں سے آرہا ہوں۔

فلپانہ:- تم اتنے دنوں قنسرین کیوں رہے؟

جرفاس:- فلپانہ تمہیں یاد ہوگا' میں نے کہا تھا۔ کہ میری ایک بیٹی ہے میں اپنی بیٹی سے ملنے گیا تھا۔ وہ نہیں ملی۔ میں نے اسے تلاش کیا لیکن اس کا کچھ سراغ نہیں ملا۔ مجبور ہو کر واپس چلا آیا۔

فلپانہ:- کہیں اسے مسلمان تو پکڑ کر نہیں لے گئے۔

جرفاس:- نہیں' سنا ہے اس نے لنطورس کو بھی تلاش کیا' لیکن اس کا پتہ نہیں لگا۔ بعض کہتے ہیں' وہ جنگ میں مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے خوف سے کہیں بھاگ گیا' ہائے میری بیٹی! خدا جانے وہ کہاں ہے؟

فلپانہ کو جرفاس کی اس گفتگو پر حیرت ہوئی' وہ لنطورس کا نام سن کر چونکی' اس نے حیرت خیز لہجہ میں کہا۔ لنطورس نے اسے چھپا دیا جرفاس! تمہاری بیٹی کا کیا نام ہے؟

جرفاس:- انگورا نام ہے۔

فلپانہ انگورا کا نام سن کر اور بھی متعجب ہوئی' اس نے جرفاس سے تسلی آمیز لہجہ میں کہا۔ "جرفاس اگر تمہاری بیٹی کا نام انگورا ہے' تو اطمینان رکھو وہ بخیریت ہے۔"

اب جرفاس کو تعجب ہوا۔ اس نے متعجب ہو کر فلپانہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "انگورا بخیریت ہے؟ وہ کہاں ہے۔

فلپانہ:- "وہ یہیں ہے' دیکھو وہ سامنے سے آرہی ہے' کیا یہی انگورا تمہاری بیٹی ہے؟"

انگورا خراماں خراماں فلپانہ کے پاس آ رہی تھی' جرفاس نے اسے غور سے دیکھ کر کہا۔ "ہاں میری بیٹی یہی ہے۔"

اب انگورا قریب آگئی تھی اس نے حیرت سے جرفاس کو دیکھا وہ بڑھ کر اس کے قدموں پر جھک گئی۔ اس نے کہا۔ "پیارے باپ......"

جرفاس کی آنکھوں سے جوش مسرت کے آنسو جاری ہوگئے۔ اس نے انگورا کو اٹھا کر سینہ سے لگاتے ہوئے کہا۔ "میری راحت روح! تو کہاں تھی؟ میں نے سارے قنسرین میں تجھے تلاش کیا۔ لیکن تیرا پتہ نہ چلا۔ کیا تجھے لنطورس نے ستایا ہے؟

انگورا شرم سے' سر جھکائے ہوئے تھی' وہ لنطورس کے متعلق بڑھی ہوئی حیا کے سبب کچھ نہیں کہہ سکتی تھی فلپانہ نے کہا۔ "جرفاس! لنطورس واقعی برا آدمی تھا۔ لیکن اب وہ نیک ہوگیا ہے' اس نے تمام برائیوں کو چھوڑدیا ہے' تم یہ سن کر حیران ہوگے' کہ لنطورس میرا سوتیلا بھائی ہے......"

جرفاس کو اس وقت سخت حیرت ہوئی اس نے تعجب خیز نظروں سے فلپانہ کو دیکھ کر قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "لنطورس تمہارا سوتیلا بھائی ہے؟" فلپانہ۔ ہاں وہ میرا سوتیلا بھائی ہے' آؤ میں تمہیں سب واقعہ سناؤنگی تم دور سے سفر کئے چلے آرہے ہو' چلو پہلے بیٹھ کر ستالو۔ پھر میں تمہیں تعجب خیز واقعات سناؤنگی۔"

اب یہ سب لوگ غار کی طرف روانہ ہوئے۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

اکیسواں باب

صلح

ہربیس اور اس کے ہمراہی حصار میں محصور تھے' وہ پتھروں اور چٹانوں کی آڑ میں دبکے بیٹھے تھے' مسلمانوں کے خوف سے رومیوں نے تمام رات بیٹھ کر کاٹی تھی' وہ رات بھر بھوکے اور پیاسے رہے صبح کو ہربیس نے رومی سرداروں کو اپنے نزدیک بلایا۔ رومی سردار چاروں ہاتھ اور پیروں سے پتھروں کے آڑ میں جھکے جھکے چل کر ہربیس کے پاس پہنچے' ہربیس ایک بڑی چٹان کی آڑ میں بیٹھا تھا' رومی سردار بھی اس چٹان کی آڑ میں بیٹھ گئے ہربیس نے کہا۔ "رومی دوستو! ہم نے سخت غلطی کی' جس وقت ہم قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے' اس وقت ہمیں اپنی پشت کی طرف ایک محفوظ فوج کا دستہ متعین کرنا چاہئے تھا' اگر ہم ایسا کرتے تو فتح یقیناً ہماری ہوتی' آپ نے مسلمانوں کی شجاعت کا امتحان کر لیا ہے' آپ سمجھ گئے ہونگے' کہ ان کے بہادری کے افسانے محض غلط ہیں ہمارے جیدار سپاہیوں کے حملہ کرتے ہی مسلمان پسپا ہونے لگے تھے انہیں یقیناً شکست ہوئی مگر ہماری ذرا سی غلطی نے جنگ کا نقشہ بدل دیا ہم فتح یاب ہوتے ہی شکست کھا گئے' اور اگر اس حصار میں آکر پناہ گزیں نہ ہوں' تو شاید ایک رومی بھی زندہ نہیں بچتا۔ ہم میں سے کسی کو بھی کل سے آب و دانہ نصیب نہیں ہوا۔ مسلمانوں کے خوف سے رات بھر کسی رومی کی پلک بھی نہیں جھپکی' اگر آج بھی ہماری یہی کیفیت رہی تو ہماری قوتیں گھٹ جائیں گی اور پھر ہم سے تلوار بھی نہ اٹھ سکے گی......"

ہربیس ایک گہرا ٹھنڈا سانس لے کر خاموش ہوگیا۔ ایک رومی سردار نے کہا۔ "اب حضور والا کا کیا ارادہ ہے؟"

ہربیس نے کہا۔ "اگر ہم محصور رہے تو زندہ نہیں بچ سکتے۔ بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر مرجائیں گے' اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہونے سے موت ہزار درجہ بہتر ہے' اس لئے آخری لمحہ پر قسمت آزمائی کرنے کیلئے سب کے سب ایک دم اس حصار سے مسلمانوں پر جا پڑو' اور لڑتے ہوئے قلعہ کی طرف بڑھو' جب ہم قلعہ کے قریب پہنچ جائیں گے' تو قلعہ والے قلعہ سے باہر نکل کر مسلمانوں پر حملہ کردیں گے' اس طرح یقیناً ہم بچ

ہربیس کی گفتگو سن کر سب خاموش ہوگئے' کسی نے بھی اس کی تائید یا تردید نہیں کی' تھوڑی دیر انتظار کرکے ہربیس نے پھر کہا۔ "آپ خاموش کیوں ہوگئے؟ اس وقت ہماری موت اور زندگی کا سوال ہے' ہر شخص آزادانہ اپنی رائے کا اظہار کرے۔ اس طرح خاموش رہنا مناسب نہیں۔"

ایک گرانڈیل رومی نے جواب دیا۔ عالیجاہ! سچ یہ ہے کہ ہم میں مسلمانوں سے لڑنے کی قوت نہیں ہے' ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے سپاہی بزدل ہیں' کل جب ہم نے دیکھا کہ ہمارا محاصرہ کل پانچ سو جوانوں نے کر رکھا ہے اور ہم پانچ ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ تو ہم نے حصار سے نکل کر اچانک ان پر حملہ کردیا۔ لیکن انجام کیا ہوا؟ ہمیں شکست ہوئی' اور ہم اپنے ڈیڑھ ہزار جانبازوں کو موت کے منہ میں جھونک کر پھر محصور ہونے پر مجبور ہوئے' اگر ہم پھر اس حصار سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوں' تو اندیشہ ہے کہ ہمیں ہی زیادہ نقصان اٹھانا پڑے گا' اگر ہم نے ان تھوڑے سے مسلمانوں سے لڑتے بھڑتے پہاڑ سے نیچے بھی اتر گئے تو وہاں تمام اسلامی لشکر پڑا ہے' اس سے بچ کر قلعہ تک پہنچ جانا بالکل غیر ممکن ہے۔ اس لئے ہمیں ایسی جرات نہیں کرنی چاہئے۔"

ہربیس نے کہا۔ "پھر ہم کیا کریں۔"

ایک اور سردار نے کہا۔ "حضور والا! اب صلح کرنے ہی میں بہتری ہے جس طرح بھی ممکن ہو۔ مسلمانوں سے صلح کرلینی چاہئے' جنگ کرنے میں سوائے نقصان کے فائدہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔"

ہربیس غور کرنے لگا' تیسرے رومی نے کہا۔ ضیغم اعظم! اگر ہمارے سپاہی حضور والا کی طرح بہادر ہوتے تو ہم محصور ہو کر دشمنوں سے سرچھپاتے ہوئے نہ پھرتے۔ نہ ہمیں شکست اٹھا کر اس پہاڑ پر آنے اور محصور ہونے کی ضرورت ہوتی سچ یہ ہے کہ آج مسلمانوں کا اقبال یاور ہے۔ ان سے جنگ کرنا موت سے لڑنا ہے' اب سوچنے اور غور کرنیکا وقت نہیں رہا۔ ہم نے ساری رات بیٹھ کر اور سردی میں ٹھٹھر کر بسر کی ہے' اگر ہم پر ایک رات بھی اور اسی طرح گذری تو بھوک پیاس اور سردی ہمیں ہلاک کر ڈالے گی اس لئے یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح بھی ہو ہم صلح کرلیں۔"

ہربیس نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔ قسمت میں ذلت لکھی تھی' اگر میں اپنے سپاہیوں کو اس قدر بزدل سمجھتا تو پہلے ہی صلح کرلیتا۔ اس وقت کی صلح عزت کی صلح تھی۔ اب ذلت سے صلح کرنی پڑے گی' لیکن میں رومیوں کی جانیں بچانے کے لئے اس ذلت کو برداشت کروں گا۔ آج میری بادشاہی کا خاتمہ ہوگیا۔ اب میرے لئے شاہی لباس بیکار ہے۔ جب یہ سر

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ذلت سے دوسرے کے سامنے جھک گیا تو اس کے لئے تاج سزاوار نہیں' میرے لئے صوف کا لباس لاؤ یہ تاج لے لو اور کسی کھوہ میں ڈال دو۔"

ہربیس نے ریشمی کپڑے اتار ڈالے' فوراً اس کے لئے صوف کا لباس مہیا کیا گیا' اس نے اس موٹے اونی لباس کو پہنا' تاج اتار کر ایک طرف ڈالدیا۔ سرپر سیاہ رنگ کی ٹوپی پہن لی' اس وقت اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے' اس نے ایک لمبی آہ بھر کر کہا۔ "آج سے میں اور میرے ہموطن مسلمانوں کے غلام ہوں گے۔ غلامی کی ذلت کا جوا ہمارے کندھوں پر رکھا جائے گا۔ اب ہماری آزادی و خود داری کا خاتمہ ہوگیا' ہمیں غلامونگی حیثیت میں رہنا چاہئے۔ میں مسلمانوں سے صلح کی درخواست کرنے جاتا ہوں۔"

ہربیس کے حسرت آمیز فقروں کا کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ ہربیس اٹھا' اور ایک سفید رومال نیزہ کی انی پر پھریرے کیطرح باندھ کر حصار کی دیوار پر چڑھنے لگا۔

مسلمان تیراندازوں نے سفید امن کا جھنڈا لے کر حصار کی دیوار پر چڑھتے ہوئے دیکھا۔ اگرچہ انہیں حکم تھا کہ جو رومی اپنا سرزرا بھی اونچا کرے فوراً اس پر تیراندازی کی جائے۔ لیکن وہ سفید جھنڈا دیکھ کر چپ رہے۔

ہربیس پتھروں کے کراروں کو پکڑ پکڑ کر بڑی مشکل سے دیوار پر چڑھ رہا تھا وہ حصار کی بلندی پر آکر دیوار سے لگ کر ایک بڑے پتھر پر بیٹھ گیا اس نے کسی قدر توقف کے بعد کہا۔ "مسلمانو! کیا کوئی ایسا شخص ہے جو میری زبان سمجھتا ہو اور میں اس سے گفتگو کر سکوں؟"

ایک عرب جو رومی زبان جانتا تھا' اس کی طرف بڑھا اس نے کہ۔ "تم کون ہو؟"

ہربیس نے سرجھکا کر جواب دیا۔ "میں ہربیس ہوں۔"

"تم ہربیس ہو؟" عرب نے متعجب ہو کر دریافت کیا۔

ہربیس نے پھر کہا "میں ہربیس ہوں'اے عربی برادر میں تمہارے سردار سے کچھ باتیں کرنی چاہتا ہوں۔"

عرب نے جواب دیا۔ "ٹھہریئے۔ میں سردار کو اطلاع کرتا ہوں"

عرب سعید کی طرف چل پڑا۔ اس عربی لشکر کی قیادت سعید ہی کے سپرد تھی' یہ عرب سعید کے پاس پہنچا۔ اس نے کہا۔ "اے سالار لشکر اسلامیہ! یہ رومی جو حصار کی دیوار پر آکر بیٹھا ہے۔ علبک کا بادشاہ ہربیس ہے وہ آپ سے کچھ باتیں کرنی چاہتا ہے۔"

سعید نے فوراً کہا۔ و تعزمن تشاء و تذل من تشاء

ترجمہ (خدا) جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ وہ سجدہ میں گر گیا۔ اس نے کہا۔ "خدایا تیرا شکر ہے' تو نے مغرور ہستی کا غرور توڑ دیا یہ وہی ہربیس ہے جو اپنے سامنے مسلمانوں کی کوئی ہستی نہیں سمجھتا تھا' جس کا لباس ریشمین اور تاج سونے کا تھا۔ آج وہ صوف کا لباس پہن کر اور سفید جھنڈا لے کر آیا ہے۔ یہ تیری ہی مہربانی کی وجہ سے ہوا۔" سعید نے سجدہ سے سر اٹھا کر عرب سے کہا۔ "ہربیس کو عزت و احترام کے ساتھ میرے پاس لے آؤ۔"

عرب واپس لوٹ کر ہربیس کے پاس آیا نے کہا۔ "اے رومی بادشاہ! چلئے آپ کو ہمارے سردار نے طلب کیا ہے۔"

ہربیس نے کہا: "مجھے اندیشہ ہے کہ میں تمہارے سردار کے پاس چلوں اور وہ مجھے گرفتار کر لیں۔"

عرب نے جواب دیا۔ "تم اس بات کا اندیشہ نہ کرو' میں تمہاری حفاظت کا ذمہ دار ہوں۔"

ہرلیس نے جواب دیا: "کیا تم اسلامی لشکر میں سردار ہو؟"

عرب:۔ جی نہیں۔ میں ایک معمولی سپاہی ہوں۔

ہربیس:۔ تم ایک معمولی سپاہی ہو کر میری حفاظت کی ذمہ داری کیسے لیتے ہو؟

عرب:۔ ہم مسلمانوں میں ادنیٰ و اعلیٰ سب برابر ہیں۔ اگر ہمارا غلام بھی کسی سے کوئی اقرار کرلیتا ہے تو ہم سب مسلمانوں پر اس کا ایفا فرض ہو جاتا ہے۔

ہربیس:۔ حضرت مسیح کی قسم اسی وجہ سے تم ہم پر غالب آ رہے ہو۔ اچھا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

ہربیس اس عرب کے ہمراہ چل کر سعید کے پاس آیا۔ اس نے سعید کو سلام کیا۔

سعید نے سلام کا جواب دے کر کہا۔ "شاہ علبک! آپ میرے پاس کس لئے تشریف لائے ہیں؟"

ہربیس نے جواب دیا: "میں مصالحت کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔"

سعید:۔ مجھے مصالحت کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ میں صرف اس دستے کا سردار ہوں جس نے آپ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اگر آپ ہمارے سالار اعظم کے پاس تشریف لے چلیں تو ممکن ہے صلح ہو جائے۔

ہربیس:۔ "میں آپ کے سالار اعظم کے پاس چلنے کے لئے تیار ہوں لیکن اس کا ذمہ دار

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

کون ہے کہ اگر صلح نہ ہوئی میں گرفتار نہ کر لیا جاؤں گا۔"

سعید :۔ آپ اطمینان رکھئے۔ ہم لوگ نہ دھوکا دیتے ہیں نہ غداری کرتے ہیں' جو عہد کرتے ہیں اسے پورا کرتے ہیں' میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر صلح نہ ہوئی تو آپ کو حفاظت سے اپنے ہمراہ لا کر اسی جگہ پہنچا دوں گا جہاں سے آئے ہو۔

ہربیس :۔ مجھے آپ پر پورا اطمینان ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنا گھوڑا لے آؤں۔

اگرچہ ہربیس زبانی طور پر سعید کو یقین دلا رہا تھا۔ کہ وہ اس پر اطمینان کرتا ہے' لیکن دراصل ابھی اسے اطمینان نہ تھا۔ اسے خیال تھاکہ مسلمانوں نے دھوکہ سے اسے حراست میں لے لیا ہے۔ اور اب اسے حصار کے اندر جانے کی اجازت ہرگز نہ دی جائے گی۔ اسی لئے اس نے یہ اطمینان کرنے کے لئے کہ وہ حراست میں لے لیا گیا ہے یا نہیں' سعید سے گھوڑا لانے کی اجازت چاہی' سعید نے فوراً کہا۔ اس میں اجازت کی کیا ضرورت ہے۔ تم آزاد ہو شوق سے اپنا گھوڑا لے آؤ۔

اب ہربیس کو پورا اطمینان ہو گیا کہ وہ حراست میں نہیں لیا گیا۔ نہ مسلمان اس کے ساتھ دھوکہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اٹھا اور واپس چلا گیا۔ سعید نے ایک عرب وقاص نامی کو بلا کر کہا۔ "وقاص! تم سالار اعظم حضرت ابو عبیدہ کے پاس چلے جاؤ' اور انہیں ہربیس کے آنے کی خوشخبری سناؤ۔ وقاص گلدار گھوڑے پر سوار تھا' اس کا گھوڑا نہایت مضبوط اور تیز رفتار تھا۔ وقاص بہت خوش ہوا۔ وہ نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔ وقاص کا گھوڑا بڑے بڑے پتھروں اور معمولی معمولی چٹانوں کو پھلانگتا ہوا اڑا چلا جا رہا تھا۔ وہ بہت جلد پہاڑی کو طے کر کے آہستہ آہستہ نیچے اترنا شروع کیا۔

اس وقت آفتاب کسی قدر بلند ہو گیا تھا۔ دھوپ ہر طرف پھیل گئی تھی۔ مسلمان بعلبک والوں سے لڑ رہے تھے' رومی قلعہ کی فصیل کے اوپر سے مسلمانوں پر تیروں اور پتھروں کی بارش کر رہے تھے' مسلمان بھی فصیل پر تیرا فگنی کر رہے تھے' نہایت زور و شور سے جنگ ہو رہی تھی۔ فصیل کے اوپر سے نقاروں کے زور زور سے بجنے کی آواز آ رہی تھی' مسلمان بھی کبھی کبھی "اللہ اکبر" کا پرزور نعرہ بلند کر دیتے تھے۔ مسلمان قلعہ کی طرف پیش قدمی کرنا چاہتے تھے' لیکن رومیوں کے تیر اور پتھر انہیں ایک قدم بھی نہ بڑھنے دیتے تھے' اگر کبھی مسلمان دو چار قدم جرات کر کے بڑھ بھی جاتے تھے' تو رومیوں کے تیروں اور پتھروں کی تاب نہ لا کر فوراً واپس ہی لوٹ آتے تھے۔

ابو عبیدہ ایک بلند ٹیلہ پر کھڑے تھے۔ ان کا گھوڑا ان کا غلام لئے ان کے قریب کھڑا

تھا' اسلامی علم ان کے سر پر لہرا رہا تھا۔ وہ نہایت محویت سے جنگ کا نظارہ کر رہے تھے' اور یہ غور کر رہے تھے۔ کہ کس طرح مسلمانوں کو قلعہ کی فصیل تک پہنچایا جائے۔

وقاص پہاڑ سے اتر کر ابو عبیدہ کے قریب گیا' اس نے سالار اعظم کو سلام کیا۔ ابوعبیدہ نے سلام کا جواب دے کر حیرت سے وقاص کو دیکھ کر جلدی سے کہا۔ "وقاص! سعید اور اس کی ہمراہی تو خیریت سے ہیں۔ تم کیسے آئے؟"

وقاص نے جواب دیا "سالار اعظم! سب خیریت سے ہیں۔ اس وقت میں آپ کو ایک خوشخبری سنانے آیا ہوں۔"

ابو عبیدہ :۔ خدا تمہیں خوش رکھے سناؤ کیا خوشخبری ہے؟

وقاص :۔ خدا نے مسلمانوں پر مہربانی کی۔ والئی بعلبک صلح کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔ اب وہ سعید کے ہمراہ آپ کی خدمت میں صلح کرنے کے لئے آ رہا ہے۔

ابو عبیدہ اس نوید مسرت خیز کو سن کر خوش ہو گئے' ان کے چہرہ سے مسرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ وہ خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ میں گر گئے۔ تھوڑی دیر میں انہوں نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ اور کھڑے ہو کر کہا۔ "خدا کا شکر ہے۔ ہزار ہزار شکر۔ وقاص! تم گھوڑے دوڑا کر اس خوشخبری کو سارے مسلمانوں کو سنا دو۔"

فوراً وقاص ٹیلہ سے نیچے اتر آیا اور اسلامی لشکر میں جا کر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر کھڑے ہو ہو کر اس نے مسرت خیز خبر کو بیان کرنا شروع کیا۔ بہت جلد عسکر اسلامیہ میں ہربیس کے آنے کی خبر ہر مسلمان کو ہو گئی۔

اس خبر نے مسلمانوں کو مسرور کر دیا۔ لیکن ہر مسلمان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ ہربیس کے آنے سے قبل کسی طرح قلعہ کی فصیل تک دسترس ہو جاتی۔" اس لئے مسلمانوں نے نہایت جوش اور دلیری سے "اللہ اکبر" کا نعرہ لگا کر حملہ کر دیا۔ رومیوں نے حیرت سے مسلمانوں کو جوش و خروش سے حملہ کرتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے زور زور سے نقارے بجا کر اور شور و غل مچا کر نہایت تیزی سے تیر اور پتھر برسانے شروع کئے۔ جنگ نہایت زور و شور سے ہوئی' مسلمان نہایت جوش میں بھرے ہوئے تھے' وہ تیروں اور پتھروں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ڈھالوں کے سایہ میں بڑھے اور قلعہ کی فصیل کے نیچے پہنچ گئے۔

ایک قوی الجثہ عرب مسلمانوں کی صفوں سے نکل کر آگے بڑھا۔ اس عرب کا نام "مرقال" تھا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر رومیوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ رومیوں نے نقارے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

بجانے بند کر دیئے۔ وہ خاموش ہو گئے مرقال نے بلند آواز سے کہا۔ ”رومیو! تمہارے بادشاہ ہربیس نے اطاعت قبول کر لی۔ اب تم کیوں لڑ رہے ہو؟“

اس آواز کو سنتے ہی رومیوں کے چہرے زرد پڑ گئے' ان کو سخت صدمہ ہوا۔ ازدیاد رنج میں اکثر رومیوں کے آنسو نکل آئے۔

اب مسلمان بعلبک کے دروازے کی طرف بڑھے۔ رومیوں نے سنبھل کر نہایت تیزی سے خاردار پتھروں اور تیروں کی بارش شروع کر دی۔ مسلمانوں نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دینا شروع کیا۔ جنگ پھر زور و شور سے شروع ہو گئی۔

ابو عبیدہ ابھی تک اسی ٹیلہ پر کھڑے تھے جہاں وقاص نے انہیں خوشخبری سنائی تھی۔ چونکہ سعید اور ہربیس کے آنے کا انتظار تھا۔ اس لئے وہ کبھی کبھی میدان جنگ سے نظر ہٹا کر پہاڑ کی طرف بھی دیکھ لیتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں انہوں نے دیکھا دو سوار پہاڑ سے اتر کر ابوعبیدہ کے قریب آئے' ان میں ایک سوار سعید تھا اور دوسرا ہربیس۔ ان دونوں نے ابوعبیدہ کے قریب پہنچ کر انہیں سلام کیا۔ ابو عبیدہ سلام کا جواب دے کر ہربیس کے استقبال کے لئے بڑھے' انہوں نے نہایت تپاک سے ہربیس سے مصافحہ کیا' اور آہستہ سے کہا الحمدللہ الذی اذل انا جبابرھم وا مکنتا من بطارقتھم

ترجمہ: حمد اور تعریف اس اللہ کی جس نے سرکشوں کو ذلیل کیا' اور ہمیں ان کے سرداروں پر قدرت دی۔

ہربیس حیرت و استعجاب سے مسلمانوں کو دیکھ رہا تھا۔ ابو عبیدہ نے مرقس مترجم کو بلایا۔ جب مرقس آ گیا تو اس کے ذریعہ سے گفتگو شروع ہوئی۔ ابو عبیدہ نے دریافت کیا۔ ہربیس! تم مسلمانوں کو حیرت اور تعجب کی نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہو۔

ہربیس نے جواب دیا: ”یا سردار المسلمین! کل جب میں تم سے لڑا تھا تو تم لوگ بہت زیادہ تھے' تمہارے ساتھ ہزاروں سبز پوش سوار تھے جو نہایت جوش اور دلیری سے لڑ رہے تھے۔ لیکن اب میں دیکھتا ہوں تم بڑے تھوڑے ہو۔ اور ان سبز پوش سواروں میں تمہارے ساتھ ایک بھی نہیں۔ وہ سوار کیا ہوئے؟“

ابو عبیدہ نے کہا۔ ہربیس! ہم مسلمان ہیں' خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ خدا کے احکام پر سختی سے پابند ہیں۔ ہم ملک گیری کے لئے نہیں بلکہ خالصتہً ”اللہ“ محض اسلام کے لئے جہاد کر رہے ہیں' خدا ہماری حفاظت کرتا ہے اور اپنے فرشتے بھیج کر ہمیں مدد دیتا ہے' وہ سبز پوش سوار فرشتوں کا لشکر تھا۔ اگر خدا ہماری مدد نہ کرتا تو ہم کبھی فتح یاب نہیں ہو سکتے'

غور کرو' ہم بھی تمہاری طرح انسان ہیں ہم بہت تھوڑے ہیں' ہمارے پاس کافی ہتھیار اور زرہ بکتریں بھی نہیں۔ ہمارا ملک دور ہے' ہمیں اپنے ملک سے مدد آنے کی بھی امید نہیں۔ تم کثرت میں ہم سے بہت زیاد ہو تمہارے پاس کافی ہتھیار اور ضرورت سے زیادہ زرہ بکتریں ہیں۔ تمہارا یہ ملک ہے تمہارے بادشاہ کے پاس سے مدد آتی رہتی ہے۔ لیکن ہم پھر بھی تمہارے بڑے لشکر پر غالب آ جاتے ہیں' یہ ہماری شجاعت کی وجہ نہیں ہے' بلکہ خدا کی اعانت کا باعث ہے۔ خدا کی ذات سے ہمیں پوری امید ہے' کہ ہم تمام ملک شام پر قابض ہو جائیں گے' یہ بھی یقینی بات ہے کہ جب تک ہم خدا کی فرمانبرداری کرتے رہے ہیں' خدا ہم پر مہربان رہے گا۔ لیکن جب ہم نافرمانی کرنے لگیں گے تو ہم بھی ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔“

ہربیس نے کہا۔ ”بے شک تم پر خدا مہربان ہے تم خدا ہی کی مدد سے ہم پر غالب آتے جا رہے ہو۔ میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں مر جاؤں گا۔ لیکن کبھی صلح نہ کروں گا۔ لیکن واقعات نے مجھے صلح کرنے پر مجبور کر دیا۔“

ابو عبیدہ نے دریافت کیا۔ ”آپ کس لئے تشریف لائے ہیں۔“

ہربیس: میں مصالحت کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں یہ فرمایئے کہ کس طرح صلح ہو سکتی ہے۔

ابو عبیدہ: یہی بات تو ہم کہہ رہے ہیں کہ تم سب مسلمان ہو جاؤ۔ مسلمان ہونے سے تم ہمارے بھائی ہو جاؤ گے' نہ ہم تم سے تاوان جنگ لیں گے اور نہ خون بہا طلب کریں گے۔

ہربیس: یہ مشکل ہے۔ اگر ہم مسلمان نہ ہوں تو کس طرح سے صلح ہو سکتی ہے؟

ابو عبیدہ: تب تمہیں تاوان جنگ دینا ہو گا اور آئندہ سال سے ہر بالغ جوان کو 4 دینار یا 48 درہم سالانہ جزیہ دینا ہو گا۔

ہربیس: یہ بھی ممکن نہیں کیونکہ جزیہ ذلت آمیز ٹیکس ہے۔ جزیہ غلام دیا کرتے ہیں ہم اس ذلت کو برداشت نہیں کر سکتے۔

ابو عبیدہ: بس تو پھر کوئی صورت صلح کی نہیں۔ اب تلوار ہمارا تمہارا فیصلہ کر دے گی۔

ہربیس نے سر جھکا لیا۔ وہ غور کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے سر اٹھا کر کہا۔ آپ تاوان جنگ کس قدر لیں گے۔

ابو عبیدہ: دو ہزار تولہ سونا۔ چار ہزار تولہ چاندی' ایک ہزار ریشمین تھان اور پانچ ہزار

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

تلواریں۔

ہربیس :۔ آپ اس تاوان جنگ کو دو چند کر لیں لیکن جزیہ نہ لیں۔

ابو عبیدہ :۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ تاوان جنگ کے علاوہ جزیہ دینا ضروری ہے۔

ہربیس :۔ اچھا صلح نامہ کی کیا شرائط ہوں گی؟

ابو عبیدہ :۔ معمولی شرطیں ہیں۔ صلح نامہ میں لکھا جائے گا کہ تم ہمارے مقابلہ میں کبھی ہتھیار نہ اٹھاؤ گے' نہ ہمارے مشورہ بغیر کسی دوسری سلطنت سے کسی قسم کی خط و کتابت کر سکو گے۔ نہ اپنے ملک میں ہمارے دشمنوں کو کسی قسم کی مدد دیں گے۔ نہ مسجد کے قریب گرجہ بناؤ گے۔ جن لوگوں سے ہماری صلح ہے ان پر یورش نہ کرو گے۔ بلکہ ان کی مدد کرتے رہو گے' جو ہمارا گورنر تمہارے یہاں رہے گا اسے ہر قسم کی امداد دو گے۔ اور کوئی نئی بات بغیر ہمارے گورنر کے مشورہ نہ کرو گے۔ جو عیسائی خوشی سے مسلمان ہونا چاہے گا۔ اس کو نہ روکو گے' اس پر نہ کسی قسم کی سختی کرو گے۔

ہربیس غور و خوض کرنے لگا۔ کسی قدر وقفہ کے بعد اس نے سر اٹھا کر کہا۔ "جب تمہاری غلامی کا جوا ہمارے کندھوں پر رکھا جانا مقدر کر دیا گیا ہے' تو ہمیں آپ کی تمام شرائط منظور کر لینی چاہئیں' لیکن میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔"

ابو عبیدہ :۔ فرمایئے۔

ہربیس :۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی مسلمان کسی وقت بھی بغیر میرے حکم کے قلعہ کے اندر داخل نہ ہو' یہ میرا کام ہے کہ میں مسلمانوں کو تمام ضروریات بہم پہنچاؤں۔"

ابو عبیدہ :۔ یہ ہمیں منظور ہے ہم نے اس وقت تک جن شہروں کو فتح کیا ہے مسلمان ان سے باہر ہی رہتے ہیں۔

ہربیس :۔ اچھا اب آپ اس قدر اجازت دیں کہ میں قلعہ کے قریب جا کر اپنی قوم کے ساتھ مشورہ کر لوں۔

ابو عبیدہ :۔ بہتر ہے۔ آپ اپنی قوم سے بھی مشورہ کر لیں۔ لیکن آپ کے ساتھ دو مسلمان اس لئے جائیں گے کہ آپ دھوکہ دے کر قلعہ کے اندر نہ پہنچ جائیں۔

ہربیس نے کسی قدر برہم ہو کر کہا۔ "گویا میں آپ کا قیدی ہوں۔"

ابو عبیدہ نے نرمی سے جواب دیا۔ "توبہ کیجئے۔ آپ ہمارے قیدی نہیں ہیں۔ اگر ہمارے اور آپ کے درمیان صلح نہ ہو تو ہم آپ کو پہاڑ کے اوپر پہنچا دیں گے اور جب آپ حصار میں داخل ہو جائیں گے۔ تو ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی اور پھر ہم آپ

سے جنگ کریں گے۔"

ہربیس :۔ بہتر ہے آپ دو مسلمانوں کو میرے ساتھ بھیج دیں۔ ابو عبیدہ نے سعید سے مخاطب ہو کر کہا۔ "سعید! ایک تو تم ہربیس کے ساتھ چلے جاؤ اور ایک وقاص کو اپنے ساتھ لے لو۔"

سعید اور وقاص ہربیس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اس وقت بھی جنگ نہایت زور و شور سے ہو رہی تھی' رومی قلعہ کے اوپر سے تیروں اور پتھروں کی برابر بارش کر رہے تھے۔ مسلمان آہستہ آہستہ دروازہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ہربیس نے سعید سے کہا۔ "اے برادر عربی! آپ مسلمانوں کا جنگ بند کرایئے میں رومیوں کو جنگ بند کرنے کا اشارہ کرتا ہوں۔"

سعید نے جواب دیا۔ "بہت اچھا۔" اس کے ہاتھ میں بلند جھنڈا تھا وہ جھنڈا لے کر بڑھا۔ اس نے علم کو تین مرتبہ حرکت دے کر اس قدر جھکایا کہ پھریرا گھوڑے کی کنوتیوں سے جا ملا۔ مسلمانوں نے سعید کا اشارہ سمجھ لیا انہوں نے فوراً جنگ بند کر دی۔ وہ کمانیں شانوں پر ڈال ڈال کر خاموش کھڑے ہو گئے۔

اب ہربیس آگے بڑھا۔ اور اسلامی لشکر سے چند قدم آگے بڑھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر جنگ بند کرنے کا اشارہ کیا۔ رومیوں نے بھی جنگ بند کر دی۔ اب ہربیس' سعید اور وقاص کو ہمراہ لے کر بڑھا۔ اور قلعہ کی فصیل کے نیچے پہنچ کر ٹھہر گیا۔

رومی فصیل کے اوپر سے جھانک جھانک کر ان تینوں کو دیکھنے لگے۔ انہوں نے ہربیس کو پہچان لیا۔ انہیں اپنے بادشاہ کو صوف کا لباس پہنے ہوئے دیکھ کر سخت رنج و قلق ہوا۔ ہربیس نے کسی قدر بلند آواز سے کہا۔ "رومیو! میں نے اپنے اور تمہارے لئے مسلمانوں سے صلح کر لی ہے۔ یہ صلح دو ہزار تولہ سونا' چار ہزار تولہ چاندی' ایک ہزار پشمین تھان اور پانچ ہزار تلواروں پر قرار پائی۔"

رومی یہ سنتے ہی شور و فریاد کرنے لگے' انہوں نے اس قدر شور و غل کیا کہ کانوں پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی' چونکہ تمام وہ رومی جو سامنے فصیل پر کھڑے ہوئے تھے۔ زور زور سے کچھ نہ کچھ کہہ رہے تھے' اس لئے سب کی آوازیں مل کر یہ سمجھ ہی میں نہ آیا تھا کہ کون کیا کہہ رہا ہے۔ البتہ ان کی صورتوں اور حرکتوں سے یہ ضرور ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اظہار ناراضگی کر رہے ہیں۔

ہربیس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ سب خاموش ہو گئے۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ہربیس نے کہا۔ "تم سب جو بولتے ہو تو یہ سمجھنے ہی میں نہیں آتا ہے کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس لئے صرف ایک آدمی گفتگو کرے۔"

کچھ دیر رومی خاموش رہے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مشورہ کر رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ضعیف العمر رومی نے فصیل کے اوپر سے سر اٹھا کر کہا۔

"عالی جاہ! اہل .علبک کہہ رہے ہیں کہ ہم اس قدر سونا چاندی دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔"

ہربیس نے جواب دیا: "تم میری رعایا سے کہہ دو۔ کہ زر تاوان کا چہارم حصہ اپنے پاس سے دوں گا۔ باقی وہ فراہم کر لیں۔"

بڈھے نے پھر .علبک والوں سے مشورہ کیا کچھ عرصہ کے بعد اس نے پھر ہربیس سے کہا۔ "حضور والا! آپ کو .علبک والوں کی کیفیت معلوم ہے۔ وہ لشکر اور رسد کی فراہمی میں اس قدر ٹیکس ادا کر چکے ہیں کہ اب مزید ٹیکس ادا کرنے کی ان میں بالکل طاقت نہیں رہی اس لئے وزن تاوان کی تین چوتھائی کیا نصف رقم بھی ادا نہیں کر سکتے۔"

ہربیس کے چہرہ سے غیظ و غضب کے آثار ظاہر ہوئے۔ اس نے برہم ہو کر کہا۔ "لعنت ہے ایسی رعایا پر جو سیم و زر کو اپنے بادشاہ پر ترجیح دے۔ میں نے ہمیشہ رعایا کی بہبودی کا خیال رکھا۔ لیکن آج مجھ پر مصیبت آئی اور مسلمانوں نے مجھے حراست میں لے لیا تو تم لوگ زر تاوان ادا کرنے سے گریز کرتے ہو۔ کس قدر افسوسناک بات ہے۔ یاد رکھو میں مسلمانوں کو اس قلعہ پر قابض کرا دوں گا اور پھر تم سے انتقام لوں گا۔ اس وقت مال کے علاوہ جان کا بھی نقصان ہو گا' خوب سوچ لو۔ یا تم زر تاوان ادا کر دو یا تباہ و برباد ہونے کے تیار ہو جاؤ۔"

رومیوں نے پھر مشورہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اسی بڈھے نے کہا۔ "جہاں پناہ! ہم آپ کی خاطر زر تاوان ادا کریں گے۔"

ہربیس خوش ہو گیا۔ اس نے سعید سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اب آپ جنگ موقوف کیجئے اور اپنے سرداروں کے پاس واپس چلئے۔"

اب سعید اور ہربیس مع وقاص کے واپس لوٹے۔ سعید نے اسلامی لشکر کے قریب پہنچ کر کہا۔ "مجاہدین اسلام! رومیوں سے صلح کی گفتگو ہو رہی ہے جب تک سالار اعظم یورش کا حکم نہ دیں۔ اس وقت تک لڑائی بند رکھو۔"

جنگ پہلے ہی بند ہو چکی تھی' مسلمان گھوڑوں پر سوار پرا جمائے کھڑے تھے۔ ان

کے ہاتھوں میں لمبے لمبے نیزے تھے جن کی انیاں دھوپ میں چمک رہی تھیں۔

اب ہربیس سعید اور وقاص کے ہمراہ چل کر سالار اعظم ابو عبیدہ کے پاس آیا۔ اس نے کہا۔ "میری قوم نے صلح کر لی۔ اب مجھے مہلت دیجئے کہ میں قلعہ کے اندر جا کر تاوان جنگ فراہم کر کے آپ کی خدمت میں پیش کروں۔"

ابو عبیدہ نے کہا: "کہ آپ شوق سے قلعہ میں تشریف لے جائے۔ لیکن جب ہمارے اور آپ کے درمیان صلح کی قرار داد ہو چکی تو ہمیں ایک دوسرے کی دلجمعی کر دینی چاہئے' میں یہ چاہتا ہوں کہ جو رومی پہاڑ پر محصور ہیں آپ ان سے کہئے کہ وہ ہتھیار ڈال دیں اور وہ اس وقت تک ہمارے یہاں مہمان رہیں کہ جب آپ زر تاوان ادا کریں۔"

ہربیس :۔ نہایت مناسب ہے۔ میں ابھی جا کر ان رومیوں کو اپنے ہمراہ لئے آتا ہوں۔

ابو عبیدہ :۔ اچھا تو آپ جایئے۔ سعید اور وقاص کو اپنے ہمراہ لیتے جایئے۔

"بہتر ہے۔" ہربیس نے کہا۔ اور سعید اور وقاص کو ہمراہ لے کر پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا۔ یہ تینوں بہت جلد اس جگہ پہنچ گئے۔ جہاں مسلمان رومیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھا' ہربیس سعید سے رخصت ہو کر حصار میں داخل ہوا۔ سعید نے مسلمانوں سے صلح کی' روئیداد بیان کی' مسلمان خوش ہو گئے تھوڑی ہی دیر میں رومی حصار سے باہر نکلنے شروع ہوئے' سعید نے مسلمانوں کو ایک طرف جمع کر کے حصار کے دروازہ سے کسی قدر فاصلہ پر صفت بستہ کر دیا۔ رومی بھی حصار سے باہر نکل نکل کر متعدد صفوں میں خاموش کھڑے ہو گئے۔ جب سب رومی حصار سے آ گئے تو سعید بیں مسلمانوں کو لے کر بڑھا اس نے کہا۔ "معزز رومیو! اپنے ہتھیار ہمارے حوالے کر دو۔"

سب سے پہلے ہربیس نے سعید کے حوالے کر دیئے۔ اس کے بعد تمام رومیوں نے اپنے ہتھیار دے دیئے۔ سعید نے ہتھیاروں کو اپنے قبضہ میں کر کے دو سو اسلامی سواروں کو آگے بڑھایا' ان کے پیچھے رومیوں کو چلنے کا اشارہ کیا۔ رومی نہایت خاموشی سے سر جھکا کر روانہ ہوئے' رومیوں کے عقب میں سعید مع تمام بقیہ اسلامی لشکر کے روانہ ہوا۔

ابو عبیدہ نے دور سے رومیوں کو سرنگوں حراست میں آتے ہوئے دیکھا ان پر عبرت طاری ہو گئی' انہوں نے کہا "خدایا تیرا شکر ہے۔ ہزار ہزار شکر واقعی تو مسلمانوں پر مہربان ہے' تیرے محترم رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک روم کے فتح ہونے کی خوشخبری سنائی تھی جو پوری ہوتی جا رہی ہے۔"

تمام اسلامی لشکر رومیوں کو حراست میں آتا ہوا دیکھ کر خوش ہو گیا۔ مسلمانوں نے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ازدیاد مسرت سے بے خود ہو کر "اللہ اکبر" کا پرزور نعرہ لگایا۔

رومی آہستہ آہستہ چل کر اسلامی لشکر میں پہنچے' سالار اعظم ابو عبیدہ نے ان کے قیام کے لئے لشکر کے وسط میں جگہ مقرر کی' رومیوں نے اس جگہ قیام کیا۔ ابوعبیدہ کو معلوم تھا۔ کہ کل سے رومیوں نے کچھ نہیں کھایا۔ اس لئے انہوں نے فوراً رسد خانہ کھول دیا' رومیوں نے جلد جلد کھانا تیار کرنا شروع کیا۔

اب ہربیس ابو عبیدہ سے رخصت ہو کر .علبک کے قلعہ کی طرف چل دیا۔ جب وہ قلعہ کے دروازہ پر پہنچا تو اس کے لئے فوراً دروازہ کھول دیا گیا اور قلعہ کے اندر داخل ہوا۔

ابوعبیدہ نے مسلمانوں کو ہٹا کر آرام کرنے کا حکم دیا۔ مسلمان اپنے کیمپ میں واپس آئے' چونکہ اب دوپہر ہو گئی تھی' اس لئے انہوں نے بھی کھانا تیار کرنا شروع کیا۔

سعید اپنے خیمہ پر پہنچا' یہاں اس کا غلام کھانا تیار کر رہا تھا' اس نے جلدی سے اٹھ کر گھوڑے کو پکڑ لیا سعید گھوڑے سے اتر کر خیمہ کے اندر داخل ہوا۔ اس نے جنگی لباس اتارا۔ صبیح گھوڑا باندھ کر اندر آیا۔ سعید نے دریافت کیا۔ "صبیح! تم نے پادری روماس کا سامان پہنچا دیا؟"

صبیح نے جواب دیا "یا سیدی! میں نے سامان پادری کے قیام گاہ پر پہنچا دیا۔ وہاں پہنچتے پہنچتے دن چھپ گیا تھا' میں نے واپس بھی آنا چاہا' لیکن بزرگ پادری نے روک لیا۔ میں رات کو وہیں رہا۔ صبح جب میں ان سے رخصت ہو کر چلا تو انہوں نے ایک پیغام دیا ——"

"وہ پیغام کیا ہے۔" سعید نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا۔ صبیح نے کہا "مقدس پادری نے آپ کو بلایا ہے۔"

سعید نے پھر جلدی سے کہا۔ "مجھے بلایا ہے کس لئے؟"

صبیح: مجھے معلوم نہیں کس لئے بلایا ہے۔ لیکن کوئی خاص بات ضرور ہے۔ انہوں نے بڑی تاکید کر دی ہے۔ کہ فرصت ملتے ہیں ضرور آ جائیں۔"

سعید: اچھا کل صبح چلیں گے۔ تم بھی میرے ساتھ چلنا۔

صبیح: بہت خوب سیدی!

سعید: مجھے بھوک معلوم ہو رہی ہے۔ اب تم جلدی سے کھانا تیار کر لو۔

صبیح: بہت تھوڑی دیر میں کھانا تیار ہو جائے گا۔

صبیح خیمہ سے باہر چلا گیا۔ سعید فرش پر بیٹھ کر غور کرنے لگا۔

بائیسواں باب

ناامیدی

حوروش فلپانہ اور پریزاد انگورا دونوں جرفاس کو لے کر غار کے اندر پہنچیں۔ چونکہ جرفاس تھک رہا تھا۔ وہ ایک طرف پڑ گیا۔ انگورا جلدی سے اس کے لئے کھانا لینے چلی گئی۔ فلپانہ جرفاس کے قریب بیٹھ کر اسے گزشتہ واقعات سنانے لگی۔ اس نے مختصر طور پر تمام داستان سنائی۔ جرفاس اپنی بیٹی کی بہادری کے واقعات سن کر بہت خوش ہوا۔ اسے لنطورس اور جولیس کی شیطانیت پر غصہ آیا۔ مگر وہ یہ سن کر کہ لنطورس فلپانہ کا سوتیلا بھائی ہے۔ خاموش ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں انگورا کھانا لے کر آ گئی۔ جرفاس نے کھانا کھایا' ابھی وہ کھانا کھا کر بیٹھا ہی تھا کہ پادری آ گیا۔ وہ جرفاس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ جرفاس نے کھڑے ہو کر پادری کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ پادری بیٹھ گیا۔ اس نے قریب ہی جرفاس کو بٹھا لیا۔ پادری نے کہا "جرفاس! تم عرصہ تک کہاں غائب رہے؟"

جرفاس نے جواب دیا "مقدس باپ! انگورا میری بیٹی ہے میں قنسرین میں انگورا کی تلاش کرتا رہا۔ جب اس کا وہاں پتہ نہ چلا۔ تو مجبور ہو کر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ انگورا آپ کی خدمت میں موجود ہے۔"

پادری حیرت سے اس گفتگو کو سن رہا تھا' اس نے متعجب ہو کر کہا۔ "انگورا تمہاری لڑکی ہے۔ نہایت شریف' بڑی نیک اور بہت زیادہ بہادر ہے۔ اس نے دو مرتبہ فلپانہ کو بچایا ——"

جرفاس نے قطع کلام کر کے جواب دیا۔ "بیٹی فلپانہ نے مجھے تمام واقعات سنا دیئے ہیں۔ میں لنطورس کو دیکھ کر پہلے ہی کھٹکا تھا۔ مجھے اس کی شیطنیت کے حالات معلوم تھے۔ اگر بیٹی فلپانہ کا سوتیلا بھائی نہ ہوتا تو میں ضرور اس سے انتقام لیتا۔ لیکن مقدس باپ! کیا فلپانہ آپ کی بیٹی نہیں؟

روماس: نہیں جرفاس! فلپانہ اس کی بیٹی ہے جس سے کسی زمانہ میں مجھے محبت تھی۔

اب روماس نے تمام داستان شروع سے کہہ سنائی' جب اس نے یونس کا نام لیا تو

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

جرفاس نے متعجب ہو کر کہا۔ "کیا یونس ——— یہاں موجود ہے؟"

روماس :۔ ہاں وہ بھی یہیں اپنی بیٹی کے پاس آ گیا ہے۔ "کیا تم یونس سے واقف ہو؟"

جرفاس نے ایک گہرا ٹھنڈا سانس لے کر کہا۔ "مقدس باپ! میں یونس کو بخوبی جانتا ہوں' وہ نہایت بے درد اور ظالم آدمی تھا۔ میں راز کا پردہ پڑا ہوا ہی کیوں نہ اٹھا دوں' بزرگ باپ! یونس میرا سوتیلا بھائی ہے۔"

پادری :۔ فلپانہ اور انگورا کو یہ سنکر نہایت حیرت ہوئی۔ پادری نے جلدی سے کہا۔ "کیا یونس تمہارا سوتیلا بھائی ہے؟"

جرفاس :۔ جی ہاں! لیکن بڑا سنگدل ہے۔ میں اپنی زندگی کے واقعات مختصر طور پر سناتا ہوں' میرے باپ کا نام پطرس تھا۔ وہ بڑا تاجر تھا۔

اس کی تجارت ملک روم کے بڑے بڑے شہروں میں تھی' میری پرورش نہایت ناز و نعم سے کی جا رہی تھی' کیونکہ میں اپنے باپ کے اس وقت تک اکیلا ہی بچہ تھا' جب میں تین سال کا ہوا تو میری والدہ کا انتقال ہو گیا' میرے باپ نے دوسری شادی کر لی۔ دو سال کے بعد نئی بیوی سے ایک لڑکا ہوا' اس کا نام یونس رکھا گیا' ہم دونوں ساتھ ہی پرورش پاتے رہے' جب میں سن بلوغ کو پہنچا تو میں نے احساس کیا۔ کہ میرا باپ مجھ سے زیادہ یونس کو عزیز رکھتا ہے میری سوتیلی والدہ بھی مجھ سے ناراض رہتی ہے' میرا باپ اکثر مجھے .علبک سے باہر بھیج دیا کرتا تھا۔ میں اچھی طرح محسوس کرنے لگا تھا کہ میری نہ کسی کو محبت ہے اور نہ پرواہ۔ اتفاق سے مجھے ایک لڑکی سے محبت ہو گئی۔ وہ لڑکی غریب گھرانہ کی تھی۔ جب میرے باپ کو میری محبت کا حال معلوم ہوا۔ تو اس نے مجھے سخت ناراض ہو کر کہا۔ میری سوتیلی والدہ نے میری طرف سے والد کو خوب بھڑکایا۔ یہاں تک کہ وہ میری صورت سے بھی بیزار ہو گئے' ادھر مجھے اس لڑکی کی محبت نے اس قدر مجبور کیا کہ میں نے باوجود والد کی سرزنش کے چپکے سے اس سے نکاح کر لیا۔ شدہ شدہ اس نکاح کی خبر میرے والد کو بھی ہو گئی۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد میرے والد کا انتقال ہو گیا' میں نے سنا کہ میرے والد نے مرتے وقت مجھے یاد کیا اور وصیت نامہ کے ذریعہ سے مجھے بھی اپنے ترکہ میں حصہ قرار دیا ہے۔ میں یونس کے پاس پہنچا' وہ مجھے دیکھ کر بہت ناراض ہوا۔ میں نے بہت کچھ اس کی منت خوشامد کی۔ اپنی اور اپنی بیوی کی حالت زار اسے سنائی' لیکن سنگدل نے کچھ توجہ نہ کی' مجبور ہو کر میں قسرین چلا گیا۔ اور وہاں جا کر مالی کا پیشہ اختیار کیا' خوش قسمتی سے مجھے آقا ایسا ملا جو مجھے میری ضروریات سے بھی زیادہ دینے لگا۔ میری بیوی چونکہ غریب گھر کی لڑکی تھی' اس لئے اسے میرے ترکہ نہ ملنے پر ذرا بھی پرواہ نہ ہوئی بلکہ وہ ہمیشہ مجھے تسلی

دیتی رہتی ہم دونوں نہایت آرام سے ایام گذاری کرتے رہے' خدا نے ہمیں ایک لڑکی دی۔ اس کا نام انگورا رکھا جب انگورا کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو میری بیوی چند روز بیمار رہ کر فوت ہو گئی' مجھے سخت رنج و قلق ہوا۔ لیکن میں کر ہی کیا سکتا تھا' مجبور ہو کر صبر کیا' اور انگورا کی پرورش کرنے لگا۔ چونکہ میں سوتیلی والدہ کا تلخ تجربہ کر چکا تھا' اس لئے میں نے عقد ثانی کا خیال بھی نہیں کیا۔ میں نے اپنے آرام کو بیٹی انگورا کے اوپر نثار کر دیا۔ انگورا پرورش پا کر جوان ہو گئی' ایک روز صبح سے جو گھر سے نکلی تو شام تک نہ آئی' مجھے بڑی تشویش ہوئی' میں اسے تلاش کرنے گھر سے نکلا۔ مجھے معلوم ہوا کہ انگورا کو شاہ لوقا کے کسی مصاحب نے ورغلایا ہے۔ مجھے سخت ناگوار ہوا۔ اگرچہ میں مبتذل حالت میں تھا' باغبانی کا پیشہ کرتا تھا۔ لیکن میں ایک شریف خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ مجھے قسرین میں ٹھہرنا دشوار ہو گیا' میں وہاں سے دل برداشتہ ہو کر چل نکلا۔ اور مقدس باپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہاں رہ کر میں نے ریاضت کی' میرے دل کی بے کلی جاتی رہی۔ مجھے اطمینان ہوا۔ لیکن انگورا کی محبت دل سے نہ گئی' اس کی یاد اکثر مجھے بے چین کر دیتی تھی۔ میں دو مرتبہ قسرین گیا۔ ایک دفعہ تو انگورا کا بالکل پتہ ہی نہ چلا۔ دوسرے پڑوسیوں کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ اس روز سے آج تک انگورا یہاں نہیں آئی۔ دوسری مرتبہ جانے پر صرف اس قدر معلوم ہوا کہ جس امیر نے اسے ورغلایا تھا' وہ عنقریب اس کے ساتھ شادی کرنے والا ہے اس خبر کو سن کر مجھے مسرت بھی ہوئی' اور قدرے تسلی بھی ہو گئی' اب تیسری مرتبہ میں پھر قسرین گیا تھا' شاہ لوقا مارا جا چکا تھا' قسرین پر مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا' میں نے ہرچند انگورا کو تلاش کیا' لیکن اس کا پتہ نہ چلا' مجبور ہو کر چلا آیا۔ حضرت مسیح کا شکر و احسان ہے کہ میری بیٹی مجھے مل گئی۔

جرفاس کی داستان سب بیٹھے ہوئے نہایت غور سے سنتے رہے۔ جب وہ اپنا قصہ ختم کر چکا تو اس نے کہا۔ جرفاس! تم نے یہ بھی سن لیا ہو گا کہ لنطورس نے انگورا کو ورغلایا تھا' اس نے تمہاری بیٹی کو جواب بھی دے دیا تھا' لیکن اب وہ انسان ہو گیا ہے' اس نے انگورا سے معافی مانگ لی ہے' عنقریب ان دونوں کی شادی ہونے والی ہے یقین ہے تم بھی لنطورس کو معاف کر دو گے۔

جرفاس نے جواب دیا۔ ہاں میں معاف کر دوں گا۔ اگر اس کے سنگدل باپ نے مجھ سے معافی مانگی' ورنہ میں کبھی اسے معاف نہ کروں گا۔"

روماس :۔ جرفاس! اب یونس بہت کچھ بدل گیا ہے۔ اس کی سنگدلی جاتی رہی ہے' یقین ہے' وہ خود ہی تم سے معافی طلب کرے گا۔ جرفاس کچھ کہنے ہی والا تھا۔ کہ لنطورس'

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

جولیس اور یونس بھی آ گئے۔ یونس نے کھڑے ہو کر ایک لمحہ جرقاس کو دیکھا وہ اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔ آخر اس نے جرقاس کو شناخت کیا' وہ فوراً آگے بڑھا۔ اس نے کہا "جرقاس میرے بھائی۔ آہ تم کس قدر بدل گئے۔ کیا تم اپنے سنگدل بھائی کو معاف کر دو گے۔"

جرقاس اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے بغلگیر ہوتے ہوتے کہا۔ "بھائی میں نے معاف کر دیا۔

دونوں بھائیوں کے بغلگیر ہوتے ہوئے آنسو نکل آئے۔ اس منظر کو دیکھ کر سب ہی متاثر ہوئے لیکن لنتورس اور جولیس حیران تھے' یونس نے لنتورس سے کہا "لنتورس! یہ میرے بڑے بھائی ہیں' مجھے اعتراف ہے کہ میں آغاز جوانی میں نہایت بے مروت اور بڑا سنگدل تھا' میرے والد نے اپنی حیات میں تو انہیں نکال دیا تھا' لیکن مرتے وقت انہوں نے نصف ترکہ ان کے نام بھی وصیت کر دیا' لیکن میرے اطوار بگڑے ہوئے تھے' میں خدا کی قدرائی کا قائل نہ تھا' میں نے اپنے بھائی کو اس کے حصہ کا ایک حبہ بھی نہ دیا' یہ تسرین میں رہ کر عسرت سے اپنی زندگی بسر کرنے لگے۔ میرے عزیز بھائی مجھے معاف کر دو۔ ایک دفعہ اور کہہ دو کہ معاف کر دیا۔"

جرقاس نے پھر کہا۔ "جو گذر گیا اس پر افسوس کرنا لاحاصل ہے۔ میں نے دل سے معاف کر دیا۔"

اب لنتورس نے بڑھ کر جرقاس کو سلام کیا۔ جرقاس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے دعا دی۔ اب یہ بیٹھ گئے' روماس نے یونس سے مخاطب ہو کر کہا۔ "یونس تم نے شاید یہ نہیں سنا کہ انگورا تمہارے بھائی جرقاس کی لڑکی ہے۔"

یونس کے قریب ہی انگورا سر جھکائے بیٹھی تھی' اس نے یونس کو سلام کیا۔

یونس نے کہا: "تم میرے بھائی کی قرۃ العین خدا تجھے خوش رکھے میں تجھے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔"

اس وقت یہ سب لوگ نہایت خوش تھے' اب انہوں نے متفرق طور پر گفتگو شروع کی' شام تک یہ سب بیٹھے باتیں کرتے رہے' رات کو کھانا کھا کر سو رہے' اگلی صبح کو جب یہ سب لوگ بیدار ہوئے تو وہ بہت مسرور تھے' اب وہ ہنسی خوشی سے ایام گذاری کرنے لگے' لنتورس اس بات سے بہت خوش ہوا۔ کہ انگورا اسی کے خاندان کی لڑکی ہے۔

ایک روز حوروش فلپانہ اور پریزاد انگورا جولیانہ کی قبر کے پاس سبز سبز گھاس پر بیٹھی تھیں' آفتاب طلوع ہو چکا تھا' آفتاب کی شعاعیں فلپانہ کے بے نقاب چہرہ پر پڑ رہی تھیں'

جس کی وجہ سے حوروش فلپانہ کا چہرہ اس قدر جگمگانے لگا تھا کہ اس کے رخ روشن پر نظر نہ ٹھہرتی تھی۔ یہ دونوں حور نژاد ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھیں' کہ ان دونوں نے سامنے سے دو سواروں کو آتے ہوئے دیکھا۔ انگورا نے کہا۔ ابھی وہ (سعید) کیسے آ سکتے ہیں۔ ابھی تو جنگ ہو رہی ہے۔

اب یہ دونوں سوار کسی قدر قریب آ گئے تھے' انگورا نے غور سے دیکھ کر کہا "ضرور یہ سعید ہی ہے' چاہے شرط بدلو۔"

فلپانہ نے ہنس کر کہا "اچھا شرط رہی۔"

انگورا: اگر یہ سعید ہوا تو میں تمہارا ایک پیار لے لوں گی۔

فلپانہ شرما گئی۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ ہٹو۔ تمہیں ہر وقت دل لگی سوجھتی ہے۔

اب سوار اور بھی قریب آ گئے تھے۔ انگورا نے ان دونوں کو پہچان کر کہا "حضرت مسیح کی قسم یہ سعید ہی ہے' فلپانہ شرط پوری کرو۔"

فلپانہ نے شرم آلودہ نظروں سے انگورا کو دیکھ کر کہا۔ "میں نے شرط کب بدی تھی۔"

انگورا نے جلدی سے کہا۔ "واہ وا! ابھی سے پھر گئیں' یہ نہیں ہو سکتا تمہیں شرط پوری کرنی ہو گی۔"

شوخ انگورا شرم کی پتلی فلپانہ کی طرف بڑھی' فلپانہ نے کہا "ہٹو دیکھو وہ دونوں قریب آ گئے۔"

اب یہ دونوں سوار واقعی بالکل قریب آ گئے تھے۔ یہ دونوں سعید اور صبیح ہی تھے' سعید کو دیکھ کر فلپانہ کی آنکھیں مسرت و شادمانی سے چمکنے لگیں اس کے پھول سے رخسار دمک اٹھے' وہ اٹھ کھڑی ہوئی' انگورا بھی اٹھی اور سعید اور صبیح ان دونوں کے قریب آ کر گھوڑے پر سے اترے' صبیح نے سعید کا گھوڑا پکڑا' سعید ان دونوں پری وشوں کی طرف بڑھا' انگورا نے مسکرا کر کہا۔ "سعید! خوش آمدید!!"

سعید ان دونوں کے قریب پہنچا۔ اس نے کہا "انگورا! کہو خیریت ہے؟"

انگورا نے شوخی سے مسکرا کر جواب دیا۔ "جہاں تم جیسے بے مروت ہوں وہاں خیریت کا کیا کام۔"

سعید گھبرا گیا۔ اس نے جلدی سے کہا "کیا ہوا۔ انگورا! خدا کے لئے جلدی بتاؤ۔"

انگورا مسکرائی۔ اس نے کہا "آپ تو گھبرا گئے' گھبرایئے نہیں سب خیریت ہے" سعید

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

نے مسکرا کر کہا۔ "تم بھی غضب کی شوخ ہو' لیکن مجھے ڈرا ہی دیا۔"

فلپانہ ان دونوں کی باتیں سن کر زیر لب مسکرا رہی تھی' انگورا نے شوخی بھری نظروں سے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا "جی بڑے آئے ڈرنے والے سعید تم ظالم ہو' تمہیں کسی کا کچھ خیال ہی نہیں۔"

سعید نے مسکرا کر کہا۔ "یوں تو تم چاہے جوکچھ کہہ لو۔ لیکن مجھے ہر وقت تمہارا خیال رہتا ہے۔"

انگورا شرما گئی' فلپانہ ہنسی' ہنسنے سے اس کے پھول سے رخساروں پر ہلکا گلابی رنگ دوڑ گیا۔ اس نے کہا۔ "اس کی میں شہادت دیتی ہوں کہ بہن انگورا تمہیں ہر وقت یاد کیا کرتی ہیں' لیکن تم ایسے ہو کہ تمہیں ان کا ذرا بھی خیال نہیں۔"

سعید مسکرا دیا۔ اس نے کہا۔ "اب میں کیسے یقین دلاؤں کہ میں بھی ہر وقت ان کو یاد کرتا رہتا ہوں۔"

انگورا شرمائی جا رہی تھی' اس کی بڑی بڑی سرگیں آنکھیں جھکی جاتی تھیں' فلپانہ نے شوخی سے مسکرا کر انگورا سے مخاطب ہو کر کہا "بہن انگورا اس قدر نہ شرماؤ۔ جو کچھ تمہیں شکوے شکایت کرنی ہیں کر لو۔"

سعید نے جلدی سے کہا۔ "مجھ سے شکوے کرنے ہیں؟ واہ وا میں خود شکایتوں کی پوٹ باندھ کر لایا ہوں۔"

انگورا نے نظریں اٹھا کر سعید کو دیکھا اور شرم آلود تبسم سے مسکرا کر کہا۔ "آپ کے شکوے میرے سر آنکھوں پر' لیکن حضور ازدیاد محبت سے از خود رفتہ نہ ہو جائے' ذرا غور سے دیکھئے کہ میں فلپانہ نہیں ہوں۔"

سعید نے مسکرا کر کہا۔ "یہ فلپانہ کا ذکر کیسا۔"

انگورا نے حیا پرور نگاہوں سے سعید کو دیکھ کر کہا۔ "اس لئے کہ حضور فلپانہ ہی سے ملنے تو آئے ہیں۔"

فلپانہ شوخی سے مسکرائی۔ اس نے جلدی سے کہا "آہا! اس قدر رشک بہن انگورا' اپنا جی تھوڑا نہ کرو۔ یہ تو صرف تم سے ہی ملنے آئے ہیں۔"

انگورا نے شرم آلودہ نظروں سے فلپانہ کو دیکھ کر کہا۔ "اللہ اللہ آج تو سعید کو بھی دیکھ کر طبیعت کا رنگ ہی بدل گیا۔ یہ محبت کی کرشمہ سازی ہے۔"

اب فلپانہ کے شرمانے کی باری تھی' ازدیاد شرم سے اس کا نازک سر جھک گیا'

انگورا نے پھر کہا۔ "ہائیں یہ شرم کیسی؟ سعید سے شکوے شکایتیں کر لو نہ۔ آہا میں سمجھی۔ میری وجہ سے شرما رہی ہو' لو میں چلی جاتی ہوں' تم تنہائی میں اچھی طرح باتیں کر لو۔"

شوخ و شریر انگورا نے جانا چاہا' فلپانہ نے جلدی سے اس کا ہاتھ اپنے نازک ہاتھ میں پکڑ کر شرم افزا لہجہ میں کہا۔ "یہ تم کہاں چلیں' ٹھہرو تو۔"

انگورا نے شرارت سے مسکرا کر کہا "میرا ہاتھ کیوں پکڑتی ہو؟ بھائی سعید کا ہاتھ پکڑو تو کچھ حاصل بھی ہو۔"

فلپانہ نے آہستہ سے انگورا کے چٹکی لے کر کہا۔ "بڑی شوخ ہو۔"

انگورا اچھل پڑی' اس نے کہا "خدا کی پناہ' کس قدر طاقت آ گئی ہے۔ معاف کیجئے تمہاری چٹکیاں سعید ہی برداشت کر سکتے ہیں۔"

فلپانہ کچھ کہنا چاہتی تھی' کہ سامنے سے پادری روماس آتا ہوا نظر آیا۔ وہ خاموش ہو گئی' روماس قریب آیا۔ سعید نے اسے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دے کر کہا "سعید! تم آ گئے' بہت اچھا کیا' میں اس وقت تمہیں ہی یاد کر رہا تھا۔"

سعید:۔ آپ کی یاد آوری کا شکریہ' میں بھی فرصت ملتے ہی خاضر خدمت ہو گیا۔

روماس:۔ بہت خوب کیا۔ کہو .علبک کا کیا انجام ہوا۔

سعید:۔ .علبک فتح ہو گیا' ہربیس نے صلح کر لی۔

روماس نے متعجب ہو کر کہا "ہربیس نے صلح کر لی' یہ کیسے؟"

سعید نے مفصل طور پر تمام واقعات ہربیس کے شکست اٹھا کر پہاڑ کے اوپر حصار میں محصور ہونے اور پھر صلح کر لینے کے بیان کئے' روماس نے کہا "ایک روز میں نے رومیوں اور مسلمانوں کے شور و غل کو سنا تھا' مجھے حیرت ہوئی تھی کہ پہاڑ کے اوپر یہاں سے اس قدر قریب رومی اور مسلمان کیسے آ گئے۔ غالباً" وہ وہی وقت تھا' جب ہربیس حصار میں محصور ہوا خدا کا شکر ہے' کہ یہ مہم بخیر و خوبی ختم ہو گئی' سعید! آؤ۔ میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں' صبیح سے کہہ دو کہ گھوڑوں کے زین کھول ڈالے۔"

سعید نے صبیح سے گھوڑوں کی زین کھول ڈالنے کو کہا۔ صبیح نے جلد جلد زین اتار کر ایک طرف رکھ دیئے۔ اس نے گھوڑوں کو چرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ اور خود نیزہ لے کر گھوڑوں کی نگرانی کرنے کے لئے ایک چٹان پر بیٹھ گیا۔

حوروش فلپانہ اور انگورا چہل قدمی کرتی ہوئے چشمے کی طرف چلی گئیں۔

اب روماس۔ سعید کو ہمراہ لے کر غار کے قریب پہنچا۔ وہ غار کے اندر گھس گیا اور

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

ایک کمبل لا کر چٹان کے اوپر بچھا دیا' یہ دونوں کمبل پر بیٹھ گئے۔ روماس نے کہا۔ سعید! تم نیک ہو' شریف ہو اور بہادر ہو' میرے دل میں تمہاری بہت زیادہ عزت اور محبت ہے۔ اگر آج میرے کوئی بیٹا ہوتا' تو اس سے بھی اسی قدر محبت ہوتی' جس قدر تم سے ہے۔

سعید نے روماس کے ان خیالات کا شکریہ ادا کرنا چاہا' روماس نے اسے روک کر کہا۔ "ٹھہرو شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں' میں صاف طور پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں' سنو میری زندگی گوناگوں واقعات سے پر ہے' میرا لڑکپن عیش و آرام سے شاہزادوں کی طرح گزرا' لیکن جوانی ناشادی اور نامرادی میں رنج و قلق کے ساتھ بسر ہوئی مجھے محبت نے تباہ کیا' تم تعجب کر رہے ہو' تعجب نہ کرو' جب جوان ہوا' تو مجھے ایک پریزاد سے محبت ہو گئی' وہ بھی مجھے پیار کرنے لگی' ہم دونوں میں محبت بڑھی' شادی کا اقرار ہوا' نسبت ٹھہر گئی' عقد کی تاریخ مقرر ہو گئی' لیکن قسمت بر سر جنگ تھی' شادی نہ ہو سکی' ایک نہایت ہی مجبوری کی وجہ سے ہم دونوں کو جدا ہونا پڑا' میرا دل ٹوٹ گیا۔ میں نے دنیا اور اہل دنیا کو چھوڑ کر رہبانیت اختیار کی' میری محبوبہ عشق و محبت میں گھل گھل کر مر گئی' میں گرچہ گوشہ نشین ہو گیا۔ سعید! میں نے یہ واقعات مختصر طور پر اس لئے بیان کئے ہیں کہ تم سمجھ لو کہ میں صرف زاہد خشک ہی نہیں ہوں' میرا دل گداز ہے' میں عشق و محبت سے بخوبی واقف ہوں' مجھے معلوم ہے کہ فلپانہ تمہیں پیار کرتی ہے' میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہیں بھی اس سے محبت ہے' فلپانہ میری بیٹی نہیں ہے' تم حیران ہو' میں تمہاری حیرت دور کئے دیتا ہوں' سنو فلپانہ اس حور طلعت کی بیٹی ہے جس سے مجھے محبت تھی' اور جس کی محبت میں میں اب بھی سرشار ہوں' فلپانہ کو میں نے پرورش کیا ہے' وہ در بے بہا ہے' سرزمین روم کا شاداب و سرسبز پھول ہے آسمان حسن کا جلوہ گر چاند ہے' جنت ارضی کی حور ہے' کیا تمہیں اس کے ساتھ محبت نہیں ہے؟"

سعید شرما گیا۔ اس نے از زیاد شرم سے اپنا سر جھکا لیا۔ وہ روماس کا ادب و احترام کرتا تھا۔ اسے اپنا بزرگ سمجھتا تھا۔ اسے پادری کے سامنے محبت کا اعتراف کرتے ہوئے شرم آئی' روماس نے کہا "سعید! شرماؤ نہیں' ہم رومیوں میں یہ قاعدہ ہے کہ جب تک اظہار محبت نہ کیا جائے شادی نہیں ہو سکتی' اگر تمہیں فلپانہ سے واقعی محبت ہے تو اس کی محبت کا اقرار کرو۔"

سعید نے سر جھکائے ہوئے جواب دیا۔ "ہاں! ـــــ مجھے ـــــ فلپانہ سے ـــــ محبت ہے۔"

اور تم اس کے ساتھ شادی کرنے پر تیار ہو۔ روماس نے دریافت کیا۔ سعید نے شرم افزا لہجہ میں جواب دیا۔ "جی ہاں۔"

روماس نے غور سے سعید کو دیکھ کر کہا۔ "سعید! شادی ہو سکتی ہے اگر تم عیسائی ہو جاؤ۔"

سعید حیرت و استعجاب سے روماس کو دیکھنے لگا۔ روماس نے کہا "اس میں حیرت کی کیا بات ہے' تمہیں فلپانہ سے محبت ہے' فلپانہ عیسائی ہے' تم بھی عیسائی ہو جاؤ' عیسائی ہوتے ہی فلپانہ سے تمہارا عقد کر دیا جائے گا۔"

سعید نے خاموش ہو کر سر جھکا لیا۔ روماس نے پھر کہا "سعید بولو۔ جواب دو۔ یا تو اپنا مذہب چھوڑ دو' یا فلپانہ سے دست بردار ہو جاؤ۔"

سعید نے سر اٹھا کر جواب دیا۔ محترم بزرگ! یہ سچ ہے کہ مجھے فلپانہ سے محبت ہے' اس کی محبت میرے ہر موئے تن میں سرایت کر گئی ہے' میں جانتا ہوں کہ میں فلپانہ کی مفارقت کے صدمہ کو آسانی سے برداشت نہ کر سکوں گا۔ بہت ممکن ہے کہ عشق و محبت کی بدولت میری جان پر آ بنے لیکن تقدس ماب مجھے میرا مذہب بھی محبوب ہے۔ میں صرف ایک خدا کا پرستار ہوں' ایک خدا کی پرستش کرنے کے بعد تثلیث پرستی نہیں کر سکتا۔"

روماس نے پھر کہا۔ "مذہبی بحث کو جانے دو' مجھے تم صرف یہ بتا دو کہ فلپانہ کو چھوڑتے ہو' یا اپنے مذہب کو۔"

سعید:۔ میں اپنے مذہب کو نہیں چھوڑ سکتا۔

روماس نے تعجب خیز نظروں سے سعید کو دیکھ کر کہا۔ "کہ گویا تم فلپانہ کو چھوڑنے پر تیار ہو۔"

سعید:۔ مجھے مجبوراً ایسا ہی کرنا پڑے گا۔

روماس:۔ دیکھو' خوب غور کر لو۔

سعید:۔ میں نے غور کر کے ہی جواب دیا ہے۔

روماس:۔ تمہارا یہ انتقائی فیصلہ ہے۔

سعید:۔ جی ہاں۔

روماس:۔ سعید! تم غلطی کر رہے ہو' اگر واقعی تمہیں فلپانہ سے محبت ہے تو سوچو' کہ کیا تم اس کی مفارقت کے صدمہ کو برداشت کر سکو گے؟

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

سعید:۔ برداشت کرنے کی کوشش کروں گا۔

روماس:۔ لیکن اگر تم اپنی کوشش میں ناکام رہے تو۔

سعید:۔ مقدس ہستی! مجھے مفارقت کے صدموں سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا منظور ہے' لیکن اپنا مذہب چھوڑنا منظور نہیں ہے' دنیا اور اس کا عیش و آرام چند روزہ ہے' عقبیٰ اور اس کی راحت دوامی ہے' میں چند روزہ عشرت پر دوامی راحت کو کیسے قربان کر دوں۔"

روماس:۔ بس تو تم فلپانہ کو بھول جاؤ۔

سعید:۔ یہ بھی غیر ممکن ہے' زندگی کے آخری لمحہ تک میں فلپانہ کو نہ بھول سکوں گا۔

روماس:۔ سعید! تم نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ میں فلپانہ کو تمہارے عقد میں دے کر اس احسان کا معاوضہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن تم نہیں مانتے اچھا ایک کام کرو۔ چند روز کے لئے عیسائی ہو جاؤ' جب فلپانہ سے تمہاری شادی ہو جائے تو پھر تمہیں اختیار ہے کہ چاہے عیسائی رہنا یا مسلمان ہو جانا۔

سعید:۔ یہ بھی ناممکن ہے' میں اسلام کو ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں چھوڑ سکتا۔

روماس نے اپنا سر جھکا لیا۔ اسے سعید کے استقلال پر تعجب ہوا' تھوڑی دیر کے بعد اس نے سر اٹھا کر کہا۔ "سعید! میں نے تمہیں ناحق آنے کی تکلیف دی۔ اچھا اب تم جاؤ' اور آج دن بھر اور ساری رات اپنے دل سے مشورہ کر لو' اگر فلپانہ کی محبت' اسلام کی محبت پر غالب آ جائے تو تم کل میرے پاس چلے آنا۔ میں تمہیں عیسائی کرکے فلپانہ کو تمہارے عقد میں دے دوں گا۔"

سعید نے جواب دیا۔ "اگر میں ہزار برس بھی غور کرتا رہوں' تب بھی اسلام کی محبت میرے دل سے نہیں نکل سکتی' میں رخصت ہوتا ہوں۔

مقدس ہستی! نہ میں فلپانہ کو بھول سکتا ہوں' اور نہ آپ کو فراموش کر سکتا ہوں' یقین ہے' آپ بھی جب کبھی میں آپ کو یاد آ جاؤں' دعائے خیر سے یاد کر لیا کریں گے۔

روماس:۔ بے شک! سعید! میں ہمیشہ تمہارے لئے دعائے خیر کرتا رہوں گا۔ اب سعید اٹھ کھڑا ہوا' اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے' اس نے بھرائی ہوئی آواز سے کہا۔ "مقدس پادری! آخری سلام!!"

روماس بھی اٹھ کھڑا ہوا' اس نے رخصت کرتے ہوئے کہا۔ "بیٹا سعید! خدا حافظ!!"

سعید اٹھ کر چلا اور صبیح کے قریب آ کر اس نے گھوڑوں پر زین کسنے کا حکم دیا۔ صبیح نے جلد جلد دونوں گھوڑوں پر زین کسی۔ یہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور بعلبک کی طرف چل پڑے۔

تینتیسواں باب

مسرت خیز انجام

سعید کو نہایت رنج و قلق تھا۔ غم و فکر کے آثار اس کے خوبصورت چہرہ سے ظاہر ہو رہے تھے' اس کی آنکھیں غم و رنج میں ڈوبی ہوئی تھیں وہ اس وقت نہایت پریشان تھا' صبیح نے اس کی یہ کیفیت دیکھی' وہ بے چین ہو گیا' اس نے غم و فکر کی وجہ معلوم کرنی چاہی۔ لیکن اسے جرات نہ ہوئی۔ یہ دونوں آہستہ آہستہ چل رہے تھے' اس وقت سعید خیالات میں کچھ اس قدر ڈوبا ہوا تھا کہ اسے یہ بھی خبر نہ تھی' کہ اس کا گھوڑا اسے کس طرف لئے چلا جا رہا ہے' اگر صبیح ساتھ نہ ہوتا تو خدا جانے کہاں کا کہاں پہنچ جاتا۔ جب یہ دونوں اس حصار کو عبور کر گئے' جہاں ہربیں محصور ہوا تھا تو سعید کے لبوں سے بے ساختہ ایک آہ نکل گئی' صبیح تڑپ گیا۔ اس نے جرات سے کہا۔ "یا سیدی!؟"

سعید چونک پڑا۔ اس نے صبیح کو دیکھ کر کہا۔ "صبیح کیا کہتے ہو؟"

صبیح نے کہا۔ "میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ اس وقت آپ سخت پریشانی میں اور غم و فکر میں مبتلا ہیں' اس کی کیا وجہ ہے۔"

سعید نے ایک لمبی آہ بھر کر کہا۔ "صبیح! آج میں تجھے اپنا راز بتاتا ہوں' تو نے فلپانہ کو دیکھا ہے' تو یہ بھی جانتا ہے' کہ فلپانہ خوبصورت ہے' مجھے اس سے محبت ہے' پادری نے مجھے اس لئے بلایا تھا کہ اگر میں عیسائی ہوجاؤں تو وہ میرا عقد فلپانہ کے ساتھ کر دے ——"

صبیح کے چہرہ سے نفرت و حقارت کے آثار ظاہر ہوئے' اس لئے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "یا سیدی! میں نے آپ کو فلپانہ کی طرف دیکھتے ہوئے یہ سمجھ لیا تھا' کہ آپ کو اس سے محبت ہو گئی ہے۔ میں نے یہ بھی اندازہ کر لیا تھا' کہ فلپانہ آپ کو چاہتی ہے۔ لیکن میں بڈھے پادری سے کھٹکتا ہوں' میرا دل مجھ سے کہتا تھا کہ پادری ایک نہ ایک دن ضرور آپ کو عیسائی ہونے کی ترغیب دے گا' آخر وہی ہوا۔ پھر آپ نے کیا جواب دیا؟"

سعید نے کہا۔ "صبیح! بھلا میں عیسائی ہونا کیسے منظور کر لیتا۔"

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

صبح خوش ہوگیا‘ اس نے کہا۔ یا سیدی! خدا نے آپ کا امتحان لیا۔ واقعی یہ امتحان نہایت سخت تھا‘ ایک طرف فلپانہ کی محبت تھی‘ اور دوسری طرف اسلام کی محبت‘ آخر اسلام کی محبت غالب آئی۔ میرے آقا! آپ مطلق فکر نہ کیجئے‘ خدا آپ کو نیک اجر دے گا‘ میں پیشین گو نہیں ہوں۔ نہ پیشینگوئی ہمارے مذہب میں جائز ہے۔ لیکن جس طرح میرا دل یہ کہتا تھا۔ کہ پادری آپ کو عیسائی ہونے کی ترغیب دے گا۔ اسی طرح اب میرا دل یہ کہتا ہے۔ کہ انشاء اللہ ایک روز فلپانہ سے آپ کی شادی بھی ہوگی۔"

سعید نے یاس آمیز لہجہ میں کہا۔ "صبح! اگرچہ خدا میں سب کچھ قدرت ہے‘ وہ ناممکن کو ممکن کر دیتا ہے۔ لیکن یہ معاملہ طے ہوچکا پادری نے صاف طور پر کہدیا کہ بغیر عیسائی ہوئے فلپانہ سے شادی ممکن نہیں۔ کاش! میں اس غارت گر ہوش و حواس کو نہ دیکھا‘ مجھے خوف ہے کہ کہیں میرا دامن صبر نہ چھٹ جائے۔ تم میرے لئے خدا سے دعا کرو یا تو میرے دل سے اس حور طلعت کی محبت دور ہو جائے‘ یا صبر آجائے اور اگر یہ دونوں باتیں ناممکن ہوں‘ تو خدا اسلام پر خاتمہ کردے۔

یہ کہتے ہی کہتے سعید کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے‘ صبح سعید کی یہ کیفیت دیکھ کر سخت مضطرب ہوا‘ اس نے کہا۔ "یا سیدی! اس قدر ناامید نہ ہو جیے۔ کیا آپ خدا کو بھول گئے‘ خدا کو یاد کیجئے‘ وہ بہتر کرے گا۔ غیر قوم سے محبت کرنا غلطی تھی‘ میں پہلے ہی عرض کرنے کو تھا۔ لیکن یہ سمجھ کر کہ میں ایک ادنے غلام ہوں‘ مجھے اپنی حیثیت سے بڑھ کر باتیں نہیں کرنی چاہئیں خاموش رہا‘ آپ ضبط و صبر کیجئے۔ خدا صبر دے گا۔"

اب یہ دونوں باتیں کرتے ہوئے پہاڑ سے نیچے اتر آئے تھے‘ پہاڑ کے نیچے ہی اسلامی لشکر خیمہ زن تھا۔ یہ دونوں آہستہ آہستہ چل کر لشکر میں داخل ہوئے۔ سعید کا خیمہ قریب ہی تھا‘ یہ دونوں خیمہ پر پہنچے۔ سعید گھوڑے سے اتر کر خیمہ کے اندر چلا گیا۔ صبح نے جلدی سے گھوڑے سے اتر کر سعید کا گھوڑا پکڑا۔ اس نے دونوں گھوڑوں کو تھان پر باندھ کر زین اتارے‘ زین ایک طرف رکھ کر گھوڑوں کو خشک گھاس ڈالی اور خود بازار سے کھانے کا سامان لانے کے لئے چل پڑا۔

چونکہ التوائے جنگ ہوگیا تھا‘ اس لئے بعلبک کے آدمیوں نے قلعہ سے باہر قلعہ اور اسلامی لشکر کے درمیان جو میدان پڑا تھا‘ اس میں بازار لگادیا تھا۔ یہ بازار نہایت طویل اور عریض تھا‘ اس میں ضروریات کی تمام چیزیں ملتی تھیں‘ رومی بچے‘ عورتیں‘ بڈھے اور جوان دکانیں سجائے بیٹھے خرید و فروخت کیا کرتے تھے‘ مسلمان دن بھر حسب ضرورت چیزیں خریدا کرتے تھے‘ بچے بھی چیزیں خریدنے آجایا کرتے تھے ہروقت میلہ سا لگا رہتا تھا۔ اس

بازار میں دن رات چہل پہل رہتی تھی‘ اگرچہ بازار کے درمیان میں نہایت کشادہ راستہ گیا تھا۔ لیکن آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے ہروقت کھوے سے کھوا چھلتا تھا۔ اول تو مسلمان ہی کثیر تعداد میں تھے‘ دوسرے قلعہ کے رومی بھی قلعہ سے نکل کر اس بازار سے ضروریات کی چیزیں خریدنے لگے تھے

صبح قریب کی دوکان سے سامان خرید کر واپس لوٹا‘ اس نے جلد سے جلد کھانا تیار کیا‘ اور کھانا تیار ہو جانے کی اطلاع کرنے خیمہ میں داخل ہوا اس نے دیکھا کہ سعید منہ ڈھانپے پڑا ہے‘ وہ سمجھا کہ سعید سو رہا ہے‘ اس کی نیند میں خلل انداز نہ ہونا چاہئے۔ اس لئے وہ واپس لوٹا‘ لیکن سعید سو نہ رہا تھا وہ جاگ رہا تھا۔ اس نے کپڑا منہ پر سے ہٹا کر کہا۔ صبح! کیا ہے؟"

صبح نے جواب دیا۔ "یا سیدی! کھانا تیار ہوگیا۔"

سعید نے افسردہ دلی سے کہا۔ "صبح! مجھے اس وقت بالکل بھوک نہیں۔"

صبح نے حیرت سے سعید کو دیکھ کر کہا۔ "بھوک نہ ہونے کے کیا معنی‘ صبح سے آپ نے کھایا ہی کیا ہے۔"

سعید:۔ کچھ بھی نہیں مگر مجھے ابھی تک بھوک نہیں لگی۔

صبح:۔ میرے آقا! ایسا نہ کیجئے‘ بغیر کھائے انسان جی نہیں سکتا اٹھ کر کھانا کھایئے۔ ادھر ادھر چل پھر کر دل بہلایئے۔

سعید:۔ میں کیا کروں‘ میرا دل کھانے کو بالکل نہیں چاہتا۔

صبح:۔ خدا کی قسم! اگر تم نے کھانا نہ کھایا۔ تو میں بھی نہ کھاؤں گا۔

سعید اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا۔ "تم نے بڑا غضب کیا کہ قسم کھا بیٹھے اچھا چلو جو کچھ بھی کھایا جائے کھالوں۔"

سعید صبح کے ہمراہ خیمہ سے باہر آیا۔ صبح نے کھانا اتارا‘ دونوں نے بیٹھ کر کھایا۔ یہ کھانا کھا کر فارغ ہی ہوئے تھے‘ کہ ظہر کی اذان ہوگئی۔ دونوں نماز پڑھنے چلے گئے۔ نماز پڑھ کر صبح لکڑیاں لینے چلا گیا۔ سعید سالار اعظم کے خیمہ پر پہنچا۔ یہاں خیمہ سے باہر سینکڑوں عرب اور رومی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت ابوعبیدہ وعظ فرمارہے تھے‘ سب لوگ خاموش بیٹھے وعظ سن رہے تھے‘ ایک طرف مسلمانوں کے بچے بھی بیٹھے تھے۔ وعظ نہایت پر اثر تھا۔ اس وعظ کا یہ اثر ہوا۔ کہ وعظ کے خاتمہ پر پانچ رومی بلا رغبت خود بخود مسلمان ہوئے‘ یہ پانچوں رومی عربی جانتے تھے۔ ان کے مسلمان ہونے سے عام مسلمان بہت خوش ہوئے۔ سعید مجلس وعظ سے اٹھ کر اپنے خیمہ پر آگیا۔ تنہائی میں حوروش فلپانہ کی تصویر اس کے

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

سامنے آگئی۔ یہ تصویر خیالی تھی' اسے اس بات کا خیال کرکے سخت صدمہ ہوا۔ کہ وہ ہمیشہ کیلئے اس سے جدا ہوگیا' لیکن جب اس نے اس بات پر غور کیا۔ کہ وہ اس سے جدا ہونے سے ہی مسلمان رہ سکتا ہے' تو اسے ایک گونہ تسلی ہوگئی' اس تسلی سے اسے صبر آگیا۔ صبر آنے سے اس کے غم و فکر دور ہونے سے پریشانی جاتی رہی' اسے اپنی حالت کی اس تبدیلی پر حیرت ہوئی' لیکن اس نے خدا کا شکر کیا' تھوڑی دیر میں عصر کی اذان ہوئی' اس نے جماعت سے نماز پڑھی' جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو صبیح بھی لکڑیاں لیکر آگیا تھا' چونکہ سردی معلوم ہونے لگی' صبیح نے آگ جلدی جلائی سعید آگ کے سامنے بیٹھ کر تاپنے لگا' عصر کے بعد دن ہی کتنا رہ جاتا ہے آفتاب پر لگا کر اڑنے لگتا ہے۔ چنانچہ بہت جلد مغرب کا وقت آگیا۔ سعید نے مغرب کی نماز پڑھی جب وہ نماز پڑھ کر آیا تو اس نے صبیح کو کھانا تیار کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ بھی صبیح کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں کھانا تیار ہوا' کھانا کھا کر یہ دونوں عشا کی نماز پڑھنے لگے۔ نماز پڑھ کر واپس آئے' سعید خیمہ کے اندر چلا گیا' وہ بستر پر پڑ رہا۔ بستر پر پڑتے ہی اسے بھولا ہوا خیال یاد آگیا۔ پری چہرہ فلپانہ کی تصویر پھر سامنے آگئی' سعید کو پھر رنج ہوا۔ اس کا دامن صبر و شکیب چاک ہونے لگا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور غم و افسوس سے اپنی حالت کا اندازہ کرنے لگا۔ اسے فلپانہ کا چھوڑ دینا دشوار معلوم ہوا' اس نے قبلہ رو ہو کر دعا مانگی۔

"اے خدا! مجھے ایک غارتگر دین و ایمان سے محبت ہے۔ اس حوروش کا مہر میرے مذہب کا تبادلہ ہے' مجھے میرا مذہب عزیز ہے' میں اپنا مذہب کھو کر اسے حاصل کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن اس کی محبت مجھے چین نہیں لینے دیتی۔ یا اللہ! یا تو مجھے ضبط و صبر عطا فرما یا دنیا سے اٹھالے۔"

یہ دعا مانگ کر سعید پھر پڑ گیا۔ اب اس نے اپنے خیال کو فلپانہ کی طرف سے ہٹانا شروع کیا' رفتہ رفتہ وہ ارادہ میں کامیاب ہوتا نظر آیا۔ کچھ دیر ادھر ادھر کروٹیں لے کر سوگیا۔ صبح سویرے بیدار ہوا' حوائج ضروری سے فارغ ہو کر صبح نماز پڑھی' نماز پڑھ کر قرآن شریف کی تلاوت کی جب وہ سب کاموں سے فارغ ہوگیا' تو پھر فلپانہ کا خیال آکر ستانے لگا لیکن رفتہ رفتہ اس میں برداشت کی طاقت آچلی تھی' اس کشمکش میں وہ ایام گذاری کرنے لگا۔ خواہش تھی کہ کسی طرح ہربیس جلد زرتاوان ادا کردے اور مسلمان یہاں سے کوچ کر جائیں' وہ سمجھتا تھا۔ کہ نقل مقام سے خیالات بٹ جائیں گے۔ اور وہ رفتہ رفتہ فلپانہ کو بھول جائے گا۔ اس نے سالار اعظم ابوعبیدہ سے زرتاوان کی جلد ادائیگی کی بابت ہربیس کو لکھنے کی تحریک کی' لیکن سالار اعظم سے معلوم ہوا کہ ہربیس کو

زرتاوان کی ادائیگی کیلئے ایک ہفتہ کی مہلت دی گئی ہے۔ اس لئے وہ خاموش ہوگیا اور ایام شماری کرنے لگا۔ خدا خدا کرکے وہ دن بھی آگیا۔ جس روز ہربیس زرتاوان ادا کرنے والا تھا' اس روز دوپہر کے بعد ہربیس مع جرجس اور دیگر معزز رومیوں کے زرتاوان لیکر سالار اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا زرتاوان گھوڑوں اور خچروں پر بار تھا' ابوعبیدہ نے ہربیس اور اس کے ہمراہیوں کا نہایت پرتپاک خیر مقدم کیا۔ خیمہ کے سامنے کمبل بچھادیئے گئے رومی ان کمبلوں پر بیٹھ گئے۔ ایک گوشہ میں ابوعبیدہ بھی بیٹھ گئے۔ ابوعبیدہ کے قریب ضرار۔ سعید اور دوسرے۔ سربرآوردہ عرب سردار آ آکر بیٹھتے گئے۔ ابوعبیدہ نے اپنے قریب ہی اور کمبلوں کا فرش کرایا۔ اس فرش پر سونے چاندی۔ ریشمین تھان اور تلواروں کے ڈھیر لگادیئے گئے۔ چند مسلمانوں نے ان کو شمار کرنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر میں سب چیزیں وزن اور شمار کرلی گئیں' یہ سب سامان بیت المال کے خزانچی کے سپرد کردیا گیا اور صلح کی دستاویز لکھائی جانے لگی۔ جب ایک دستاویز مکمل ہوگئی تو اس کی دوسری نقل کرائی گئی' ایک دستاویز پر ابوعبیدہ اور چند سربرآوردہ مسلمانوں نے دستخط کرکے ہربیس کے حوالہ کی' دوسری پر ہربیس۔ جرجس اور چند معزز رومیوں نے دستخط کرکے سالار اعظم ابوعبیدہ کو دی۔ جب دستاویزوں کا تبادلہ ہورہا تھا۔ اس وقت صبیح سعید کے پاس آیا۔ اس نے آہستہ سے سعید کے کان میں کہا۔ "پادری روماس فلپانہ اور چند رومی مرد اور عورتیں آئے ہیں۔ یہ سب آپ کے خیمہ میں بیٹھے ہیں۔ اور آپ کو بلا رہے ہیں۔"

سعید اس نوید جانفزا کو سن کر خوش ہوگیا' اسے خواب میں بھی خیال نہیں تھا۔ کہ روماس پھر آئے گا' وہ ابوعبیدہ سے اجازت لیکر اٹھا اور اپنے خیمہ میں آیا' اسے خیمہ کے دروازہ پر حوروش فلپانہ ملی۔ فلپانہ نے مسکرا کر کہا۔ "وفا شکن! سلام"

سعید کھڑا ہوگیا۔ اس نے کہا۔ "میں وفا شکن ہوں؟ ہرگز نہیں میں نے عہد کیا۔ کہ دنیا میں صرف تم سے عقد کروں گا' انشاء اللہ مرتے دم تک اس عہد کو نباہوں گا۔"

فلپانہ نے شرمیلی نظروں سے سعید کو دیکھ کر کہا۔ "بس باتیں نہ بناؤ تم کیا عہد نباہ سکتے ہو۔ جب تم میرے لئے اپنا مذہب نہیں چھوڑ سکتے تو اور تم سے کیا امید ہو سکتی ہے۔"

سعید نے حیرت خیز نظروں سے فلپانہ کو دیکھ کر جواب دیا۔ "تم مذہب تبدیل کردینا ایک معمولی بات سمجھتی ہو' پیاری فلپانہ یہ نہایت اہم بات ہے۔ تم اور جو کچھ حکم دو۔ میں اسکی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن اپنے مذہب کو نہیں چھوڑ سکتا۔"

فلپانہ نے ترحم خیز نظروں سے سعید کو دیکھ کر کہا۔ "سعید! اس ضد کو جانے دو۔ اپنا

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

مذہب چھوڑ دو' میں تمہاری منت کرتی ہوں۔ تمہارے قدموں پر سر رکھتی ہوں۔"

فلپانہ ہاتھ جوڑ کر دوزانو کھڑی ہوگئی' یہ وقت سعید کے لئے نہایت نازک تھا' جس کو وہ دل و جان سے چاہتا تھا' جس پر وہ پروانہ وار فدا تھا جس کی ہر ادا پر وہ ہزار جان سے شفیقہ تھا' اس کے سامنے ہاتھ جوڑے دوزانوں کھڑی تھی' اور اس کے رحم و کرم کی خواستگار تھی' سعید غور کرنے لگا اس کے دل میں تلاطم پیدا ہوگیا' دماغ میں طوفان عشق امنڈ آیا۔ طبیعت بے قابو ہوگئی' فلپانہ نے بھولے پن سے سعید کو دیکھ کر پھر کہا۔ "پیارے سعید چھوڑ دو' اپنا مذہب چھوڑ دو' میں تمہاری ہوں' تم میرے ہو' بس میرے ہی ہو جاؤ۔ جو مذہب میرا ہے' تم بھی وہی مذہب اختیار کرلو' دیکھو میری عاجزی پر خیال کرو۔ میری خوشامد کی طرف دیکھ' میں ہاتھ جوڑے تمہارے قدموں پر کھڑی ہوں' کہدو' ہاں کہدو' کہ تم نے میری خاطر اپنا مذہب چھوڑ دیا......"

اول اول تو عشق کے دیوتا نے سعید کے دل و دماغ پر پورا پورا تسلط کرلیا۔ وہ سودائیوں کی طرح سے حور طلعت فلپانہ کو دیکھنے لگا اس کے دماغ نے اسے اپنی محبوبہ کی عاجزی درخواست منظور کرلینے کی اصلاح دی۔ لیکن وہ فوراً" سنبھلا۔ اس نے فلپانہ کو گھور کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "او خوبصورت ساحرہ! تو مجھے ٹھگنے آئی ہے۔ او حسن و جمال کی مجسم تصویر! تو مجھ سے میرا مذہب چھڑاتی ہے' فلپانہ !! اٹھو۔ یہ نہیں ہو سکتا' ہرگز نہیں ہو سکتا' میں تمہیں چھوڑ سکتا ہوں لیکن اسلام کو نہیں چھوڑ سکتا۔"

فلپانہ نے اپنے نازک ہاتھوں سے سعید کا دامن پکڑ کر کہا۔ "تمہیں چھوڑنا ہوگا' اس وقت تک تمہارا دامن نہ چھوڑوں گی جب تک تم اپنا مذہب چھوڑنے کا اقرار نہ کرو گے۔"

سعید اس وقت سخت کشمکش میں تھا' ایک طرف اس کی پیاری محبوبہ اسے مذہب چھوڑنے کے لئے مجبور کررہی تھی' اور دوسری طرف ان دیکھے خدا کی محبت' خدا کے رسول کی محبت اور مذہب اسلام کی محبت اسے مذہب نہ چھوڑنے کی تحریص دلارہی تھی۔ اس نے نہایت عاجزی سے کہا۔ "پیاری فلپانہ! میں مجبور ہوں۔ میں مرنا قبول کر سکتا ہوں۔ لیکن مذہب بدل دینا منظور نہیں کر سکتا۔"

فلپانہ جوش میں آکر اٹھ کھڑی ہوئی' اس نے کہا۔ بہت خوب نہ چھوڑیئے آپ اپنا مذہب نہ چھوڑیئے۔ یہ دیکھئے خنجر ہے' حضرت مسیح کی قسم میں ابھی یہ خنجر اپنے سینہ میں بھونک لونگی' اور آپ کے قدموں پر تڑپ تڑپ کر جان دیدوں گی۔"

اب سعید سخت حیران تھا' اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کرے اور کس طرح فلپانہ کو سمجھائے۔

فلپانہ ایک قدم ہٹ کر ایک چمکدار خنجر اپنے داہنے ہاتھ میں لئے کھڑی تھی' جس کی نوک اس کے گداز سینہ کی طرف تھی' وہ غور سے سعید کو دیکھ رہی تھی' اور جواب کا انتظار کر رہی تھی' یہ ظاہر ہے کہ اگر جواب نفی میں ہوتا تو وہ فوراً" خنجر اپنے سینہ میں بھونک لیتی۔ سعید نے یہ جا گداز سین دیکھا وہ تڑپ گیا' اس نے نہایت نرمی سے کہا۔ "فلپانہ مجھے غور کرنے کے لئے چند منٹ کی مہلت دو۔"

فلپانہ نے کہا۔ "ہاں ہاں غور کر لو۔ سوچ سمجھ لو۔ جب تم میرے اور میں تمہاری نہیں ہو سکتی تو زندگی بیکار ہے۔ سعید! میری التجا کو مان لو' اور کہدو۔ کہ تم اپنا مذہب چھوڑنے کو تیار ہو۔"

سعید آہستہ سے ایک قدم بڑھا' اس نے جلدی سے فلپانہ کا خنجر والا ہاتھ پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے خنجر چھین لیا۔ فلپانہ تڑپ گئی' اس نے کہا۔ "آہ دھوکا۔ سعید! تم نے یہ کیا کیا" ہائے یوں تم نے مجھ سے خنجر چھین لیا۔ لاؤ اس خنجر کو دیدو' دیکھو میں ہاتھ جوڑتی ہوں' یہ خنجر مجھے دیدو فلپانہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ سعید مضطرب تو تھا ہی اور بھی بے چین ہوگیا' اس نے کہا۔ "فلپانہ! کیا تم چاہتی ہو' کہ میں قبل از وقت دنیا سے رخصت ہوجاؤں' جبکہ یہ خنجر میرے ہاتھ میں ہے' یا تم رونا موقوف کردو۔ یا ہمیشہ کیلئے مجھے رونے کے لئے تیار ہوجاؤ۔"

فلپانہ ڈر کر خاموش ہوگئی' اس نے ریشمین رومال سے اپنے آنسو پونچھے سعید کچھ کہنا چاہتا تھا' کہ روماس خیمہ سے باہر نکل آیا' سعید نے روماس کو سلام کیا۔ روماس نے سلام کا جواب دے کر کہا۔ "واہ واہ! آپ خیمہ سے باہر کھڑے ہیں' ہم خیمہ کے اندر بیٹھے آپ کا انتظار کررہے ہیں۔ بیٹا سعید کہو تم نے غور کرلیا' بتاؤ تم کس نتیجہ پر پہنچے۔

سعید نے سر جھکا کر جواب دیا۔ "محترم بزرگ میں نے اچھی طرح غور کر لیا میں اپنا مذہب نہیں چھوڑ سکتا۔"

روماس نے فلپانہ سے کہا۔ "بیٹی تم خیمہ کے اندر جاؤ۔ میں سعید سے کچھ ضروری باتیں کروں گا۔"

فلپانہ چلی گئی' روماس نے سعید سے کہا۔ "سعید! آخر تم کیوں اپنا مذہب نہیں چھوڑتے۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

سعید نے کہا۔ "میں سمجھتا ہوں کہ میرا مذہب سچا ہے' ہمارے نبی صلعم سچے رسول تھے! آپ ہی انصاف سے کہئے میں کس طرح اپنا مذہب چھوڑ دوں' پھر ایسی حالت میں جبکہ میں جانتا ہوں کہ خدا ایک ہے اس کے بیٹی یا بیٹا نہیں' خدا' خدا کا بیٹا (حضرت عیسیٰ) اور روح القدس تینوں طاقتیں مل کر ایک خدا نہیں ہو سکتیں' نہ یہ تینوں ازلی ہیں صرف ایک خدا ازلی اور ابدی ہے اسنے ہی حضرت عیسیٰ کو بن باپ کے پیدا کیا۔ اس نے روح القدس کو پیدا کیا' یہی قرآن شریف میں مذکور ہے۔ میں اپنے عقیدے کو کیسے بدلوں۔"

روماس خاموشی سے سعید کی گفتگو سنتا رہا' جب وہ ختم کر چکا تو اس نے کہا "سعید! تم سچ کہہ رہے ہو' میں نے عربی پڑھی ہے' قرآن شریف کی چند سورتیں مطالعہ کی ہیں' بیشک وہ انسان کا کلام نہیں میں خود تمہارے مذہب کو سچا جانتا ہوں' میں اب تک کبھی کا مسلمان ہو گیا ہوتا' اگر وہ ہستی جس سے مجھے محبت تھی' عیسائی مذہب پر نہ مرتی۔ میں تمہارا امتحان لے رہا تھا' میں یہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ تمہیں کس قدر اپنے مذہب سے محبت ہے واقعی تم پکے مسلمان ہو' میں نے تمہاری اور فلپانہ کی تمام گفتگو سنی ہے' ایسی حالت میں مستقل سے مستقل انسان کے قدم بھی لغزش کر جاتے' لیکن تمہیں شاباش ہے' تمہارے قدم کو لغزش نہیں ہوئی۔ سعید! مجھے معلوم ہے کہ فلپانہ کو تم سے اس قدر محبت ہے کہ وہ تمہارے لئے اپنا مذہب چھوڑنے کو تیار ہے دنیا میں اگر وہ کسی کے ساتھ شادی کر سکتی ہے تو وہ تم ہو' فلپانہ کو میں نے پرورش کیا ہے۔ میں نہیں گوارہ کر سکتا۔ کہ وہ بھی آزردہ خاطر ہو۔ خوش قسمتی سے اس کا باپ بھی آگیا ہے' وہ بھی اپنی بیٹی کو غمگین نہیں دیکھنا چاہتا اب ہم سب یہاں آئے ہیں' ہم آپ سے صرف ایک اقرار لینا چاہتے ہیں' وہ یہ ہے۔ کہ اگر فلپانہ کا عقد آپ کے ساتھ کر دیا جائے۔ تو جب تک میں اور اس کا باپ دونوں زندہ ہیں۔ اس وقت تک آپ اسی سرزمین میں رہیں گے۔"

سعید روماس کی گفتگو سن سن کر حیران ہو رہا تھا۔ اسے حیرت تھی کہ روماس جو صاف طور پر کہہ چکا تھا کہ جب تک تم عیسائی نہ ہوگے فلپانہ کی شادی ہرگز تمہارے ساتھ نہ ہوگی' آج کس طرح ایسی باتیں کر رہا ہے' سعید نے اپنی حیرت دور کر کے جلدی سے جواب دیا۔ "میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ دونوں کی حیات تک ملک روم ہی میں رہوں گا۔"

روماس نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس نے کہا۔ مجھے یقین ہے کہ تم اپنا اقرار پورا کرو گے۔ اب ایک بات اور بتادو۔

سعید:- فرمایئے۔

روماس:- اگر فلپانہ مسلمان ہونا نہ چاہے' اور اپنے عیسائی مذہب پر قائم رہے تو تمہارے مذہب کے مطابق تمہاری شادی اس کے ساتھ ہو سکتی ہے یا نہیں۔

سعید:- ہو سکتی ہے۔

روماس خوش ہو گیا۔ اس نے کہا۔ "آؤ۔ اب میں تمہیں اس کے والد سے بھی ملا دوں"

اب روماس۔ سعید کو ہمراہ لے کر خیمہ کے اندر گیا۔ یہاں یونس' لنطورس جولیس۔ مریم۔ انگورا اور فلپانہ سب بیٹھے تھے۔ سعید نے خیمہ میں داخل ہوتے ہی یونس کو سلام کیا' روماس نے یونس سے مخاطب ہو کر کہا۔ یونس وہ نیک ہستی جس نے مجھ پر احسان کیا ہے' یہ ہے' اس کا نام سعید ہے۔"

یونس نے سعید کو دعا دیکر غور سے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا' سعید سر جھکائے خاموش کھڑا تھا' یونس نے کہا۔ "بیٹا سعید! آگے آجاؤ۔ آؤ اس طرف آکر بیٹھ جاؤ۔"

سعید یونس کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ روماس نے کہا۔ "یونس! تم نے سعید کو دیکھ لیا۔ بتاؤ۔ اب تم کیا کہتے ہو؟"

یونس نے کہا۔ "سعید میں واقعی وہ تمام خوبیاں معلوم ہوتی ہیں جن کا آپ وقتاً فوقتاً" تذکرہ کرتے رہے ہیں۔ میں انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ کیا اچھا ہو کہ یہ عیسائی ہو جائیں۔

روماس نے جواب دیا۔ "میں نے اور بیٹی فلپانہ نے بہت کچھ کوشش کرلی۔ لیکن یہ کسی طرح اپنا مذہب چھوڑنے پر تیار نہیں۔ اب آپ اپنی رائے کا اظہار کیجئے"

یونس نے کہا۔ "فلپانہ کو آپ نے پرورش کیا ہے۔ اسکی فلاح و بہبودی کا خیال بھی آپ ہی کو ہوگا۔ لیکن میں ضرور چاہتا ہوں کہ اب فلپانہ سے بھی دریافت کرلیا جائے۔ انہیں تو جو کچھ کرنا ہے۔ اسی کی مرضی کے مطابق کرنا ہے۔"

روماس نے کہا۔ "بیشک سچ کہتے ہو"

اب روماس حوروش فلپانہ کی طرف مخاطب ہوا! اس نے دریافت کیا۔ "بیٹی فلپانہ! تونے اور میں نے انتہائی کوشش کرلی کہ کسی طرح سعید عیسائی ہوجائے۔ لیکن اس پر وہ تیار نہیں ہے' میں اور یونس تیری مرضی پر چلنا چاہتے ہیں۔ اب بتا تیری کیا مرضی ہے؟"

فلپانہ شرماگئی۔ بارحیا سے اس کا نازک سر جھک گیا۔ روماس نے پھر کہا "بیٹی! یہ شرم و حیا کا وقت نہیں ہے۔ تو عیسائی ہے۔ اور عیسائیوں کے رسم و رواج سے بخوبی واقف

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

نہیں ہے۔ ازدواج کا منشاء آنکھیں بند کر کے شادی کر دینا نہیں ہے۔ کیونکہ میاں بیوی کا ساری عمر کا ساتھ ہوتا ہے دونوں کو نشیب و فراز سوچ لینے کی ضرورت ہے۔ تم بتاؤ کہ اگر سعید مسلمان ہی رہے، تب بھی تم اس کے ساتھ شادی کرنے پر تیار ہو۔"

فلپانہ تنہا رہی تھی، اس کے مزاج میں شرم تھی۔ اس نے سر جھکائے ہوئے جواب دیا۔ "جی.....ہاں......"

روماس نے پھر کہا۔ "بیٹی! اگر سعید تجھ سے مسلمان ہونے کو کہے تو کیا تو مسلمان ہو جائے گی؟"

سعید غور سے محبت بھری نظروں کے ساتھ فلپانہ کو دیکھ رہا تھا۔ فلپانہ کی نظر بھی اس پر جا پڑی، آنکھیں چار ہو گئیں۔ فلپانہ کے دل میں محبت کا طوفان امنڈ آیا، محبت شرم پر غالب آگئی، اس نے بے ساختہ پن سے کہا "ہاں میں مسلمان ہو جاؤں گی۔"

فلپانہ کے اس جواب سے سب متعجب ہوئے۔ سب نے حیرت خیز نظروں سے اسے دیکھا، لیکن سعید اسے محبت اور مسرت کی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ روماس نے کہا۔ "جب یہ بات ہے تو بیٹی! پہلے تم مسلمان ہو جاؤ سعید! تم فلپانہ کو مسلمان کر لو۔"

سعید تو خدا سے چاہتا تھا، وہ خوش ہو گیا، ازدیاد مسرت سے اس کا چہرہ کھل گیا۔ اس سے بات کرنی دشوار ہو گئی، اس نے بڑی مشکل سے اپنی مسرت کو ضبط کر کے کہا۔ "اگر آپ اجازت دیں تو میں سالار اعظم اور چند سربرآوردہ عربوں کو بلا لوں، میں چاہتا ہوں کہ فلپانہ حضرت ابوعبیدہ کے ہاتھوں پر مسلمان ہو۔"

روماس نے جواب دیا۔ "ضرور بلا لیجئے۔ اور اگر اس وقت .علبک کے رومیوں میں سے بھی کوئی ان کے پاس بیٹھا ہو، تو اسے بھی بلوا لیجئے۔"

سعید نے کہا۔ "بہت خوب۔ ابھی جب میں آیا۔ تو ہربیس موجود تھا۔"

روماس نے کہا۔ اگر ہربیس ہو تو ضرور بلوائیے۔

"بہتر ہے" سعید نے کہا۔ اور اٹھ کر خیمہ سے باہر آیا۔ یہاں صبیح کھڑا تھا وہ سعید کا بشاش چہرہ دیکھ کر خوش ہو گیا۔ اس نے کہا۔ "میرے آقا! آج کیا بات ہے، جو آپ اس قدر مسرور ہیں۔"

سعید نے مختصر طور پر صبیح کو تمام واقعہ سنا دیا۔ صبیح بہت خوش ہوا۔ اس نے کہا۔ "شکر ہے، خدا کا ہزار شکر ہے۔ آخر حق نے فتح پائی۔ خدا نے آپ کا امتحان لیا۔ آپ امتحان میں پورے اترے اب آپ کو خدا نے فلپانہ انعام دی ہے۔"

سعید نے۔ "صبیح! تم فوراً سالار اعظم کی خدمت میں چلے جاؤ، اور مختصر طور ان سے تمام واقعہ کہہ کر انہیں بلا لاؤ، اگر ہربیس یا اور کوئی رومی ہو تو ان کو بھی بلا لانا۔"

صبیح جلدی سے روانہ ہوا، سعید پھر خیمہ میں آگیا۔ اب روماس نے اسے اپنے یونس کے اور جرفاس کے تمام واقعات سنائے، کچھ عرصہ میں سالار اعظم مع چند دیگر سربرآوردہ عربوں کے آگئے۔ ہربیس، جرجس اور چند اور معززین بھی ان کے ساتھ آئے۔ سعید ان کا استقبال کر کے لایا یہ سب خیمہ کے اندر فرش پر بیٹھ گئے۔ ابوعبیدہ نے روماس سے مخاطب ہو کر دریافت کیا "مقدس راہب! خوش آمدید! کہئے۔ خیریت سے تو رہے؟"

روماس نے احسان مندی کی نظروں سے ابوعبیدہ کو دیکھ کر جواب دیا۔ "حضرت مسیح کی مہربانی اور آپ کی عنایت سے خیریت سے رہا۔ سالار اعظم! میں آپ کا بہت ہی مشکور ہوں، حقیقت میں آپ خلق و مروت کی زندہ تصویر ہیں۔ میں آپ کی مہربانیاں زندگی بھر نہیں بھول سکتا۔"

ابوعبیدہ مسکرائے، انہوں نے کہا۔ "میں نے کیا مہربانی کی محض اپنا انسانی فرض ادا کیا، آپ نیک ہیں، اس لئے انسانی فرض کو مہربانی سے تعبیر کرتے ہیں، کہئے آپ کی لڑکیاں تو اچھی ہیں۔"

روماس:۔ "جی ہاں۔ اچھی ہیں، یا سردار المسلمین! یہ لڑکیاں میری نہیں ہیں۔"

روماس نے مختصر طور پر اپنی سوانح عمری بیان کی، یونس کی سرگزشت سنائی اور جرفاس کے حالات بیان کئے، ہربیس اور جرجس نے ان واقعات کی تصدیق کی، انہوں نے بتایا کہ روماس اور یونس دونوں اعلیٰ خاندان کے عیسائی ہیں۔"

ابوعبیدہ نے کہا۔ "میں آپ صاحبان کی تشریف آوری سے بہت مسرور ہوا۔ جو واقعات آپ نے بیان کئے ہیں، میرے قلب پر ان کا گہرا اثر ہوا ہے، ایک زمانہ میں آپ کی قوم کی طرح ہماری قوم میں پردہ نہیں تھا۔ سرزمین عرب میں بھی ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں عشق و محبت کے ایسے واقعات پیش آئے، جنہوں نے خاندان کے خاندان برباد کر دیئے، لیکن جب سے ہمارے یہاں پردہ کا رواج ہوا ہے اس وقت سے شاذونادر ہی کوئی واقعہ پیش آجاتا ہے، اپنا اپنا رسم و رواج علیحدہ علیحدہ ہے، لیکن تجربہ نے بتلا دیا ہے کہ پردہ تمام برائیوں اور بے حیاؤں کو کھو دیتا ہے، انسان کو کسی چیز کی محبت اس کے دیکھتے ہی سے ہوتی ہے، اور جب پردہ کی بدولت دیکھنے کی نوبت ہی نہ آئے، تو محبت ہی نہ ہو نہ ایسے واقعات پیش آئے۔ جیسے آپ نے ابھی بیان کئے، میں کہہ سکتا ہوں، کہ ابھی قومیں پردہ

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

قبول کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ لیکن یہ نظر آتا ہے' کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے۔ جب پردہ قوموں کا جزو معاشرت ہو جائے گا' اور رفتہ رفتہ سب قومیں پردہ کی ضرورت کو محسوس کرنے لگیں گی' سعید کیا بات ہے۔ کس لئے تم نے ہم لوگوں کو بلایا ہے؟"

روماس نے کہا۔ "آپ سب صاحبان کو میں نے تکلیف دی ہے بات یہ ہے کہ بچی فلپانہ مسلمان ہونا چاہتی ہے......"

تمام رومیوں نے حیرت سے روماس کو دیکھا' ہربیس نے متعجب ہو کر دریافت کیا۔ فلپانہ مسلمان ہونا چاہتی ہے۔ اور آپ جیسے عالم دین کی موجودگی میں۔"

روماس نے کہا۔ "اس میں تعجب کی کیا بات ہے' کیا ہماری کتابوں میں مذکور نہیں ہے۔ کہ حضرت مسیح کے بعد ایک اور نبی ہوں گے۔ جو ہر حال خدا کو یاد کرنیوالے۔ خدا کی مخلوق پر مہربانی کرنیوالے' نیک خو' امین' سچے اور بزرگ ترین خلق سے ہوں گے' وہ تمام انبیاء کی تصدیق کریں گے' ان کا مذہب ساری دنیا کے لئے ہوگا۔ وہ خدا کے محبوب ہوں گے۔ ان کی امت محبوب ترین امت ہوگی۔ ان کا دین' دین ابراہام (ابراہیم) ہوگا۔ وہ اور ان کی امت بہت جلد دشمنوں پر غالب آجائیں گے۔"

ہربیس نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "بیشک یہ صحیح ہے لیکن وہ نبی جو مبعوث ہوں گے یہ نہیں ہیں۔"

روماس نے جوش میں آکر کہا۔ "خدا کی قسم وہ نبی یہی تھے۔ جو عرب میں مبعوث ہوئے۔ ان کی امت یہی ہے' جو مسلمان کہلاتے ہیں' سپہ سالار اعظم! آپ مسلمانوں کے پاس نہیں رہے' میں چند روز رہا ہوں' یہ لوگ دیندار بزرگ اور خدا پرست ہیں' میں خود بھی مسلمان ہوجاتا' لیکن اسلام ایسی نعمت نہیں ہے جو ہر فرد بشر کے حصہ میں آجائے' میری قسمت میں مسلمان ہونا نہیں لکھا۔ باوجودیکہ جانتا ہوں کہ دین اسلام سچا اور پکا مذہب ہے لیکن میرے دل میں ایک ایسی بات جاگزیں ہوگئی ہے' جس کی وجہ سے میں اپنا مذہب نہیں چھوڑ سکتا' اور یہی میری بدقسمتی کی دلیل ہے' حالانکہ میں چاہتا ہوں۔ کہ ساری دنیا مسلمان ہو جائے' خدا کی قسم جو مسلمان ہو جائے گا۔ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ حضرت محمدؐ نبی آخرالزماں ہیں' قرآن شریف کلام خداوندی ہے' دین اسلام خدائی مذہب ہے' اس خدائی کتاب نے تمام گزشتہ کتابوں اور صحیفوں کو منسوخ کردیا ہے' اب اسی شخص کی نجات ہوگی۔ جو مسلمان ہو جائیگا۔"

روماس کو اس وقت جوش آگیا تھا' وہ نہایت روانی سے گفتگو کررہا تھا' ہربیس اور تمام دوسرے رومی خاموش بیٹھے' اس کی گفتگو سن رہے تھے' جب وہ خاموش ہوا' تو لنطورس نے کہا۔ "مقدس باپ! جب آپ کا یہ ایمان ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے' اور مسلمان ہونے سے ہی لوگوں کی نجات ہو سکتی ہے۔ تو مجھے اجازت دیجئے کہ میں بھی مسلمان ہو جاؤں۔"

روماس نے جواب دیا۔ "فوراً ہو جاؤ۔ میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں' میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ساری دنیا مسلمان ہوجائے۔"

لنطورس اٹھ کر ابوعبیدہ کے پاس آیا۔ اس نے کہا۔ "سب سے پہلے آپ مجھے مسلمان کرلیں۔"

سخت حیرت کی بات تھی' کہ لنطورس جو بہت کچھ برائیاں کر چکا تھا' جو بحر عصیاں میں غرق تھا' سب سے پہلے مسلمان ہونے کے لئے تیار ہوا۔

ابوعبیدہ نے فوراً اسے مسلمان کرلیا' لنطورس کے بعد جولیس مسلمان ہوا' جولیس کے بعد فلپانہ اور فلپانہ کے بعد انگورا مسلمان ہوگئیں' ان لوگوں کے مسلمان ہونے کے بعد ہربیس کے ہمراہیوں سے پانچ آدمی اور مسلمان ہوئے۔ ابوعبیدہ اور دوسرے وہ مسلمان جو اس خیمہ میں موجود تھے۔ ان لوگوں کے مسلمان ہونے سے نہایت خوش ہوئے ابوعبیدہ نے فلپانہ اور انگورا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میری عزیز بیٹیو! اب تم مسلمان ہوگئی ہو تمہیں سب کے سامنے بے نقاب نہیں بیٹھنا چاہیئے' غیر مردوں سے پردہ کرنے کی ضرورت ہے تم اپنے چہروں پر نقاب ڈال لو۔"

فوراً دو بڑے بڑے ریشمین رومال مہیا کئے گئے' حوروش فلپانہ اور پریزاد انگورا نے اپنے منور چہروں پر رومال بطور نقاب ڈال لئے لیکن ان دونوں کا بڑھا ہوا حسن اس طرح شعاع پاشی کرنے لگا۔ جیسے آفتاب ہلکے ابر میں سے درخشاں ہوا کرتا ہے۔

اب روماس نے کہا۔ "سالار اعظم! میں سعید کا ممنون احسان ہوں میں اپنے پارہ دل (فلپانہ) کو سعید کے عقد میں دینا چاہتا ہوں' سعید بھی اس کے لئے تیار ہے' آپ بزرگ ترین مسلمان ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ نکاح پڑھا دیں۔"

ابو عبیدہ اس بات کو سن کر خوش ہوئے' انہوں نے کہا۔ "بہتر یہ ہے کہ نکاح عصر کے بعد ہو۔"

روماس نے کہا۔ "بہت خوب آج بعد عصر ہی سہی۔"

سعید نے کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ ہربیس اور ان کے ہمراہی شام کا کھانا کھا کر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

تشریف لے جائیں۔"

ہربیس نے جواب دیا۔ "مجھے منظور ہے۔ سعید ! تم واقعی خوش قسمت ہو' فلپانہ رشک قمر ہے' وہ حسن و جمال میں حوروں سے بڑھ کر ہے۔ تم جس قدر بھی اپنی قسمت پر ناز کرو کم ہے۔"

سعید خاموش ہوگیا' اب ابوعبیدہ اٹھے' وہ خیمہ سے باہر نکل آئے ان کے ہمراہ ہربیس اور وہ سب مسلمان اور عیسائی جوان کے ساتھ آئے تھے روانہ ہوئے' سعید خیمہ سے باہر آیا' اس نے صبیح سے کہا۔ "صبیح آج چارسو آدمیوں کا کھانا تیار ہوگا' تم سالار اعظم سے کہ کر دوچار آدمی اور اپنی مدد کے لئے لے لو۔ سو سوا سو آدمی تو ہربیس کے ہمراہی ہیں۔ دو سو ڈھائی سو مسلمان ہوں گے۔ ابھی انتظام شروع کردو' ٹھیک مغرب کے وقت کھانا تیار ہوجائے۔"

صبیح نہایت خوش ہوا' اس نے مسرت خیز لہجہ میں کہا۔ "بہت کھانے کا انتظام کرنے لگا۔

ابوعبیدہ نے زرتاوان میں سے پانچواں حصہ علیحدہ کیا۔ اور باقی حصہ کو اسلامی لشکر پر تقسیم کرنا شروع کیا' اس تقسیم میں عرصہ لگ گیا' یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا۔ مسلمانوں نے عصر کی نماز پڑھی' ابوعبیدہ نے اعلان کرادیا۔ کہ آج سعید کا نکاح ہے' سب لوگ سعید کے خیمہ پر چلیں' اس اعلان سے لوگوں نے دریافت کرنا شروع کردیا' کہ سعید کا نکاح کس لڑکی سے ہے' جب انہیں معلوم ہوا کہ ایک عیسائی لڑکی آج ہی مسلمان ہوئی ہے' اور اس سے نکاح ہوگا' تو وہ لوگ نہایت مسرور ہوئے ار جوق درجوق سعید کے خیمہ پر پہونچنے شروع ہوگئے۔

سعید نے اپنے خیمہ کے سامنے دور تک فرش کرادیا تھا۔ لیکن مسلمان اس کثرت سے آئے کہ فرش ناکافی ہوگیا' ہزاروں مسلمان فرش نہ ہونیکی وجہ سے زمین پر بیٹھ گئے' حضرت ابوعبیدہ خیمہ کے سامنے بیٹھے تھے' ان کے داہنی طرف روماس' یونس' نسطورس اور جولیس بیٹھے تھے بائیں طرف اور اسکے ہمراہی تھے' تھوڑی دیر میں ابوعبیدہ نے اجازت لے کر نکاح پڑھایا۔ نکاح ہوتے ہی مبارک باد کا شور ہوا۔ شیرینی تقسیم کی گئی' لیکن آدمی اس کثرت سے تھے کہ بوجودیکہ پندرہ بیس آدمی شیرینی تقسیم کررہے تھے' لیکن پھر بھی بہت سے آدمی محروم رہ گئے۔ مغرب کا وقت ہوگیا۔ مسلمان مغرب کی نماز پڑھنے کے لئے اٹھ اٹھ کر چلنے لگے۔ اس وقت کے مسلمان ایسے بے نفس اور نیک تھے کہ جن لوگوں کو شیرینی

نہیں ملی' انہیں کسی قسم کا ملال نہیں ہوا' مغرب کی نماز پڑھ کر ابوعبیدہ اور تما اسلامی لشکر کے سردار اور چند سعید کے احباب سعید کے خیمہ پر آگئے' ہربیس اور اس کے ہمراہی بھی آگئے' ان سب نے کھانا کھایا۔

جب یہ لوگ کھانا کھا کر چلے گئے۔ تو سعید خیمہ میں داخل ہوا۔ اس وقت خیمہ میں فلپانہ اور انگورا ہی بیٹھی تھیں' انگورا سعید کو دیکھ کر مسکرائی۔ اس نے کہا۔ "سعید مبارک ہو۔"

سعید نے مشکورانہ نظروں سے انگورا کو دیکھ کر کہا۔ انگورا ! میں تمہارا مشکور ہوں۔"

انگورا نے شوخی سے مسکراکر کہا۔ "میرے مشکور ہو؟ تمہیں فلپانہ کا مشکور ہونا چاہئے' دیکھو محبت اس کو کہتے ہیں' کہ جب تم عیسائی نہ ہوئے تو بہن فلپانہ جھٹ مسلمان ہوگئی۔

سعید:- اور تم؟

انگورا:- میں فلپانہ کو چاہتی ہوں۔ جب فلپانہ مسلمان ہوگئی تو میں کیسے نہ ہوتی۔

انگورا شوخ بھری نظروں سے کن انکھیوں سے حوروش فلپانہ کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی' اس وقت فلپانہ شرم و حیا کی دیوی بنی ہوئی تھی' وہ سرجھکائے خاموش بیٹھی تھی' انگورا نے فلپانہ سے مخاطب ہوکر کہا۔ "اب شرم کی گڑیا بنی کیوں بیٹھی ہو؟ جن کے لئے تم مسلمان ہوئی ہو۔ وہ آئے ہیں۔ ان سے باتیں کرو۔

فلپانہ نے حیا پرور نگاہوں سے انگورا کو دیکھا' شوخ و شریر انگورا نے کہا۔ "آہا میں سمجھی' یہ حجاب میری وجہ سے ہے' لو میں چلی جاتی ہوں۔

انگورا نے اٹھنا چاہا۔ فلپانہ نے پیر سے اس کا دامن دبالیا۔ انگورا نے کہا۔ "واہ وا! مجھے بھی نہیں اٹھنے دیتیں' اور اپنے چاہنے والے سے باتیں بھی نہیں کرتیں۔"

سعید نے کہا۔ "انگورا ! انہیں (فلپانہ) کو دق نہ کرو۔

انگورا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس نے کہا۔ "اللہ ری محبت! یہ بھی گوارا نہیں' کہ کوئی فلپانہ سے دل لگی بھی کرے' اچھا صاحب اب ہم کچھ نہ کہیں گے۔"

اس وقت عشا کی اذان ہوئی' سعید اذان کی آواز سن کر خیمہ سے باہر نکل آیا۔ عشا کی نماز پڑھ کر سعید آیا' اس نے دو خیمے اپنے خیمہ کے قریب ہی اور نصب کرالیئے' ایک خیمہ میں سعید نے اور باقی خیموں میں نسطورس جولیس' مریم' یونس' روماس اور انگورا نے آرام کیا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

allurdupdfnovels.blogspot.com

دوسرے روز لنتورس اور انگورا کا عقد ہوگیا' روماس نے چند نہایت بیش بہا جواہرات فلپانہ کو جہیز میں دیئے۔

اب ابوعبیدہ نے بعلبک پر رافع بن عبداللہ اسمی گورنر مقرر کر کے ہدایت کردی' کہ ہمارے حکم کے بغیر بعلبک میں داخل نہ ہونا ہربیس مع اپنے ہمراہیوں کے اور ان رومیوں کے جو مسلمانوں کے پاس مہمان تھے' یا بطور عمال نظربند رکھے گئے تھے۔ روانہ ہوا۔

چونکہ روماس پہاڑ کے اوپر ہی رہنا چاہتا تھا' اس لئے سعید نے ایک مختصر سی عمارت جولیانہ کی قبر کے قریب بنوادی' روماس اور یونس اس عمارت میں رہنے لگے۔ یہ دونوں مذہب اسلام کے مداح تھے۔ ان کا دل مسلمان ہونے کو چاہتا تھا' لیکن ان کی قسمت میں اسلام جیسی نعمت نہیں تھی' اس لئے وہ آخری دم تک مسلمان نہیں ہوئے۔ البتہ جرفاس مسلمان ہوگیا۔ اور وہ لنتورس اور انگورا کے ہمراہ اسلامی لشکر میں انطاکیہ کی فتح تک شریک رہے۔

(ختم شد)

٭ خلفائے راشدین کے زمانہ میں یہ دستور تھا' کہ مال غنیمت کا پانچواں حصہ دربار خلافت میں بھیجدیا جاتا تھا' جو غرباء پر تقسیم کیا جاتا تھا۔ اور چار حصے اسلامی لشکر میں مجاہدین پر حسب مراتب تقسیم کردیئے جاتے تھے۔

"محمد صادق حسن صدیقی"

٭ تاریخ میں مذکور ہے۔ کہ حضرت ابوعبیدہ نے رافع کے ہمراہ نوسو مسلمانوں کو بعلبک پر متعین کیا تھا۔ یہ لوگ قلعہ کے باہر خیمہ زن ہوگئے تھے' رومی انکے پاس آتے اور خرید و فروخت کیا کرتے تھے' تھوڑے ہی عرصہ میں رومیوں کو کثیر منافع ہوا' اس منافع کو دیکھ کر ہربیس کے منہ میں پانی بھر آیا' اس نے رومیوں کو کلیسا میں جمع کر کے کہا۔ "کہ میں نے زرتاوان کا چہارم حصہ اپنی جیب سے دیا ہے' محض اس لئے کہ اپنی قوم کے جان و مال کو عربوں کے ہاتھوں سے بچاؤں۔ اب تم نے تو عربوں سے تجارت میں منافع حاصل کر کے اپنا نقصان پورا کرلیا۔ لیکن میرا نقصان پورا نہیں ہوا۔" لوگوں نے دریافت کیا۔ پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔ ہربیس نے کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ تجارت پیشہ لوگوں پر ٹیکس قائم کروں۔" چونکہ یہ ٹیکس نیا قائم ہوتا تھا۔ اس لئے عام لوگوں کو ناگوار ہوا' لیکن بعض سنجیدہ لوگوں نے عوام کو سمجھایا "کہ ہربیس ہی کی بدولت ہمارا ملک اور ہمارے جان و مال محفوظ رہے۔ اس لئے ہمیں اس ٹیکس کو برداشت کرنا چاہئے۔ چنانچہ بہت کچھ افہام و تفہیم کے بعد عیسائیوں نے اس ٹیکس کو منظور کرلیا۔ یہ ٹیکس منافع کا دسواں

حصہ مقرر کیا گیا۔ ہر دوکاندار کو روزانہ حساب کیا جاتا تھا اور اس سے عشر وصول کرلیا جاتا تھا۔ چالیس روز تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ چالیس روز ہی میں اس ٹیکس کی رقم کثیر جمع ہوگئی' ہربیس کو طمع دامنگیر ہوئی اس نے پھر لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ عشر کا یعنی منافع کا دسواں حصہ میری رقم کو پورا نہیں کرسکتا۔ اس لئے تم چہارم حصہ دیا کرو۔" یہ بات لوگوں کو سخت ناگوار ہوئی۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے عشر دینا بھی بند کردیا۔ ہربیس نے ان پر سختی کرنی شروع کردی' لوگوں کو غصہ آگیا۔ انہوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ چند معزز رومی رافع کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے قلعہ بعلبک کے اندر قیام کرنے کی استدعا کی رافع نے کہا ہم اپنے سالار اعظم کے حکم کے بغیر . . بعلبک کے قلعہ میں داخل نہیں ہوسکتے' میں تمام کیفیت سے انہیں اطلاع دیتا ہوں' وہ جیسا حکم دیں گے۔ تعمیل کروں گا۔" رومی راضی ہوگئے۔ رافع نے تمام کیفیت سے مفصل طور پر حضرت ابوعبیدہ کو اطلاع دی۔ حضرت ابوعبیدہ نے قلعہ میں رہنے کی اجازت دیدی۔ رافع شاندار طور پر قلعہ میں داخل ہوئے رومیوں نے خلوص دل سے مسلمانوں کا استقبال کیا' اس طرح صلح سے سوا ماہ کے بعد مسلمان بعلبک میں داخل ہوئے۔

(محمد صادق حسین صدیقی سردھنوی)

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem